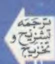
تاریخِ اسلام میں مسئلہ جہاد پر لکھی جانے والی پہلی کتاب

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فقہی مجلس شوریٰ کے رکن محدثِ عظیم مجاہد کبیر امام عبداللہ بن مبارکؒ کی گرانقدر تالیف

کتاب الجہاد



مؤلف حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ



ترجمہ تشریح و تخریج حضرت مولانا مفتی منصور احمد

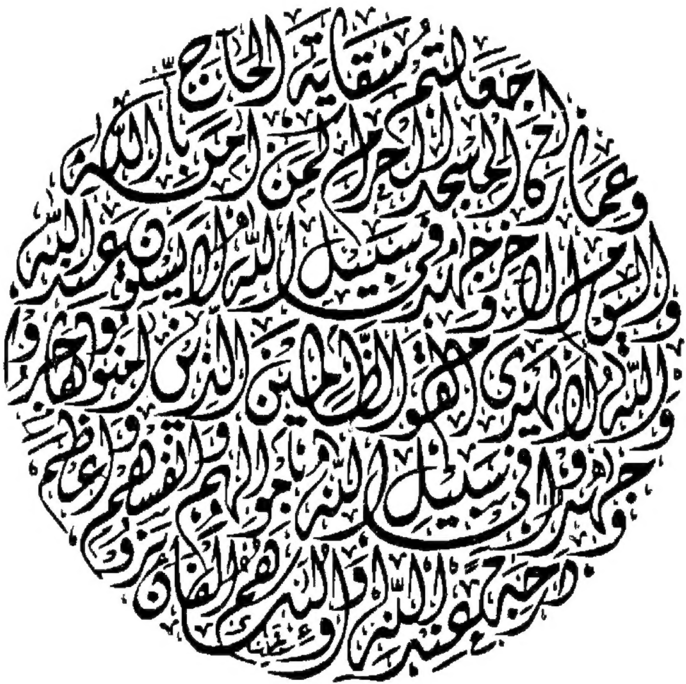
فاضل دار العلوم کراچی • ایم فل علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

ناشر مکتبہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ خانیوال

www.KitaboSunnat.com

كتاب الجهاد

لعبد الله بن المبارك


أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله والله لا يهدي القوم الظالمين الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله بأموالهم وأنفسهم أعظم درجة عند الله وأولئك هم الفائزون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجہاد

لعبد اللہ بن المبارک

مؤلف حضرت امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی منصور احمد

ناشر مکتبہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ خانیوال

پوسٹ بکس نمبر 31 جی پی او خانیوال Mob: 0321-6889358

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ← .... → کتاب الجہاد

مؤلف ← .... → امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تشریح وتخریج ← .... → مفتی منصور احمد

کمپوزنگ، ڈیزائننگ ← .... → القدس ایڈورٹائزنگ کمپنی

تعداد ← .... → 1100

ناشر ← .... → مکتبہ شاہ اسماعیل شہید خانیوال

تاریخ طبع چہارم ← .... → جنوری 2010ء

ملک بھر میں ماہنامہ "ھُدیٰ للنّاس" کے تمام ایجنسی ہولڈر حضرات سے کتاب حاصل کی جاسکتی ہے

ملنے کے پتے

ادارۃ الانور کراچی	مکتبہ حقانیہ اکوڑہ خٹک
مکتبہ فاروقیہ حنفیہ گوجرانوالہ	اشاعت المعارف کراچی
والی کتاب گھر گوجرانوالہ	مکتبہ معارفی فیصل آباد
ادارہ اشاعت الخیر ملتان	... کتب خانہ سرگودھا

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان | صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان | صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

انتساب

اُس عالی مرتبت محبوبِ کائنات نبی ﷺ کے نام

جس کی مبارک زندگی جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر تھی

اور

اس کے جاں نثار اور وفادار اصحاب رضی اللہ عنہم کے نام

جن میں سے کسی ایک کی زندگی بھی نورِ جہاد سے خالی نہ تھی

اور

قندھار کے مردِ حرّی اور اللہ کے دشمنوں سے برسرِپیکار

ہر مجاھد کے نام جن کی قربانیوں اور محنتوں سے میرے جیسے

مصلحت کوش، عافیت پسند اور خوگرامن

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ

کے عملی مظاہر سے محفوظ ہیں۔

عرض ناشر

جہاد، نماز، روزہ کی طرح دین اسلام کا اہم فریضہ ہے، مسلمانوں کو قرآن مجید میں جہاں دوسرے ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی گئی ہے وہاں پانچ سو کے قریب آیات میں جہاد کی فرضیت، اہمیت اور مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ انفال میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

''اے نبی ﷺ مؤمنین کو (دشمنوں کے خلاف) لڑائی کیلئے ابھاریئے'' جس طرح آپ ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے دین کے دوسرے اعمال کی دعوت امت کے ذمہ ہے اسی طرح جہاد کی ترغیب بھی ہم سب کی ذمہ داری ہے، زیر نظر کتاب ''کتاب الجہاد'' جس کے مصنف حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہیں، کتاب اور مصنف کے بارے میں آئندہ صفحات میں آپ تفصیل سے پڑھیں گے، یہاں صرف ایک بات تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ خود میدان جہاد کے شہسوار تھے اور سال کے دوران انہوں نے کئی ماہ صرف جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر رکھے تھے، اس کے ساتھ انہوں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ فکری میدان میں بھی اس محنت کو جاری رکھا جائے، یہ وہ دور تھا جب ہر مسلمان جہاد کی اہمیت سے بخوبی واقف تھا، آج جب ہر طرف جہاد کے خلاف جہاں غیر مسلموں نے طوفان بدتمیزی اٹھا رکھا ہے وہاں سادہ لوح مسلمان بھی ان کے شریک ہو رہیں، اب اس بات کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے کہ مسلمان اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف عملی میدانوں کا رخ کریں بلکہ فکری محنت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے، تاکہ امت میں ایک مرتبہ پھر جہاد کا شوق وجذبہ زندہ ہو جائے۔

کتاب کی اشاعت پر سب سے زیادہ مبارک کے مستحق انتہائی واجب الاحترام بھائی عمر فاروق صاحب ہیں کہ جن کی جہاد کے ساتھ محبت اور لگن کی بدولت ہمارے جیسے ناکارہ لوگوں کے ہاتھوں یہ مشکل کام پایۂ تکمیل تک جا پہنچا، اللہ ڈھیروں جزائے خیر عطا فرمائے برادرم حضرت مفتی منصور احمد

صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو کہ جنہوں نے اس کیلئے شب وروز محنت کی، دلی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کے علم، عمل اور وقت میں برکت عطا فرمائے اور انہیں اس میدان میں مزید ہمت واستقامت کے ساتھ کام کی توفیق عطا فرمائے، سچی بات ہے کہ جہاد کی فکری محنت کیلئے اس وقت امت قحط الرجال کا شکار ہے، ان کے معاون حضرت مولانا محمد فاروق جالندھری صاحب بھی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ کتاب کی تیاری کے بہت سے مراحل میں ان کا کردار نا قابل فراموش ہے، اللہ تعالیٰ ان کی صلاحیتوں میں مزید اضافہ فرمائے۔

آخر میں دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں، پہلی یہ کہ کتاب کی اشاعت میں جہاں بھی آپ کو کوئی خامی نظر آئے تو تحریری طور پر ہمیں آگاہ کریں ادارہ آپ کا بہت مشکور ہوگا، دوسری اور اہم گزارش یہ ہے کہ اس کتاب کا مقصد کتابوں کی دنیا میں ایک نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کتاب کو تجارتی مقاصد کیلئے شائع کیا جارہا ہے، بلکہ اس کتاب کی اشاعت کا واحد مقصد یہی ہے کہ امت، عظمت رفتہ کے جس راستے کو فراموش کر چکی ہے انہیں یہ باور کرایا جائے کہ ہماری فلاح اتباع سنت ﷺ اور اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی میں پوشیدہ ہے، یہ کتاب اسی فکر کی طرف دعوت دے رہی ہے، جو کچھ پڑھیں اللہ رب العزت ہمیں اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

شمس الاسلام صدیقی

خادم مکتبہ شاہ اسماعیل شہید خانیوال

۱۸ شوال المکرم ۱۴۲۸

بمطابق 31 اکتوبر 2007ء

کچھ کتاب کے بارے میں

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے بنیادی طور پر محدث، فقیہ اور مجاہد فی سبیل اللہ حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کی تالیف ہے جس میں موصوف نے جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر آنحضرت ﷺ کے فرمودات (احادیث) اور صحابہ کرام ؓ کے اقوال (آثار) اور تفسیری اقوال کو جمع کیا ہے۔

حضرات علماء کرام اپنی تصنیفات میں اس کتاب کے حوالے تو دیتے تھے لیکن اصل کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی۔ چند سال پیشتر ایک صاحب علم نے جرمنی کے ایک کتب خانہ سے اس کتاب کے قلمی نسخے کے فوٹو لیکر مکہ معظمہ سے اسے شائع کیا۔ علامہ اقبال نے یورپ کی سیاحت کے دوران اسی طرح کی شاندار کتابوں کو وہاں کے کتب خانوں میں دیکھ کر بڑے غم سے کہا تھا۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

(دل سیپارہ، دل کا غم سے تیس (30) ٹکڑے ہونا)

بندہ نے مذکورہ بالا کتاب کا ایک نسخہ مولانا مفتی منصور احمد صاحب آف گوجرانوالہ کو دیا اور کتاب کے ترجمہ کی فرمائش کی۔ اُنہوں نے نہ صرف کتاب کا ترجمہ کیا بلکہ احادیث کی تخریج اور تشریح کا علمی اور تحقیقی کام بھی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور اصل کتاب سے پہلے جہاد کے موضوع پر گرانقدر مقدمے کا بھی اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور کتاب کو مسلمانوں کیلئے نافع بنائے (آمین)

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ تاریخ اسلام کی وہ مایہ ناز اور مبارک ہستی ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگرد، حضرت امام مالک ؒ کے ہم عصر اور حضرت امام بخاری ؒ کے اساتذہ کے اُستاد ہیں۔ موصوف ایک عملی مجاہد تھے۔ اُن کے وطن سے محاذ کا فاصلہ تقریباً 2600 کلومیٹر تھا اتنی طویل مسافت کے باوجود کثرت سے محاذ پر تشریف لے جاتے۔ سفر کا کچھ حصہ پیدل اور کچھ سواری پر طے فرماتے۔ آپ نے بہت سی جنگوں میں بھی شرکت کی۔ جہاد کی محبت آپ ؒ کے رگ و ریشے میں سما چکی تھی، یہ جہاد کی محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے تاریخ اسلام میں جہاد کے موضوع پر سب سے پہلے

باقاعدہ کتاب لکھی جس کا مطالعہ آج بھی دلوں میں شوق جہاد پیدا کردیتا ہے۔آپ کے وہ اشعار بھی جہاد کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو آپ نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو لکھے تھے۔یا عابدالحرمین لو ابصر تنا (پورے اشعار کتاب میں بمعہ ترجمہ موجود ہیں)

حتی کہ آپ کی وفات بھی جہاد سے واپسی کے سفر کے دوران ہوئی۔

قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ (ابوداؤد)

(ترجمہ) جہاد کے بعد جہاد سے واپس آنا جہاد کی مانند ہے۔

اس حدیث کے مطابق آپ کی وفات جہاد میں ہی واقع ہوئی۔اور آپ قرآن حکیم کی اس آیت کی فضیلت کے بھی مصداق بنے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ''اور اگر تم شہید کردیئے گئے اللہ کی راہ میں یا فوت ہو گئے،تو اللہ کی بخشش اور رحمت بہتر ہے،اس سے جس کو وہ جمع کرتے ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت کے دو بڑے مقاصد ہیں۔

۱) حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو کام شریعت میں فرض ہے اُس کی درست ادائیگی کیلئے مسائل سیکھنا بھی فرض ہے۔جو کام سنت ہے اُس کا سیکھنا بھی سنت ہے۔اسی طرح مستحب کا سیکھنا بھی مستحب ہے وغیرہ،آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آج جہاد عالمی سطح پر شروع ہو چکا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ مسلمانوں کیلئے موجودہ مخصوص حالات میں ایک لازمی فریضے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔امام غزالی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا تصریح کے مطابق آج جیسے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دینا ضروری ہے اسی طرح اس کی ادائیگی کا طریقہ سیکھنا بھی ضروری ہے۔اس کتاب کے مطالعے سے مسلمانوں کو جہاد کے ضروری فضائل ومسائل سے آگاہی ہوگی۔ان شاءاللہ

۲) آج مسلمانوں کا ایک بڑا مسئلہ دینی حقیقتوں پر یقین کی کمزوری ہے۔

اقبال نے بھی کہا ہے:

ے اے تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے بدتر ہے بے یقینی

ہمیں اللہ اور رسول ﷺ پر یقین ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی باتوں پر کتنا یقین ہے؟ آج ہم مسلمانوں کی اکثریت کو جہاد سے غافل دیکھ رہے ہیں۔ جہاد میں کمزوری اور غفلت دلیل بلکہ ڈھنڈورہ ہے کہ یقین کمزور ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی باتوں کو بار بار پڑھنے اور سننے سے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت کے فضائل سامنے آئیں گے جہاد کی قدر و قیمت واضح ہوگی۔ جس سے ہمارا دل میدان جنگ میں اُترنے کیلئے بیقرار ہوگا۔ جہاد کا جذبہ دلوں میں پیدا ہوگا۔ کتاب کے مطالعے سے ایمان ویقین میں اضافہ ہوگا۔ جس سے جہاد جیسا دشوار کام آسان ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

آخری گذارش:

حدیث کی اس کتاب کا مطالعہ جتنا ادب، احترام وعظمت سے کریں گے اتنا ہی دینی فائدہ زیادہ ہوگا۔ چونکہ یہ اُس ہستی کی باتیں ہیں جس کے متعلق سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

خاتم الانبیاء کی ذات ہے وہم وگماں سے بلند
خدا کا حسن انتخاب لاجواب

حدیث کا ادب واحترام سے پڑھنا، سننا ہمارے تمام اسلاف کا معمول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

فاروق احمد

17 شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

بمطابق 30 اکتوبر 2007ء

کلمات تقریظ

مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا **عبدالقیوم حقانی** مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة

میری خوش نصیبی ہے کہ کمانڈر عبدالجبار اور مولانا منصور احمد صاحب کی محبت، حسن اعتماد اور کمال عنایت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الجہاد'' (مترجم) کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جو اپنے موضوع پر سب سے پہلی کتاب ہے۔ مولانا منصور احمد کا سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ، دلچسپ بلکہ اپنی مٹھاس کی وجہ سے باعث مطالعہ بھی ہے۔ موجودہ حالات میں کتاب کا ترجمہ و اشاعت بجائے خود ایک عظیم جہاد ہے۔ پھر آغاز میں مولانا منصور احمد کی مفصل تعارفی تحریر ایک لاجواب علمی، ادبی، تاریخی اور تحقیقی علوم و معارف کا حسین مرقع ہے۔ جس کے بعض حصے احقر اپنے مجلّے ''القاسم'' میں بھی شائع کرنا چاہتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ خدا وسائل دے تو اسے القاسم اکیڈمی سے بھی عمدہ ترین زیور طباعت سے آراستہ کر کے شائع کروں۔ میرے نزدیک مولانا منصور احمد کی مساعی اور قلمی کاوشوں کا ہدف عین اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے اور تیر اپنے نشانہ پر بیٹھا ہے۔

یہ تو ان کی تحریری کاوشوں کا آغاز کار ہے جب نقش اول کا یہ عالم ہے تو نقش ثانی و ثالث کتنے کامیاب ہوں گے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ کریم مترجم موصوف کی قلمی کاوشوں میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور پیش نظر کتاب کو موصوف کے روشن مستقبل کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين

پیش لفظ

عالم اسلام میں مسئلہ جہاد پر لکھی جانے والی پہلی کتاب امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی **"کتاب الجهاد"** ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک جلیل القدر مفسر، عظیم الشان محدث، بلند پایہ فقیہ، تارک الدنیا زاہد، بے مثل شاعر وادیب اور صف اول کے مجاہد تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ان کی فقہی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ اور خراسان میں سب سے پہلے تدوین وتصنیف کا سہرا آپ کے سر ہے۔ اور محدثین ونقاد کی تنقیدی نگاہوں سے تاریخ اسلام کی کوئی شخصیت اگر بالکل مامون رہی ہے تو وہ امام عبداللہ بن مبارک ہیں۔ مؤلف کی عظمت کتاب کی رفعت کی غماز ہوتی ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ علمی ان کی "کتاب الجہاد" کے معتبر ومستند ہونے کیلئے کافی ہے۔ اور اپنے موضوع میں سب سے پہلی کتاب ہونے کا اعزاز بھی "کتاب الجہاد" کی اہمیت کو دوچند کر دیتا ہے۔

علمی دائرہ سے ہٹ کر "جہاد" اسلام کے غلبے، نفاذ اور خلافت کا امین ہے۔ اسی سے مسلمانوں کو عزت ووقار نصیب ہوتا ہے اور اسی سے روگردانی آج مسلمانوں کو ذلت ورسوائی کے مناظر دکھا رہی ہے۔ اس بات میں کوئی تردد نہیں ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ، مظلوم ومغلوب مسلمانوں کی آزادی، نظام اسلام کا نفاذ اور مسلمانوں کا اپنی تہذیب وثقافت اور حکومت وسلطنت کے اعتبار سے غلبہ صرف اور صرف جہاد کے مبارک عمل کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس لئے آج مسلمانوں کو اس فریضے کی طرف لانے کی ضرورت پچھلے کسی بھی زمانے سے بہت زیادہ ہے۔ اور "تحریض علی القتال" حکم خداوندی بھی ہے۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل کی نیت سے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی غرض سے "کتاب الجہاد لابن المبارک" جو کہ ایک عرصہ سے نایاب تھی اس کی تدوین وتخریج، اردو ترجمہ، فقہی مسائل کی توضیح، ضروری مقامات پر احادیث کی تشریح کر کے اہل اسلام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ اللہ رب العزت شرف قبولیت سے نوازیں۔

راقم الحروف ایک کم عمر، ناتجربہ کار اور ادنیٰ سا طالب علم ہے جو ابھی تک رسمی تعلیم سے بھی فارغ

نہیں ہوا اس لئے ان کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ اہل علم قارئین سے التجاء ہے کہ وہ اس ناقص سی کاوش میں جو بھی علمی وفنی غلطی یا کمی محسوس فرمائیں تو ان کی نشاندہی میرے لئے نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔

آخر میں ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ان مخدومین ومحسنین کو فراموش کردوں جن کی شفقتیں اور توجہات ہر آن مجھ پر سایہ فگن رہتی ہیں سب سے پہلے تو میں فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں ان کے علوم میں سے حصہ عطا فرمائیں۔ اس کتاب کے مقدمہ اور تشریحی تحریرات میں درج بعض مباحث پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کے بعد میں کمانڈر عمر فاروق صاحب کا سپاس گذار ہوں جنہوں نے اس عظیم خدمت کیلئے میرے جیسے لاابالی شخص کا انتخاب فرمایا اور مسلسل تعاون، سرپرستی اور مفید تجاویز سے نوازتے رہے اور گرانقدر تقریظ بھی عنایت فرمائی۔

مولانا سید عبداللہ شاہ مظہر صاحب کا انتہائی مشکور ہوں جن کی تجاویز مشورے، راہنمائی ہر آن شامل حال رہی۔ اور اپنے محترم مولانا محمد فاروق جالندھری، برادرم رانا فاروق طاہر عمیر، مفتی غضنفر اقبال بٹ کا انتہائی مشکور ہوں جن کے تعاون سے کتاب اس خوبصورت زیور طباعت میں آپ کے ہاتھوں میں پہنچ سکی۔

آخر میں ادیب بے بدل مولانا عبدالقیوم حقانی کے حسن اعتماد اور محبت کو فراموش کرنا ناسپاسی ہوگی اللہ ان سب حضرات کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے (آمین)

فلکم من اللہ اجر جزیل و منی شکر جمیل

منصور احمد (گوجرانوالہ)

کان اللہ لہ ولوالدیہ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين' والصلوة والسلام على سيد المرسلين

وعلى آله وصحبه الطاهرين .

جہاد وقتال دین اسلام کا محکم ترین فریضہ اور حکم ہے اور ثبوت ودلالت کے اعتبار سے ایسے ہی قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت ہے جیسے صوم وصلوۃ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلائل سے ثابت ہیں اسی وجہ سے محقق علماء نے اس کے تارک ومنکر کے بارے میں بے لاگ اور بلا تردد وہی حکم صادر کیا ہے جو صوم و صلوۃ کے منکر وتارک کیلئے ہے۔

قرآن حکیم کی تین مکمل سورتوں پر مشتمل یہ امر الٰہی جو کہ احکام قرآنی کے ایک تہائی سے زائد حصے کو بھی جامع ہے۔اپنی تمام تر قطعیت ومحکمیت کے باوجود مادہ ودنیا کے محبین اور موت سے متنفر طبیعتوں کیلئے ناممکن العمل رہا ہے اور ہے لیکن جان ومال کو بازار شہادت میں جنت ورضائے مالک کے عوض فروخت کر دینے والے بھی ہر زمانے میں ان اوامر الٰہی کو بجالانے میں کبھی متوقف ومتردد نہیں رہے۔

خاک وخون میں غلطیدگی سے تعبیر اس مشکل فریضہ سے عملی انحراف لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ کہنے والے اوران کی روحانی ذریت کرتی ہی رہے گی لیکن اپنے قلب وجگر کو دین الٰہی کیلئے خالص اور صاف کر لینے والے سادہ لوح مسلمان بھی ان کی جہل نما علمی تحقیق سے متاثر ہو کر اس جیسے احکام کو علمی طور پر اس درجہ کا حکم نہیں مانتے جس درجہ کا حکم دلائل و براہین کی روشنی میں یہ ہے اور اسی کے نتیجے میں عملی کوتاہی سامنے آتی ہے۔

جہاد وقتال سے مسلمانوں کی عمومی روگردانی اسی قبیل سے ہے بہر حال محبین ومتنفرین ہر دو طبقے مصروف عمل ہیں، نظر انصاف سے کتاب ربانی کا مطالعہ کرنے والے اور نبی محترم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو مشعل راہ قرار دینے والے یقیناً محبین کی صف میں ہیں، اسی محبت کو فروغ دینے کیلئے "تحريض على القتال " کا عمل جاری ہے اور رہے گا ان شاء اللہ اور قلم وقرطاس سے باقاعدہ کتابی

شکل میں یہ عمل تحریض سب سے پہلے تلمیذ امام اعظم امام عبداللہ بن المبارک ؒ نے کتاب الجہاد لکھ کر ادا کیا اس کے بعد عربی فارسی اور اردو جیسی بے شمار زبانوں میں حکم جہاد کو مخدوم بنا کر لاتعداد کتابیں تصنیف ہوئیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

اس وقت ہمارے پیش نظر امام عبداللہ بن المبارک ؒ کی ''کتاب الجہاد'' ہے۔جس کا اردو ترجمہ،تشریح،فقہی مسائل کی وضاحت،احادیث وآثار کی مستند مراجع ومصادر سے تخریج،عبارات حدیث پر اعراب اور تدوین پر نظر ثانی جیسی چند خدمات کی سعادت ہمارے حصے میں آئی ہے۔فللّٰہ الحمد

کتاب اور مصنف کا تفصیلی تعارف کروانے سے پیشتر مسئلہ جہاد پر چند گزارشات زیب قرطاس کروں گا۔چونکہ اردو میں بھی جہاد کے موضوع پر کئی کتابیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں اس لئے جہاد کی فرضیت واہمیت وغیرہ پر جو باتیں عموماً ہر کتاب میں موجود ہیں ان سے اجتناب کرتے ہوئے اور بے جا تطویل سے بچتے ہوئے انتہائی ایجاز واختصار کے ساتھ چند اہم باتیں نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔

جہاد کی تعریف

''جہاد'' شریعتِ اسلامیہ کی ایک اصطلاح ہے جو کتاب وسنت میں ''قتال'' کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے اس لئے اس کے استعمال واطلاق کے وقت لغوی معنی جہد وکوشش کا لحاظ ہرگز نہ کیا جائے گا اگرچہ اصطلاحی معنی لغوی معنٰی کو متضمن ہے جیسا کہ صوم وصلوٰۃ اور حج اصطلاحات شرعیہ ہیں اب ان کے لغوی معانی قطعاً معتبر نہیں ہیں۔

''جہاد'' کی اس تفسیر اور تعریف کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے کئی سوالات کئے جن میں سے ایک سوال یہ ہے

قَالَ وَمَا الْجِهَادُ؟قَالَ أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَإِذَا لَقِيتَهُمْ [1]

سائل نے پوچھا کہ جہاد کیا ہے تو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد یہ ہے کہ جب تیرا کفار سے سامنا ہو تو ان سے قتال کرے۔

بعض روایات میں "وَلَا تَغُلَّ وَلَا تَجْبُنْ" کے الفاظ زائد ہیں یعنی خیانت و بزدلی کے بغیر جہاد کرو۔ [2]

اسی حدیث کو شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

قَالَ وَمَا الْجِهَادُ؟قَالَ أَنْ تُجَاهِدَ الْكُفَّارَإِذَا لَقِيتَهُمْ [3]

یہاں تعریف میں قتال کی جگہ جہاد کا لفظ ہے جو اس بات کا مزید مؤید ہے کہ جہاد و قتال باہم مترادف ہیں۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی اس موقف کی تصریح کی ہے چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف العبدی المالکی رحمہ اللہ (م ۸۹۷) لکھتے ہیں کہ

أ ن الجهاد إذا اطلق لا يقع الا على مجاهدة الكفار بالسيف. [4]

یعنی جہاد کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد خاص طور پر کفار سے مسلح قتال ہی ہوتا ہے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"وشرعا عبارة عن قتل الكفار خاصة" [5]

یعنی اصطلاح شریعت میں جہاد کفار کو قتل کرنے کا نام ہے۔

علامہ منصور البہوتی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ [6]

بعض فقہاء نے جہاد و قتال میں عموم و خصوص مطلق کی جو نسبت بیان فرمائی ہے وہ اس تعریف کے منافی نہیں کیوں کہ قتال خاص ہے اور جہاد کا ایک فرد ہے اور جہاد کا اطلاق تمام امور جنگ مثلاً دعوت

---

[1] مسند احمد رقم ۱۷۰۲۷، الجامع لمعمر بن راشد رقم ۲۰۱۰۷، مسند عبد بن حمید رقم ۳۰۰، الترغیب والترھیب رقم ۱۹۸۷۔ [2] مسند الحارث رقم ۱۳، التمھید لابن عبد البر ۲۴۷/۹۔
[3] مجموع الفتاوی ۲۶۹/۷ [4] التاج والاکلیل ۳۴۶/۳
[5] المبدع ۳۰۷/۳ [6] الروض المربع ۳/۲

اسلحہ سازی اور ٹریننگ سب پر ہوتا ہے جب کہ قتال خاص حالتِ جنگ کا نام ہے۔

چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ جہاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ

"بذل الوسع في القتال في سبيل الله مباشرة او معاونة بمال أو رأى اوتكثير سواد" [1]

"قتال فی سبیل اللہ میں بالفعل شریک ہونا یا مال ورائے کے ذریعے اور مجاہدین کی تعداد میں اضافہ کی غرض سے قتال میں کوشاں ہونا"۔

بہرحال جہاد قبیل جنگ کا لفظ ہے کسی اور حکم کیلئے اس لفظ کا اطلاق بطور مجاز ہی ممکن ہے۔

جہاد کا حکم

عموماً فقہی کتابوں میں جہاد کے حکم کے متعلق درج ذیل تفصیل ہوتی ہے۔

کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں

(1) جہاد دفاعی (2) جہاد اقدامی

جہاد دفاعی

یعنی کفار مسلمانوں کے کسی علاقے پر حملہ آور ہوں اور مسلمان دفاعی پوزیشن پر ہوں۔ اور جہاد اقدامی یہ ہے کہ مسلمان اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے ساتھ اپنے بلاد میں اطمینان سے زندگی گذار رہے ہوں اور اسلامی افواج کفار کے کسی ملک پر ان کی شوکت و سطوت کے خاتمہ کیلئے حملہ آور ہوں۔

فقہاء اسلام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق دفاعی جہاد فرضِ عین ہے جس میں بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر اور غلام مالک کی اجازت کے بغیر شریک ہوگا۔

یہ اولاً اس علاقہ کے رہنے والوں پر فرض ہوگا جس علاقہ پر کفار نے حملہ کیا ہے اگر وہاں کے مسلمان ان کے مقابلے کیلئے تعداد یا وسائل میں کافی نہ ہو رہے ہوں تو قریبی علاقوں کے مسلمان اس

[1] الدر المختار ۳/۳۸

فرض کے مخاطب بنتے ہیں اور پھر بھی اگر کفار سے نجات حاصل نہ ہو تو ایک وقت میں سارے مسلمان بھی اس فرض عین کی زد میں آ جاتے ہیں۔

جہاد اقدامی

یعنی جب مسلمان کفار کی ہمہ قسم کی ایذاء رسانیوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہوں تب مسلمانوں کا کفار پر حملہ کرنا یہ فرض کفایہ ہے۔ یہ وہ تفصیل ہے جو آپ کو فقہ کی عمومی کتابوں میں دستیاب ہو جائے گی اس لئے اس کے حوالہ جات ذکر نہیں کئے جا رہے۔

(تفصیل کے شائق "المبسوط" للسرخسي، البحر الرائق لابن نجيم، فتح القدير لابن الهمام، الرد المحتار لابن عابدين" کا مطالعہ کریں)

جہاد و قتال چونکہ وہ فریضہ ہے جس سے براہ راست کفار اور دشمنان اسلام متاثر ہوتے ہیں اس لئے ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے ضمیر فروش دانشور اور کفار کی آشیر باد سے مسند حکومت پر براجمان ہونے والے اسلامی ممالک کے حکمران اور تقرب شاہی کے خواہاں اور دولتِ دنیا کے حریص نام نہاد مصلحت کوش علماء اہل اسلام کے دل سے جذبہ جہاد مٹانے کیلئے عجیب قسم کی جہل نما علمی موشگافیاں کرتے رہتے ہیں۔ جہاد سے صریح انکار تو کسی کے بس کی بات نہیں کہ مرزا قادیانی کا حشر ونشر ابھی پرانا نہیں ہوا۔ اس لئے تاویلات اور چور دروازوں سے انکار جہاد کی مہم چلاتے ہیں۔

ان سطور میں ہم جہاد کے بارے میں اس طبقہ کے پھیلائے ہوئے مختلف رویوں کا علمی محاسبہ کریں گے۔ اس سلسلہ میں جہاد فرض کفایہ اور فرض عین کی بحث زبان زد خاص و عام ہے اور اقدامی ودفاعی جہاد کا فلسفہ بھی موضوع گفتگو رہتا ہے۔ ایک طرف تو یہ مغرب زدہ طبقہ جہاد اقدامی کا انکار کرتا نظر آتا ہے اور تاریخ اسلامی کی بے شمار اقدامی جنگوں کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ اپنائے نظر آتا ہے کیوں کہ آدھی دنیا کو اپنی غلامی سے لہولہان کر دینے والے انگریز اور ہیروشیما و ناگاساکی کو کھنڈر بنا دینے والے امن پسند امریکا کو اس میں توسیع پسندی اور دہشت گردی کے جراثیم نظر آتے ہیں، دوسری

طرف جہاد کا عمومی حکم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جہاد "فرض کفایہ" ہے حتی کہ بعض دانشور اور بزعم خود قرآن کو محض اپنی عربی دانی سے سمجھنے کے مدعی کچھ نام نہاد محققین اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے جہاد کو یہ درجہ دینے کیلئے بھی تیار نہیں اور تاویلات کے پردے میں یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ جب کفار غالب آجائیں تو پھر مسلمانوں کیلئے بھی "جائز" ہوجاتا ہے کہ وہ اپنا دفاع کرلیں۔

ذیل میں ہم جہاد کی فرضیت کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ لکھیں گے تاکہ انصاف کی نظر سے دیکھنے والا خود اس بات سے آگاہ ہوجائے کہ شریعت محمدیہ میں جہاد کا صحیح حکم اور مقام کیا ہے۔ جہاد بمعنی قتال فی سبیل اللہ "فرض" ہے اس کو جائز اور افضل عمل کا عنوان دے کر درجۂ فرضیت سے نہیں اتارا جاسکتا کیوں کہ فرض کی تعریف یہ ہے کہ

"ما لزم فعله بدليل قطعي" [1]

یعنی فرض وہ عمل ہوتا ہے جس کا کرنا ضروری ہوتا ہے اور یہ لزوم کسی قطعی دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور جہاد كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ جیسی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ آیات سے ثابت اور مبرہن ہے اس لئے جہاد کی مطلق فرضیت شک وشبہ اور بحث وتحقیق سے بالاتر ہے اسی وجہ سے خاتمۃ المحققین علامہ ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"وليس بتطوع اصلا" [2]

یعنی یہ جہاد کبھی بھی نفل اور تطوع نہیں ہوتا بلکہ فرض ہی ہوتا ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"وقال ابو حنيفة وأبو يوسف و محمد و مالك وسائر فقهاء الأمصار إن الجهاد فرض إلىٰ يوم القيمة. [3]

یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد، امام مالک اور تمام فقہاء

---

[1] البحر الرائق ۳۰۶/۱
[2] الدر المختار ۲۳۸/۳
[3] احکام القرآن للجصاص ۳۱۱/۴

رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ جہاد قیامت تک فرض ہے۔

اور قرآن کریم میں ترک جہاد پر "عذاب الیم" کی وعید بھی اس کی فرضیت پر دال ہے کیوں کہ ترکِ نوافل موجب عذاب نہیں ہوتا۔

جہاد فرض عین و فرض کفایہ

مطلق فرضیت کے بعد جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

سید التابعین داماد ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ ہر حالت میں جہاد کے فرض عین ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"ان الجهاد فرض علی کل مسلم فی عینه أبدًا" [1]

یعنی ہمیشہ کیلئے ہر مسلمان پر متعین طور پر جہاد فرض ہے۔ لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ دفاع میں جہاد فرض عین ہے اور اقدامی جہاد فرض کفایہ۔ یہی حکم حنفیہ' مالکیہ' شافعیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ نے اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ نے اس مذہب پر امت کا اجماع نقل کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"والذی استمر علیه الاجماع أن الجهاد علی کل أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرض کفایة فإذا قام به من قام المسلمین سقط عن الباقین إلا أن ینزل العدو بساحة الإسلام فهو حینئذ فرض عین. [2]

یعنی جس قول پر اجماع ہے وہ یہ ہے کہ جہاد امت محمدیہ پر فرض کفایہ ہے جب مسلمانوں کی اتنی تعداد اس کو ادا کر لے جو کافی ہو تو باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے الا یہ کہ دشمن اسلامی سرزمین پر حملہ آور ہو تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

---

[1] تفسیر قرطبی ۳/۳۸ [2] قرطبی ۳/۳۸

قاضی عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی اس قول پر اجماع نقل کیا ہے۔ [1]

بعض فقہاء رحمہم اللہ فرض کفایہ کی تقدیم کی بجائے علی التساوی دفاع واقدام دونوں حالتوں کیلئے فرض عین اور فرض کفایہ دو الگ حکم ذکر کرتے ہیں۔ [2]

فرض کفایہ کے مخاطب

''فرض کفایہ'' میں خطاب شریعت فرض عین کی طرح ہر مکلّف کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن اس فرض کو پورا کرنے کیلئے جس تعداد کی ضرورت ہو وہ اسے ادا کرے تو باقیوں کے ذمے سے بھی یہ فرض ساقط ہو جائے گا یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ فرض ہر مسلمان پر ہے لیکن مقدار کافی کے ادا کرنے سے باقیوں کے حق میں یہ ساقط ہو گیا۔

چنانچہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فالخطاب فی ابتدائه يتناول الجميع كفرض الأعيان ثم يختلفان في أن فرض الكفاية يسقط بفعل بعض الناس له و فرض الأعيان لا يسقط عن أحد بفعل غيره." [3]

یعنی فرض کفایہ میں خطاب ابتداءً فرض عین کی طرح تمام مسلمانوں کو شامل ہے پھر اس بات میں مختلف ہیں کہ فرض کفایہ بعض کی ادائیگی سے دوسروں کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور فرض عین کسی دوسرے کے فعل سے ساقط نہیں ہوتا۔

خطیب شربینی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ

"وتعبيره بالسقوط ظاهر في أن فرض الكفاية يتعلق بالجميع و هو الصحيح عندنا لأصوليين". [4]

---

[1] مغنی المحتاج للخطیب الشربینی ۴/۲۰۹

[2] شرح زید بن ارسلان ۳۰۵، مغنی المحتاج للخطیب شربینی ۴/۲۰۹

[3] المغنی ۹/۱۶۴ [4] مغنی المحتاج ۴/۲۰۹

یعنی فقہاء کا جہاد کے فرض کفایہ ہونے کو بعض کافی مسلمانوں کی ادائیگی پر باقیوں کے ذمے سے سقوط کی تعبیر اختیار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ فرض کفایہ کے مخاطب تمام مسلمان ہیں اور اصولیین کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے۔

علامہ محمد بن محمد بن امیر الحاج رحمہ اللہ (م ۸۷۹ ھ) لکھتے ہیں کہ

"وان كان في الأصل فرض عين لأنه شرع لا علاء الدين وهو فرض على كل مسلم ثم صار فرض كفاية لكون المقصود وهو كسر شوكة المشركين ودفع اذاهم عن المسلمين يحصل بالبعض".[1]

یعنی اگرچہ جہاد اصل میں فرض عین تھا کیونکہ یہ دین کی سر بلندی کیلئے شروع ہوا ہے اور دین کو سر بلند کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن پھر یہ فرض کفایہ ہو گیا کیونکہ مقصود جہاد کفار کی شوکت کا خاتمہ اور ان کی ایذاء رسانیوں سے مسلمانوں کا تحفظ ہے اور یہ تھوڑے لوگوں سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

جہاد کے فرض کفایہ ہونے کا مطلب

جہاد جب اقدامی ہو تو فرض کفایہ ہے فرض کفایہ کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ "بعض" کے ادا کر لینے سے تمام مسلمانوں کے ذمے سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا یہ مفہوم نامکمل ہے کیوں کہ فرض کفایہ کی ادائیگی میں یہ ضروری ہے کہ وہ "بعض" اس وقت کی ضرورت کیلئے کافی ہوں مثلاً اگر ایک جہادی مہم میں دس ہزار مجاہدین کی ضرورت ہے تو اس سے کم مقدار قاعدین کیلئے سقوطِ فرض کا

---

[1] کتاب التقریر والتحبیر ۲/ ۱۴۰

باعث نہیں بنے گی۔

اور اس بات کی تصریح بھی فقہاء رحمہم اللہ نے کی ہے کہ اگر مقدار کافی فرض کفایہ کو ادا کرنے کے لئے نہیں آئی تو ساری امت گناہ گار ہوگی کیوں کہ مخاطب امر ہونے میں سارے شریک ہیں

چنانچہ علامہ ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فإن قام بفرض الجهاد من فيه كفاية وغنى فقد عاد فرض الجهاد الى حكم الكفايه" [1]

"جب اتنے لوگ جہاد میں شریک ہو گئے جو کفایت پر قادر ہیں تو حکم جہاد پھر فرض کفایہ کی طرف لوٹ آئے گا"

یعنی کفایت بہر حال ضروری ہے فرض عین ہو جانے کی صورت میں بھی جب ایک جماعت کفایت کر جائے تو باقی کے حق میں حکم دوبارہ فرض کفایہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

فقیہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

معنى فرض الكفاية الذى إن لم يقم به من يكفي أثم الناس كلهم وإن قام به من يكفي سقط عن سائر الناس [2]

یعنی جہاد کے فرض کفایہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت کے مطابق لوگ اس میں شریک نہ ہوئے تو تمام لوگ گناہ گار ہوں گے اور اگر کافی لوگوں نے اس فرض کو ادا کر لیا تو باقیوں کے ذمہ سے بھی ساقط ہو جائے گا۔

---

[1] احکام القرآن ۳۱۹/۴

[2] المغنی ۱۶۲/۹

فرض کفایہ ادا ہونے کی صورت

فقہاء، علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ جہاد فرض کفایہ کی ادائیگی دو صورتوں میں ممکن ہے۔

(1) دارالاسلام کی سرحدات پر ایک معتد بہ تعداد میں افواج جو کفار کے مقابلہ کیلئے کافی ہوں کو متعین کیا جائے اور قلعوں اور خندقوں وغیرہ کے ذریعے سرحدات کو محفوظ کیا جائے اور سرحد پر امیر کا تعین کیا جائے یہ "رباط" ہے جو جہاد کا حصہ ہے۔

(2) امام المسلمین یا اس کا متعین کردہ امیر لشکر کے ہمراہ کفار کے علاقے پر حملہ آور ہو۔

چنانچہ امام ابوبکر دمیاطی شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"وتحصل الكفاية بأن يشحن الامام الثغور بمكافئين للكفار مع احكام الحصون والخنادق وتقليد الأمرأوبأن يدخل الإمام أو نائبه دار الكفر بالجيوش لقتالهم". [1]

فرض کفایہ کی ادائیگی کی اقل مقدار

تقریباً تمام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ جہاد فرض کفایہ کے ادا ہونے کی اقل مقدار یہ ہے کہ سال میں ایک دفعہ ضرور کفار کے علاقوں پر لشکر کشی کی جائے۔ یہ کم از کم مقدار ہے اس سے زائد مقام فضیلت ہے۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فيجب على الامام أن يبعث سرية الى دار الحرب كل سنة مرة أو مرتين" [2]

---

[1] اعانۃ الطالبین ۴/۱۸۰، وکذا فی روضۃ الطالبین ۱۰/۲۰۸، وفتح الوہاب ۲/۲۹۶

[2] الرد المحتار ۳/۲۳۹

یعنی امام المسلمین کیلئے ضروری ہے کہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ ایک لشکر دارالحرب پر حملہ کیلئے روانہ کرے۔

ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"وأقل ما يفعل مرة في كل عام". [1]

کہ جہاد فرض کفایہ کی اقل مقدار ہر سال میں ایک مرتبہ ہے۔

ابوبکر دمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"ولو فعل في كل عام مرة فانه يكفي والمرة في الجهاد هي أقله". [2]

اگر ہر سال میں ایک مرتبہ جہاد کرلیا تو یہ کافی ہے اور سال میں ایک دفعہ جہاد یہ اقل مقدار ہے۔

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"وتتأدى الكفاية بفعله في السنة مرة عندا الجمهور لأن الجزية بدل عنه وإنمايجب في السنة مرة اتفاقا فيه لها كذلك". [3]

یعنی جمہور علماء کے نزدیک جہاد فرض کفایہ سال میں ایک دفعہ ادا کرنے سے ادا ہوگا کیونکہ جزیہ اس کا بدل ہے اور وہ بالاتفاق سال میں ایک دفعہ واجب ہوتا ہے تو اس کا مبدل یعنی جہاد بھی سال میں ایک دفعہ ضروری ہے۔

احمد بن غنیم مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۲۵) لکھتے ہیں کہ

---

[1] المغنی ۹/۱۶۴ [2] اعانۃ الطالبین ۴/۱۸۰ [3] شرح زرقانی ۳/۳

"الجهاد فرض كفاية في كل سنة". [1]

یعنی جہاد ہر سال میں فرض کفایہ ہے۔

سال میں ایک دفعہ جہاد کے ضروری ہونے کے دلائل

ماقبل میں فقہاء رحمہم اللہ کے تمام مدارسِ فکر کے مستند حوالہ جات سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جہاد فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ تمام عالم اسلام کفر کی شورشوں کے خطرات سے بھی محفوظ و مامون ہو اور اسلامی لشکر کفار کے کسی ملک پر حملہ آور ہو اور دارالکفر پر یہ حملہ ہر سال میں کم از کم ایک دفعہ ضرور ہو۔ ذیل میں ہم اس اقل مقدار کی تعیین کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ایک دلیل تو ماقبل میں علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے کہ جزیہ جہاد کا بدل ہے اور جزیہ بالاتفاق سال میں ایک دفعہ ضروری ہوتا ہے اسلئے جزیہ کا مبدل یعنی جہاد بھی سال میں ایک دفعہ ضروری ہے اور یہی دلیل اکثر فقہاء اور شراح حدیث رحمہم اللہ نے نقل کی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"ويتأدى فرض بفعله في السنة عند الجمهور و من حجتهم أن الجزية تجب بدلا عنه ولا تجب في السنة أكثر من مرة اتفاقا فليكن بدلها كذلك." [2]

علامہ ابن قدامہ مقدسی الحنبلی رحمہ اللہ نے بھی یہی دلیل ذکر کی ہے۔ [3]

(۲) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اس موقف کی دلیل ہے

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ [4]

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں۔

---

[1] الفواکہ الدوانی ۱/۳۹۸ [2] فتح الباری ۶/۳۸ [3] اعانۃ الطالبین ۴/۱۸۰
[4] توبہ ۱۲۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جلیل القدر تابعی امام مجاہد رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جہاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [1]

(۳) جہاد کی فرضیت کے بعد آنجناب ﷺ نے کوئی سال بھی جہاد کے بغیر خالی نہیں گزارا جو اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے سال میں کم از کم ایک دفعہ جہاد کی ادائیگی ضروری ہے۔ [2]

(۴) فرائض میں تکرار ہوتا ہے اور عبادت کے متکرر ہونے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ وہ سال میں ایک دفعہ ہو جیسا کہ زکوۃ اور صوم رمضان۔ ایسے ہی جہاد بھی سال میں ایک دفعہ بہر حال ضروری ہے۔ [3]

دوسرا نظریہ

جہاد فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے سال میں ایک دفعہ لشکر اسلام کا دار الحرب پر حملہ کرنا ضروری ہے اکابر و مشائخ رحمہم اللہ کی ایک بڑی تعداد نے اس مؤقف کو اختیار کیا ہے اور تقریباً تمام فقہاء رحمہم اللہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ایک مرتبہ سے زائد لشکر کشی افضل اور اعلی ہے لیکن ایک دوسرا مؤقف بھی اس مسئلہ میں قرین قیاس اور قابل توجہ ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"وقیل یجب کلما أمکن وھو قوی والذی یظھر أنه استمر علی ما کان علیه فی زمن النبی ﷺ إلیٰ أن تکاملت فتوح معظم البلاد وانتشر الاسلام فی اقطار الأرض." [4]

یعنی بعض مشائخ رحمہم اللہ یہ کہتے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ تب ادا ہوگا جب کہ قوت وطاقت کی موجودگی میں ہر ممکن وقت میں جہاد کیا جائے

---

[1] تفسیر قرطبی ۲۹۹/۸، مغنی المحتاج ۲۰۹/۴
[2] فتح الوہاب ۲۹۶/۲، مغنی المحتاج ۲۰۹/۴
[3] مغنی المحتاج ۲۰۹/۴
[4] فتح الباری ۳۸/۶

کیونکہ عہد نبوی میں فرضیت کے بعد جہاد کا عمل جاری ہی رہا تاوقتیکہ بڑے بڑے شہر مفتوح ہو گئے اور اسلام زمین کے اطراف واکناف میں پھیل گیا۔

علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ بھی یہی بات لکھتے ہیں۔ [1]

بعض حضرات نے اسی نظریے کو ضرورت وحاجت کے ساتھ مقید کیا ہے۔ چنانچہ ابن قدامہ رحمہ اللہ "المغنی" میں لکھتے ہیں کہ

"وإن دعت الحاجة الى القتال فی عام أكثر من مرة وجب ذلک لأنه فرض كفاية فوجب منه مادعت الحاجة إليه". [2]

یعنی اگر سال میں ایک دفعہ سے زائد بھی قتال کی ضرورت پیش آئے تو یہ بھی واجب ہوگا کیونکہ قتال فرض کفایہ ہے اسلئے جب بھی ضرورت پیش آئے گی یہ ضروری ہو جائے گا۔

یعنی ہر سال میں ایک دفعہ تو فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے ضروری ہے اور حاجت کے وقت ایک سے زائد مرتبہ بھی فرض ہے۔

ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے یہی بات "الکافی" میں بھی کہی ہے کہ

"وإن دعت الحاجة فی العام اكثر من مرة وجب لأنه فرض كفايه فكان علىٰ حسب الحاجة. [3]

سال میں ایک دفعہ سے زائد بھی بوقت ضرورت جہاد فرض ہے۔

ابو اسحاق شیرازی شافعی رحمہ اللہ فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے سال میں ایک دفعہ جہادی لشکر کے دار

---

[1] شرح زرقانی ۳/۳
[2] المغنی ۹/۱۶۴
[3] الکافی فی فقہ ابن حنبل ۴/۲۵۴

الحرب پرحملہ آور ہونے کوضروری قرار دینے کے بعد رقمطراز ہیں کہ

"لأن من تعطيله فى اكثر من سنة يطمع العدو فى المسلمين فإن دعت الحاجة فى السنة الى اكثر من مرة وجب." [1]

یعنی ہر سال میں کم از کم ایک دفعہ کفار پر حملہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر جہاد کو ایک سال سے زائد عرصہ تک چھوڑ دیا جائے تو کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی طمع کریں گے پس اگر سال میں ایک دفعہ سے زائد بھی جہاد کی ضرورت پیش آئے تو یہ فرض ہے۔

ابو عبدالمعطی الشافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"هو فرض كفاية كل عام اذا كان الكفار ببلادهم وأقله مرة فى كل سنة فاذا زاد فهو أفضل مالم تدع حاجة الى أكثر من مرة وإلا وجب" [2]

یعنی جہاد فی سبیل اللہ ہر سال فرض کفایہ ہے جب کہ کفار اپنے شہروں میں ہوں (یعنی کسی مسلمان علاقے پر حملہ آور نہ ہوں) اور ایک سے زائد دفعہ افضل ہے جب تک زائد کی حاجت پیش نہ آئے اور حاجت کے وقت ایک سے زائد دفعہ بھی حسب حاجت فرض ہے۔

قول فیصل

ماقبل کی تفصیل سے صراحتہً ثابت ہوگیا کہ جہاد فرض کفایہ کی ادائیگی کیلئے کفار کے علاقوں پر سال میں ایک دفعہ حملہ کرنا اجماع واتفاق سے ضروری ہے بوقت ضرورت وحاجت ایک سے زائد مرتبہ بھی

---

۱ - المهذب ۲/۲۲۷ ۲ - نهاية الزين ۱/۳۵۹

فرض ہے اور بعض مشائخ وفقہاء ؒ کے نزدیک قوت واستطاعت کی موجودگی میں ہر ممکن وقت جہاد کرنا فرض کفایہ میں داخل ہے۔ان دونظریات (جو اگرچہ اتنے متقابل اور مختلف بھی نہیں ہیں) میں محاکمہ کی غرض سے ہم علامہ نووی ؒ کا قول پیش کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"ولا يجوز اخلاء سنة عن جهاد إلا لضرورة ......وقال الإمام المختار عندى فى هذا مسلك الأ صوليين فإنهم قالوا الجهاد دعوة قهرية فيجب إقامته بحسب الإمكان حتى لا يبقى إلامسلم أومسالم ولا يختص بمرة فى السنة ولا يعطل اذا أمكنت الزيادة وما ذكره الفقهاء حملوه على العادة الغالبة وهى أن الأموال والعدد لا تتأتى لتجهيز الجنود فى السنة أكثر من مرة." [1]

یعنی بغیر جہاد کے کوئی سال خالی گزار دینا جائز نہیں ہے ہاں کوئی ضرورت شرعیہ ہو تو جائز ہے (مثلاً ان کے اسلام کی غالب توقع ہو یا مرکز سے مددو کمک کا انتظار ہو وغیرہ)۔امام الحرمین جوینی ؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اصولیین کا مذہب زیادہ صحیح ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہاد ایک دعوت قہریہ ہے جس کو حتی الامکان قائم کرنا فرض ہے یہاں تک دنیا میں مسلمان یا جزیہ دینے والوں کے سوا کوئی باقی نہ رہے لہذا یہ سال میں ایک دفعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور جب ایک سے زائد دفعہ جہاد ممکن ہو تو اس سے اعراض بھی نہ کیا جائے اور فقہاء کرام ؒ نے جو سال میں ایک دفعہ کی قید

[1] روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین ۲۰۹/۱۰

لگائی ہے وہ عام عادت پر محمول ہے کیوں کہ عام طور پر سال میں ایک
مرتبہ سے زائد اموال اور مطلوبہ تعداد مہیا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

فقہاء ومشائخ رحمہم اللہ کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ سے سبکدوشی بھی اس وقت ہوگی جب ہر ممکن وقت میں اس کو بجالایا جائے۔

ایک اہم سوال:

آج جہاد کا کیا حکم ہے؟ اس سوال پر نظر تو ہم چند سطور کے بعد ڈالتے ہیں اس مقام کی مناسبت سے ایک اہم سوال کا جائزہ زیب قرطاس کیا جاتا ہے سوال یہ ہے کہ فرض کفایہ ہونے کی صورت میں جہاد کی ادائیگی میں مذکورہ شرائط پوری کر کے ایک دفعہ جہاد میں شریک ہو جانے سے کیا جہاد پوری زندگی کیلئے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے؟ فرض کفایہ کا مفہوم جو ہمارے ارد گرد عام پھیلا ہوا ہے اور جہادی مزاج کے مفقود ہونے کی عام وباء جو ہمارے ماحول کا خاصہ ہے اس میں تو ذہن وفکر اسی طرف جاتے ہیں کہ ایک دفعہ شریک جہاد ہونے سے جہاد ذمہ سے ساقط ہو جانا چاہیے۔ لیکن اگر انصاف اور اعتدال کی نظر سے دیکھیں تو جواب نفی میں ہے اور دلائل اس کے خلاف ہیں۔

کیونکہ جہاد تو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے شروع ہوا ہے اور وہ ہر وقت ہر مسلمان پر فرض ہے اور فرض عین کی صورت میں تو جہاد کا حکم یقیناً دوبارہ لوٹ کر آئے گا اور ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض کفایہ ہونے کی صورت میں بھی پوری امت کے ذمہ سے سقوط کیلئے ضروری ہے کہ مطلوبہ تعداد میں مجاہدین ہر سال کم از کم ایک بار دارالاسلام سے باہر نکل کر کفار کے علاقے پر حملہ آور ہوں۔

اسی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک سال میں مکمل شرائط کے ساتھ جہاد فرض کفایہ ادا ہو جانے کی صورت میں صرف اسی سال کیلئے پوری امت کے ذمہ سے ساقط ہوتا ہے لیکن اس کے بعد اگر پورا سال بغیر جہاد کے گزر گیا اور اس میں کوئی شرعی ضرورت بھی نہ تھی تو تمام مسلمان اس فرض کے تارک ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہونگے اور گزشتہ سالوں میں شریک جہاد رہنے والے مجاہدین بھی اس ترک

فریضہ کے گناہ میں شریک ہوں گے۔ کیونکہ ہر سال مطلوبہ تعداد میں مجاہدین کا کفار پر حملہ کرنا فرض کفایہ کی تکمیل میں داخل ہے۔ اور یہ بات میری اختراع نہیں بلکہ فقہاء ؒ نے اس کی تصریح کی ہے چنانچہ خاتمۃ المحققین علامہ ابن عابدین شامی ؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الردالمختار" (جو کہ فتاوی شامیہ کے نام سے معروف ہے) میں لکھتے ہیں کہ

"انه يجب على الإمام في كل سنة مرة أو مرتين وحينئذ فلا يكفي فعله في سنة عن سنة أخرى". [1]

کہ امیر کیلئے ضروری ہے کہ ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ لشکر روانہ کرے لہذا اس کا ایک سال کا جہاد دوسرے سال کیلئے کافی نہ ہوگا۔

جہاد کو فرض کفایہ کہہ کر دامنِ امن میں پناہ گزیں ہونے والے مصلحت پسندان حقائق ودلائل کی روشنی میں اپنے عمل اور رویہ کا از سر نو جائزہ لیں کہ کہیں ہم اللہ کے ایک محکم فریضہ کے تارک تو نہیں بن رہے؟؟؟

جہاد کے فرض عین ہونے کی صورتیں

(۱) تمام مذاہب فقہاء ؒ میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ کفار جب کسی مسلمان علاقے پر حملہ کر دیں تو اس شہر کے مکینوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کافی نہ ہوں یا سستی کا مظاہرہ کریں تو "الاقرب فالاقرب" کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

(2) امام المسلمین کسی مہم کیلئے نفیر عام کا اعلان کرے یا خاص کسی گروہ یا فرد کو جہاد کیلئے متعین کرے تو مخاطب پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

(3) میدانِ جنگ میں موجود ہر مسلمان پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اگر چہ وہ جنگ کی نیت سے نہ گیا ہو۔ کیونکہ فرض کفایہ بھی شروع کر دینے سے فرض عین ہو جاتا ہے۔ [2]

(4) جہاد کی نذر ماننے پر بھی اگر وہ نذر پوری ہو جائے تو ناذر پر جہاد بطور فرض عین متعین ہو جاتا ہے۔ [3]

[1] الردالمختار ۳/۲۲۰ [2] (تفصیل کیلئے شامی، المغنی ۹/۱۶۳، البحر الرائق کا مطالعہ کریں) [3] (الفواکہ الدوانی ۱/۳۹۶)

جہاد کے فرض عین ہونے کا صحیح وقت

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"ومعلوم في اعتقاد جميع المسلمين أنه إذا خاف أهل الثغور من العدو ولم تكن فيهم مقاومة فخافوا على بلادهم وأنفسهم وذراريهم أن الفرض على كافة الأمة أن ينفر إليهم من يكف عاديتهم عن المسلمين وهذا لا خلاف فيه بين الأمة إذ ليس من قول احد من المسلمين اباحة القعود عنهم حتى يستبيحوا دماء المسلمين وسبى ذراريهم" [1]

اور تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اگر دار الاسلام کی سرحدات کے باشندے دشمن سے خوف زدہ ہوں اور دشمن کے مقابلہ کی بھی ان میں طاقت نہیں ہے اور انہیں خوف ہے کہ دشمن ان کے شہروں جانوروں اور بچوں پر حملہ آور ہو جائے گا تو پوری امت پر یہ بات فرض ہے کہ ان کی مدد کیلئے اتنے لوگ نکلیں جو دشمن سے دفاع کیلئے کافی ہوں اور یہ ایسی بات ہے کہ پوری امت میں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں اس لیے کہ اس وقت کسی بھی مسلمان کا یہ قول نہیں کہ ان کی مدد سے کنارہ کشی حلال ہے تا کہ کفار مسلمانوں کے خون اور ان کے بچوں کو قید کرنا حلال سمجھنے لگیں۔

[1] (احکام القرآن ۳۱۲/۴)

جہاد کے فرض کفایہ ہونے کے دلائل:

فقہاء رحمہم اللہ نے جہاد کے فرض کفایہ ہونے پر مسلمہ طور پر جن دلائل سے استدلال کیا ہے وہ دو ہیں۔

(۱) ارشاد ربانی ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ
أَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَ
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا [1]

بغیر عذر کے جہاد سے بیٹھنے والے اور اپنے جان و مال کے
ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے اور جان
ومال کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالی نے قاعدین پر ایک
درجہ فضیلت دی ہے اور ہر ایک کے ساتھ حسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ فرمایا
ہے اور مجاہدین کو قاعدین پر بہت زیادہ رتبہ وفضیلت عطا فرمایا ہے۔

اگر جہاد فرض عین ہوتا تو بلا عذر تارک گنہگار اور فاسق ہوتا اس کے ساتھ حسنیٰ کا وعدہ نہ کیا جاتا کیونکہ ماجور وفاسق کے مابین فضیلت کا تقابل محال ہے اس لئے جہاد فرض کفایہ ہے۔ تقریباً تمام حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے اسی آیت سے استدلال کر کے جہاد کو فرض کفایہ کہا ہے۔

(۲) دوسری دلیل جس سے عام طور پر فقہاء رحمہم اللہ نے استدلال کیا ہے وہ عقلی ہے کہ اگر جہاد کو فرض عین قرار دیں تو اس صورت میں زندگی معطل ہو جائی گی اس لئے جہاد کے فرض کفایہ ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

---

[1] سورۃ النساء ۹۵

جہاد کے فرض عین ہونے کے دلائل

قرآن کریم کی صریح آیات

(۱) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ [۱]

تم پر قتال فرض ہے

(۲) وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ [۲]

اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

جہاد کے فرض عین ہونے کی دلیلیں ہیں۔

اس لئے کہ ثبوت و دلالت میں یہ آیات قطعی اور وضوحِ معانی میں محکم ہیں اور ثبوت فرضیت کیلئے دلیل و حجت کے مطلوبہ معیار پر یہ دلائل بالکل پورے اترتے ہیں اسی درجہ کے دلائل سے نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو فرض عین سمجھا گیا ہے۔

چنانچہ محمد بن عبدالواحد السیواسی حنفی رحمہ اللہ (م ۶۸۱) لکھتے ہیں کہ

"وذهب ابن المسيب إلى أنه فرض عين تمسكا بعين الأدلة المذكورة إذ بمثلها يثبت فروض الأعيان". [۳]

یعنی سعید بن المسیب رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ جہاد فرض عین ہے اور ان کا استدلال آیاتِ قرآنی کے عین سے ہے اس لئے کہ ان جیسی دلیلوں سے فرض عین ثابت ہو جاتا ہے۔

---

[۱] البقرة ۲۱۶

[۲] التوبہ ۴۱

[۳] شرح فتح القدیر ۵/۴۳۹

دلائل کا تجزیہ

علامہ سیواسی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"ولا يخفى أن لزوم ما ذكر انما يثبت اذا لزم في كونه فرض عين أن يخرج الكل من الأمصار دفعة واحدة و ليس ذلك لازمابل يكون كالحج على الكل ولا يخرج الكل بل يلزم كل واحد ان يخرج ففي مرة طائفة وفي مرة طائفة أخرى وهكذا وهذا لا يستلزم تعطيل المعاش". [1]

"یعنی معاش کا معطل ہونا اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب کہ فرض عین میں یہ ضروری ہو کہ تمام لوگ ایک ہی وقت میں شہروں سے باہر نکل پڑیں جب کہ یہ تو لازم نہیں ہے بلکہ جہاد تو حج کی طرح فرض عین ہے لیکن سارے مسلمان بیک وقت نہیں نکلتے۔ بلکہ لازم یہ ہے کہ ایک گروہ ایک مرتبہ نکلے اور دوسری مرتبہ دوسرا گروہ اور یہ فریضہ تو تعطیل معاش کو مستلزم نہیں"۔

یعنی جہاد اس طرح فرض عین نہیں کہ تمام لوگ بیک وقت گھروں سے نکل پڑیں بلکہ یہ حج کی طرح فرض عین ہے لہذا یہ اشکال تو باقی رہ ہی نہیں سکتا کہ تعطیل معاش اور افساد محض لازم آئے گا۔

علامہ سیواسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فالمعول عليه في ذلك نص لا يستوى القاعدون" [2]

---

[1] شرح فتح القدیر ۴۳۹/۵ [2] شرح فتح القدیر ۴۳۹/۵

یعنی جہاد کے فرض عین ہونے کے مذکورہ مفہوم پر آیت کو بھی

محمول کیا جائے گا۔

یعنی جہاد تو فرض عین ہے لیکن حج کی طرح فرض عین ہے اسلیئے جو گروہ مصروف جہاد ہے اور جو گروہ گھر میں ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اور انہیں دونوں کے مابین تقابل فضیلت ہے۔ اب یہ آیت بھی فرض عین ہونے کے منافی نہیں رہی۔ اور عام فقہاء رحمہم اللہ بھی کفار کی غارتگری کے وقت یا نفیر عام کے وقت جب جہاد کو فرض عین کہتے ہیں تو اسی مفہوم میں کہتے ہیں کیونکہ تمام مسلمانوں کو بالفعل جہاد میں شریک ہو جانا تو خود تصور جہاد کے بھی مناسب نہیں کہ مجاہدین کی ضروریات کی تکمیل کیلئے کچھ کو تو پیچھے رہنا ہی پڑے گا۔

تو حاصل یہ نکلا کہ جہاد فرض عین ہونے کے مؤقف پر دلیل و حجت کے اعتبار سے کوئی مضبوط اشکال نہیں ہے اور اگر بغور دیکھا جائے تو فقہاء کرام اور ائمہ رحمہم اللہ نے جہاد کے فرض کفایہ کی ادائیگی کی تکمیل کیلئے جن شرائط اور امور کو ضروری قرار دیا ہے ان کی موجودگی کے وقت دونوں مؤقفوں میں لفظی فرق باقی رہ جاتا ہے کیونکہ اکثر مواقع میں تو وہ حضرات بھی فرض عین کا موقف اختیار کرتے ہیں اور وہ مواقع تو فرض عین ہونے میں بالتصریح اتفاقی اور اجماعی ہیں اور باقی مواقع میں فرض عین کے قائلین کا حج کی طرح فرض ہونے کا قائل ہونا اور فرض کفایہ کے قائلین کا سال میں کم از کم ایک دفعہ کی قید بلکہ قوت کی موجودگی میں ہر ممکن وقت میں فرض کفایہ کا قائل ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ اختلاف لفظی ہے حقیقت کے اعتبار سے دونوں مؤقف ایک ہی نتیجہ پر منتج ہوتے ہیں۔

جہاد کے حکم کے بارے میں تحقیقی فیصلہ

غالباً اسی نتیجہ پر پہنچنے کے بعد ہی علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ

"والتحقيق ايضا أن جنس جهاد الكفار متعين على كل مسلم إما بيده وإما بلسانه وإما بماله وإما بقلبه". [1]

---

[1] فتح الباری ۳۸/۶

یعنی تحقیق بات یہ ہے کہ جنس جہادِ مع الکفار ہر مسلمان کیلئے
فرض عین ہے یا تو ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے یا مال کے ساتھ یا زبان
ودل کے ساتھ۔

بالکل یہی بات زرقانی رحمہ اللہ نے شرح موطا میں اور شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الأوطار میں لکھی ہے۔ [1]
علامہ ابن القیم جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"والتحقيق أن جنس الجهاد فرض عين إما بالقلب
وإما باللسان وإما باليد فعلى كل مسلم أن يجاهد بنوع
من هذه الأنواع" [2]

"یعنی تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد فرض عین ہے ہاتھ، زبان اور دل
کے ساتھ تو ہر مسلمان کے اوپر فرض ہے کہ وہ ان انواع میں سے کسی
میں ہر وقت مصروفِ جہاد رہے"۔

بہر حال چونکہ جہاد کی جنس کا فردِ مقصود اور کامل "جہاد بالسیف" ہے اس لئے ہر وقت مطلوبہ معتد بہ
تعداد اس میں مصروف ہو اور باقی مسلمان مال اور دیگر ذرائع سے ان کے ساتھ تعاون کر کے شریک
جہاد ہوں تو جنس جہاد کی ادائیگی سے تمام مسلمان سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

جہاد بالمال کا حکم

فضیلت تو کتب فضائل اور کتب حدیث میں تفصیل سے موجود ہے یہاں جہاد بالمال
کے حکم فقہی کے متعلق چند معروضات درج کی جاتی ہیں۔
حافظ ابن القیم جوزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں

[1] شرح زرقانی ۳/۳، نیل الأوطار ۸/۲۵

[2] زاد المعاد ۳/۷۲

والصحيح وجوبه لأن الأمر بالجهاد به و بالنفس

فی القرآن سواء كما قال تعالی

انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ [1]

"جہاد بالمال کے بارے میں علماء کا صحیح قول یہ ہے کہ وہ بھی فرض ہے کیونکہ قرآن میں جہاد بالمال اور جہاد بالنفس دونوں کا حکم برابر آیا ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جہاد میں نکلو ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو"۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فمن كان له مال وهو عاجز ببدنه فليغز بماله ففی الصحيحين عن النبی أنه قال مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَهُ فِیْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" [2]

کہ جو شخص بدن کے ساتھ جہاد کرنے سے عاجز ہے (لیکن مالدار ہے تو اگر چہ بدنی جہاد میں ہر معذور اور عاجز مستثنیٰ ہے) لیکن اس پر فرض ہے کہ وہ اپنے مال کے ذریعے جہاد کرے۔

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد فراہم کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے گھر والوں کی خیر خبر لی اس نے بھی جہاد کیا۔



[1] زاد المعاد ۳/۷۲

[2] مجموع الفتاویٰ ۲۸/۴۲۱

حاصل بحث:

مذکورہ بحث سے درج ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں۔

☆ جہاد فرض ہے کبھی بھی نفل نہیں ہوتا۔ علی القول الصحیح

☆ کفار مسلمانوں پر حملہ کریں تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

☆ حملہ کے خوف سے بھی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

☆ اصل کے اعتبار سے جہاد فرض عین ہی تھا حصول مقصد کی وجہ سے فرض کفایہ قرار دے دیا گیا۔

☆ جب دار الاسلام کفار کی شورشوں سے بالکل محفوظ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے۔

☆ فرض کفایہ کی اقل مقدار سال میں ایک دفعہ ہے اس سے زائد افضل ہے۔

☆ جہاد دعوت قہریہ ہے قوت کی موجودگی میں ہر ممکن وقت اس فریضہ کو ادا کیا جائے گا۔

☆ ایک سال میں جہاد فرض کفایہ کا ادا ہو جانا دوسرے سال کے فرض کے سقوط کا موجب نہیں ہے۔

☆ زندگی میں ایک دفعہ شرکتِ جہاد سے پوری زندگی کیلئے جہاد معاف نہیں ہوتا۔

☆ فرض کفایہ کی تکمیل کیلئے سرحدات کا قلعوں اور باڑ وغیرہ سے محفوظ ہونا اور مجاہدین اسلام کی کفار پر لشکر کشی ضروری ہے۔

☆ فقہاء کرام ﷬ میں جہاد کے فرض کفایہ اور فرض عین ہونے کا اختلاف لفظی ہے۔

☆ دلیل وحجت کے اعتبار سے جہاد کے فرض عین ہونے پر کوئی مضبوط اشکال نہیں ہے۔

☆ جہاد حج کی طرح فرض عین ہوتا ہے۔

☆ جنس جہاد فرض عین ہے۔

☆ جہاد بالمال بھی جہاد بالنفس کی طرح فرض ہے۔

☆ بدن کے اعتبار سے جہاد سے معذور مالدار ہونے کی صورت میں جہاد مالی کرے۔

آج جہاد کا کیا حکم ہے؟

فیصلہ آپ کریں!

مذکورہ مباحث پڑھنے کے بعد فیصلہ آپ کے ذمے ہے کہ جہاد کا حکم آج کے حالات میں کیا ہے؟ اور کیا ہم اس حکم کو پورا کر رہے ہیں؟

حکم کی تفصیل یہ ہے کہ آج تمام مسلمان دفاعی پوزیشن پر ہیں اور اقدامی جہاد تو آج ہمارے لئے ایک خواب کی حیثیت رکھتا ہے اسلیے کہ افغانستان، عراق، فلسطین وغیرہ جو ممالک کفار کے قبضے میں ہیں وہاں کے مکینوں پر جہاد کے فرض عین ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں ایسے ہی وہ ممالک جہاں کفار کی افواج موجود ہیں وہ لوگ بھی جہاد فرض عین کے بلا ریب مخاطب ہیں۔ اور باقی مسلمان بھی درج ذیل چند وجوہ کی وجہ سے جہاد فرض عین کے مخاطب ہیں۔

☆ فرض عین کے قائلین کے نزدیک تو بلاشبہ یہی موقف ہے۔

☆ فرض کفایہ اور فرض عین کی تفصیل کرنے والوں کے نزدیک ایک وجہ تو یہ ہے تمام مسلمان ہر لحہ کفار کی شورشوں کی زد میں ہیں اور جس درجہ کے خطرے پر فقہاء رحمہم اللہ نے جہاد کو فرض عین قرار دیا ہے یہ شورشیں اس سے بدرجہا قوی ہیں۔

☆ مغلوب مسلمان ممالک کے مکین غالب کفار سے مقابلہ پر قادر اور کافی نہیں خواہ یہ عدم کفایت و عدم قدرت تعداد و وسائل میں قلت کی وجہ سے ہے یا ان کے تغافل و تکاسل سے بہر طور ''الأقرب فالأقرب'' کے تحت آج تمام امت مسلمہ اس فرض عین کی مخاطب ہے۔

قارئین کرام!

ذرا غور فرمائیں کہ جہاد فرض کفایہ کی راگ الاپ کر، کیا اس فرض سے جان چھڑانا ممکن ہے؟ چلیں ''علی سبیل التنزل'' اور ''علی سبیل الفرض'' تسلیم کیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے، تو کیا

ہم فرض کفایہ کی تکمیل کر رہے ہیں؟ کیا ہر سال کافی مقدار میں مسلمان جہاد میں شریک ہوتے ہیں؟ افغانستان، عراق اور فلسطین کے مقامی مسلمان تو فرض عین ادا کر رہے ہیں باہر کی دنیا سے کتنے مسلمان ہر سال شریکِ جہاد ہوتے ہیں؟ کیا چند سو مجاہدین کی یہ تعداد فرض کفایہ کی تکمیل کیلئے کافی ہے؟ انصاف ہو تو یقیناً آپ بھی یہی جواب دیں گے کہ ہم فرض کفایہ کو بھی ادا نہیں کر رہے اور فقہاء رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق اگر فرض کفایہ بھی ادا نہ ہوا تو ساری امت گنہگار ہوگی۔

اسلیے خدارا اپنے نظریات، رویوں اور اعمال کا محاسبہ کریں کہ آج ہم اجتماعی طور پر اس فریضہ کے تارک ہیں جو اعلاء کلمۃ اللہ اور اعزاز دین کا باعث ہے۔

ترکِ فرض کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا، جہاد کے بارے میں غور و فکر بھی نہ کرنے والے کبھی اس سوال کا جواب بھی تیار کریں۔

اُصحاب خیر اپنے اموال کو میدان جہاد کی طرف لائیں کہ یہ بھی ان پر فرض ہے۔

ذرا غور کریں کہ آج امت مسلمہ جن مصائب اور تکالیف کا سامنا کر رہی ہے کیا یہ اسی اجتماعی گناہ کا شاخسانہ تو نہیں۔ علامہ اقبال بھی یہی کہتے ہیں کہ

افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے فطرت
کرتی نہیں کبھی ملت کے گناہ معاف

اور کیا یہ وہی ذلت تو نہیں ترک جہاد پر جس کی وعید آنجناب ﷺ نے بطور پیشین گوئی سنائی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائیں اور اپنے اپنے مقام اور ذمہ داری کو سمجھ کر اس کے تقاضوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائیں اور مجاہد نبی کا مجاہد امتی بن کر دین کے غلبہ اور اعزاز کی محنت میں جان، مال، وقت صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک اہم توضیح:

ماقبل میں اقوال اسلاف کی روشنی میں یہ بات ذکر کی گئی تھی کہ جنس جہاد فرض عین ہے یعنی ہر مکلف کو جان، مال، زبان، وقت اور کسی بھی ممکن طریقہ سے ہر وقت جہاد میں ضرور معاون بننا چاہئے۔

یہاں یہ بات ضرور مد نظر رہے کہ ہر وہ قول وعمل ہی جنس جہاد شمار ہوگا جو عملی اور حقیقی جہاد کیلئے ممد ومعاون ہو۔

اس لیے اصلاح امت اور تعلیم دین کیلئے کی جانے والی تمام قلمی ولسانی کاوشیں، تحریرات ومواعظ اگرچہ بنفسہ اشاعت دین اور دیگر بہت سے اوامر کا امتثال اور باعث اجر جزیل ہے لیکن جنس جہاد کے فرض کی ادائیگی اسی تحریر یا تقریر سے ہوگی جو دعوت جہاد وغیرہ کے مضمون پر مشتمل ہو۔

علی ہذا القیاس دین کے تمام شعبہ جات میں انفاق مالی عظیم ترین عبادت اور افضل ترین عمل ہے لیکن جنس جہاد کے فریضہ سے سبکدوشی کا باعث صرف وہی انفاق بنے گا جو صرف عملی اور حقیقی جہاد میں صرف ہو۔

اس سے جہاد بالمال، جہاد باللسان اور جہاد بالقلم جیسی اصطلاحات کا حقیقی مفہوم واضح ہو گیا۔ جہاد کے سوا کسی اور موضوع خواہ وہ توحید ونماز جیسے اہم ارکان سے متعلق ہو پر تقریر وتحریر کو تشبیہاً تو جہاد بلکہ افضل الجہاد بھی آپ کہہ سکتے ہیں لیکن اس سے جنس جہاد کے فریضہ سے سبکدوشی بہر حال نہیں ہوگی۔

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

جہاد کی فرضیت اور اس کے فرض عین یا فرض کفایہ ہونے کی بحث کو امام جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محقق قول پر ختم کرتے ہیں

"ومعلوم فی اعتقاد جمیع المسلمین انه اذا خاف اهل الثغور من العدو ولم تکن فیه مقاومة لهم فخافوا

علی بلادھم وانفسھم وذراریھم ان الفرض علی کافة الأمة ان ینفر الیھم من یکف عادیتھم عن المسلمین وھذالاخلاف فیه بین الامة اذ لیس من قول احد من المسلمین اباحة القعود حتی یستبیحوا دماء المسلمین وسبی ذراریھم"۔ [1]

اور تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اگر دارالاسلام کی سرحدات کے باشندے دشمن سے خوف زدہ ہوں اور دشمن کے مقابلہ کی بھی ان میں طاقت نہیں ہے اور انہیں خوف ہے کہ دشمن ان کے شہروں ،جانوروں اور بچوں پر حملہ آور ہو جائے گا تو پوری امت پر یہ بات فرض ہے کہ ان کی مدد کیلئے اتنے لوگ نکلیں جو دشمن سے دفاع کیلئے کافی ہوں اور یہ ایسی بات ہے کہ پوری امت میں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں اس لیے کہ اس وقت کسی بھی مسلمان کا یہ قول نہیں کہ ان کی مدد سے کنارہ کشی حلال ہے تا کہ کفار مسلمانوں کے خون اور ان کے بچوں کو قید کرنا حلال سمجھنے لگیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے امت کے اجماع واتفاق سے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ کفار سے خوف ہو اور خوف زدہ علاقہ کے باشندے قوت وطاقت اور وسائل میں مقابلے کیلئے کافی نہ ہوں تو پوری امت پر ان کا تعاون اور دشمن سے ان کا دفاع فرض ہے۔

اب جب کہ بات خوف تک نہیں رہی بلکہ عملاً دنیا بھر کے کفار مسلمانوں کے خون، جان، مال، عزت اور اولاد سب کو مباح سمجھے ہوئے ہیں اور تختۂ مشق بنائے ہوئے ہیں ایسے وقت میں کیا جہاد فرض

---

[1] (احکام القرآن ۳/۱۲/۴)

کفایہ کا راگ ہمارے دامن کو اس فریضہ سے سبکدوش کر سکتا ہے؟

انہیں اکابر اور ائمہ رحمہم اللہ کے اقوال سے سہارا لیکر ہم علمی طور پر جہاد سے کنارہ کشی کیلئے حیلے اور بہانے تراشتے ہیں' فقہاء رحمہم اللہ کے مدارس اربعہ کے جلیل القدر اور چوٹی کے فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال اور تحقیقات سے ہی ہم نے بھی بفضل اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو مبرہن کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ خلطِ مبحث سے بچ کر اصل صورت حال کی وضاحت ہو سکے۔

اللہ ہمیں دین کا صحیح فہم اور درد عطا فرمائے (آمین)



ارکانِ اسلام کی تحقیق

جہاد فی سبیل اللہ سے انحراف اور اس کی مضبوط و مستند حیثیت میں کمی کرنے کیلئے جو علمی ہمالیہ سر کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک اہم ترین نکتہ ارکانِ اسلام کی بحث بھی ہے۔ ارکانِ اسلام کو پانچ میں منحصر کر کے دیگر فرائض و ارکان کو غیر ضروری قرار دے دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم اس نکتہ کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیں گے۔

''ارکان اسلام'' پانچ ہیں اور جہاد ان پانچ ارکان میں سے نہیں ہے اور فرض نہیں ہے اس بات کا مدار اور مرجع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ روایت ہے جس کو حدیث کی تقریباً تمام مروجہ کتب میں نقل کیا گیا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

بُنِيَ الاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَحِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً۔ [1]

''یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر استوار کی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج اس شخص کے لئے جو زادِ راہ کی طاقت رکھتا ہو''۔

یہی روایت حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [2]

بہر حال یہ حدیث صحت و استناد ہر لحاظ سے قابل استدلال اور حجت ہے۔ لیکن اس حدیث کی بناء پر شریعت کے کسی اور حکم سے انحراف یا اس کی عدم فرضیت پر استدلال کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری رقم ۸۔ صحیح مسلم ۱۶، مسند احمد رقم ۶۰۱۵

[2] مسند احمد رقم ۱۹۲۴۰، مجمع الزوائد ۱/۴۷

حدیث میں اس بات کا آ جانا کہ عمارت اسلام ان پانچ ارکان پر قائم ہے۔ اگر حصر اور جہاد سے علمی و عملی انحراف کی دلیل اور معیار استدلال ہے تو یہی بات دیگر بہت سی صحیح احادیث مبارکہ میں دیگر فرائض واوامر کے بارے میں بھی موجود ہے۔

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں!

(1) مسند ابی یعلی میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مرفوع ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرَی الْاِسْلَامِ وَ قَوَاعِدُ الدِّیْنِ ثَلَاثَةٌ عَلَیْهِنَّ اُسِّسَ الْاِسْلَامُ مَنْ تَرَکَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ فَهُوَبِهَا کَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ الْمَکْتُوْبَةُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔ [1]

''اسلام کے کڑے اور دین کے ستون تین ہیں جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کیا وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا خون حلال ہو گا۔ وہ تین ستون یہ ہیں۔ ''اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرض نماز اور رمضان کے روزے''۔

اب اس مستند حدیث میں زکوۃ اور حج جیسے عظیم فرائض کو بھی ارکان دین میں شمار نہیں کیا گیا تو کوئی بھی انصاف پسند اس سے یہ استدلال درست قرار دے سکتا ہے کہ زکوۃ اور حج رکن اسلام نہیں یا فرض نہیں۔

یہی حدیث ارکان خمسہ والی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] مسند ابی یعلی رقم ۲۳۴۹، مجمع الزوائد ۱/۴۷، الترغیب والترھیب ۸۱۷، ۱۵۱۱

[2] مسند الشامیین رقم ۱۲۷۴، ۲/۲۸۳

جس سے مذکورہ نکتہ اور استدلال کو مزید تقویت ملتی ہے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى ثَلَاثَةٍ اَهْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُكَفِّرُوْهُمْ بِذَنْبٍ وَلَا تَشْهَدُوْا عَلَيْهِمْ بِشِرْكٍ وَمَعْرِفَةُ الْمَقَادِيْرِ خَيْرِهَا وَ شَرِّهَا مِنَ اللّٰهِ وَالْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مُذْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى آخِرِ عِصَابَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يَنْقُضُ ذٰلِكَ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ۔ [۱]

''اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے والوں کو کسی برے عمل کی وجہ سے کافر نہ کہو اور نہ ہی ان پر شرک کی گواہی دو اور اچھی، بری تقدیر کا اللہ کی طرف سے ماننا اور جہاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قیامت تک اس امت کے آخری گروہ تک جاری رہے گا اس کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل ختم نہیں کر سکتا۔''

اسی مفہوم کی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے جس کے الفاظ ''ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الْاِيْمَانِ'' ہیں (یعنی تین چیزیں ہیں جو ایمان کی بنیاد ہیں) باقی تفصیل وہی ہے۔ [۲]

دیگر حضرات سے بھی اس مفہوم کی روایات مروی ہیں۔ بہر حال یہ حدیث جو ارکان خمسہ والی حدیث ہی کی طرح ''بُنِيَ الْاِسْلَامُ'' کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے میں جہاد سے بھی اعلیٰ فرائض نماز، زکوۃ، حج اور روزہ کا بھی ذکر نہیں کیا گیا تو کیا یہ فرائض اس بنیاد پر ارکان اسلام سے خارج ہو گئے یا ان کی فرضیت مخدوش ہو گئی یا ان پر عمل کا تقاضہ کم ہو گیا؟

ظاہر ہے کہ ہر صاحب علم اور ذی شعور یہی کہے گا کہ ان تین چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دینا دیگر

---

[۱] المعجم الأوسط للطبرانی رقم ۵۰۷۷، ۹۶/۵، مجمع الزوائد ۱۰۶/۱، حلیۃ الأولیاء ۷۳/۳
[۲] سنن أبی داؤد رقم ۲۵۳۲، سنن البیھقی ۱۵۶/۹، مسند أبی یعلیٰ رقم ۴۳۱۱

فرائض وارکان کی حیثیت میں کمی کو مستلزم نہیں ہے۔ دیگر فرائض کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے اوران کی رکنیت اسلام اور فرضیت بھی اس سے مخدوش نہیں ہوتی۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَرْكَانٍ عَلَى الصَّبْرِ وَالْيَقِيْنِ وَالْجِهَادِ وَالْعَدْلِ" [۱]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام چار ارکان پر مشتمل ہے۔ صبر، یقین، جہاد اور عدل"۔

اس حدیث مرفوع میں بھی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں مذکور اسلام کے مشہور ارکان خمسہ میں سے کسی کا تذکرہ نہیں ہے لیکن یہ بات ہر ذی شعور، صاحب علم پر واضح ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کی اہمیت اس سے کم نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی حیثیت واستناد میں کمی اس حدیث کا مدلول بن سکتی ہے۔

(۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَرْكَانٍ لَا قِوَامَ لِلْإِيْمَانِ إِلَّا بِأَرْكَانِهِ كَمَا لَا قِوَامَ لِبِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِلَّا بِأَرْكَانِهِ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ وَالتَّفْوِيْضُ إِلَى اللهِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللهِ وَالتَّسْلِيْمُ لِأَمْرِ اللهِ [۲]

"اسلام چار ارکان پر قائم ہے اور ایمان کی مضبوطی انہی ارکان کی بدولت ہے جیسا کہ تمہاری عمارتیں ستونوں کے بغیر قائم نہیں رہ سکتیں۔ وہ چار ارکان یہ ہیں"۔

اللہ پر توکل، سب کچھ اللہ کے سپرد، اللہ کی قضاء پر راضی ہونا اور

[۱] شعب الایمان ۱/۱۷، فیض القدیر ۶/۶۳، حلیۃ الاولیاء ۱/۷۴
[۲] الفردوس للدیلمی رقم ۲۱۸۸

اللہ کے حکم پر سر تسلیم خم کرنا۔

اب ظاہری الفاظ میں اس حدیث میں بھی ارکان خمسہ کا تذکرہ نہیں ہے اور اگر مفہوم میں شامل کریں تو جہاد اور دیگر اوامر بھی اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔

(۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"عُرَى الْإِيْمَانِ أَرْبَعَةٌ اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْجِهَادُ وَالْأَمَانَةُ" [1]

ایمان کے ستون چار ہیں نماز، زکوۃ، جہاد، اور امانت۔

ظاہر ہے کہ یہ معقولی بات نہیں یقیناً آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہوگی۔ اور ضابطہ بھی ہے کہ غیر مدرک بالقیاس قول صحابی حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے بہر حال اس حدیث میں بھی روزہ اور حج کا تذکرہ مفقود ہے اور اس سے یہ استدلال قطعاً درست نہیں کہ روزہ اور حج جیسے فرائض کی حیثیت میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے ان کی فرضیت و رکنیت بہر حال مسلم ہے۔

تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ارکان خمسہ والی روایت حصر کیلئے نہیں ہے، دیگر فرائض و اوامر بھی دین کے رکن اور اساس ہیں۔ اور نہ ہی اس حدیث سے یہ استدلال درست ہے کہ دیگر فرائض و اوامر کی بجا آوری ضروری نہیں۔

جہاد بھی رکن اسلام ہے

بہت سی روایات میں تصریح کے ساتھ نماز، روزے، حج اور زکوۃ کی طرح "جہاد فی سبیل اللہ" کو بھی رکن قرار دیا گیا ہے۔

ماقبل میں درج ذیل پانچ روایات میں سے تین میں جہاد کو بھی رکن قرار دیا گیا ہے۔ چند

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۳۰۳۱۲، ۶/۱۰۷

مزید صریح احادیث درج ذیل ہیں۔

(1) اس آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً [1]

''اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔''

کی تفسیر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نقل کی جاتی ہے کہ

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى ثَمَانِيَةِ أَسْهُمٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحِجُّ الْبَيْتِ وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالْجِهَادُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَدْ خَابَ مَنْ لَّا سَهْمَ لَهٗ. [2]

''اسلام کی عمارت آٹھ حصوں پر قائم ہے توحید و رسالت کی گواہی، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج، رمضان کے روزے، جہاد، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا اور جس کا ان میں سے کوئی حصہ بھی نہیں وہ خسارے میں رہ گیا''۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی حدیث مرفوعاً منقول ہے۔ [3]

(2) واقعہ معراج کے سلسلے میں مروی روایات میں جہاں اللہ رب العزت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمکلامی کا شرف عطا فرما کر اپنے انعامات کا تذکرہ فرماتے ہیں انہیں انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ

أَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ وَأَعْطَيْتُكَ ثَمَانِيَةَأَسْهُمٍ اَلْاِسْلَامَ وَالْهِجْرَةَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَالصَّلٰوةَ وَصَوْمَ رَمَضَانَ وَالْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ [4]

''اے میرے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا کی اور آٹھ حصے

---

[1] البقرۃ آیت ۲۰۸

[2] مسند ابی یعلی رقم ۵۲۳، ۴۰۰/۱

[3] مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۰/۴، مصنف عبدالرزاق رقم ۵۰۱۱، تفسیر قرطبی ۲۳/۳

[4] تفسیر طبری ۱۰/۱۵، ابن کثیر ۲۱/۳، الدر المنثور (۲۰۳/۵)

دین عطا فرمایا اسلام، ہجرت، جہاد، زکوۃ، نماز، رمضان کے روزے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر"۔

(3) جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى عَشَرَةِ أَرْكَانِ اَلْإِخْلَاصُ لِلّٰهِ وَهِيَ الْفِطْرَةُ وَالصَّلٰوةُ وَهِيَ الْمِلَّةُ وَالزَّكٰوةُ وَهِيَ الطُّهْرَةُ وَالصِّيَامُ وَهُوَ الْجُنَّةُ وَالْحَجُّ وَهُوَ الشَّرِيْعَةُ وَالْجِهَادُ وَهُوَ الْعِزَّةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَهُوَ الْحُجَّةُ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَهُوَ الْوَاقِيَةُ وَالطَّاعَةُ وَهِيَ الْعِصْمَةُ وَالْجَمَاعَةُ وَهِيَ الْأُلْفَةُ [1]

"اسلام کی عمارت دس ستونوں پر کھڑی ہے۔ اللہ کیلئے اخلاص اور یہی فطرت ہے اور نماز یہ ملت ہے اور زکوۃ جو کہ مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور روزہ جو کہ ڈھال ہے اور حج جو کہ شریعت خداوندی ہے اور جہاد جو کہ عزت ہے اور امر بالمعروف جو کہ دلیل و حجت ہے اور نہی عن المنکر جو بچانے والا ہے اور اطاعت جو کہ عصمت ہے اور جماعت جو کہ محبت و الفت کا مظہر ہے"۔

☆ یہی روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا بھی مروی ہے۔ [2]

(یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)۔

(4) عن علی بن ابی طالب اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ ثُمَّ عُرَی الْاِیْمَانِ أَرْبَعٌ وَالْاِ

---

[2] (الدر المنثور ۱/۵۹۸)

[3] المعجم الکبیر رقم ۱۱۵۹۸، المعجم الاوسط رقم ۷۸۹۳

سْلَامُ تَوَابِعٌ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَحْدَهُ وَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَ مَا جَاءَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ وَ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَتَعْلَمُ أَنَّكَ مَبْعُوثٌ بَعْدَ الْمَوْتِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحِجُّ الْبَيْتِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. [1]

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ایمان کے ستون چار ہیں اور اسلام ان کے توابع میں ہے۔

ایمان کے ستون یہ ہیں کہ ایک اللہ پر اور محمد ﷺ پر اور حضور ﷺ جو دین لیکر آئے اس پر ایمان ہو اور اللہ پر ایسے ایمان لائے کہ موت کے بعد اٹھنے کا یقین ہو۔ اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے، بیت اللہ کا حج اور جہاد فی سبیل اللہ۔

(5) عن فضالة بن عبيد سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلإِسْلَامُ ثَلَاثَةُ أَبْيَاتٍ سُفْلٰى وَعُلْيَا وَغُرْفَةٌ فَأَمَّا السُّفْلٰى فَالْإِسْلَامُ دَخَلَ فِيْهِ عَامَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا تَسْأَلُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا قَالَ أَنَا مُسْلِمٌ وَأَمَّا الْعُلْيَا فَتَفَاضَلَ أَعْمَالُهُمْ بَعْضَ الْمُسْلِمِيْنَ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ وَأَمَّا الْغُرْفَةُ الْعُلْيَا فَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا أَفْضَلُهُمْ. [2]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمارت اسلام تین حصوں پر مشتمل ہے نچلا درجہ، اوپر والا، اور بالا خانہ نیچے والے درجے میں عام مسلمان

[1] مسند عبد بن حمید رقم ۷۶ [2] المعجم الکبیر للطبرانی رقم ۸۲۲، ص ۱۸/ ۳۱۸، الدر المنثور ۱/ ۵۹۸

داخل ہوں گے اور اس میں مسلمان ہونے کے ہر دعوے دار کو داخل مل جائے گا اور اوپر والے درجے میں اپنے اعمال کی وجہ سے بعض مسلمان بعض سے فضیلت حاصل کریں گے اور بالا خانہ تو جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کو افضل مسلمان ہی حاصل کر سکتا ہے۔

☆ حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ یوں نقل کرتے ہیں کہ

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لِأُبَايِعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَتُصَلِّي الْخَمْسَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ وَتُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ

یعنی میں بیعت علی الاسلام کی غرض سے دربار رسالت میں حاضر ہوا تو آنجناب ﷺ نے مجھے اس شرط پر بیعت کیا کہ تو اللہ کی وحدانیت اور محمد (ﷺ) کے اللہ کے رسول اور بندے ہونے کی گواہی دے گا اور پانچ نمازیں پڑھے گا، رمضان کے روزے رکھے گا اور زکوۃ ادا کرے گا، بیت اللہ کا حج کرے گا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دو اعمال کی میرے اندر طاقت نہیں ایک زکوۃ کیوں کہ میرا مال چند اونٹ ہیں جو میرے اہل خانہ کی غذا اور سواری کا کام دیتے ہیں دوسرا جہاد کیوں کہ جو جہاد سے بھاگتا ہے وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے تو مجھے خوف ہے کہ اگر میں قتال میں شریک ہوں اور موت سے ڈر جاؤں (تو میں بھی اللہ کے غضب کا شکار ہوں گا) تو میرا دل اس بات سے ڈرتا ہے۔

بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَہٗ ثُمَّ حَرَّکَھَا ثُمَّ قَالَ لَا صَدَقَۃَ وَلَا جِھَادَ فَبِمَ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُبَایِعُکَ فَبَایَعَنِیْ عَلَیْھِنَّ کُلِّھِنَّ۔ [1]

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا اور فرمایا کہ:

''زکوۃ بھی نہ دوگے، جہاد بھی نہ کروگے تو جنت میں کس عمل کے ذریعے داخل ہوگے۔'' کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بیعت کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان تمام چیزوں پر بیعت کیا۔

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے پاکر میں نے عرض کیا کہ مجھے ایسے عمل سے آگاہ کر دیجئے جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اِنْ شِئْتَ اَنْبَاْتُکَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِہٖ وَذُرْوَۃِ سَنَامِہٖ قَالَ قُلْتُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَمَّا رَاْسُ الْاَمْرِ فَالْاِسْلَامُ وَاَمَّا عَمُوْدُہٗ فَالصَّلٰوۃُ وَاَمَّا ذُرْوَۃُ سَنَامِہٖ فَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ'' [2]

یعنی میں تمہیں دین کی بنیاد اور دین کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی نہ بتلاؤں تو میں نے عرض کیا ضرور تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین کی بنیاد تو اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

---

[1] المستدرک للحاکم رقم ۲۴۲۱، سنن بیہقی رقم ۱۷۵۷۴
[2] المستدرک ۲۴۰۸، مسند احمد ۲۲۱۲۱

بہر حال ان مذکورہ بالا چند احادیث سے جہاد کا رکن اسلام ہونا بالکل واضح اور عیاں ہیں۔ نفس فرضیت میں جہاد اور دیگر احکام کے بالکل مساوی ہے جس طرح منکر صلوۃ کافر ہے بعینہ اسی طرح منکر جہاد بھی کافر ہے۔ البتہ ادائیگی میں جہاد کبھی کفایہ ہوتا ہے لیکن اس سے جہاد کی فرضیت اور رکنیت تو ختم نہیں ہوتی۔ اس لئے ارکان خمسہ والی روایت کو جہاد سے انحراف کا سہارا بنانا بالکل درست نہیں ہے۔ جہاد قیامت تک دین اسلام کا محکم فریضہ اور رکن ہے۔ اب ذیل میں ہم حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ (بنی الاسلام علی خمس) کا تفصیلی جائزہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں تا کہ اس کا بھی صحیح مفہوم آپ کے سامنے آ سکے۔

☆......☆......☆

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی توجیہ

اس حدیث کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو عام طور پر شراح حدیث علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں صرف ان فرائض کا تذکرہ ہے جو ہر حالت میں فرض عین رہتے ہیں کبھی بھی فرض کفایہ نہیں ہوتے اس لئے جہاد اس حدیث میں مذکور نہیں ہے اس مفہوم کے اعتبار سے بھی یہ حدیث ارکان اسلام کے پانچ میں حصر کی دلیل نہیں بنتی اور نہ ہی جہاد کی عدم رکنیت پر دال ہے۔

دوسری توجیہ جو علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ یہ حدیث جہاد کی مشروعیت سے پہلے کی ہے وہ صحیح نہیں، علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خطا قرار دیا ہے کیوں کہ حج یقیناً جہاد کے بعد مشروع ہوا ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ [1]

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "الصحیح" میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حدیث وفد عبدالقیس (اس میں بھی ارکان اسلام میں جہاد مذکور نہیں) جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کی تشریح میں فرمایا ہے کہ:

"وھذا ما نقول فی کتبنا بان العرب تذکر الشئی

---

[1] فتح الباری ۱/۵۰

في لغتها بعدد معلوم ولا تريد بذكرها ذلك العدد نفيا
عما وراءه ولم يرد بقوله ﷺ ان الايمان لا يكون الا
ما عد في خبرا بن عباس لا نه ذكر ﷺ خبرا شياء
كثيره من الايمان ليست في خبرا بن عمرو لا ابن
عباس الذين ذكرنا هما" [1]

"اور یہ وہ بات ہے جو ہم کہتے ہیں کہ عرب اپنی لغت میں بعض
اوقات ایک مخصوص عدد ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقصود اس عدد
کے سوا کی نفی نہیں ہوتی اس لئے آپ ﷺ کے فرمان کہ ایمان ان
احکام کا نام ہے کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہے کہ ایمان ان میں منحصر ہے
کیوں کہ آپ ﷺ نے کثیر تعداد میں ان اشیاء کے بھی ایمان کا جزو
ہونے کی خبر دی ہے جو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما
میں مروی نہیں ہیں"۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

"والمامور به هي هذا الخمس لا على سبيل الحصر فيلزم بناء الشيء على نفسه" [2]

"حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں مذکورہ پانچ احکام مامور بہ ہیں لیکن اسلام
ان میں منحصر نہیں ہے ورنہ چیز کا اپنی ذات پر مبنی ہونا لازم آتا ہے۔"

یعنی حصر کی صورت میں بنیاد اور عمارت دونوں ایک ہی چیز بن جاتی ہیں جو کہ عقلاً ممکن نہیں۔

علامہ مناوی رحمہ اللہ حدیث "بنى الاسلام على النظافة" کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

---

[1] صحیح ابن حبان ۱/ ۳۷۴ [2] حاشیہ نسائی ۸/ ۱۰۸

"او بمعنى انها مما بنی علیه كخبر بنی الا سلام علی خمس فلا حصرو لا منا فاة و به انزاح الاشكال" [1]

''یااس کا معنی یہ ہے کہ نظافت بھی ان امور میں سے ہے جن پر عمارت اسلام استوار ہے جیسا کہ حدیث "بنی الاسلام علی خمس" ہے پس اس میں حصر نہیں ہے لہذا نہ تو منافات ہے اور نہ ہی کوئی اشکال باقی رہ جاتا ہے''۔

☆مشہور حنفی عالم علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وما بنی علیه الاسلام یكون عبادة والعبادات التی تحتمل السقوط تقدر فی الجملة فلا تجب كالصوم والصلوة." [2]

یعنی جس چیز پر اسلام کی بنیاد ہو وہ عبادت ہوتی ہے اور جو عبادات سقوط کا احتمال رکھتی ہیں وہ کبھی کبھی عبارت میں مذکور نہیں ہوتیں اور ان کی ادائیگی صوم وصلوۃ کی طرح واجب نہیں ہوتی۔اور جہاد بھی بعض حالات میں کفایہ ہونے کی وجہ سے اس حدیث میں مقدر ہے۔

اسی بات کی مزید وضاحت کیلئے درج ذیل حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں.

آیت قرآنی: فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ [3]

یعنی جب کفار توبہ کرلیں اور اقامت صلوۃ اور زکوۃ پر کاربند ہوجائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔"

میں" دعوت الی الاسلام" کو اقامت صلوۃ اور زکوۃ میں منحصر کرنا اور مشہور حدیث جس میں

---

[1] فیض القدیر ۳/۲۷۰ [2] بدائع الصنائع ۵/۲ [3] التوبۃ ۵

آنجناب ﷺ کا یہ فرمان گرامی ہے کہ

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ توحید ورسالت کی گواہی اور نماز وزکوۃ کو اختیار نہ کرلیں"

میں بھی حکم قتال کو صرف ان تین ارکان پر منحصر کرنے کی توجیہ علماء کرام رحمہم اللہ نے یہ فرمائی ہے کہ:

"ان الارکان الخمسة اعتقادی وھو الشھادة وبدنی وھو الصلوۃ ومالی وھو الزکوۃ اقتصر فی الدعاء الی الاسلام علیھما لتفرع الرکنین الاخیرین علیھما فان الصوم بدنی محض والحج بدنی مالی" [1]

ارکان خمسہ، اعتقادی وہ شہادت ہے اور بدنی تو وہ نماز ہے اور مالی تو وہ زکوۃ ہے دعوت اسلام کو ان تین میں منحصر کیا گیا ہے کیوں کہ باقی دو رکن انہیں پر متفرع ہیں کیوں کہ روزہ محض بدنی ہے اور حج مالی اور بدنی ہے۔

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ اس کی توجیہ کرتے ہیں کہ

"والسر فی ذلک ان الصلوۃ والزکوۃ اذا وجبا علی المکلف لا یسقطان عنه اصلا بخلاف الصوم فانه قد یسقط با لفدیه والحج فان الغیر قد یقوم مقامه". [2]

یعنی راز اس میں یہ ہے کہ نماز اور زکوۃ جب مکلف پر فرض ہو جاتی ہیں تو کسی حال میں بھی ساقط نہیں ہوتی بخلاف روزے کے کہ وہ کبھی فدیہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور بخلاف حج کے کہ دوسرا شخص اس

---

[1] فتح الباری ۳/۳۶۱، حاشیہ سیوطی ۲/۵ [2] فتح الباری ۳/۳۶۱

کا نائب بن کر حج کر سکتا ہے۔

تو جس طرح یہاں صوم وحج کو احتمال سقوط کی وجہ سے مقدر کیا گیا ہے اسی طرح ارکان خمسہ والی روایت میں جہاد کا ذکر نہیں کیا گیا۔

علاوہ ازیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پس منظر بھی اس کا مفہوم متعین کرنے میں مدد کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ذرا تفصیل سے یہ روایت مروی ہے۔ علامہ ذھبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو تمام جزئیات سمیت نقل کیا ہے جس کے مختلف حصے مختلف کتابوں میں متفرق طور پر درج ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مابین خانہ جنگی ہو رہی تھی۔

حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے آقا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے کیا وجہ ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے "بني الاسلام علی خمس" یعنی پانچ ارکان والی حدیث سنائی۔ سائل نے کہا کہ فتنہ کو ختم کرنے کیلئے قتال حکم خداوندی ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جہاد کیا تاکہ فتنہ ختم ہو جائے اور تم جہاد کرتے ہو تاکہ فتنہ پیدا ہو (یعنی خانہ جنگی) سائل نے کہا کہ آپ نے یہ آیت نہیں سنی۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي
تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ [1]

"یعنی جب مسلمانوں کے دو گروہ باہم متحارب ہو جائیں تو ان کے مابین صلح کراؤ اور اگر ایک گروہ سرکشی کرتا ہے تو اللہ کے امر کی

---

[1] الحجرات ۹

طرف لوٹنے تک اس سے قتال کرو"۔

تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دوسری آیت پر عمل مجھے زیادہ محبوب ہے وہ آیت یہ ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا [1]

اور جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کی سزا جہنم

ہے جس میں ہمیشہ رہے گا۔" [2]

تو اس تفصیل اور پس منظر سے واضح ہو گیا کہ کن حالات میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس روایت سے استدلال کیا اور خود ان کے نزدیک اس کا مفہوم کیا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"حين ظهر الحجاج قال بني الاسلام على خمس". [3]

یعنی حجاج نے جب خانہ جنگی شروع کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل

ارکان خمسہ والی روایت سے استدلال کر کے جہاد کو کمتر اور غیر ضروری عمل گردانے والے حضرات ذرا ورد دل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل ملاحظہ کریں۔

غزوۂ بدر اور احد میں کم عمری کی وجہ سے شرکت جہاد کی اجازت نہیں ملی۔ احد کی جنگ میں حاضر ہوئے لیکن واپس کر دیئے گئے۔ اس کے بعد عہد رسالت کی تمام اور عہد خلافت راشدہ کی اکثر جنگوں میں شریک رہے۔ ان کے مولیٰ نافع ارکان خمسہ والی روایت نقل کر کے کہتے ہیں کہ

"كان ابن عمر يغزو بنفسه ويحمل على الظهر ويروى ان الجهاد في سبيل الله افضل الاعمال". [4]

---

[1] النساء ۹۳ [2] سیر اعلام النبلاء ۳/۲۲۸ [3] التاریخ الکبیر ۳/۱۹۸ [4] مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۲۳۱

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بنفس نفیس جہاد میں شریک ہوتے تھے اور اپنی کمر پر بوجھ اٹھاتے تھے اور روایت کرتے تھے کہ جہاد فی سبیل اللہ تمام اعمال سے افضل ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے

''لَأَنْ صَلَّيْتُ مَوْقِفًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مُوَاجِهًا لِلْعَدُوِّ وَلَا أَضْرِبُ بِسَيْفٍ وَلَا أَطْعَنُ بِرُمْحٍ وَلَا أَرْمِيْ بِسَهْمٍ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ أَعْبُدَ اللهَ سِتِّيْنَ سَنَةً لَا أَعْصِيْهِ. [1]

''یعنی میں دشمن کے سامنے میدان جہاد میں صرف نماز پڑھوں اور نہ تلوار چلاؤں نہ نیزہ ماروں اور نہ ہی کوئی تیر دشمن کی طرف پھینکوں پھر بھی یہ اس بات سے افضل ہے کہ میں ایسے ساٹھ سال اللہ کی عبادت کروں جن میں میں نے کوئی گناہ نہ کیا ہو''۔

آخر میں اختتام بحث کے طور پر بطور تتمہ کے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک طریق نقل کرتا ہوں۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ''بني الا سلام علي خمس'' والی روایت سنائی اور فرمایا کہ

''كَذٰلِكَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ الْجِهَادُ''. [2]

یعنی ہمیں آنجناب ﷺ نے ایسے ہی بتلایا ہے پھر جہاد کا درجہ ہے۔

یعنی ان مخدوش حالات میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جہاد کو بھولے نہیں بلکہ واضح فرمایا کہ جہاد بھی حکم دین ہے لیکن اولین درجہ ان پانچ کو حاصل ہے۔

---

[1] التاج والاکلیل ۳/۳۴۶ [2] مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۲۳۱

حاصل کلام

یہ ہے کہ جہاد بھی نماز روزے کی طرح اسلام کا رکن اور اہم عبادت ہے اور اس کا صحیح مقام وہی ہے جو علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ

"اعلم أن أمور الدين متعلق بالا عتقاديات والعبادات والمعاملات والمزاجر والآداب فالا عتقاديات خمسة انواع الايمان بالله وملائكته و كتبه ورسله واليوم الآخر والعبادات خمسة الصلوة والزكوٰة والصوم والحج والجهاد" [1]

امور دین کی پانچ قسمیں ہیں اعتقادیات، عبادات، معاملات، مزاجر اور آداب، اعتقادیات کی پانچ قسمیں ہیں۔ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانا۔ اور عبادات بھی پانچ ہیں۔

نماز ، زکوۃ ، روزہ ، حج اور جہاد

"اعمال کا ایک دوسرے سے افضل ہونا" اس کی بحث ہم آئندہ سطور میں زیب قرطاس کریں گے۔ افضل ومفضول سے قطع نظر "جہاد فی سبیل اللہ" کی مضبوط علمی وعملی حیثیت ارکان خمسہ والی روایت سے کمزور استدلال کر کے کم نہیں کی جا سکتی اور جہاد فی سبیل اللہ فرض اور رکن اسلام ہے اس لئے ارکان اسلام کی بحث سے جہاد سے انحراف کے راستے تلاش کرنا بالکل بھی درست نہیں ہے۔ اللہ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے (آمین)

☆......☆......☆......☆......☆

[1] البحر الرائق ۱/۱

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

نام ونسب:

ابو عبد الرحمان عبد اللّٰہ بن المبارک بن واضح الحنظلی المروزی

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شیخ الاسلام، فخر المجاہدین، قدوۃ الزاہدین جیسے القاب سے ذکر کیا ہے۔ فقہ وحدیث کے جلیل القدر امام اور نامور مجاہد ہونے کے ساتھ ساتھ تارک الدنیا زاہد اور بے مثل شاعر بھی تھے۔ ان کے والد ماجد ترکی النسل اور ان کی والدہ خوارزمی تھیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں یہ دونوں نسلیں نظر آتیں تھیں۔ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خوارزمی والدہ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں اہل خوارزم کی مشابہت واضح تھی میں ان کو دیکھتا تھا کہ اہل خوارزم کی طرح ان کے سینے اور جسم پر زیادہ بال نہیں ہیں۔ خود امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد کو دیکھا تو ان سے فرمایا کہ عبداللہ کی والدہ نے آپ کی امانت آپ کو لوٹا دی آپ شکل وصورت میں اپنے والد کے بہت مشابہ تھے۔

ولادت باسعادت

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہشام بن عبدالملک کے دور حکومت میں ۱۱۸ یا ۱۱۹ھ میں خراسان کے شہر مرو (ایران میں افغانستان کی سرحد پر تاریخی شہر ہے) میں پیدا ہوئے ان کے زمانہ پیدائش کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ وہ عظیم الشان زمانہ تھا جب اسلام اور اہل اسلام مکمل عزت اور وقار میں تھے، علم سمندر کی طرح تھا، جہاد کے پرچم عام تھے، سنتیں عام تھیں اور بدعات ناپید تھیں اور حق کی بات کہنے والے بکثرت تھے آپس میں اتحاد واتفاق سے امن اور سکون کی زندگی گذرتی تھی اور محمدی لشکر ایک طرف انتہائے مغرب اور اندلس میں تھے اور دوسری طرف ہندوستان اور حبشہ کے دروازوں پر تھے اور اس زمانے میں ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے

صلحاء اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقہاء موجود تھے۔

حصول علم اور شوق علم

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سیر أعلام النبلاء" میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال کی عمر میں مرو (ایران میں افغانستان کی سرحد کے قریب تاریخی شہر ہے) میں علم حاصل کرنا شروع کیا اس کے بعد ۱۴۱ھ میں پہلی مرتبہ علم کے لیے عراق کی طرف سفر کیا اور اس کے بعد شوق علم میں بے شمار اسفار فرمائے اور اپنی زندگی حصول علم، جہاد، حج اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کیلئے تجارتی اسفار میں گذار دی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ طلب علم کا شوق رکھنے والا کوئی نہ تھا۔ یمن، مصر، شام، بصرہ اور کوفہ وغیرہ کا سفر کیا۔ حدیث کے ماہر اور حافظ تھے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عراق، حجاز، شام، مصر اور یمن کا سفر کیا اور کثیر تابعین اور اہل علم سے سماع حدیث کیا۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے چار ہزار مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم وعمر میں اپنے سے چھوٹے افراد سے بھی علم حاصل کر لیا کرتے تھے۔ ابواسامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم کا حریص اور طالب میں نے نہیں دیکھا۔

بے مثل حافظہ

نظر بن مساور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ حدیث حفظ کرتے ہیں؟ تو ان کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ میں نے کبھی حدیث یاد نہیں کی بلکہ کتاب کا مطالعہ کر لیتا ہوں اور وہ خود بخود میرے دل میں محفوظ ہو جاتی ہے۔

آپ کے رفیق علم اور دوست صخر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ایک مجمع کے پاس سے گذرے، جس میں ایک شخص خطبہ دے رہا تھا، اس نے طویل خطبہ دیا، جب وہ خطبہ

سے فارغ ہوا تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے خطبہ یاد ہو گیا ہے یہ بات ایک شخص نے سن لی اور کہا سناؤ تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا سارا خطبہ لفظ بلفظ دہرا دیا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا اگر میں نے تمہاری کتابوں کو دیکھا تو ان کو آگ میں جلا دوں گا میں نے کہا مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ یہ تمام کتابیں میرے سینے میں محفوظ ہیں۔ جبکہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ جن کتب سے وہ حدیث بیان کیا کرتے تھے ان کی تعداد ۲۰ ہزار یا ۲۱ ہزار تھی۔

علمی مقام ومرتبہ

آپ علم وفضل میں اس بلند مقام پر تھے کہ تاریخ اسلام اپنے سینے پر جن نامور علماء وفضلاء اور فقہاء ومحدثین کے وجود کے تمغے پر نازاں ہے، ان میں صف اول کے اسماء میں نمایاں ترین نام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اسی وجہ سے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات پر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پر صرف مقام صحبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جہاد ہونے کی وجہ سے ہے۔

ذیل میں چند تاریخی واقعات وشواہد پیش کرتے ہیں جن سے علمی دنیا میں ان کے علو مرتبت کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم دو افراد پر ختم ہو گیا، امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ۔ عبدالرحمان بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دنیا میں امام چار ہیں سفیان ثوری، امام مالک، حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ۔

ابراہیم بن شماس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے "افقہ الناس" (سب سے بڑا فقیہ) "اورع الناس" (سب سے زیادہ پرہیزگار) اور "احفظ الناس" (سب سے زیادہ حافظہ والا) کی زیارت کی ہے "افقہ الناس" امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہیں "اورع الناس" فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

اور ''أحفظ الناس'' وکیع بن الجراح رحمہ اللہ ہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے ہو، اس نے کہا مشرق سے، سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا کیا تمہارے پاس اہل مشرق کے جلیل القدر عالم نہیں ہیں؟ سائل نے دریافت کیا وہ کون ہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے جواب دیا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ۔ پھر فرمایا یہ اہلِ مشرق اور اہل مغرب میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

عبدالرحمان بن ابی جمیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے حلقہ میں بیٹھے تھے ہم نے عرض کیا کہ اے عالم مشرق ہمیں حدیث سنائیے تو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے جو قریب ہی بیٹھے تھے فرمایا تمہارا ناس ہو یہ مشرق و مغرب کے عالم ہیں۔

راویٔ موطأ یحییٰ بن یحییٰ لیثی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تشریف لائے، امام مالک رحمہ اللہ نے ایک طرف ہو کر ان کو اپنی مسند پر بٹھایا ان کے سوا کسی کے لیے امام مالک رحمہ اللہ کو اپنی جگہ چھوڑتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔ پھر قاری نے حدیث کی قراءت شروع کی تو بعض مقامات پر امام مالک رحمہ اللہ ان سے پوچھتے اس مسئلہ میں آپ کا مذہب اور آپ کی رائے کیا ہے تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نرمی اور ادب کے ساتھ جواب دیتے پھر یہ تشریف لے گئے امام مالک رحمہ اللہ کو ان کے آداب و اخلاق بہت پسند آئے ان کے جانے کے بعد امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں بتایا کہ یہ خراسان کے فقیہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اہل علم کا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی مقبولیت، جلالت قدر، امامت علمیہ اور عدل و دیانت پر اجماع ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ امام معمر رحمہ اللہ کے شاگردوں میں کون سب سے بڑا عالم ہے عبدالرزاق رحمہ اللہ یا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ؟ سوال کے وقت یحییٰ رحمہ اللہ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے سوال سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا ابن مبارک رحمہ اللہ، عبدالرزاق رحمہ اللہ اور اس کی بستی کے تمام علماء سے

افضل ہیں، پھر فرمایا عجیب بات ہے عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں تقابل کیا جارہا ہے۔
ابواسامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محدثین میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی ہیں جیسے لوگوں میں امیرالمومنین ہوتے ہیں۔ اشعث بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ رقہ (ایران میں نیشاپور کے قریب قصبہ ہے) آئے تو ان کی ام ولد نے چھت سے ایک بڑا مجمع دیکھا جس سے غبار اٹھ رہا تھا اور بڑا شور تھا اس نے پوچھا یہ کیا اجتماع ہے؟ بتایا گیا کہ اہل خراسان کے ایک عالم عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور یہ لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہیں اور ان کے ساتھ چل رہے ہیں تو اس ام ولد نے کہا کہ اللہ کی قسم بادشاہت تو یہ ہے، ہارون کی کوئی بادشاہت نہیں کہ لوگ پولیس اور سرکاری عمال کی زبردستی کے بغیر جمع نہیں ہوتے۔

حدیث میں احتیاط اور اسناد کی تحقیق

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ روایت حدیث اور قبول روایت میں انتہائی احتیاط اور تحقیق سے کام لیتے تھے اور اس سلسلے میں ان کے فرامین محدثین رحمہم اللہ میں ضرب المثل بن چکے ہیں۔ اسناد حدیث کی اہمیت پر یہ شہرۂ آفاق جملہ جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں نقل کیا ہے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ہی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے۔

"اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ لَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"

کہ حدیث میں سند کا سلسلہ بھی دین کا ایک باب ہے اس لیے
کہ اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا کچھ بھی کہہ لیتا۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ہم کس قسم کے شخص سے روایت لے سکتے ہیں تو آپ نے جواب دیا جو اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس علم کی اسناد میں شدت سے کام لیتا ہے اس لیے کہ بسا اوقات ایک ثقہ، غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے تو یہ لغو ہے ایسے ہی اگر غیر ثقہ، ثقہ سے بھی روایت کرے تو لغو ہے روایت حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ ثقہ، ثقہ سے روایت کرے۔

مسیب بن واضح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سوال کیا گیا ایک شخص اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو وہ سند میں شدت سے کام لے سکتا ہے؟ ابن مبارک رحمہ اللہ نے جواب دیا جب وہ اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو پھر سند میں زیادہ شدت ہی ہونی چاہیے۔

عبدان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ دین کے معاملے میں اعتماد اور بنیاد حدیث کو بناؤ اور اس قیاس کو اختیار کرو جو حدیث کے لیے شارح ہو۔

ابواسحاق طالقانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے پوچھا کس سے روایت ہے میں نے کہا شہاب بن حراش رحمہ اللہ سے تو فرمایا ثقہ ہیں کس سے روایت کر رہے ہیں میں نے عرض کی حجاج بن دینار رحمہ اللہ سے فرمایا ثقہ ہیں یہ کس سے روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا اے ابواسحاق حجاج بن دینار رحمہ اللہ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تو ایسی گھاٹیاں ہیں جس میں اونٹوں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں یعنی حجاج تو صحابی نہیں ہیں تو وہ کیسے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور اسلاف کے درمیان سیڑھی اسناد ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ کی اسناد حدیث میں اس احتیاط اور تحری کے پیش نظر ہی علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی حدیث بالاجماع حجت اور قابل استدلال ہے۔ اور حدیث کی روایت و درایت پر امام صاحب کی وسعت نظر کی وجہ سے عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس حدیث کو ابن مبارک رحمہ اللہ نہیں پہچانتے، ہم اس سے بری ہیں، دوسری جگہ فرمایا کہ وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

علمی مذاکرہ

حضرت الامام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ باوجود اپنی علوشان اور بلند علمی مرتبے کے علمی محنت کے خوگر رہے اور عین اس وقت جب پورے عالم اسلام میں ان کے علم وفضل کا طوطی بولتا تھا اس وقت بھی وہ تکرار اور مذاکرہ جیسی طالب علمانہ کوششوں سے کنارہ کش نہیں ہوئے۔ اس کی تائید علی بن حسن رحمہ اللہ کے

اس قول سے ہوتی ہے کہ میں اور ابن مبارک رحمہ اللہ عشاء کے بعد گھر جانے کے لیے نکلے تو دروازے پر ایک حدیث کا مذاکرہ شروع کیا، مؤذن کے اذان فجر کے لیے آنے تک مسلسل مذاکرہ میں مصروف رہے۔

احترام علم

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علم اور علماء کے قدردان تھے۔ علم دین کو دنیاوی جاہ و منصب کے حصول کا ذریعہ بنانے کو توہین علم گردانتے تھے۔ چنانچہ جب امام اسماعیل بن عُلَیَّہ بصرہ کے محصولات اور ٹیکس وصول کرنے کے ذمہ دار بنے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

يَـا جَـاعِـلَ الْعِلْمِ لَهُ بَـازِياً … يَـصْـطَـادُ أَمْـوَالَ الْمَسَـاكِيْنِ

اِحْتَلْـتَ لِـلـدُّنْيَـا وَلَذَّاتِهَا … بِـحِيْـلَةٍ تُـذْهِـبُ بِـالـدِّيْـنِ

فَـصِـرْتَ مَـجْـنُوْناً بِهَا بَعْدَمَا … كُـنْـتَ دَوَّاءً لِـلْـمَـجَـانِيْـنِ

أَيْـنَ رِوَايَـاتُكَ فِـيْ سَـرْدِهَا … عَـنِ ابْـنِ عَـوْنٍ وَابْنِ سِيْرِيْن

أَيْـنَ رِوَايَـاتُكَ فِـيْـمَـا مَضَى … فِـيْ تَرْكِ أَبْوَابِ السَّلَاطِيْنِ

إِنْ قُـلْتَ أُكْرِهْتَ فَمَاذَا كَذَا … زَلَّ حِـمَـارُالْـعِـلْمِ فِي الطِّيْنِ

لَا تَـبِعِ الـدِّيْـنَ بِـدُنْيَـا كَمَـا … يَـفْـعَـلُ ضَـلَالُ الرُّهْـبَـانِيْـنِ

ترجمہ: اے علم کو اب اپنے لیے شکاری بنانے والے جو مساکین کے اموال کا شکار کرتا ہے۔ تو نے دنیا اور اس کی لذات کے حصول کے لیے ایسا حیلہ کیا جس نے تیرے دین کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اور تو دنیا کا مجنوں بن گیا حالانکہ ایک وقت تو مجانین کا علاج ہوا کرتا تھا۔ اور تمہاری وہ روایات کہاں ہیں جو تو نے ابن عون اور ابن سیرین سے نقل کی ہیں اور تیری وہ روایات کہاں گئیں جو بادشاہوں کے دروازے چھوڑ دینے کے متعلق ہیں اگر تو یہ عذر کرے کہ تو مجبور کر دیا گیا تھا تو یہ عذر لنگ ہے سچی بات یہ ہے کہ علم کا گدھا کیچڑ میں پھسل گیا ہے۔ اپنے دین کو دنیا کے بدلے مت بیچ جیسا کہ گمراہ راہبوں نے کیا۔

ابن عُلَیَّہ رحمہ اللہ نے جب یہ اشعار پڑھے تو مجلس قضاء سے اٹھ کر ہارون الرشید کے دربار میں پہنچے اور عرض کیا خدا کے لیے میرے بڑھاپے پر رحم کیجئے، میں عہدہ قضاء کا متحمل نہیں ہوں۔ ہارون الرشید نے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا شاید اس مجنوں نے تمہیں بہکا دیا ہے اور ابن علیہ رحمہ اللہ کو عہدہ قضاء سے برخاست کر دیا۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک ہاشمی صاحب جاہ ومنصب سماع حدیث کی غرض سے آیا تو آپ نے اس کو حدیث سنانے سے انکار کر دیا جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے اٹھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی تاکہ وہ صحیح طرح سے بیٹھ۔ سکے اس ہاشمی نے کہا عجیب ماجرا ہے۔ آپ نے مجھے حدیث سنانا قبول نہیں کیا لیکن غلاموں کی طرح گھوڑے کی لگام پکڑ لی ہے۔ امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا میں حدیث رسول کو ذلیل نہیں کر سکتا لیکن اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

خراسان کا گورنر سماع حدیث کی غرض سے آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمہ اللہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو آپ اس کے احترام کے لیے نہیں اٹھے بلکہ ان کے بھانجے کا بیان ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا لیکن میرے ماموں اٹھ کر بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بدعتی کے ہاں کھانا کھایا اور اس کی اطلاع امام ابن مبارک رحمہ اللہ کو ہوگئی تو فرمایا میں پورا مہینہ تم سے کلام نہیں کروں گا۔

مشائخ واساتذہ

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فقہ کا علم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور مذہب حنفی کے ائمہ میں سے تھے۔ حدیث اور قراءت کا علم انہوں نے چار ہزار سے زائد اساتذہ سے حاصل کیا جن میں سلیمان تیمی، عاصم احول، ہشام بن عروۃ، یحیٰی بن سعید انصاری، حیوۃ بن شریح، امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، امام مالک، امام لیث، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ جیسے عدیم النظیر اکابر کے اسماء ہیں۔

تلامذہ:

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی جلالت قدر کا اندازہ جس طرح ان کے عظیم اساتذہ سے ہوتا ہے ایسے ہی بے مثل شاگرد بھی ان کے علمی مرتبے پر دلیل وحجت ہیں ان کے تلامذہ میں معمر بن راشد، امام محمد بن حسن شیبانی، ابوداؤد، عبدالرزاق بن ہمام اور ابوبکر بن ابی شیبہ جیسے ائمہ حدیث اور کتب حدیث کے مصنفین شامل ہیں ان کے سوا سینکڑوں اکابرین امت کے نام ابھی تک کتب رجال میں موجود ہیں جو امام صاحب کی شاگردی پر نازاں ہیں۔

بلند علمی مقام اہل علم اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں

ابن مہدی رحمہ اللہ ایک دفعہ اپنے ایک گھر کی فروخت کے لیے بغداد آئے تو محدثین نے ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ آپ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ دونوں سے علم حاصل کیا ہے ان میں سے کون افضل ہے؟ تو ابن مہدی رحمہ اللہ نے کہا تم کیا بات کرتے ہو اگر سفیان ثوری رحمہ اللہ ساری محنت اس بات پر لگائیں کہ وہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے ایک دن کے برابر ہو جائیں تو بھی وہ اس پر قادر نہ ہوسکیں گے۔

خود سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میری ساری عمر مل کر ابن مبارک رحمہ اللہ کے ایک سال کی طرح ہو جائے لیکن افسوس کہ وہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے تین دنوں کے برابر بھی نہیں ہوسکتی۔

ابواسحق فزاری رحمہ اللہ جن کے بارے میں امام اوزاعی رحمہ اللہ جیسی شخصیت یہ کہتی ہے کہ واللہ وہ مجھ سے بڑے عالم اور افضل ہیں وہ کہتے ہیں ابن مبارک رحمہ اللہ تمام مسلمانوں کے لیے امام ہیں۔

مسیب بن واضح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحق فزاری رحمہ اللہ کو ابن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے دو زانو بیٹھے سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فقہاء میں واحد شخصیت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی ہے جو کسی بھی قسم کے اعتراض سے بالکل محفوظ رہی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے زمانے میں ان سے بڑا عالم اور ان کی طرح صفات محمودہ کا جامع کوئی دوسرا نہیں تھا۔

امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے میں پورے عالم اسلام کے امام تھے اور علم و زہد اور سخاوت و شجاعت میں تمام لوگوں سے برتر تھے۔

شعیب بن حرب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ اپنی زندگی میں جس شخص سے بھی ملے ہیں اس سے افضل ہیں۔

صفات خیر کے جامع

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ میں ایسی صفات مجتمع تھیں کہ ان کے زمانے میں کسی بھی عالم میں وہ تمام صفات مجتمع نہیں تھیں۔ حسن بن عیسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے چند لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوئے جن میں فضل بن موسی، مخلد بن حسین رحمہم اللہ وغیرہ بھی تھے اور کہنے لگے کہ آؤ بیٹھ کر اپنے استاد ابن مبارک رحمہ اللہ کے اچھے اوصاف شمار کریں تو سب شاگرد یہ کہنے لگے کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حدیث، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر و فصاحت، زہد و ورع، خاموشی، تہجد گذاری، کثرتِ عبادت، حج، جہاد، گھڑ سواری، بہادری، پہلوانی جیسے عمدہ اوصاف اور علوم کو جمع کیا۔

اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی نظیر روئے زمین پر نہیں ہے اور میرے علم کے مطابق ہر خصلت خیر جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اس کو ابن مبارک رحمہ اللہ میں ضرور رکھا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے محبت کرتا ہوں اور اس محبت پر اللہ سے خیر کی امید رکھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو تقوی، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعتِ علم، اتقان، غمخواری، شجاعت اور بے شمار اوصاف حمیدہ سے نواز رکھا تھا۔

اشاعت علم کے لیے علماء کا مالی تعاون:

امام ابن مبارک رحمہ اللہ مالدار آدمی تھے اور اپنے مال کو اہل علم پر خرچ کرتے تھے تاکہ وہ فکر معاش

سے مستغنی ہو کر یکسوئی سے علم دین کی خدمت کر سکیں۔

چنانچہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ قاضی الحرمین فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ:

"لَوْلَا أَنْتَ وَأَصْحَابُکَ مَا اتَّجَرْتُ"

یعنی اگر آپ اور آپ کے اصحاب نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تجارت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ پانچ علماء نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا، دو سفیان (یعنی سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ)، فضیل بن عیاض، ابن السماک اور اسماعیل بن عُلَیَّہ رحمہم اللہ۔

حبان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیا گیا کہ آپ دوسرے شہروں میں جا کر مال خرچ کرتے ہیں اور اپنے شہر والوں پر خرچ کیوں نہیں کرتے تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی قوم کے مقام و مرتبہ سے واقف ہوں جو حدیثِ رسول اللہ ﷺ کی طلب میں اخلاص اور حسن نیت سے مشغول ہیں اس لئے وہ ہمارے تعاون کے محتاج ہیں پس اگر ہم ان کے ساتھ تعاون نہ کریں تو ان کا علم ضائع ہو جائے گا اور اگر ہم ان کا تعاون جاری رکھیں تو وہ حضرت محمد ﷺ کی امت کیلئے علم پھیلا دیں گے اور نبوت کے بعد اشاعتِ علم سے زیادہ افضل چیز میرے علم میں نہیں ہے۔

علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے ہوئے سنا کہ آپ ہمیں تو زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا حکم دیتے ہیں اور خود خراسان سے مال و دولت مکہ لاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابو علی! میں یہ اس لئے کرتا ہوں تاکہ اس مال کے ذریعہ میں محتاج ہونے سے محفوظ رہوں اور علماء کا اکرام کروں اور اپنے رب کی عبادت میں اس کے ذریعے مدد حاصل کروں۔ اللہ کا کوئی حق ایسا نہیں جس کی طرف میں سرعت نہ کرتا ہوں اور اس مال کے ذریعے میں اس کو ادا نہ کر دیتا ہوں تو فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تحسین فرمائی۔ اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ وہ مصر سے مکہ تک عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ہم سفر رہے اور وہ ان کو خبیص (ایک عمدہ حلوہ) کھلاتے رہے اور خود روزانہ روزہ رکھتے تھے۔

داؤد بن رشید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، ابوالأحوص رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ حکام میں سے کسی کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ ابوالأحوص یہ رمضان ہے جس میں اہل وعیال پر وسعت کردی گئی ہے یہ ایک ہزار درہم ہیں آپ بھی اپنے عیال پر وسعت کریں تو ابوالأحوص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وسعت تو اللہ رب العالمین نے فرمادی ہے آپ یہ درہم واپس لے جائیں جب ہم ان کے ضرورت مند ہوں گے تو وصول کرلیں گے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اٹھ کر اپنے گھر گئے اور ایک ہزار درہم لیکر آگئے اور ابوالأحوص رحمہ اللہ کو ہدیۃً پیش کردیئے اور فرمایا کہ آپ کے اہل خانہ اس سرکاری عطیہ کو واپس کردینے پر آپ سے جھگڑیں گے اسلئے یہ حلال، طیب مال اس کی جگہ قبول فرمالیں چنانچہ انہوں نے قبول کرلیا۔

محمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ شرکت جہاد کی غرض سے بکثرت طرطوس آیا کرتے تھے اور ''رقہ'' میں ایک سرائے میں قیام کرتے تھے۔ جہاں ایک نوجوان حاضر خدمت رہتا تھا جو خدمت بھی کرتا تھا اور سماع حدیث بھی کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ابن مبارک رحمہ اللہ ''رقہ'' آئے اور یہ نوجوان نظر نہیں آیا۔ اس وقت تو ابن مبارک رحمہ اللہ جلدی میں تھے۔ لشکر کے ساتھ محاذ پر پہنچ گئے لیکن جہاد سے واپسی پر جب رقہ پہنچے تو اس نوجوان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ قرض کی وجہ سے قید ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اس پر کتنا قرض ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ دس ہزار درہم۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تلاش بسیار کے بعد قرض خواہ کے پاس پہنچے اور اسے رات کے وقت دس ہزار درہم دیئے اور قسم لی کہ جب تک میں زندہ ہوں یہ واقعہ کسی کو نہ بتائے۔ صبح کو وہ نوجوان رہا ہوا تو امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کوچ فرما چکے تھے لوگوں نے بتلایا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ تمہارا پوچھ رہے تھے چنانچہ وہ نوجوان ''رقہ'' سے نکلا اور دو تین منزل کے بعد ابن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ مل

گیا۔ابن مبارک رحمہ اللہ نے اس سے دریافت کیا کہ سرائے میں تم نظر نہیں آئے تو نوجوان نے بتایا کہ قرض کی وجہ سے قید تھا آپ نے پوچھا کہ پھر قرض کیسے ادا کیا تو اس نوجوان نے عرض کیا کہ ایک نیک شخص نے میرا قرض ادا کیا جس کو میں جانتا بھی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے نوجوان اللہ کی تحمید کرو جس نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا سامان کر دیا۔

سخاوت

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جہاں دیگر بہت سے خصائل حمیدہ کے مالک تھے وہیں فقراء و مساکین پر سخاوت بھی ان کے محاسن کا ایک زریں باب ہے۔

علی بن الحسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ ہر سال ایک لاکھ درہم فقراء و مساکین پر خرچ کرتے تھے۔

ذیل میں ہم آپ کی عظیم الشان سخاوت کے چند محیر العقول واقعات ذکر کرتے ہیں۔

علی بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب حج کا وقت قریب آتا تو ''مرو'' کے بہت سے لوگ حاضر خدمت ہو کر کہتے کہ ہم آپ کے ساتھ حج کریں گے تو امام صاحب کہتے کہ اپنا خرچ لاؤ اور ان کے اموال جمع کر کے ایک صندوق میں رکھتے اور اس کو تالا لگا دیتے پھر ''مرو'' سے نکل کر بغداد تک اہل قافلہ کو بہترین کھانے اور عمدہ حلوہ کھلاتے پھر بغداد سے مدینہ تک اسی شاہانہ حالت میں سفر فرماتے۔ مدینہ پہنچ کر فرداً فرداً ہر شخص سے دریافت کرتے کہ تمہارے گھر والوں نے مدینہ سے کیا چیز لانے کی فرمائش کی تھی؟ چنانچہ ہر ایک کی فرمائش کی مطابق وہ اشیاء خریدتے پھر مکہ آتے اور وہاں سے بھی ہر ایک کی مرضی کی چیزیں خرید کر ان کے حوالے کر دیتے پھر مکہ سے ''مرو'' تک واپسی میں مسلسل ان کو کھلاتے پلاتے اور ''مرو'' پہنچ کر ہر حاجی کے دروازے پر نشان لگاتے اور تین دن بعد ان تمام حجاج کی دعوت کرتے۔ ان کو لباس دیتے جب وہ کھانے پینے سے فارغ ہو جاتے تو صندوق منگوا کر اسے کھولتے اور ہر شخص کی تھیلی بالکل ایک درہم خرچ کیے بغیر اسی طرح واپس فرما دیتے۔ علی

بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محترم نے بتلایا کہ مجھے ابن مبارک رحمہ اللہ کے خادم نے بتایا کہ حج کے آخری سفر میں جو دعوت کی تو لوگوں کے سامنے صرف فالودے کے پچیس دستر خوان تھے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا تقریباً ہر سال حج کا معمول تھا۔ ایک سال قافلہ کے ہمراہ بغداد پہنچے قافلہ آگے تھا اور ابن مبارک رحمہ اللہ پیچھے چل رہے تھے۔ اہل قافلہ نے ایک مرا ہوا پرندہ گندگی کے ڈھیر میں پھینکا جب ابن مبارک رحمہ اللہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک لڑکی ایک قریبی گھر سے نکلی اور اس مردہ پرندے کو اٹھا کر جلدی سے واپس ہوگئی۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس کے دروازے پر پہنچے اور اس سے معاملہ دریافت کیا۔ لڑکی نے بتلایا کہ میں اور میرا بھائی یہاں رہتے ہیں اور چند دن سے ہماری حالت یہ ہے کہ مردار بھی ہمارے لئے حلال ہو چکا ہے اور ہماری غذا صرف وہی چیز ہے جو اس گندگی کے ڈھیر پر پھینکی جاتی ہے اور ہمارا باپ مالدار تھا اس سے جبراً مال چھین کر قتل کر دیا گیا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے قافلہ میں سے اپنے اونٹ واپس منگوائے اور اپنے خزانچی سے پوچھا کہ اس وقت تمہارے پاس کتنے دینار ہیں؟ تو اس نے کہا کہ ایک ہزار دینار تو ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں سے بیس دینار جو ہمیں واپسی کیلئے کافی ہوں گے نکال کر باقی اس لڑکی کو دے دو۔ یہ اس سال ہمارے حج سے افضل ہے اور امام ابن مبارک رحمہ اللہ وہیں سے واپس ہو گئے۔ حج کے بعد جب حجاج واپس آنا شروع ہوئے تو انہوں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو بھی حج کی مبارک باد دینا شروع کی اور بہت سے حاجیوں نے بتلایا کہ ہم نے ان کو حرم میں دیکھا ہے حالانکہ امام صاحب رحمہ اللہ اس سال حج پر نہیں گئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا زادِ سفر ایک الگ اونٹ پر رکھا جاتا تھا اور اس میں مختلف انواع و اقسام کے کھانے پینے کی اشیاء ہوتی تھیں گوشت، مرغ، حلوہ اور فالودہ عموماً ہوتا تھا۔ امام صاحب رحمہ اللہ لوگوں کو کھلاتے اور خود شدید گرمی میں بھی ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ ہی نے لکھا ہے کہ ایک بھکاری نے ابن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا تو آپ نے اسے ایک درہم عنایت فرمایا تو بعض ساتھیوں نے کہا کہ یہ بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتے ہیں ان کیلئے ایک

درہم کی کیا ضرورت تھی ایک ٹکڑا ہی کافی تھا تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا گمان یہ تھا کہ یہ دال روٹی کھاتا ہوگا اگر اس کی غذا فالودہ اور بھنا ہوا گوشت ہے تو اسے ایک درہم کافی نہ ہوگا۔ چنانچہ غلام کو حکم دیا کہ اسے واپس بلائے جب وہ واپس آیا تو اس کو دس درہم عنایت فرمائے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر اور قابل فخر شاگرد تھے اور مختلف فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ کے تلمذ کے باوجود اور خود بھی درجۂ اجتہاد پر فائز ہونے کے باوجود ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید فرمائی۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر فتویٰ دیتے تھے اور مذہب حنفی کے داعی اور مبلغ بھی تھے۔ چنانچہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو مکۃ المکرمۃ کے جلیل القدر فقیہ اور نامور محدث تھے اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھی تھے انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر عدم واقفیت کی بناء پر کچھ اعتراضات کئے تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ رسائل امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے جن کو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی مجلس میں پڑھ ڈالا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ علمی کے معترف ہوگئے۔

فقیہِ مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور علمی مقام کے معترف تھے۔ موطأ پڑھاتے ہوئے وہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے زیر بحث مسئلہ میں ان کی رائے دریافت فرماتے تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے "قال ابوحنیفہ" کہہ کر ان کے سامنے پیش فرماتے۔

ذیل میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بطور مثال چند فتاویٰ اور اقوال نقل کئے جاتے ہیں جو انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں بیان فرمائے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ جو شخص زکوۃ دوسرے شہر میں بھیجے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رشتہ داروں کیلئے زکوۃ دوسرے شہر بھیجی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں کہ یہی مسئلہ میں نے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا تو انہوں نے اس کی تحسین فرمائی اور کہا کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن ہمیں اس کا سماع حاصل نہیں ہے۔ واقعہ کے راوی ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اب یہ مسئلہ یوں لکھا جاتا ہے

''محمد بن الحسن عن عبد الله بن المبارك عن أبی حنیفه''

ابن وھب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے عشاء کے آخری وقت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صبح صادق تک ہے۔ اور عقعق (کوے کی نسل کا ایک پرندہ) کے گوشت کے بارے میں سوال کیا گیا تو ابن مبارک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اپنے استاد امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف اپنے درج ذیل اشعار میں کرتے ہیں جن سے ان کا امام اعظم رحمہ اللہ کے ساتھ تعلق اور عقیدت مندی ظاہر ہوتی ہے۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَ مَنْ عَلَيْهَا
إِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ أَبُوْ حَنِيْفَه

البتہ تحقیق زینت بخشی ہے شہروں کو اور ان میں رہنے والے لوگوں کو امام المسلمین ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے

بِأَحْكَامٍ وَ آثَارٍ وَ فِقْهٍ
كَآيَاتِ الزَّبُوْرِ عَلٰى صَحِيْفَهْ

احکام، احادیث اور فقہ کے ساتھ جیسا کہ صحیفہ پر زبور کی آیات کنداں ہوں۔

فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهٗ نَظِيْرٌ
وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَهْ

جس کی مشرق و مغرب اور کوفہ میں کوئی نظیر اور مثال نہیں ہے

يَبِيْتُ مُشَمِّرًا سَهَرَ اللَّيَالِي

وَصَــــامَ نَهَـــــارَهُ لِلّٰهِ خِيْـــفَـــــهُ

جو رات بھر چاک و چوبند حالت میں جاگتے ہیں اور دن کو اللہ کے خوف سے روزہ دار رہتے ہیں۔

فَــمَــنْ كَــأَبِــيْ حَــنِــيْــفَةَ فِــيْ عُلاهُ

إِمَــــامٌ لِــلْــخَــلِــيْــفَةِ وَالْــخَــلِــيْــفَــهُ

پس کون شخص مرتبے میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح ہے آپ تو خلفاء کے بھی امام ہیں۔

وَصَــــانَ لِسَـــــانُــهُ عَــنْ كُــلِّ إِفْكٍ

وَمَــــا زَالَــتْ جَــوَارِحُــــهُ عَــفِــيْــفَــهُ

اور آپ کی مبارک زبان ہر طرح کی لغزش سے محفوظ رہی اور آپ کے اعضاء بھی ہمیشہ باعفت رہے۔

يَــعُفُّ عَــنِ الْــمَــحَــــارِمِ وَالْــمَلاهِــيْ

وَ مَــرْضَــــاةُ الإِلْــهِ لَــــهُ وَظِيْــفَــــهُ

وہ حرام چیزوں اور آلات موسیقی سے بچتے ہیں۔ اور اللہ کی رضا ان کا وظیفہ زندگی ہے۔

رَأَيْــتُ الْــعَــــائِبِيْــنَ لَــــهُ سَــفَــاهــاً

خِلافَ الْــحَــقِّ مَــعَ حُــجَــجٍ ضَــعِيْــفَــــهُ

میں نے ان پر اعتراض کرنے والوں کو خائب وخاسر دیکھا ہے جو کہ کمزور دلیلوں کے ساتھ خلاف حق اعتراض کرتے ہیں۔

وَكَيْفَ يَــحِــلُّ أَنْ يُــؤْذِیْ فَــقِــيْــــهٌ

لَــــهُ فِــــيْ الأَرْضِ آثَــــارٌ شَــرِيْــفَــــهُ

اور کیسے حلال ہے کہ ایک ایسے فقیہ کو ایذا پہنچائی جائے کہ زمین پر جس کے علم وفضل کے مبارک آثار موجود ہوں۔ [1]

---

[1] یہ آخری تین اشعار ابن مبارک رحمہ اللہ کے نہیں ہیں کسی کا اضافہ ہے۔

وَقَدْ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ مَقَالاً
صَحِيْحَ النَّقْلِ فِيْ حِكَمٍ لَطِيْفَةْ

اور محمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحیح بات ہی کہی ہے لطیف حکمتوں کے ضمن میں

بِأَنَّ النَّاسَ فِيْ فِقْهٍ عِيَالٌ
عَلٰى فِقْهِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةْ

کہ لوگ فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے محتاج ہیں

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادَ رَمْلٍ
عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِيْ حَنِيْفَةْ۔ [1]

پس ریت کے ذروں کے برابر لعنتِ خداوندی ہو اس شخص پر جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ احکام شرعیہ کا رد کرے۔

(یعنی احکام شرعیہ کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے لعنت ہو)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و توصیف میں درج ذیل شہرۂ آفاق اشعار بھی امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نتیجہ فکر ہیں۔

رَأَيْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ كُلَّ يَوْمٍ
يَزِيْدُ نَبَالَةً وَيَزِيْدُ خَيْرًا

میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں کہ وہ لیاقت اور علم و فضل میں ہر روز میری نظر میں بڑھ رہے ہیں۔

وَيَنْطِقُ بِالصَّوَابِ وَيَصْطَفِيْهِ
اِذَا مَا قَالَ أَهْلُ الْجَوْرِ جَوْرًا

اور وہ حق بات کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور حق کا ہی انتخاب کرتے ہیں جب کہ اہل ظلم باطل کے

---

[1] الفہرست لابن ندیم ۱/۲۸۴، الدر المختار ۱/۲۶

ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔

يُقَايِسُ مَنْ يُقَايِسُهُ بِلُبٍّ
فَمَنْ ذَا يَجْعَلُونَ لَهُ نَظِيرًا

مقابل آئے جوان کا عقل کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے ایسا کون ہے جس کو امام صاحب رحمہ اللہ کا مثل بناتے ہیں۔

كَفَانَا فَقْدَ حَمَّادٍ وَكَانَتْ
مُصِيبَتُنَا بِهِ أَمْرًا كَبِيرًا

اور انہوں نے امام حماد رحمہ اللہ کی کمی پوری کردی حالانکہ ان کی وفات ہمارے لئے بڑا سانحہ تھا۔

فَرَدَّ شَمَاتَةَ الْأَعْدَاءِ عَنَّا
فَأَبْدَى بَعْدَهُ عِلْمًا كَثِيرًا

پس امام صاحب رحمہ اللہ نے دشمنوں کی طعنہ زنی سے ہمارا دفاع کیا اور امام حماد رحمہ اللہ کے بعد کثیر علم پھیلایا

رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ حِينَ يُؤْتَى
وَيُطْلَبُ عِلْمُهُ بَحْرًا غَزِيرًا

میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھتا ہوں جب وہ تشریف لاتے ہیں اور اپنے علم کو ایک گہرے سمندر کی صورت پیش کرتے ہیں۔

إِذَا مَا الْمُشْكِلَاتُ تَدَافَعَتْهَا
رِجَالُ الْعِلْمِ كَانَ بِهَا بَصِيرًا

علماء کو جن علمی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے امام صاحب رحمہ اللہ ان کے حل کی بھی بصیرت رکھتے ہیں۔

بحیثیت شاعر وادیب

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جہاں فقہ وحدیث اور تفسیر ولغت وغیرہ فنون کے امام تھے۔ وہیں ایک شاندار شاعر، بے مثل ادیب بھی تھے۔ آپ کی شاعری اور نثر کتب اسلامیہ کے وسیع ذخیرے میں بکھرے پڑے ہیں اور یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ کتب کو کھنگال کر آپ کی شاعری کا الگ دیوان جمع کیا جائے اور ایسے ہی آپ کے ادبی وعلمی اقوال زریں کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے۔

علامہ ذھبی رحمہ اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی شاعری کی توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"كان ابن المبارك رحمہ اللہ شاعرا محسنا قوالا بالحق"۔

کہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ ایک عمدہ شاعر تھے اور اپنی شاعری میں بھی حق کی بات کرتے تھے۔

ماقبل میں آپ نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار کے عمدہ نمونے ملاحظہ فرمائے ذیل میں ہم چند اشعار مزید نقل کرتے ہیں۔

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ

وَيُورِثُكَ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا

میں دیکھتا ہوں کہ گناہوں سے دل مردہ ہوجاتے ہیں اور ان کا دوام تمہیں ذلت میں مبتلا کردے گا۔

وَتَرْكُ الذُّنُوبِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ

وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

اور گناہوں کو چھوڑ دینا دلوں کی زندگی ہے اور تیرے لئے گناہوں سے منہ موڑ لینا بہت بہتر ہے۔

وَهَلْ بَدَّلَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوكُ

وَأَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

اور دین میں تغیر وتبدل بادشاہوں، علماء سوء اور راہبوں کے سوا کسی نے نہیں کیا

وَبَاعُوا النُّفُوسَ فَلَمْ يُرْبِحُوا

وَلَمْ تَغْلُ فِي الْبَيْعِ أَثْمَانُهَا

اورانہوں نے اپنے آپ کو بیچ کر کوئی نفع نہیں کمایا اور اس تجارت میں ان کی قیمت کوئی زیادہ نہیں لگی۔

لَقَدْ رَتَعَ الْقَوْمُ فِي جِيفَةٍ

يُبَيَّنُ لِذِي الْعَقْلِ إِنْتَانُهَا

تحقیق اس قوم نے (دنیا) مردار میں منہ مارا ہے جس کا بدبودار ہونا عقلمندوں پر واضح ہے۔

دوست اور ساتھی کے انتخاب کے بارے میں ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَإِذَا صَحِبْتَ فَاصْحَبْ فَاضِلاً

ذَا حَيَاءٍ وَعَفَافٍ وَكَرَمْ

جب تو کسی کی صحبت کا خواہش مند ہو تو کسی علم وفضل والے کا دوست بن جو حیاء عفت اور کرم والا ہو

قَوْلُهُ لِلشَّيْئِ لاَ إِنْ قُلْتَ لاَ

وَإِذَا قُلْتَ نَعَمْ قَالَ نَعَمْ

اگر تو کسی بات کی نفی کرے تو وہ بھی نفی کرے اور جب تو کسی بات پر ہاں کہے تو وہ بھی ہاں کہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کسی کو نصیحت کرتے وقت بکثرت یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اِغْتَنِمْ رَكْعَتَيْنِ زُلْفَى إِلَى اللهِ

إِذَا كُنْتَ فَارِغاً مُسْتَرِيحاً

خالص اللہ کیلئے دو رکعتوں کو غنیمت سمجھ جب کہ تو بالکل فارغ ہو۔

وَإِذَا مَا هَمَمْتَ بِالنُّطْقِ بِالْبَا

طِلِ فَاجْعَلْ مَكَانَهُ تَسْبِيحاً

اور جب تو کوئی غلط بات بولنے کا ارادہ کرے تو اس کی جگہ تسبیح کو رکھ دے۔

فَاغْتَنِمْ السُّكُوْتِ أَفْضَلُ مِنْ خَوْ
ضٍ وَإِنْ كُنْتَ بِالْكَلَامِ فَصِيْحَاً

پس خاموشی کو غنیمت سمجھنا افضل ہے۔فضول گفتگو میں مشغول ہونے سے اگرچہ تو فصیح الکلام ہو۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کی شاعری کیلئے تو مستقل ایک کتاب درکار ہے۔ یہ مقامِ اختصار اس کا متحمل نہیں اس لئے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ جب کسی شخص کو الوداع کہتے تو فرماتے

وَهَوَّنَ وَجْدِيْ أَنَّ فُرْقَةَ بَيْنَنَا
فِرَاقُ حَيَاةٍ لَا فِرَاقُ مَمَاتِ

یعنی میرا وجدان کہتا ہے کہ ہمارے درمیان جدائی دوبارہ ملنے کیلئے ہے نا کہ موت کی جدائی۔

اقوال زریں

ذیل میں بطور نمونہ چند معروف اقوال ذکر کرتے ہیں۔

ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا

”ان أول العلم النية ثم الا ستماع ثم الفهم ثم العمل ثم الحفظ ثم النشر“

علم کی ابتدا نیت ہے پھر سننا، پھر سمجھنا پھر اس پر عمل کرنا پھر یاد کرنا اور پھر اس کی اشاعت ہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کا زریں قول ہے

”ان البصراء لا يأمنون من أربع،ذنب قد مضى لا يدرى ما يصنع فيه الرب عزوجل و عمر قد بقى لا يدرى ما فيه من الهلكة و فضل قد اعطى العبد لعله مكر

واستدراج وضلالة قد زينت يراها هدى وزيغ قلب

ساعة فقد يسلب المرء دينة ولا يشعر "

"یعنی اولیاء بھی چار الجھنوں سے محفوظ نہیں رہتے۔ ماضی کے

گناہ نامعلوم اللہ ان کے بارے میں کیا فیصلہ فرمائیں گے اور باقی عمر

نامعلوم کہاں لغزش ہو جائے اور فضل و مرتبہ جو بندے کو عطا ہو شاید

کہ وہ مکر و استدراج ہو اور گمراہی کبھی مزین ہو کر آتی ہے جس کو وہ

ہدایت سمجھتا ہے اور دل کا ایک لمحہ کیلئے پھرنا کبھی آدمی کا دین سلب کر

لیتا ہے اور آدمی کو خبر بھی نہیں ہوتی"۔

حبیب جلاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ سب سے بہترین نعمت جو انسان کو دی گئی وہ کونسی ہے تو آپ نے فرمایا کہ "عقل سلیم" میں نے پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ پھر "حسن ادب" میں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ "اخ شفیق یستشیرہ" شفیق بھائی جو اس کی راہنمائی کرے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ "صمت طویل" لمبی خاموشی میں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ "موت عاجل" یعنی جلدی موت۔

امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ انسان کون ہیں؟

تو آپ نے فرمایا کہ "علماء" سوال ہوا کہ بادشاہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ "پرہیز گار صوفیاء" سائل نے عرض کیا بے وقوف کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ "وہ لوگ جو دین کو ذریعہ معاش بناتے ہیں"۔ محبوب بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو علم میں بخل کرے گا وہ تین چیزوں کے ساتھ آزمایا جائے گا یا تو موت اسکے علم کو ضائع کر دے گی یا وہ علم بھول جائے گا یا حکام کی صحبت اس کے علم کو ضائع کرے گی۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جو شخص علماء کی تحقیر کرے گا اس کی آخرت ضائع ہو جائے گی جو

امراء کی تحقیر کرے گا اس کی دنیا ضائع ہو جائے گی اور جو اپنے بھائیوں کی تحقیر کرے گا اس کی مروت اور وقار ختم ہو جائے گا۔

شوقِ جہاد

جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت ابن مبارک رحمہ اللہ کی کتاب زندگی کا نمایاں ترین باب ہے۔تمام سوانح نگاروں نے جذبہ جہاد کو اہمیت کے ساتھ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی زندگی کا اہم ترین پہلو قرار دیا ہے۔حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بکثرت جہاد میں شریک ہوتے اور اس کو افضل عمل قرار دیتے تھے۔کثرت کے ساتھ طرسوس کی سرحد پر رومیوں کے ساتھ مقابلے کیلئے تشریف لے جاتے اور جرأت و بہادری کے ساتھ گھمسان کی لڑائی میں شریک ہوتے۔ذیل میں ہم حضرت امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے چند جہادی واقعات سپرد قلم کرتے ہیں۔

عبدہ بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم ابن مبارک رحمہ اللہ کے ہمراہ بلا دروم میں ایک جنگ میں شریک تھے جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے تو دشمن کے لشکر سے ایک آدمی نے نکل کر مبارزت کی تو ہماری طرف سے ایک شہسوار میدان میں اترا اور نیزا مار کر اسے قتل کر دیا پھر دوسرا آدمی نکلا اسے بھی قتل کر دیا پھر تیسرے اور چوتھے آدمی کو بھی قتل کر دیا تو اہل لشکر اس بہادر کو دیکھنے کیلئے ٹوٹ پڑے اور اس مرد جری نے چہرے کو کپڑے سے چھپا رکھا تھا۔عبدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ان کا کپڑا کھینچا تو وہ امام ابن مبارک رحمہ اللہ تھے انہوں نے فرمایا کہ اے ابو عمرو آپ بھی ہمارا راز افشاء کرنے والوں میں شریک ہیں۔ [1]

عبداللہ بن سنان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں طرسوس مقام پر جہاد میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور معمر بن سلیمان رحمہ اللہ کے ساتھ تھا۔اچانک لڑائی شروع ہوئی تو یہ دونوں حضرات بھی نکل کھڑے ہوئے جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہو گئے تو رومیوں کی طرف سے ایک شخص نے نکل کر

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۸/۳۹۵' تاریخ بغداد ۱۰/۱۶۷' صفۃ الصفوۃ ۴/۱۴۴

مقابلے کی دعوت دی۔ایک مسلمان آگے بڑھا تو رومی نے شدید حملہ کر کے اسے شہید کر دیا۔اسی طرح یکے بعد دیگرے چھ مسلمان شہید ہوئے اور وہ رومی دونوں لشکروں کے درمیان اکڑ کر چل رہا تھا اور مقابلے کی دعوت دے رہا تھا۔اور کوئی بھی اس کے مقابلے میں نہیں نکل رہا تھا یہ دیکھ کر امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر میں شہید ہو گیا تو فلاں فلاں کام کر لینا اور پھر گھوڑے کو ایڑھ لگا کر میدان میں اتر گئے اور تھوڑی دیر مقابلہ کے بعد اس رومی کو قتل کر دیا اور پھر رومیوں کو مقابلہ کی دعوت دی لیکن رومی آپ سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ چکے تھے۔

یہ دیکھ کر ابن مبارک رحمہ اللہ نے گھوڑے کو دوڑایا اور چھپ گئے۔اچانک میں نے انہیں سابقہ جگہ پر کھڑے پایا وہ مجھ سے فرمارہے تھے کہ اے عبداللہ اگر تم نے میری زندگی میں یہ واقعہ کسی کو سنایا تو پھر..... (کوئی سخت لفظ کہے)

عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہیں سنایا۔[1]

جہاد سے اسی شغف کی وجہ سے حضرت امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے اشعار و مواعظ میں دعوت جہاد کو اپنا وظیفۂ زندگی بنایا۔

چنانچہ حبان بن موسیٰ رحمہ اللہ نے امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے یہ اشعار نقل فرمائے ہیں کہ

كَيْفَ الْقَرَارُ وَكَيْفَ يَهْدَأُ مُسْلِمٌ
وَالْمُسْلِمَاتُ مَعَ الْعَدُوِّ الْمُعْتَدِي

قرار کہاں ہے؟ اور ایک مسلمان پرسکون کیسے ہو سکتا ہے جب کہ مسلمان عورتیں سرکش دشمن کی قید میں ہیں۔

اَلضَّارِبَاتُ خُدُوْدَهُنَّ بِرَنَّةٍ
اَلدَّاعِيَاتُ نَبِيَّهُنَّ مُحَمَّدْ

جو چیخ و پکار کے ساتھ اپنے رخسار پیٹتی ہیں اور اپنے نبی محمد ﷺ کو پکارتی ہیں۔

اَلْقَائِلَاتُ إِذَا خَشِيْنَ فَضِيْحَةً
جُهْدَ الْمَقَالَةِ لَيْتَنَا لَمْ نُوْلَدْ

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۸/۴۰۸، شعب الایمان ۴۳۲۲

ذلت ورسوائی کے خوف سے وہ سخت ترین بات کہتی ہیں کہ اے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں۔

مَا تَسْتَطِيعُ وَ مَا لَهَا مِنْ حِيلَةٍ
اِلَّا التَّسَتُّرَ مِنْ أَخِيهَا بِالْيَدِ

نہ وہ طاقت رکھتی ہیں اور نہ ہی کوئی حیلہ کر سکتی ہیں سوائے اس بات کے کہ ہاتھ کے ساتھ اپنے بھائی سے پردہ کریں۔ [1]

بزدل اور عبادت کے مفہوم سے نا آشنا صوفیاء اور زاہدوں کے ترکِ جہاد کی مذمت کر کے انہیں جہاد پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

أَيُّهَا النَّاسِكُ الَّذِيْ لَبِسَ الصُّوْ
فَ وَأَضْحَىٰ يُعَدُّ فِي الْعُبَّادِ

اے نرم لباس پہن کر عبادت گزاروں میں شمار ہونے والے صوفی

اِلْزَمِ الثَّغْرَ وَالتَّعَبُّدَ فِيْهِ
لَيْسَ بَغْدَادُ مَسْكَنَ الزُّهَّادِ

سرحد کو لازم پکڑ اور وہاں مشغول عبادت ہو کیونکہ بغداد تو زاہدوں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔

اِنَّ بَغْدَادَ لِلْمُلُوْكِ مَحَلٌّ
وَمَنَاخٌ لِلْقَارِئِ الصَّيَّادِ [2]

بے شک بغداد تو بادشاہوں کا مسکن ہے اور شکاری علماء کی شکارگاہ ہے۔

محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ۱۷۷ھ میں (جب کہ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۵۷ سال تھی) میں حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ طرسوس (شام کے ساحل کے قریب معروف شہر ہے۔) [3] کی سرحد پر مرابط تھا تو آپ نے مجھے درج ذیل اشعار لکھوائے اور میرے ہاتھ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۱۶/۸ [2] تاریخ بغداد ۲۱/۱۱ [3] (معجم البلدان ۲۸/۴)

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ أَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ أَنَّكَ بِالْعِبَادَةِ تَلْعَبُ

اے حرمین میں عبادت کرنے والے اگر تو ہمیں دیکھ لے تو اس بات کا یقین کر لے کہ تو تو عبادت کے ساتھ کھیل رہا ہے۔

مَنْ كَانَ يَخْضِبُ جِيْدَهُ بِدُمُوْعِهِ
فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ

کون ہے جس کی گردن اس کے آنسوؤں سے تر ہوتی ہے پس ہمارے سینے تو ہمارے لہو سے رنگین ہوتے ہیں۔

أَوْ كَانَ يَتْعَبُ خَيْلَهُ فِيْ بَاطِلٍ
فَخُيُوْلُنَا يَوْمَ الصَّبِيْحَةِ تَتْعَبُ

کسی کا گھوڑا بے مقصد فضول کاموں میں تھکتا ہے لیکن ہمارے گھوڑے سخت ترین جنگ کے دن تھکتے ہیں۔

رِيْحُ الْعَبِيْرِ لَكُمْ وَ نَحْنُ عَبِيْرُنَا
رَهْجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارُ الْأَطْيَبُ

عبیر کی خوشبو تمہیں مبارک، ہماری عبیر تو گھوڑے کے ٹاپوں سے اڑنے والی دھول اور پاکیزہ غبار ہے۔

وَلَقَدْ أَتَانَا مِنْ مَّقَالِ نَبِيِّنَا
قَوْلٌ صَحِيْحٌ صَادِقٌ لَا يَكْذِبُ

اور البتہ تحقیق آیا ہے ہمارے پاس اپنے نبی محترم ﷺ کے ارشادات میں سے ایک صحیح اور سچا فرمان۔

لَا يَسْتَوِيْ وَغُبَارُ خَيْلِ اللهِ فِيْ
أَنْفِ امْرِئٍ وَدُخَانُ نَارٍ تَلْهَبُ

اللہ کے شہسواروں کا غبار اور جہنم کی شعلہ بار آگ کا دھواں کسی شخص کے ناک میں جمع نہیں ہو سکتے۔

هٰـــذَا كِتَـــابُ اللهِ يَـــنْـــطِـــقُ بَيْـــنَـــنَـــا
لَيْـــسَ الشَّهِيْـــدُ بِـــمَيِّـــتٍ لاَيُـــكْـــذِبُ

یہ اللہ کی کتاب ہمارے درمیان فیصل ہے کہ شہید مردہ نہیں ہے اور اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ [1]

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ابن المبارک رحمہ اللہ کے مبارک اوقات کا بیشتر حصہ جہادی امور میں گزرتا اور آپ بنفسہ میدان جنگ میں اترتے اور مشکلات کا سامنا کرتے لیکن جب غنیمت کی تقسیم کا وقت آتا تو غائب ہو جاتے۔ جب ان سے غنیمت وصول کرنے کا کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے وہ ذات پہچانتی ہے جس کیلئے میں جہاد کرتا ہوں۔

جہاد میں اس مشغولیت کا نتیجہ تھا کہ ۶۳ سال کی عمر میں آپ کی وفات بھی ایک جنگ سے واپسی پر جہادی سفر کے دوران ہوئی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے صاحبزادے محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی وفات کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے کونسا عمل افضل پایا تو فرمایا کہ جس میں میں مصروف رہتا تھا میں نے عرض کیا کہ جہاد اور رباط تو فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو فرمایا کہ میری مغفرت پر مغفرت کر دی گئی ہے اور حور عین میں سے ایک نے میرے ساتھ کلام کیا ہے۔ [2]

تصنیفات

امام ذھبی رحمہ اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں

"دون العلم فی الابواب والفقه و فی الغزو والزهد والرقائق وغیر ذلک"

یعنی انہوں نے حدیث وفقہ کو ابواب میں مدون کیا اور جہاد اور زھد ورقائق وغیرہ موضوعات پر تصنیفات لکھیں۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/۴۴۳، سیر اعلام النبلاء ۸/۴۱۲ [2] صفۃ الصفوۃ ۴/۱۴۷، شعب الایمان ۴/۵۷

نواب صدیق حسن بھوپالی کی تحقیق کے مطابق خراسان میں سب سے پہلے تصنیف وتالیف کے ذریعے اشاعت اسلام کا سہرا امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سر ہے۔

ایسے ہی ''اربعینات'' (چالیس حدیثوں کے مجموعے) میں سب سے پہلے ''اربعین'' لکھنے کا اعزاز بھی حضرت امام ابن مبارک رحمہ اللہ کو حاصل ہے۔ [1]

ایسے ہی جہاد کے موضوع پر مستقل تصانیف میں اولیت کا درجہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی تصنیف ''کتاب الجہاد'' کو ہی حاصل ہے۔

ذیل میں ان کی میسر اور کتب تاریخ ورجال میں ان کے حوالے سے جن کتب کا تذکرہ ملتا ہے ان کا ذکر کریں گے۔

(۱) تفسیر القرآن

(۲) السنن فی الفقہ

(۳) کتاب التاریخ

(۴) کتاب الزہد والرقائق۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور احادیث وآثار کا مجموعہ ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

(۵) کتاب البر والصلۃ

(۶) رقاع الفتاویٰ

(۷) الدقائق فی الرقائق

(۸) أربعین فی الحدیث

(۹) کتاب الجہاد۔ اس کا تفصیلی تعارف آئندہ سطور میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔

ان کتب کا تذکرہ حاجی خلیفہ، ابن ندیم اور داؤدی وغیرہ نے کیا ہے جن کے حوالہ جات اختصار کے باعث پیش نہیں کئے جا رہے۔

---

[1] الرسالۃ المستطرفۃ

وفات ومدفن:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک ۱۸۱ھ میں ایک جنگ سے واپسی پر ''ھیت'' نامی مقام (جو کہ دریائے فرات کے کنارے معروف قصبہ ہے) پر سحری کے وقت ۶۳ سال کی مسنون عمر میں فوت ہوئے اور وہیں آج ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ وقدس اللہ سرہ و جعل الجنۃ مثواہ و جزاہ عنا خیر الجزاء (آمین)

☆☆............☆☆☆............☆☆

''کتاب الجہاد کا تعارف''

''جہاد'' کی اہمیت کے پیش نظر اسلام کی تدوینی وتصنیفی زندگی کے آغاز سے ہی اس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا گیا اور حدیث وفقہ کی کتب میں مستقل عنوان اور موضوع کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا۔ اور الگ طور پر صرف ''جہاد'' ہی کے موضوع پر تصنیفات کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور اس سلسلے کی سب سے پہلی کتاب ہماری زیرِ نظر کتاب ''کتاب الجہاد'' لابن المبارک ہے اس کے بعد ہر زمانہ میں یہ سلسلہ جاری رہا ہے اور آج بھی جاری ہے۔ قدیم وجدید علماء وافاضل کی تصنیفات اس موضوع پر شائع زائع ہیں۔ بہر حال اولیت کا درجہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی ''کتاب الجہاد'' کو ہی حاصل ہے۔

چنانچہ حاجی خلیفہ چلپی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

كتاب الجهاد للامام عبدالله بن المبارك الحنظلي المتوفى سنة ١٨١هج وهو أول مؤلف ألف فيه . [1]

یعنی امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی ''کتاب الجہاد'' مسئلہ جہاد میں پہلی تالیف ہے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ دوسری جگہ رقمطراز ہیں

''وأول من صنف فيه عبدالله بن المبارك كتاب الجهاد''. [2]

یعنی مسئلہ جہاد میں سب سے پہلے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد تصنیف کی۔

جدید محقق جعفر کتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

---

[1] کشف الظنون ص ۱۴۱۰

[2] کشف الظنون ص ۱۲۷۵

والجهاد لأبي عبدالرحمن عبدالله بن المبارك و

هو أول من صنف في الجهاد [1]

یعنی امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کتاب الجہاد ہی مسئلہ جہاد

میں سب سے پہلی تصنیف ہے۔

”کتاب الجہاد“ آثار واحادیث پر مشتمل جہاد کے فضائل واحکام پر ایک مختصر کتاب ہے جو ایک زمانہ تک عالم اسلام میں متداول رہی اور پھر حوادث زمانہ سے نایاب ہوگئی۔ زمانہ جدید میں عرب علماء نے ”احیاء التراث“ کے عنوان سے اپنے علمی اور تاریخی ورثہ کو قدیم ترین لائبریریوں اور عجائب گھروں سے نکال کر زیور طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے کا عظیم الشان کام شروع کر کے امت پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اسی کے نتیجہ میں یہ اہم ترین مجموعۂ احادیث وآثار بھی دوبارہ منصۂ شہود پر آیا۔

مشہور مستشرق بروکلمان اور فواد سیزگین کی تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں ”کتاب الجہاد“ کا صرف ایک ہی محفوظ نسخہ ”لائبزج“ جرمنی کی لائبریری میں موجود تھا۔ [2]

جس کو جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرمہ کے پروفیسر ڈاکٹر نزیہ حماد نے تدوین (ایڈیٹنگ) وتخریج اور تحقیق وتعلیق کے بعد ۱۴۰۳ھ میں شائع کیا۔ ہمارے پیش نظر یہی محقق ومطبوع نسخہ ہے۔

”کتاب الجہاد کا ثبوت“

یہاں پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آیا امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کوئی کتاب ”کتاب الجہاد“ کے نام سے واقعی موجود تھی یا یہ کہ کسی نے خود روایات کو جمع کر کے اس کو امام ابن مبارک رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ اس کے جواب میں محقق کتاب ڈاکٹر نزیہ حماد نے اکابر مشائخ کی مستند کتب کے حوالہ جات ذکر کیے ہیں جہاں ان اکابر نے ”کتاب الجہاد“ کو بطور حوالہ استعمال کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی واقعی ”کتاب الجہاد“ کے نام سے ایک تصنیف تھی اور

---

[1] الرسالة المستطرفة ۴۸/۱

[2] تاریخ الادب العربی ۱۵۳/۳، تاریخ التراث العربی ۱۳۸/۱

چونکہ ان کتب میں مذکورہ حوالہ جات ہمارے سامنے موجود ''کتاب الجہاد'' میں بھی موجود ہیں اس لئے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہی کتاب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی ''کتاب الجہاد'' ہے۔

ڈاکٹر نزیہ حماد نے تین حوالہ جات سے اس بات کو ثابت کیا ہے

(۱) علامہ ذھبی رحمہ اللہ ''سعید بن رحمۃ مصیصی'' رحمہ اللہ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں

سعید بن رحمة بن نعیم المصیصی عن ابن المبارک وھو راوی "کتاب الجھاد" عنه.

یعنی سعید بن رحمہ بن نعیم رحمہ اللہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کتاب الجہاد کو روایت کرنے والے ہیں۔ [1]

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے ''الاصابہ فی تمییز الصحابۃ'' میں کتاب الجہاد کی متعدد روایات نقل فرمائی ہیں اور اس بات کی تصریح کی ہے کہ ان کو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں روایت کیا ہے اور اپنے مقدمہ کے حاشیہ میں ڈاکٹر نزیہ حماد نے ''الاصابہ'' کی پہلی دو جلدوں میں موجود ''کتاب الجہاد'' کی روایات کی نشاندہی کر کے اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے کہ ہمارے محقق نسخے میں یہ روایت کہاں ہے۔

(۳) علامہ شوکانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے ''نیل الأوطار'' میں حسن بصری رحمہ اللہ کی یہ مرسل روایت ذکر کی ہے

أن رسول الله بعث جیشا فیھم عبدالله بن رواحة فتأخر لیشھد الصلوة مع النبی ﷺ.........الخ

اور ان تین مستند حوالہ جات سے کتاب الجہاد کے وجود کو ثابت کیا ہے ہم کچھ مزید وضاحت کے ساتھ چند نئے دلائل کے ساتھ کتاب الجہاد کو مزید مبرھن کرنے کی کوشش کریں گے۔

''کتاب الجہاد'' میں مذکورہ روایات میں سے بیشتر حدیث کی امہات کتب میں موجود ہیں جیسا

---

[1] میزان الاعتدال ۱۹۹/۲، لسان المیزان ۲۸/۳

کہ ہر روایت کی تخریج میں آپ اس کا ملاحظہ کریں گے اس لئے اس کے مندرجات کے بارے میں کسی بحث وتمحیص کی ضرورت نہیں البتہ اس کے وجود کے بارے میں قرائن وشواہد اور دلائل اس کی استنادی حیثیت کو مزید مضبوط کریں گے۔ اس سلسلے میں کچھ مزید توضیح درج ذیل ہے:

ڈاکٹر نزیہ حماد نے علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی ''نیل الأوطار'' کے حوالہ سے جو ثبوت پیش کیا ہے وہ روایت تو کتاب الجہاد میں حدیث نمبر ۱۴ کی صورت میں موجود ہے لیکن یہ بات باعثِ خلجان ہے کہ پچھلی چند صدیوں میں کتاب الجہاد کا تذکرہ میرے ناقص مطالعہ کے مطابق کسی اور کتاب میں نہیں ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ ابھی پچھلی صدی میں گزرے ہیں۔ ممکن ہے کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کے سامنے واقعی یہ کتاب الجہاد موجود ہو۔ لیکن غالباً یہ ہے کہ یہ حوالہ انہوں نے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری سے لیا ہے کتاب الجہاد ان کے سامنے نہیں ہے۔ اور محقق ڈاکٹر نزیہ حماد صاحب کی نظر بھی اس سلسلے میں فتح الباری پر نہیں پڑی وگرنہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری اور اس کے مقدمے میں بھی جابجا ''کتاب الجہاد لابن المبارک'' کو بطور حوالہ پیش کیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ روایت کے بیان میں ڈاکٹر نزیہ حماد نے علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی اپنی عبارت نقل نہیں فرمائی وہ یہ ہے:

''و یؤید هذا الثاني مارواه ابن المبارک في کتاب الجهاد من مرسل الحسن. [1]

اور یہ لفظ بلفظ بعینہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ [2]

اسلیے غالب گمان یہ ہے کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف نسبت سہواً یا نسیاناً رہ گئی ہے۔ ''کتاب الجہاد'' ان کے سامنے نہیں ہے اور غالباً یہی بات عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب سے بھی سرزد ہوئی ہے کہ انہوں نے بعینہ لفظ بلفظ مذکورہ عبارت کتاب الجہاد کے حوالہ سے ''تحفۃ الأحوذی''

---

[1] نیل الأوطار ۲۶/۸

[2] فتح الباری ۱۴/۶

میں نقل کی ہے اور کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ واللہ اعلم۔ [1]

ابن حجر رحمہ اللہ کی ''الاصابہ'' کے حوالہ سے چند مزید مصرح حوالہ جات درج ذیل ہیں جن کو حضرت محقق صاحب نے ذکر نہیں فرمایا

(ألف) حممة الدوسي، روى ابو داؤد و مسدد و الحارث فی مسانيد هم وابن أبی شيبة فی مصنفه وابن المبارک فی کتاب الجهاد. [2]

کتاب الجہاد میں یہ روایت ۱۴۱ نمبر ہے

(ب) وقال ابن المبارک فی الجهاد عن عاصم بن عمر. [3]

کتاب الجہاد میں یہ روایت ۱۵۱ نمبر ہے

(ج) وقال ابن المبارک فی کتاب الجهاد عن حماد بن زيد............قال لما حضرت خالد الوفاة. [4]

کتاب الجہاد میں یہ روایت نمبر ۵۳ ہے

(د) سليم مولیٰ عمرو بن الحموح له ذكر فی کتاب الجهادلا بن المبارک من حديث ابن عباس رضی الله عنه. [5]

کتاب الجہاد میں یہ روایت نمبر ۷۸ ہے۔

(س) و سمی ابو داؤد الطيالسی فی مسنده و عبدالله بن المبارک فی کتاب الجهاد الرجل المذکور جابر بن عبدالله وهذا هو الصواب. [6]

کتاب الجہاد میں یہ روایت نمبر ۳۲ ہے۔

---

[1] تحفۃ الاحوذی ۲۳۶/۵ [2] الاصابہ ۱۲۵/۲

[3] الاصابہ ۴۰۵/۲ [4] الاصابہ ۲۵۵/۲ [5] الاصابہ ۱۷۱/۳

[6] الاصابہ ۷۳۱/۵

فتح الباری کا ایک حوالہ ماقبل میں گزرا ہے۔ایک مزید مصرح حوالہ ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

وفي الجهاد لابن المبارك رحمه الله من طريق موسى بن طلحة أن اصبعه التي أصيبت هي التي تلي الابهام. [1]

کتاب الجہاد میں یہ روایت نمبر ۹۲ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" میں لکھتے ہیں کہ

حممة رجل من أصحاب رسول الله ذكره ابن المبارك في كتاب الجهاد له. [2]

کتاب الجہاد میں یہ روایت نمبر ۱۴۱ ہے

علامہ ذھبی "سیر أعلام النبلاء" میں لکھتے ہیں

وقال ابن المبارك في الجهاد له عن هشام بن سعد. [3]

ان مستند ترین حوالہ جات سے دونوں باتیں یعنی یہ کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی "کتاب الجہاد" کے نام سے ایک کتاب تھی اور وہ کتاب یہی ہے جو ہمارے سامنے ہے پایۂ ثبوت اور درجۂ استناد کو پہنچتی ہیں اس ثبوت واستناد کو مزید پختہ کرنے کیلئے ہم مزید واضح اور صریح دلیل ذکر کرتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث احمد بن محمد بن احمد السلفی رحمہ اللہ اپنے والد کے حوالہ سے ان کے "کتاب الجہاد" کے سماع کی تصریح اور امام ابن مبارک رحمہ اللہ تک ان کی سند کا تذکرہ کرتے ہیں۔ان کی عبارت یہ ہے۔

سمعت من ابن ابي الحسين عبدالله وهاب في الرحلة الأولىٰ كتاب الجهاد لعبدالله بن المبارك حدثنابه عن ابن جو صاعن سعيد بن رحمةعن ابن المبارك وهو جزء ان. [4]

یعنی پہلے سفر میں میں نے ابن ابی الحسین عبدالوہاب سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کتاب

---

[1] فتح الباری ۸۳/۷
[2] الاستیعاب ۴۰۸/۱
[3] سیر اعلام النبلاء ۱۵/۱۱
[4] مشیخہ ابن الحطاب ص ۱۹۷

الجہاد کا سماع کیا جوانہوں نے ابن جوصا کی روایت سے بیان کیا اور ابن جوصا نے سعید بن رحمہ سے اور انہوں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور وہ دو جز ہیں۔

اس صریح ترین عبارت میں ایک محدث کا سماع اور اس کی سند بھی مذکور ہے جس سے اس کی اسنادی حیثیت کو تقویت ملتی ہے اور اس حوالہ میں اس بات کی تصریح بھی ہے کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الجہاد کے دو جزو ہیں اور ہمارے سامنے موجود کتاب الجہاد کے بھی دو جز ہیں جس سے یہ بات مزید مبرھن ہوتی ہے کہ یہی ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الجہاد ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تک اتصال سند

حدیث کی کتب کے مستند ہونے کیلئے مصنف کتاب تک سند کا اتصال ضروری ہوتا ہے اور مصنفِ کتاب سے اوپر کی سند ہر حدیث کے ساتھ موجود ہوتی ہے محقق کتاب ڈاکٹر نزیہ حماد نے ''کتاب الجہاد'' کے اتصال سند کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ممکن ہے ان کی تتبع اور تلاش میں اس کی کوئی صورت ممکن نہ ہوئی ہو۔ بہر حال ہماری ناقص جستجو کے نتیجے میں کتاب الجہاد کی ایک سند تو وہ ہے جو ابھی ماقبل میں احمد بن محمد بن السّلفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔ لیکن اس سند کے ذریعہ ہمارا اتصال ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں ہوتا۔

ہمارا اتصال سند حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے ان کی مرویات کے ضمن میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ سند تو معروف ہے اور ''الیانع الجنی'' اور ''الازدیاد السنی'' وغیرہ میں مرقوم ہے اور کتاب الجہاد کی اپنی سند حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''كتاب الجهاد لعبدالله بن المبارك أنبأنا به يونس
بن محمد بالا سناد المذكور فی كتاب الترغيب لا بن
الشيخ الى أبی القاسم بن منده أخبرنا عبدالملك بن

محمد بن احمد بن يوسف البقاعي حدثنا ابراهيم بن محمد بن الفتح حدثنا محمد بن سفيان بن موسیٰ الصفار حدثنا سعيد بن رحمة المصيصي سمعت ابن المبارك به" [1]

نسخۂ کتاب کی حالت:

ہماری کاوش کا انحصار تو ڈاکٹر نزیہ حماد صاحب کے محقق نسخ پر ہے۔ڈاکٹر صاحب نے جس مخطوط سے اس کو مدون کیا ہے اس کی حالت وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ لائبریری میں یہ مخطوطہ نمبر ۳۲۰ تھا اور اس کے کل اوراق ۴۰ تھے جو ۲۲ سے ۲۶ تک سطور پر مشتمل تھے اور کتابت کی تاریخ پانچویں صدی ہجری یا اس سے پہلے کی ہے۔مخطوطے پر ابن مبارک رحمہ اللہ سے نیچے سند میں تین سماع درج ہیں دو سماع ۴۲۶ ہجری کے ہیں اور ایک سماع ۲۶۳ ہجری کا ہے۔اور یہ مخطوط دو اجزاء پر مشتمل ہے اور دونوں اجزاء کے آغاز پر یہ عبارت درج ہے۔

"كتاب الجهاد تصنيف عبدالله بن المبارك رواية ابراهيم بن محمد بن الفتح بن عبدالله الجلي عن محمد بن سفيان الصفار عن سعيد بن رحمة رواية الشيخ أبي الحسين محمد بن احمد بن محمد الآ بنوسي الصيرفي رحمہ اللہ سماع الشيخ الجليل أبي على الحسين بن محمد الدلفي بلغه الله آماله"

اور یہ مخطوطہ عمدہ خط نسخ میں تحریر ہے اور عام طور پر نقطے بھی موجود ہیں اگرچہ بہت سے مقامات پر نقطے نہیں بھی ہیں ایسے ہی سمجھ میں نہ آنے والے الفاظ بھی موجود ہیں اور مخطوطہ لکھنے والے کو جن الفاظ کی

---

[1] تغلیق التعلیق لابن الحجر ۵/۴۷۰

سمجھ نہ آئی ہوگی اس نے وہاں خالی جگہ چھوڑی ہوئی ہے جس کی میں نے ہر مقام پر نشاندہی کر دی ہے۔

مخطوطے پر ناسخ (لکھنے والے) کا نام اور تاریخ کتابت نہیں ہے اور دوسرے جزء کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے۔

"آخر كتاب الجهاد وصلى الله على محمد النبي وآله وسلم"

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے "کتاب الجہاد" کو روایت کرنے والے رواۃ کا تعارف

(۱) ابو عثمان سعید بن نعیم المصیصی رحمۃ اللہ علیہ کتب رجال میں ان کا تعارف کتاب الجہاد کے روای کے طور پر ہی ہے

چنانچہ علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

"وهو راوی كتاب الجهاد عنه". [1]

(۲) محمد بن سفیان الصفار رحمۃ اللہ علیہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کا تذکرہ بعض محدثین کے شیخ کے طور پر کیا ہے۔ چنانچہ ابراہیم بن محمد الجلی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں انہیں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ قرار دیا ہے

(۳) ابراہیم بن محمد الجلی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا پورا نام ونسب یہ ہے

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الفتح المصیصی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ جلی کے کے نام سے مشہور تھے۔ مصیصہ جو کہ طرسوس کے قریب ساحل ضام پر ایک شہر تھا میں پیدا ہوئے اور اس پر انگریز کے قبضہ کے بعد بغداد میں سکونت اختیار کی۔ حافظ حدیث تھے۔ ان کے مشائخ میں محمد بن سفیان الصفار المصیصی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن ابراہیم بن البطال الصعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اسماء سرفہرست ہیں۔ اور تلامذہ میں ابو بکر البرقانی علی بن حسن

---

[1] میزان الاعتدال ۱۹۹/۳

التنوخی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن الحسین بن الفراء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات داخل ہیں۔

منگل کے دن ۱۳ ذی الحجہ ۳۸۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثقہ، صدوق، مامون، صالح اور حافظ الحدیث تھے

عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ' ثقہ' مامون' صالح اور حافظ الحدیث تھے۔

(۴) محمد بن احمد بن محمد الأ بنوسی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا نام ونسب ابوالحسین محمد بن احمد بن محمد علی الأ بنوسی الصیرفی ہے اور بغداد کے رہنے والے ہیں۔

۳۸۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور شوال ۴۵۷ ہجری میں انتقال فرمایا اور باب حرب کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

ان کے مشائخ میں ابوالحسین علی بن عمر الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، ابوحفص عمر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابوالقاسم عبیداللہ بن محمد المتولی رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر احمد بن عبید الواسطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن محمد بن جعفر بن نجار کوفی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات ہیں۔اوران کے تلامذہ میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شہرہ آفاق شخصیت داخل ہے۔

(۵) الحسین بن محمد الدلفی رحمۃ اللہ علیہ

پورا نام ابوعلی، حسین بن محمد بن حسن بن ابراہیم الدلفی المقدسی ہے بغداد کے رہنے والے ہیں۔فقیہ، عالم اور عابد وزاہد بزرگ تھے۔ابونصر بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ حاصل کیا۔اور مشغول عبادت ہو گئے۔شیخ حسن بن علی جوہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا اور ان کے تلامذہ میں ابومحمد بن سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔

ذی الحجہ ۴۸۴ ہجری کو بغداد میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

ہماری ناقص کاوش:

ہم نے ڈاکٹر نزیہ حماد کے تحقیق کردہ مطبوعہ نسخے کو پیش نظر رکھ کر اس رفیع الشان کتاب کی درج ذیل خدمات ادا کرنے کی ناقص سی کاوش کی ہے

(۱) عبارت کتاب کی تدوین پر نظر ثانی کی ہے کئی مقام پر جہاں ڈاکٹر نزیہ حماد صاحب غامض عبارت کہہ کر خالی جگہ چھوڑ گئے ہیں یا ناسخ نے بیاض چھوڑا ہے اور محقق صاحب اسے متعین نہیں فرما سکے۔ایک دو مقام کے سوا میں نے مستند مراجع سے ان کو بھی متعین کیا ہے اور حاشیہ میں ان کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

(۲) اور بعض مقامات پر کمپوزنگ یا تدوین کی اغلاط کی تصحیح بھی کی ہے اور حاشیہ میں اس کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔

(۳) اگرچہ محقق صاحب نے احادیث وآ ثار کی تخریج پہلے سے کی تھی لیکن ہم نے ازسرنو پوری کتاب کی تخریج کی ہے اور آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ڈاکٹر صاحب نے روایات کی ایک بڑی تعداد کا کوئی بھی حوالہ پیش نہیں کیا، ہم نے ان روایات کی تخریج کیلئے بھی تتبع اور تلاش بسیار کی اور بحمد اللہ معدودے چند روایات کے سوا پوری کتاب میں بلا حوالہ کوئی حدیث واثر نہیں رہا اور تخریج شدہ احادیث وآ ثار کی تخریج میں مستند مراجع ومصادر سے مفید اضافے کیے ہیں۔

(۴) پوری کتاب کی عبارات احادیث وآ ثار پر اعراب لگا دیئے ہیں۔

(۵) پوری کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا ہے جس میں الفاظ اور محاورہ دونوں کی رعایت کی کوشش کی ہے البتہ بعض مقامات پر قارئین کی سہولت کی غرض سے ترجمانی کا انداز اختیار کیا ہے۔

(۶) منتخب احادیث وآ ثار کے تشریحی فوائد، احادیث اور اقوال اسلاف کی روشنی میں لکھ دیئے ہیں۔ کتاب میں موجود واقعات تشریح کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے درج نہیں کی گئی اور اس حدیث کے مفہوم کے قریب اور متعلق دیگر روایات کو بھی لکھنے کی کوشش کی ہے۔اور مفہوم حدیث کی مناسبت سے تاریخ اسلام کے واقعات بھی ذکر کیے ہیں۔

(۷) فقہی مسائل کی توضیح فقہاء رحمہم اللہ کے مستند اقوال کے ذریعہ کر دی گئی ہے۔

(۸) اماکن اور اعلام کی تخریج وتعارف بھی جہاں ضروری معلوم ہوا کر دیا گیا ہے البتہ التزام نہیں کیا

گیا کیونکہ ایک مختصر کتاب اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

(۹) احادیث وآثار کی مناسبت سے ہر روایت پر الگ عنوان بھی قائم کیا گیا ہے۔

(۱۰) کتاب اور مصنف کے تعارف، مسئلہ جہاد کے حکم کے متعلق فقہاء رحمہم اللہ کے مذاہب اربعہ کے حوالے سے جامع بحث اور ارکانِ اسلام کی تحقیق پر مشتمل ایک بسیط مقدمہ بھی شروع میں لکھ دیا گیا ہے۔

(۱۱) حوالہ جات کا التزام کیا گیا ہے اور آخر کتاب میں مصادر و مراجع کی فہرست بھی درج کی گئی ہے۔

(۱۲) موقعہ و مناسبت سے ترغیب و ترہیب کا سلسلہ بھی قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اپنی علمی کوتاہی، کم عمری اور لا ابالی پن اور سستی طبع کی بناء پر حدیث رسول اور مسئلہ جہاد کی اس خدمت کے بالکل بھی لائق نہ ہونے کا اعتراف ہونے کے باوجود، ساتھیوں اور اساتذہ کرام کی دعاؤں، حسن ظن اور حوصلہ افزائی پر یہ ناقص سا کام آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اس میں ہر علمی، کمزوری اور نقص میری غفلت کا نتیجہ اور کوتاہی علم و فہم ہے اور اگر کسی کو کوئی خوبی نظر آئے تو اللہ کا فضل و کرم، حدیث نبوی کا اعجاز اور اساتذہ کرام کا فیضان ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں دست بدعا ہوں کہ علمی زندگی میں اس پہلی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں اس محتاج کو عطا فرما دے اور اس کو ریاء، نام و نمود اور شہرت جیسے مذموم مقاصد سے بچا کر خالص اپنی رضا کیلئے دین حق کی خدمت کی توفیق عطا فرما دے۔

آمین والحمد للہ رب العالمین۔

☆☆............☆☆☆☆............☆☆

الجزء الأول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

استعنت بالله (۱/ب)

جہاد اللہ کا محبوب ترین اور افضل ترین عمل

۱. أخبرنا الشيخ أبو الحسين محمد بن احمد بن محمد الأبنوسي الصيرفي قراءة عليه ببغداد 'وأنا حاضر أسمع في جمادى الأولى سنة خمس وخمسين وأربعمائة ،قال أخبرنا أبو اسحق ابراهيم بن محمد بن الفتح الجلي المصيصي ،قال حدثنا أبو يوسف محمد بن سفيان بن موسى الصفار سنة ست عشرة وثلاثمائة بالمصيصة ،

قال حدثنا سعيد بن رحمة ابو عثمان ، قال سمعت عبدالله بن المبارك ،قال أخبرني الأوزاعي ،قال حدثني يحيى بن أبي كثير ،قال حدثني هلال بن أبي ميمونة أن عطاء بن يسار حدثه أن عبدالله بن سلام حدثه ،أو قال حدثني أبو سلمة بن عبدالرحمن عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ :تَذَاكَرْنَا بَيْنَنَا، فَقُلْنَا : أَيُّكُمْ يَأْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؟ قَالَ : فَهِبْنَا أَنْ يَقُوْلَ مِنَّا أَحَدٌ . قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً رَجُلاً حَتّٰى جَمَعَنَا فَجَعَلَ يُشِيْرُ بَعْضُنَا إِلٰى بَعْضٍ ،فَقَرَأَ عَلَيْنَا. سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا . قال هلال فتلاها علينا عطاء بن يسار من اولها الى آخرها . قال الأوزاعي من اولها الى آخرها. [1]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے پس ہم نے کہا: کہ تم میں سے کون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگا تا کہ آپ ﷺ سے سوال کرے کہ اللہ کے نزدیک

(۱) ترمذی ۳۳۲۱، مسند أحمد ۲۲۶۷۳، دارمی ۲۲۸۳، سنن بیہقی ۱۸۲۸۱، موارد الظمآن ۱۵۸۹، روح المعانی ۱۴/۱۲۲، قرطبی ۱۸/۷۷، ابن کثیر ۴/ ۳۵۸، تفسیر طبری ۲۸/۸۴، الجہاد لابن ابی عاصم ۱۴۳، الأربعین فی الجہاد لأبی الفرج المقری ۴۰، الأربعون فی الجہاد لأبی القاسم عمر بن الحسن ۵

محبوب ترین عمل کون سا ہے؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کچھ کہنے سے ڈر رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف فرداً فرداً پیغام بھیجا اور ہم سب کو جمع کر لیا ہم ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے (کہ کیا معاملہ ہے) تو آنحضور ﷺ نے ہمارے سامنے یہ تلاوت کی

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۞ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۞ [1]

اللہ ہی کی تقدیس بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

شروع سے آخر تک پوری سورت تلاوت فرمائی۔

ف: جہاد کا افضل ترین عمل ہونا آیات قرآنیہ اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے بلکہ اس مفہوم کی روایات درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جس عمل میں قربانی اور مشقت جتنی زیادہ ہو وہ اللہ کی نظر میں اتنا ہی مقبول ہوتا ہے۔ حج کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اس میں مال کے ساتھ ساتھ سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ جہاد میں اس سے بڑھ کر قربانی ہے جان، مال اور وقت تینوں چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ سفر کی مشقت بھی ہوتی ہے اور قید و بند کی صعوبت بھی، جسم بھی کٹتے ہیں اور لاشے بھی اٹھانے پڑتے ہیں اور جب رب کریم اپنے بندے کو اپنی راہ میں خالص اپنی رضا کیلئے مجسم تسلیم و رضا بنا ہوا دیکھتا ہے تو پھر ہی اپنی محبتِ جاوداں سے سرفراز فرماتا ہے۔

قرآن مجید بھی اپنے حکیمانہ اسلوب سے جہاد کی افضلیت کو بیان کرتا ہے سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوٰلِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِأَمْوٰلِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ عَلَى الْقٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا [2]

---

[1] الصف ۲،۱ [2] النساء ۹۵

نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے
والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے' اللہ نے
بڑائی دی لڑنے والوں کو اپنے مال اور جان سے ان پر جو بیٹھتے
ہیں درجہ میں اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا
اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے بڑے ثواب میں۔

مذکورہ بالا حدیث میں سورۃ الصف کا شانِ نزول بیان کیا گیا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جو بہتر سے بہترین کی جستجو میں تھے۔ انہوں نے اپنی مجلس میں مذاکرہ کیا کہ اللہ کے محبوب ترین عمل سے آگاہی حاصل کر کے اسے زندگی کا معمول بنایا جائے لیکن تعظیم نبوی کی وجہ سے کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ دربار رسالت سے اس کے بارے میں دریافت کرلے۔ ادھر بذریعہ وحی خود رسالت مآب ﷺ کو ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی گفتگو کا علم ہوا تو آپ نے اس مجلس کے تمام شرکاء کی طرف نام بنام پیغام بھیج کر سب کو جمع فرمایا کہ تمہارے سوال کا جواب اللہ نے بشکل قرآن دیا ہے کہ اللہ کے محبوب لوگ اس کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے والے مجاہدین ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم حجاج کرام کو پانی پلانا افضل عبادت سمجھتے تھے اور بعض مسجد حرام کو آباد کرنا افضل عمل سمجھتے تھے اور بعض جہاد فی سبیل اللہ کو اللہ کا محبوب عمل گردانتے تھے اللہ رب العزت نے ان تین قسم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان محاکمہ فرمایا:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ [1]

کیا تم حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد رکھنا اس شخص کے عمل

---

[1] توبہ آیت ۱۹

کے برابر سمجھتے ہو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کے
راستے میں جہاد کیا یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہو سکتے (یعنی مجاہدین کا
درجہ ان سے بڑھ کر ہے) اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتے۔

احادیث کثیرہ صحیحہ سے بھی جہاد کی افضلیت اور اللہ کی محبوبیت ثابت ہوتی ہے چنانچہ بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ افضل ترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا، عرض کیا گیا اس کے بعد تو ارشاد فرمایا کہ "جہاد فی سبیل اللہ" عرض کیا گیا اس کے بعد افضل عمل کون سا ہے تو ارشاد ہوا کہ مقبول حج۔

سنن ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ کی پانچ کتابوں میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ لوگوں میں سے افضل ترین کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے" پھر وہ مومن جو الگ تھلگ جگہ پر اللہ کی عبادت کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں اکمل ایمان والا کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں درجے کے اعتبار سے بہتر اور افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں تو آپ

---

[1] (مستدرک حاکم)

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے یہاں تک کہ اسے موت آجائے یا شہید کر دیا جائے۔ ۱

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے برابر ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کوئی عمل اس درجے کا نہیں پاتا، صحابی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سہ بارہ درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں اس بات کی طاقت ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اس کی واپسی تک مسجد میں داخل ہو جائے اور مسلسل قیام کرے اور مسلسل روزہ رکھے تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس کی طاقت کون رکھتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی'' حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس بات کو دہرا دیجئے تو حضور ﷺ نے اس بات کو دہرایا اور ارشاد فرمایا کہ ایک دوسرا عمل ہے جسکے ذریعے اللہ جنت میں بندے کے سو درجے بلند کرتا ہے اور دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ وہ کون سا عمل ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جہاد فی سبیل اللہ''۔ ۲

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے اس تک افضل لوگ ہی پہنچتے ہیں۔ ۳

حضرت ابو المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اس کا جنازہ پڑھا دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازہ نہ پڑھائیں اس لئے کہ وہ شخص فاجر تھا۔ درخواست کرنے والے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو رات آپ ﷺ نے مجاہدین کی

---

۱ (صحیح ابن حبان، سنن نسائی) ۲ ابو داؤد، مسلم، نسائی ۳ طبرانی

پہرے داری میں گذاری تھی اس میں وہ بھی شریک تھا تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور جا کر جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے تین مٹھی مٹی ڈالی اور فرمایا کہ لوگ تیری برائی کرتے ہیں اور میں تمہیں اچھائی سے یاد کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن الخطاب! جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

فائدہ: حدیث مسلسل اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں شاگرد استاذ سے حدیث نقل کرنے کے ساتھ ساتھ استاذ کی وہ کیفیت بھی نقل کرتا ہے جو حدیث بیان کرتے ہوئے استاذ پہ طاری تھی۔ یہ حدیث مسلسل بقراءۃ سورۃ الصف ہے اسے حضور ﷺ سے لے کر آج تک جو استاذ بھی پڑھاتا ہے وہ ساتھ سورۃ الصف کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ اور یہ حدیث مسلسلات میں سند و متن کے لحاظ سے صحیح ترین حدیث ہے۔ [1]



[1] صحیح علی شرط الشیخین، قالہ ابن الجزر روح المعانی ۱۴/۱۲۲

اللہ سے تجارت

۲۔حدثنا أبو یوسف محمد بن سفیان ، قال حدثنا سعید بن رحمة ، قال حدثنا ابن المبارک عن سفیان عن محمد بن جحادة عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ ،أَوْ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ فَنَزَلَتْ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ [1]

فَكَرِهُوْهَا ،فَنَزَلَت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ [2]

ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کاش ہم افضل ترین عمل کے بارے میں علم رکھتے یا اللہ تعالی کے محبوب عمل کے بارے میں جانتے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو! کیا میں تمہاری رہنمائی کروں ایسی تجارت کی طرف جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے۔ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو تم اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ۔تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو مشکل سمجھا تو یہ آیات نازل ہوئیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝

---

[1] سورۃ صف آیت ۱۰ [2] سورۃ صف آیت ۲،۳،۴

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو تم کرتے نہیں ہو۔ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے ہاں کہ تم وہ بات کہو جسے کر نہ سکو۔ بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں صف بنا کر قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

ف: اس حدیث میں سورۃ الصف کی مذکورہ بالا آیات کا ایک اور شان نزول بیان فرمایا گیا ہے۔ اس آیت میں جہاد کو تجارت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تجارت میں چار چیزیں ہوتی ہیں (۱) بائع یعنی بیچنے والا (۲) مشتری یعنی خریدنے والا (۳) مبیع یعنی فروخت ہونیوالی چیز (۴) ثمن یعنی قیمت۔ جہاد کی افضلیت اور نافعیت سمجھانے کیلئے اس کو تجارت کے ساتھ تعبیر کیا گیا کیونکہ اس تجارت میں بائع بندہ ہے اور مشتری خود اللہ تعالی ہیں اور مبیع بندے کا جان و مال ہے اور ثمن جنت کا دخول و خلود اور عذاب الیم سے نجات کا پروانہ ہے۔ اسی مفہوم کو سورۃ التوبہ میں دوسرے اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ [1]

"بے شک اللہ تعالی نے مومنین سے ان کی جانیں اور مال جنت کے
بدلے خرید لئے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں پس
کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہو جاتے ہیں"

اور چونکہ اس تجارت میں مشتری اللہ تعالی ہیں اس لئے بندے کے لئے یہ تجارت ہر لحاظ سے نفع بخش ہے۔

مرے اگر شہید ہو، مارے اگر تو غازی ہو
یہ راہ وہ ہے جس میں ہر طرح سے سرفرازی ہو

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو بعض لوگ جو افضل عمل کی جستجو میں تھے ان کی طبیعت پہ یہ

---

[1] التوبہ آیت ۱۱۱

گراں گذرا تو اللہ تعالیٰ نے قول وفعل کے تضاد کی مذمت بیان کرنے کے لئے سورۃ الصف کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں کہ تم وہ کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو۔

امام تفسیر کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے عرض کیا کہ کاش ہمیں افضل اور محبوب عمل کا علم ہو جائے تو یہ آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾

''اے ایمان والو! کیا میں تمہاری رہنمائی کروں ایسی تجارت کی طرف جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے''

نازل ہوئی تو مسلمانوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں اس تجارت کا علم ہو جائے تو ہم اسے اپنی جانوں ،مالوں اور اہل وعیال کے عوض حاصل کرلیں۔اس پر دوسری آیت

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ

''ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو تم اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ''

پھر مسلمانوں کے اس قول کی اُحد کے دن آزمائش کی گئی تو وہ منتشر ہو گئے تو ان کی توبیخ وتہدید اور ان کو عار دلانے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی ''کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو''۔ [1]

قول وعمل کے تضاد کو شریعت نے ایک بڑی بیماری گردانا ہے اور اس پر بڑی وعیدیں ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات میرا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبریل نے عرض کیا کہ یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو کہتے تھے لیکن خود نہیں کرتے تھے قرآن پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

[1] الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۸۰/۱۸

جہاد وقتال چونکہ ایک مشکل اور جاں طلب کام ہے اس لئے انسانی طبیعت کیلئے یہ پسندیدہ چیز نہیں ہے جیسا کہ خود اللہ کا فرمان ہے" وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ " یہ بالکل بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح ہے جن کا واقعہ سورۃ البقرۃ میں مذکور ہے کہ پہلے وہ قتال کی فرضیت کے طالب تھے جب قتال فرض ہو گیا تو اکثر لوگ اس سے منہ موڑ گئے۔ لیکن یہاں معاملہ ایسا نہیں ہے روایات میں آتا ہے کہ جب اللہ نے جہاد سے حاصل ہونے والے انعامات کا تذکرہ فرمایا تو انہیں لوگوں کا اوڑھنا بچھونا جہاد بن گیا حتی کہ یہی لوگ کہنے لگے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدَا

ترجمہ: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے دست مبارک پر زندگی بھر جہاد کرنے کی بیعت کی ہے۔

جہاد میں صف بندی کی فضیلت

سورۃ الصف کی ان آیات میں اللہ تعالی نے جن مجاہدین کو افضل ترین اور اپنے محبوب بندے قرار دیا ہے۔ ان کی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ "اللہ کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بنا کر لڑتے ہیں"۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو دیکھ کر اللہ رب العزت مسرور ہوتے ہیں ایک وہ لوگ جو نماز کیلئے صف بناتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو اللہ کے دشمنوں سے قتال کے لئے صف بناتے ہیں اور تیسرا وہ شخص جو درمیان رات نماز کے لئے اٹھتا ہے۔ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین بندوں سے اللہ محبت فرماتے ہیں ایک وہ شخص جس کی قوم سے کسی نے اللہ کے نام پر کسی چیز کا سوال کیا اپنی اور اس قوم کی قرابت داری کو واسطہ نہیں بنایا۔ قوم نے اس کے سوال کو رد کر دیا اور یہ شخص اللہ کے نام کی وجہ سے قوم سے

---

[1] ابن کثیر، در منثور

اختلاف کرتا ہے اور سائل کو مطلوب فراہم کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی قوم کے ساتھ سفر کر رہا تھا قوم انتہائی تھکاوٹ کی وجہ سے سوگئی اور یہ نہیں سویا حتی کہ اگلے سفر کے لئے اپنے ساتھیوں کو بیدار کیا اور تیسرا وہ شخص جو خالص اللہ کیلئے جہاد میں نکلا اور شہید ہو گیا پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے اللہ کے محبوب ہونے کی گواہی تم کتاب اللہ میں پاتے ہو اور پھر یہ آیت تلاوت کی

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ

"بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں صف بنا کر ایسے قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔ [1]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں "میرا بندہ اپنی رضا اور اختیار سے متوکل ہے۔ سخت طبیعت اور فحش گو نہیں ہے اور بازاروں میں آوازیں بلند کرنے والا نہیں ہے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتا بلکہ درگذر کر دیتا ہے، اس کا مولد مکہ ہے اور اس کی ہجرت کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہے اور اس کی سلطنت شام ہے، اور اس کی امت "حمادون" (یعنی کثرت کیساتھ اللہ کی حمد کرنے والے ہیں) ہے جو ہر حال میں اللہ کی تحمید کرتے ہیں، اور ہر منزل میں اللہ کی تحمید کرتے ہوئے ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی ہے" ان کی صف قتال میں ایسے ہوتی ہے جیسا کہ نماز میں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں صف بنا کر قتال کرتے

---

[1] ابن کثیر ۴/۳۶۰، ترمذی ۲۵۶۸، نسائی ۱۵۱۶

ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں'' سورج کا خیال رکھنے
والے ہیں اور جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز قائم کرنے والے ہیں
اگر چہ وہ گھوڑے کی پشت پر ہی کیوں نہ ہوں۔ [1]

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجاہدین کی صف بندی کیے بغیر دشمن سے نبرد آزما نہیں ہوتے تھے۔ اور یہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو ایک جنگی اصول کی تعلیم ہے۔ [2]

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بہت کم کسی کی دعا مسترد کی جاتی ہے ایک اذان کے وقت اور دوسرا جہاد کی صف میں۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جہاد فی سبیل اللہ میں دشمن کے سامنے صف میں تلوار، نیزہ اور تیر چلائے بغیر کھڑا رہوں تو یہ اس سے زیادہ افضل ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کیئے بغیر ساٹھ سال تک اس کی عبادت میں لگا رہوں۔

پیادہ مجاہد افضل ہے یا سوار؟

حضرت ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کی فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے اور اللہ کے محبوبین میں شامل ہونے کے لئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور مجاہدین گھوڑوں سے اتر کر جنگ کرنے کو پسند کرتے تھے اس لئے کہ اس طرح صف بندی صحیح طور پر ہو سکتی ہے۔ [4]

اسی وجہ سے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس آیت کی وجہ سے یہ قول اختیار کیا ہے کہ پیدل جنگ لڑنا سوار ہو کر لڑنے سے افضل ہے اس لئے کہ صف تو پیدل افراد ہی بنا سکتے ہیں گھوڑے

---

[1] ابن کثیر ۴/۳۶۱ [2] ایضا
[3] ابوداؤد، ابن خزیمہ [4] ابن کثیر، طبری

وغیرہ پر تو صف نہیں بنائی جاسکتی۔لیکن امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس نظریے کو مسترد کیا ہے۔اس لئے کہ احادیث کثیرہ میں سوار مجاہد کو افضل قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ شہسوار اپنا اجر بھی حاصل کرتا ہے اور سواری کا اجر بھی اسے ملتا ہے اور پھر سواری والے مجاہد کو مال غنیمت بھی پیادہ مجاہد سے زیادہ ملتا ہے یہ بھی سوار کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔باقی صف بنانے سے مقصود ہے" ثابت قدمی" اور اس وصف میں سوار مجاہدین بھی برابر کے شریک ہیں۔ [1]

باقی وہ مجاہدین جو سواری دستیاب ہوتے ہوئے بھی شدت جہاد کی غرض سے سواری سے اتر کر لڑتے ہیں ان کا معاملہ الگ ہے جیسے غزوہ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر کر لڑے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں صف بنا کر لڑنے والے عظیم المرتبت لوگ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بات کو اپنے عمل کے ذریعے سچ کر دکھایا۔اور جو لوگ منہ موڑ گئے انہی کو اللہ نے فرمایا کہ تم جو بات کر نہ سکو اس کو کہتے کیوں ہو۔

تفسیر درمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت قتادۃ رحمہ اللہ کا اثر نقل فرمایا ہے" کہ جس طرح دیوار والا اپنی دیوار میں کوئی کجی نہیں دیکھنا چاہتا ایسے ہی اللہ تعالیٰ بھی اپنے امر میں کوئی لچک نہیں دیکھنا چاہتے۔اللہ نے مسلمانوں کو جہاد اور نماز میں صف بندی کا حکم دیا ہے تو مسلمانوں کے ذمہ ہے کہ وہ اس حکم کو پورا کریں اس لئے کہ اللہ کے حکم کی بجا آوری نجات کا پروانہ ہے"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نماز کھڑی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سینوں اور کندھوں کو اپنے دست مبارک سے سیدھا فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ متفرق نہ ہوا کرو اس سے اللہ تمہارے دلوں میں بعد پیدا کر دے گا۔کندھوں اور پاؤں کو برابر کر کے نماز پڑھا کرو اس لئے کہ اللہ نماز میں بھی وہی بات پسند کرتے ہیں جو قتال میں کرتے ہیں کہ تم سیسہ پلائی دیوار کی طرح صف بنائے ہوئے ہو۔

---

[1] قرطبی ۸۴/۲۸

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا عزم جہاد

۳۔حدثنا أبو یوسف محمد،قال حدثنا سعیدبن رحمة قال سمعت عبداللہ بن المبارک عن ابن جریح عن مجاهد ،قال[نزل]قوله لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اِلَی قَوْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ،مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ،قَالُوْا فِیْ مَجْلِسٍ: لَوْ نَعْلَمُ اَیُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ لَعَمِلْنَا بِهٖ حَتّٰی نَمُوْتَ. فَلَمَّا نَزَلَ فِيْهِمْ ،فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ لَا أَزَالُ حَبِيْسًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰی أَمُوْتَ فَقُتِلَ شَهِيْداً.[1]

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ......اِلَی قَوْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

(اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو تم کرتے نہیں ہو۔بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے ہاں کہ تم وہ بات کہو جسے کرنہ سکو۔بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں صف بنا کرایسے قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔)ایک انصاری گروہ کے بارے میں نازل ہوا جن میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔انہوں نے ایک مجلس میں کہا تھا کہ اگر ہمیں اللہ کے محبوب ترین عمل کے بارے میں علم ہوتا تو ہم اسے اپنا معمول بناتے حتی کہ ہماری موت آجاتی۔سو جب ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ میں ہمیشہ اللہ کی راہ میں مجاہد رہوں گا حتی کہ مجھے موت آجائے''پس وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔

ف:یہ حدیث سورۃ الصف کی ابتدائی آیات کا شان نزول ہے۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مزاج اور مذاق یہ تھا کہ افضل اور اعلی عمل کی جستجو میں سرگرداں رہتے تھے ان کی نجی مجالس بھی دینی گفتگو سے خالی نہیں ہوتی تھیں۔ویسے تو یہ تڑپ مہاجرین میں بھی کم نہ تھی لیکن مہاجرین کی ہجرت،گھربار،وطن،

---

[1] قرطبی ۷۹/۱۸ ، طبری ۸۴/۲۸،ابن کثیر ۳۵۹/۴،الدرالمنثور ج ۱۴۶/۸

کنبہ، قبیلہ چھوڑنے کی مشقت اور کفار مکہ کی ایذا رسانیوں کو محض اللہ کے لئے برداشت کرنے کے عمل نے انصار کے دل میں ان کی برتری کا احساس پیدا کر دیا تھا اس لئے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم قربانی کے معاملات میں آگے ہوتے تھے تاکہ مہاجرین کی طرح بلند درجات حاصل کرسکیں۔ ایسی ہی خواہش کا اظہار کچھ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی مجلس میں کیا تو اللہ نے بذریعہ وحی ان کو مطلع فرمایا کہ افضل اور عنداللہ محبوب ترین عمل اللہ کی راہ میں محض اللہ ہی کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثابت قدم ہو کر لڑنا ہے۔ اب اس مشکل کام کو جان کر بھی وہ حضرات اپنی بات پر پچھتائے نہیں اور قول و فعل کے تضاد کا شکار نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اپنے عمل کے ذریعے اپنی بات کو سچ کر دکھایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جو اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ "میں موت تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہوں گا" اور وہ موتہ کی جنگ میں اپنی جان بحضور مالک پیش کر کے اپنی بات کو پورا کر گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار صحابہ میں سے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار کے نقیب تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل ہی دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ عرب کے مایہ ناز شاعر اور فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ اپنی شاعری اور فصاحت کو دفاع اسلام اور مدحت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جنگوں اور اسفار میں ان سے بکثرت شعر سننے کی فرمائش کرتے تھے۔ ان کے اشعار جہاں مجاہدین کے دل میں شہادت اور اللہ سے ملاقات کا شوق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے دفاع اور غلبہ کے لئے جان قربان کرنے کا جذبہ پیدا کرتے تھے وہیں کفار کے حوصلے پست کر دیتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک رہے اور نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ شوال ۶ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کا امیر بنا کر اسیر بن رزام کی طرف بھیجا جو ابو رافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود کا سردار بنا تھا راستے میں اسیر اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں پر تلوار اٹھانا چاہی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب کے ساتھ تمام یہودیوں کو قتل کر دیا اور ایک بھی مسلمان شہید نہیں ہوا۔ عبداللہ بن

رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا اوڑھنا بچھونا جہاد کو بنایا تھا۔ ان کی کتاب زندگی کا درخشندہ باب غزوہ موتہ ہے جس میں انہوں نے بے مثل شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ موتہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے

لٰكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً
وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

لیکن میں واپسی نہیں چاہتا بلکہ اللہ کی مغفرت اور اس کی راہ میں ایسے گہرے زخم کا طلبگار ہوں جو جھاگ پھینکتا ہو۔

أَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً
بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ الْكَبِدَا

یا ایسا کاری زخم ہو کہ جو تیز ہو اور ایسے نیزے سے لگے جو میری انتڑیوں اور جگر سے پار ہو جائے۔

حَتّٰى يُقَالَ إِذَا مَرُّوْا عَلٰى جَدَثِيْ
يَا أَرْشَدَ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

یہاں تک کہ لوگ جب میری قبر پر گذریں تو یہ کہا جائے کہ واہ واہ کیا غازی تھا اور کیسا کامیاب رہا۔

موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کے سامنے دو لاکھ رومیوں کا لشکر جرار تھا۔ دو دن مسلمان آپس میں صلاح مشورہ کرتے رہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ رائے یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مدد کا انتظار کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا قَوْمُ وَاللّٰهِ إِنَّ الَّتِيْ تَكْرَهُوْنَ لَلَّتِيْ خَرَجْتُمْ إِيَّاهَا تَطْلُبُوْنَ الشَّهَادَةَ وَمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلَا قُوَّةٍ وَلَا كَثْرَةٍ مَا نُقَاتِلُهُمْ إِلَّا لِهٰذَا الدِّيْنِ الَّذِيْ أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِهِ فَانْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُوْرٌ وَإِمَّا شَهَادَةٌ .

اے قوم! خدا کی قسم جس بات کو تم ناگوار سمجھ رہے ہو وہی شہادت ہے

جس کی طلب اور تڑپ میں تم نکلے ہو۔ ہم کافروں سے کسی قوت
اور کثرت کی وجہ سے نہیں لڑتے۔ ہمارا جہاد وقتال تو محض اس دین
اسلام کی وجہ سے ہے جس سے اللہ تعالی نے ہم کو عزت بخشی۔ پس
میدان میں کود پڑو۔ دو نعمتوں میں سے ایک ضرور حاصل ہوگی یا تو فتح
مقدر ہوگی یا شہادت نصیب ہوگی۔

اس تقریر سے لوگ میدان میں نکل آئے۔ جنگ شروع ہوئی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام کا جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آیا۔ گھوڑے پر سوار تھے۔ آگے بڑھے۔ نفس کو کچھ تردد ہوا تو اسے مخاطب کر کے فرمایا:

أَقْسَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّهْ
كَارِهَةً أَوْ لَتُطَاوِعَنَّهْ

اے نفس۔ تجھ کو قسم ہے تو ضرور گھوڑے سے اتر کر اعداء اللہ سے جہاد کرنا گواری سے اتر یا خوشی ورغبت سے۔

إِنْ أَجْلَبَ النَّاسُ وَشَدُّوا الرَّنَّةْ
مَالِي أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّةْ

اگر لوگ چیخ وپکار کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے۔ یعنی پیش قدمی میں سستی کیوں کر رہا ہے۔

قَدْ طَالَمَا قَدْ كُنْتِ مُطْمَئِنَّةْ
هَلْ أَنْتِ إِلَّا نُطْفَةٌ فِي شَنَّةْ

ایک زمانہ تو نے اطمینان وسکون کا گذارا ہے۔ اس وقت تمہیں کیا ہوا ہے؟ تیری حقیقت کیا ہے؟ تو رحم مادر میں ایک نطفہ ہی تو تھا۔ آگے بڑھے اور مردانہ وار داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح سے سرفراز فرمایا۔

اللہ سے بیعت

۴۔حدثنا أبو يوسف محمد ،قال حدثنا سعيد بن رحمة ،قال سمعت بن المبارک عن محمد بن يسار عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ تَلاَ هٰذِهِ الآيَةَ

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ،

فَقَالَ :ثَامَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَغْلٰى لَهُمْ. [۱]

حضرت قتادۃ رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ،

(بیشک اللہ نے مسلمانوں کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں) تو فرمایا کہ اللہ نے مسلمانوں کی قیمت لگائی پس بہت زیادہ ہی لگائی۔

ف: یہ آیت بیعت عقبہ ثانیہ کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت میں اپنے لئے بھی اور اپنے رب کے لئے بھی شرط لگائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے رب کے لئے اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور اپنے لئے میں اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ جن چیزوں سے تم اپنا اور اپنے مال کا دفاع کرتے ہو میرا بھی ان چیزوں سے دفاع کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہم نے یہ شرائط پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جنت“ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا کہ

”رَبِحَ الْبَيْعُ لاَ نُقِيْلُ وَلاَ نَسْتَقِيْلُ“

یعنی نفع بخش سودا ہے ہم اس سودے کو توڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اللہ نے ان مؤمنین سے ان کے جان و مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں“۔ [۲]

---

[۱] طبری ۱۱/۳۵، الدرالمنثور ۴/۲۹۵ [۲] الدرالمنثور ۴/۲۹۴

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بیعت عقبہ کی رات حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس شرط پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ تم نے اس بات پر بیعت کی ہے کہ ”تم عرب، عجم اور تمام جن وانس سے لڑو گے“ تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیک زبان عرض کیا کہ ہم ہر محارب سے لڑیں گے۔ پھر حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے لئے بیعت کی شرط لگائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کی عبادت کرو گے اور کسی کو خدا کا شریک نہیں بناؤ گے اور ہر دشمن سے میری حفاظت کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہم نے یہ کام کرلیا تو ہمیں کیا ملے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جنت اور نصرت“۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابتداءً تو یہ آیت ان ستر خوش قسمت انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے نازل ہوئی جو بیعت عقبہ ثانیہ میں نقیب تھے۔ لیکن اب امت مسلمہ کا ہر مجاہد اس آیت کا مخاطب ہے۔

اسلام کو ہیں ایسے مسلماں درکار
ایک ہاتھ میں ہو قرآں ایک میں تلوار
بازار شہادت کی دکانوں پہ تو آؤ
سر بیچنے والوں کا خود خدا ہے خریدار

امام شمر بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان اس بیعت میں داخل ہے۔ سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے کیونکہ وہ اس بیعت میں داخل ہے۔ امام اسحٰق رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر مسلمان اس بیعت میں داخل ہے سو جو ضرورت کے وقت مسلمانوں کی مدد کرے اور جہاد کرے تو وہ نفع حاصل کرے گا اور جو مسلمانوں کی مدد کے لئے کمربستہ نہیں ہوگا وہ اس بیعت کی فضیلت سے خارج ہے اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر عظیم انعام فرمایا ہے کہ اللہ ہی کے عطا کردہ جان و مال کے اللہ کی راہ میں اتلاف کے عوض جنت کی

ضمانت دی ہے۔ اگرچہ بندے کے اختیار میں اپنی جان اللہ کے حضور قربان کر دینے سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر نیکی بھی کوئی نہیں جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ

''قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ فَوْقَ كُلِّ بِرٍّ بِرٌّ حَتَّى يَبْذُلَ الْعَبْدُ دَمَهُ فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلاَ بِرٌّ فَوْقَ ذٰلِكَ'' ۔ [1]

''حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نیکی سے بڑھ کر نیکی ہے لیکن جب بندہ اپنے خون کو راہِ خدا میں بہا دیتا ہے (یعنی جان قربان کر دیتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں'' ۔

لیکن اس کے باوجود اس حقیر جان و مال کے عوض جنت جیسی نعمت عظمیٰ کا حصول سستا سودا ہے۔ اس لئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کے جان و مال کی قیمت بہت زیادہ لگائی ہے۔

البتہ بعض نفوس واقعی اس قابل ہیں کہ جنت کو ان کا عوض بنایا جائے جیسا کہ امام لغت ونحو اصمعی رحمہ اللہ نے اپنے ان اشعار میں کہا ہے جو انہوں نے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی شان میں کہے ہیں۔

أُثَامِنُ بِالنَّفْسِ النَّفِيْسَةِ رَبَّهَا
لَيْسَ لَهَا فِي الْخَلْقِ كُلِّهِمْ ثَمَنُ
بِهَا تُشْتَرَى الْجَنَّاتُ إِنْ أَنَا بِعْتُهَا
بِشَيْءٍ سِوَاهَا إِنَّ ذٰلِكُمْ غَبَنُ

اس قیمتی جان کا سودا میں اس کے رب سے ہی کرتا ہوں کیونکہ ساری مخلوق کے پاس اس قیمتی جان کا عوض نہیں ہے۔ اس جیسے نفوس کے عوض رب کی جنتیں خریدی جاتی ہیں تو اگر میں اس کو کسی اور چیز کے بدلے فروخت کروں تو یہ سراسر نقصان اور گھاٹا ہے۔ [2]

---

[1] الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۸/ ۲۶۷ [2] قرطبی ۸/ ۲۶۸

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ سَلَّ سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ بَايَعَ اللهَ". [1]

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں اپنی تلوار سونتی پس اس نے اللہ سے بیعت کی۔

اس حدیث کو ذکر کر کے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اللہ سے بیعت کرنے کا طریقہ سکھلایا ہے۔اور اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں ہتھیار نہیں اٹھاتا وہ خود کو اس بیعت کا مصداق اور مخاطب نہ سمجھے۔



[1] الدر المنثور ۲۹۴/۴

نیک اعمال جنگ میں قوت کا ذریعہ

۵۔حدثنا أبو یوسف محمد ،قال حدثنا سعید بن رحمة ،قال سمعت عبدالله بن المبارک عن سعید بن عبدالعزیز ،قال حدثنی ربیعة بن یزید ،أو ابن حلبس أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ: عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْغَزْوِ ،فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُقَاتِلُوْنَ بِأَعْمَالِكُمْ۔ [1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جنگ سے پہلے نیک اعمال کیا کرو اس لئے کہ تم اپنے اعمال کی طاقت سے ہی لڑتے ہو۔

ف:امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو ایک باب کا عنوان بنایا ہے جس کے تحت انہوں نے اس حدیث مبارکہ کو نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص زرہ بند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ میں اسلام قبول کروں یا جہاد کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلے اسلام قبول کر پھر جہاد کر۔ راوی حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا اور جہاد کیا اور شہید ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے عمل بہت تھوڑا کیا (ساری زندگی نماز روزہ وغیرہ کوئی عبادت نہیں کی سوائے اسلام اور جہاد کے) لیکن اجر بہت زیادہ پا گیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس اثر میں جنگ کا ایک ادب بتلایا ہے کہ جہاد سے پہلے نیک اعمال کیا کرو کیونکہ یہ نصرت الٰہی کے نزول کا سبب اور ثابت قدمی کے حصول کا ذریعہ ہے جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ خود فرما رہے ہیں کہ تم ساز و سامان اور افراد کی کثرت سے نہیں لڑتے بلکہ تم اپنے اعمال کی قوت سے لڑتے ہو۔ یہی جہادی ادب خود اللہ رب العزت نے سورۃ الأنفال میں بیان فرمایا ہے کہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً
فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [2]

---

[1] صحیح بخاری، باب عمل صالح قبل الغزو وقال أبوالدرداء إنما تقاتلون بأعمالکم ۳/۱۰۳۴

[2] الأنفال ۴۵

''اے ایمان والو جب تم دشمن کے سامنے آؤ تو ثابت

اس حدیث کی صحیح تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب سے ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے زیر امارت لشکر کی طرف لکھا تھا جو فارس میں مصروف جہاد تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط یہ ہے

''حمد و صلوۃ کے بعد میں تمہیں اور تمہارے ساتھ موجود لشکر کو حکم دیتا ہوں کہ ہر حال میں تقوی کو لازم پکڑیں اس لئے کہ تقوی دشمن کے خلاف بہترین ہتھیار اور جنگ کی مضبوط ترین تدبیر ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو حکم دیتا ہوں کہ نہایت اہتمام کے ساتھ گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچو اس لئے کہ لشکر کے گناہ دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ مسلمانوں کی نصرت تو دشمن کے اللہ کے نافرمان ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو ہمیں دشمن پر قوت کے اعتبار سے کوئی فوقیت نہیں کیونکہ ہماری تعداد بھی دشمن سے کمتر ہے اور ہمارے وسائل بھی دشمن کے ہم پلہ نہیں۔ پس ہم اگر اللہ کی نافرمانی میں ان کی مثل ہو گئے تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائیں گے اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی سے بچیں تو ہماری نصرت کی جائے گی۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہارے اوپر اللہ کی طرف سے نگران فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں پس ان سے حیا کرو۔ اللہ کے راستے میں نکل کر اس کی نافرمانی مت کرو اور اس بات کے گھمنڈ میں مت رہو کہ ہمارا دشمن ہم سے بدتر ہے تو وہ

ہم پر مسلط نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ بعض قوموں پر ان سے بدتر
قوم کو مسلط کیا جاتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے جب اللہ کی نافرمانی
کی تو ان پر کفار مجوس کو مسلط کیا گیا۔



''اور میں اللہ سے تمہارے لئے مدد مانگتا ہوں جیسا کہ تم اللہ
سے اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگتے ہو۔ میں اللہ سے اپنے لئے اور
تمہارے لئے سوال کنندہ ہوں''۔

ایسے ہی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو اہل لشکر کو تقوی اور اعمال صالحہ کی وصیت ضرور فرماتے۔ [1]

ایسے ہی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف روانہ فرمایا تو یہ وصیت فرمائی کہ تقوی کو لازم پکڑو اس لئے کہ تقوی کے ذریعے ہی آسمان سے مدد ونصرت حاصل ہو سکتی ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] (المبسوط للسرخسی ۱۰/۴)

شہادت مغفرت کاملہ کا ذریعہ

٦. حدثنا محمد ،قال حدثنا سعيدبن رحمة،قال سمعت ابن المبارك عن معمر ويونس عن ابن شهاب قَالَ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ: اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَغْسِلُ الدَّرَنَ وَالْقَتْلُ قَتْلَانِ كَفَّارَةٌ وَدَرَجَةٌ. [1]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں شہادت گناہوں کو دھو ڈالتی ہے اور شہادت دو طرح کی ہے ایک گناہوں کا کفارہ اور دوسری جنت کے درجات۔

ف: شہادت جہاں شہید کو حیات جاودانی سے ہمکنار کرتی ہے وہیں گناہوں کی بخشش اور حصول جنت کا مختصر ترین راستہ بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ [2]

"جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے تو اللہ ان کے اعمال کو ضائع نہیں فرمائے گا ان کو منزل مقصود پر پہنچائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا اور ان کو جنت میں داخل فرمائے گا جس کی ان کو پہچان کرا دے گا"۔

حضرت مقدام بن معدیکرب الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ہاں شہید کے لئے کچھ انعامات مقرر ہیں اس کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اور اس کو ایمان کی پوشاک سے مزین کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن فزع اکبر (بڑی گھبراہٹ) سے مامون کر دیا جاتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا

---

[1] مصنف عبدالرزاق ٩٥٣٣ [2] محمد ٤'٥'٦

وما فیہا سے افضل ہے اور حور عین میں سے بہتر (۷۲) کے ساتھ اس کی شادی کر دی جاتی ہے اور اس کے عزیز واقارب میں سے ستر کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے ہی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [3]

اسی وجہ سے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کے گناہ بہت زیادہ ہوں اس کا سب سے بڑا علاج ''جہاد'' ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد کے گناہ بخش دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے'' ''اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ [4]

شہید مدیون کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟

اس مسئلے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے اور اس پر قرض ہو تو جب تک اس کی طرف سے

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۹۵۵۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۲۹ [2] مجمع الزوائد

[3] مسلم [4] فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۸/۴۲۱

قرض ادا نہ کر دیا جائے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

عن ابی هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن بندہ قرض کی ادائیگی تک معلق رہتا ہے (یعنی جنت میں داخلے سے روک دیا جاتا ہے)

ان روایات کی وجہ سے امام قرطبی رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ شہید دو طرح کے ہیں۔

(۱) شہید البر (یعنی خشکی کے شہید)

(۲) شہید البحر (یعنی سمندر کے شہید)

سمندری جہاد میں شہید ہونے والے خوش قسمت افراد کے لئے تو مغفرت کاملہ اور عامہ کا اعلان خود سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْأَرْوَاحِ إِلَّا شُهَدَاءَ الْبَحْرِ فَإِنَّهُ سُبْحَانَهُ يَتَوَلّٰى قَبْضَ أَرْوَاحِهِمْ وَيُغْفَرُ لِشَهِيْدِ الْبَرِّ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا إِلَّا الدَّيْنَ وَيُغْفَرُ لِشَهِيْدِ الْبَحْرِ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے ارواح قبض کرنے کا کام ملک الموت کے سپرد کر دیا ہے لیکن شہداء بحر کی روحیں اللہ تعالی خود قبض فرماتے ہیں اور خشکی کے شہید کے ماسوائے قرض تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیکن شہداءِ بحر کے (قرض سمیت) تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خشکی کے شہداء کا بھی ہر قرض دخول جنت سے مانع نہیں ہے بلکہ وہ

قرض جنت میں جانے سے رکاوٹ بنے گا جس کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑ گیا لیکن اس کی وصیت نہیں کی یا ادائیگی پر قادر تھا لیکن ادا نہیں کیا یا اس قرض کو فضول خرچی اور بے وقوفی میں ضائع کیا۔ البتہ جو شخص کسی حق واجب کے لئے قرضہ لیتا ہے مثلاً فاقہ اور تنگدستی کی وجہ سے تو یہ قرض جنت میں جانے سے نہیں روکے گا بلکہ مسلمان حاکم کے ذمہ ہے کہ وہ اس قرض کو بیت المال سے ادا کرے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے قرض چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ [1]

(۲) علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان اور جہاد تمام اعمال سے افضل ہیں تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اگر جہاد میں شہید ہو جاؤں تو میرے گناہ بخش دیئے جائیں گے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ آگے بڑھنے والے ہو، پیٹھ پھیرنے والے نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے سائل سے دریافت فرمایا کہ اس نے کیا کہا تھا تو سائل صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں تو میرے گناہ بخش دیئے جائیں گے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں سوائے قرض کے اور مجھے یہ بات جبریل نے کہی ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اخلاص اور عدم فرار کی شرط کے ساتھ تمام خطاؤں کی معافی اور تمام گناہوں کا کفارہ ہے ۔ پس شہید اپنی شہادت کی وجہ سے مغفرتِ عامہ کا مستحق ہے سوائے ان قرضوں کے جو اس کے ذمے لازم ہیں اس لئے کہ یہ ایک انسان کا حق ہے جو اس کی رضا کے بغیر ساقط نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے جو شخص قرض چھوڑ کر مرتا تھا آنحضرت ﷺ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ [2]

(۳) علامہ امیر محمد بن اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ مبارکہ ہے کہ جو بندہ بھی قرض لیتا ہے اور اس کی واپسی کی نیت بھی ہے تو اللہ کی طرف سے اس کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے شہید

---

[1] الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۲۷۳/۴ [2] نیل الاوطار ۴۱/۸

کے قرضے کے معاف نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شہید کے ذمے باقی رہتا ہے حتی کہ قیامت کے دن اس کو اللہ رب العزت معاف فرمادیں گے۔ اور شہید کے ذمے باقی رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر میں اسے عتاب ہوگا بلکہ دوسرے شہداء کی طرح انعامات کا مستحق ہے۔ [1]

(۴) علامہ ابن الرشد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کا قرض معاف نہ ہونا یہ ابتداء اسلام میں تھا اب یہ اس ضمانت کے ساتھ منسوخ ہے کہ اللہ تعالی شہید کا قرض ادا فرمادینگے۔ [2]

(۵) شہید مقروض کی نماز جنازہ وغیرہ نہ پڑھنا ابتداء اسلام میں تھا لیکن جب فتوحات کا دروازہ کھل گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْناً فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ''. [3]

میں مؤمنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ حقدار ہوں پس جو مؤمن اپنے ذمے قرضہ چھوڑ کر فوت ہو جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے ورثہ کے لئے ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ راجح یہ ہے کہ مقروض میت کے قرض کی ادائیگی آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی یہ حکم جاری ہے۔ البتہ ادائیگی بیت المال سے ہوگی۔ ابن بطال رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اگر امام بیت المال سے ادائیگی نہ کرے تو بھی مقروض کو جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا کیونکہ وہ مسلمان بیت المال میں سے اپنے قرضے کی مقدار مال کا حقدار ہے۔ [4]

---

[1] سبل السلام ۳/۵۱
[2] مقدمات
[3] بخاری رقم ۲۱۷۶، مسلم رقم ۱۶۱۹
[4] فتح الباری ۱۲/۱۰

یہ تو عام مسلمان کا معاملہ ہے شہید تو خصوصی معاملہ اور رعایت کا مستحق ہے۔

(۶) عام محدثین کی رائے یہی ہے۔ [1]

(۷) خاتمۃ المحققین علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کا قرض معاف نہ ہونا یہ ابتداء اسلام میں تھا جب معاشی تنگی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے سے منع فرمادیا تھا کیونکہ ادائیگی مشکل تھی اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مدیون کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو مال چھوڑ کر نہ مرا ہو۔ لیکن پھر یہ حکم اس حدیث مبارکہ کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا

"قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ عِيَالاً فَهُوَ عَلَيَّ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مال چھوڑ کر مرے وہ اس کے ورثہ کے لئے ہے اور جو قرض یا اہل و عیال چھوڑ کر مرے وہ میرے ذمہ ہیں۔

اس کی نظیر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اپنی امت کے لئے دعا فرمائی تو مظالم کے علاوہ ہر چیز کے حق میں دعا قبول ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر حرام میں اپنی امت کے لئے دعا فرمائی تو مظالم سمیت ہر چیز کے حق میں قبول کر لی گئی اور جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے ایک دوسرے پر جو حقوق (قرض وغیرہ) ہیں وہ ادا فرمائیں گے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کا اس فضیلت میں داخل ہونا کوئی مستبعد نہیں ہے۔ یعنی شہید کا قرض بھی اللہ رب العزت ادا فرمادیں گے۔ [2]

علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ حضرات کے نظریے کی تائید حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ شہادت کے وقت وہ مقروض تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح ابن حبان ۱۹۲/۱۱
[2] الرد المحتار علی الدر المختار [فتاویٰ شامی] ۲۳۸/۳

کو پریشان دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کو یہ بشارت سنائی کہ اللہ نے ان کے والد گرامی سے بلا حجاب آمنے سامنے گفتگو فرمائی ہے۔ [1]

مقروض ہونے کے باوجود اس مقام کا حاصل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ شہید کا قرضہ معاف کردیا جائے گا اور دخولِ جنت سے مانع نہیں بنے گا۔ ایسے ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت بائیس لاکھ دراہم کے مقروض تھے۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہادت ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جس سے محقق قول کے مطابق بندوں کے حقوق جیسے قرض وغیرہ بھی معاف کردیئے جائیں گے۔

اللهم اجعلنا من الشهداء (آمين)

مقروض شخص جہاد میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۱) صاحب البحر علامہ زین بن ابراہیم رحمہ اللہ جو ابن نجیم کے نام سے معروف ہیں نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر قرض کی ادائیگی فی الحال ضروری ہے تو قرض ادا کیئے بغیر جہاد میں جانا درست نہیں البتہ قرض خواہ کی اور اگر کوئی ضامن ہے تو دونوں کی اجازت کے ساتھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر قرض مؤجل ہے (یعنی جس کی ادائیگی کا وقت ابھی دور ہے) تو ان کی اجازت کے بغیر بھی جا سکتا ہے البتہ مجاہد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے قرض وغیرہ ادا کر کے جہاد میں جائے۔ [2]

(۲) علامہ ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرض خواہ کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جمہور اہل علم کے ہاں جائز ہے۔ [3]

(۳) علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کا قرض معاف نہ ہونے والی روایات اس بات کو مستلزم نہیں ہیں کہ قرض خواہ کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جائز نہیں۔ جہاد میں جانا درست ہے۔ البتہ

---

[1] زاد المعاد ۳/۱۹ [2] البحر الرائق ۵/۷۷ [3] بدایۃ المجتہد ۱/۲۷۸

اگر مجاہد یہ چاہتا ہے کہ اس کی شہادت اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے تو اسے چاہئے کہ وہ قرض ادا کرے یا قرض خواہ سے اجازت لیکر جائے۔ [1]

واللہ اعلم بالصواب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے شہادت کی جو دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ان کی وضاحت اگلی حدیث میں موجود ہے۔ شہید کے مختلف اور متفرق فضائل و خصوصیات کے لئے حضرت مصنف رحمہ اللہ نے کئی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کی تفصیل و توضیح ان شاء اللہ اپنے مقام پر ہدیۂ قارئین کی جائے گی۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] نیل الاوطار ۴۲/۸

انبیاء علیہم السلام صرف مقامِ نبوت کی وجہ سے شہدا سے فائق ہیں

۷۔حدثنا محمد بن سفیان ، قال حدثنا سعید بن رحمة،قال سمعت ابن المبارک عن صفوان بن عمرو أن أبا المثنى الأملوكي حدثه أنّه سَمِعَ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدِ السلمي [وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ]أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :اَلْقَتْلٰى ثَلاثَةُ رِجَالٍ،رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ ،ذٰلِكَ الشَّهِيْدُ الْمُمْتَحَنُ فِيْ خَيْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ ،لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّوْنَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ،وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ قَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا ،جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ ،فَتِلْكَ مُصْمَصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهُ وَخَطَايَاهُ ،إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا ،وَأُدْخِلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ.فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ،وَلِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ،وَبَعْضُهَا أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ.وَرَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ فَذٰلِكَ فِي النَّارِ .إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحُو النِّفَاقَ.[1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مقتول تین ہیں ایک تو وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے حتی کہ جب دشمن کے سامنے آئے تو ان کی گردنیں اڑائے حتی کہ خود بھی شہید ہو جائے تو یہ ہے اصل شہید جو اللہ کے عرش کے نیچے اس کی مہمانی میں ہے اور انبیاء علیہم السلام اس سے صرف درجہ نبوت کی وجہ سے افضل ہیں۔دوسرا وہ مومن جو گنہگار ہے اللہ کی راہ میں جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے یہاں تک کہ جب دشمن کے مقابل آئے تو ان کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو جائے تو یہ شہادت پاکی کا

---

[1] مسند أحمد ۱۶۹۹۸،دارمی ۲۳۰۴،بیہقی ۱۸۳۰۴،مسند أبي داود طیالسی ۱۲۶۷،صحیح ابن حبان ۴۶۶۳،المعجم الکبیر للطبرانی ۳۱۰، ۳۱۱،الترغیب ۲۱۲۶،موارد الظمآن ۱۶۱۴،مجمع الزوائد ۹۵۱۱،الجہاد لابن أبي عاصم ۱۳۱،شعب الایمان للبیہقی ۴۲۵۵،الأربعون في الجہاد لأبي القاسم عمر ۴۰۔

ذریعہ ہے جو اس کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دے گی اس لئے کہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور یہ شخص جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اس لئے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے اوپر نیچے سات دروازے ہیں۔ اور تیسرا منافق جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے دشمن کو قتل کرے اور خود بھی قتل ہو جائے تو یہ شخص آگ میں جائے گا اس لئے کہ تلوار نفاق نہیں مٹاتی۔

ف: انبیاء علیہم السلام کے بعد فضیلت کے اعتبار سے شہداء کا سب سے افضل ہونا کئی روایات میں مذکور ہے ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابنِ حبان میں شہداء کی اس فضیلت کے بیان کیلئے مستقل باب قائم کیا ہے۔ [1]

لیکن یہ بات واضح رہے کہ شہداء کی یہ فضیلت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت کے خلاف نہیں کیونکہ شہداء صحابہ رضی اللہ عنہم عام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں ایسے ہی عام صحابہ پوری اُمت سے فضیلت میں فائق ہیں اور غیر صحابی شہید صرف درجۂ شہادت کی جزوی فضیلت کے حامل ہیں۔

کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کی طویل روایت کا ایک حصہ ہے

وَالْآخَرُ خَرَجَ مُسَوِّدًا بِنَفْسِهِ وَرَحْلِهِ يُحِبُّ اَنْ يَّقْتُلَ وَ يُقْتَلَ اَتَاهُ سَهْمٌ غُرْبٌ فَاَصَابَهُ فَذٰلِكَ رَفِيْقُ اِبْرَاهِيْمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحُكُّ رُكْبَتَاهُ رُكْبَتَيْهِ. [2]

یعنی دوسرا شہید وہ ہے جو جنگ میں شریک ہوا قتل کرنے اور شہید ہونے دونوں کا خواہشمند ہے اور کوئی نامعلوم تیر اسے آ کر لگا اور شہید ہو گیا تو یہ شہید قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور اپنے گھٹنے ان کے گھٹنوں کے ساتھ ملائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ کے ہاں سب سے بلند تر مرتبے والا کون ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[1] صحیح ابن حبان ۱۰/۵۲۰ [2] الزھد لھناد ۱/۲۸

اَلْمُجَاهِدُفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهُ دَعْوَةُ اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى مَتْنِ فَرَسِهٖ آخِذٌ بِعَنَانِهٖ. [1]

یعنی اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کرنے والا وہ خوش نصیب جس کا آخری وقت ایسی حالت میں آیا جب کہ وہ گھوڑے کی لگام پکڑ کر اس پر سوار تھا۔یعنی دوران جہاد موت آئی۔

انبیاء علیہم السلام اور شہداء کا مقام جنت عدن ہے

ایسے ہی احادیث کثیرہ میں مقام فضیلت میں انبیا علیہم السلام کے ساتھ شہداء کا تذکرہ فرمایا گیا ہے چند روایات درج ذیل ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام ''عدن'' ہے اس کے اردگرد برج اور ٹیلے ہیں اس محل کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار ریشمی پردے ہیں اس محل میں نبی' صدیق اور شہید کے سوا کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔ [2]

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں نبی' صدیق اور شہید کے ساتھ امام عادل کا بھی تذکرہ ہے۔ [3]

امام ضحاک رحمہ اللہ قرآن کے لفظ ''جنات عدن'' کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ جنت کا ایک شہر ہے جس میں انبیاء علیہم السلام اور شہداء ہوں گے باقی جنت اس کے اردگرد ہے۔ [4]

جلیل القدر تابعی امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محلّہ ہے جس میں نبی، صدیق، شہید، عادل حکمران اور اس شخص کے سوا کوئی داخل نہیں ہو سکے گا جس کو کفر یا قتل میں سے ایک بات کو اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس نے قتل ہو جانے کو ترجیح دی۔ [5]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۵۱۱ [2] الجہاد لابن المبارک ۱۶۵، مسند ابی داؤد طیالسی ۳۶۔ کنز العمال رقم ۱۱۳۲۲
[3] مصنف رقم ۱۹۳۹۳ [4] تفسیر ابن کثیر ۲/۵۱۱ [5] مصنف عبدالرزاق رقم ۹۵۶۰

کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس جنت میں ایک موتی ہے جس کے اندر بھی ایک موتی ہے جس میں ستر ہزار محلات ہیں اور ہر محل میں ستر ہزار احاطے ہیں اور ہر احاطے میں ستر ہزار گھر ہیں ان میں سے کسی گھر میں بھی نبی، صدیق، شہید اور عادل حکمران کے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ [1]

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول نقل کیا ہے کہ

"إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْمُؤَذِّنِينَ وَحَمَلَةِ الْقُرْآنِ" [2]

یعنی زمین انبیاء، شہداء، علماء، مؤذنین اور حفاظ قرآن کے جسموں کو نہیں کھاتی۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا قول ذکر کیا ہے کہ

"إِنَّ الشَّهِيدَ لَا يَبْلَى فِي الْقَبْرِ وَلَا تَأْكُلُهُ الْقَبْرُ". [3]

یعنی شہید کا جسم نہ تو بوسیدہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو مٹی کھاتی ہے۔

شہداء کی فضیلت پر ایک عجیب حدیث

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرفوع حدیث بھی نقل فرمائی ہے جس میں ان چیزوں کا تذکرہ ہے جن میں شہداء کو انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی جزوی فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ حدیث مبارک یہ ہے

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْرَمَ اللّٰهُ تَعَالَى الشُّهَدَاءَ بِخَمْسِ كَرَامَاتٍ لَمْ يُكْرِمْ بِهَا أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا أَنَا أَحَدُهَا أَنَّ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ قَبَضَ أَرْوَاحَهُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَهُوَ الَّذِي سَيَقْبِضُ رُوحِي وَأَمَّا الشُّهَدَاءُ فَاللّٰهُ هُوَ الَّذِي يَقْبِضُ أَرْوَاحَهُمْ بِقُدْرَتِهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَا يُسَلِّطُ عَلَى

---

[1] (الزہد لہناد ص ۱۰۴)   [2] تفسیر قرطبی ۴/۲۷۰   [3] ایضاً

أَرْوَاحِهِمْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَالثَّانِيْ أَنَّ جَمِيْعَ الْأَنْبِيَاءِ قَدْ غُسِلُوْا بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَنَا أُغْسَلُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالشُّهَدَاءُ لاَ يُغْسَلُوْنَ وَلاَ حَاجَةَ لَهُمْ إِلٰى مَاءِ الدُّنْيَا وَالثَّالِثُ أَنَّ جَمِيْعَ الْأَنْبِيَاءِ قَدْ كُفِّنُوْا وَأَنَا أُكَفَّنُ وَالشُّهَدَاءُ لاَيُكَفَّنُوْنَ بَلْ يُدْفَنُوْنَ فِيْ ثِيَابِهِمْ وَالرَّابِعُ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمَّا مَاتُوْا سُمُّوْا أَمْوَاتاً وَإِذَا مِتُّ يُقَالُ قَدْ مَاتَ وَالشُّهَدَاءُ لاَ يُسَمَّوْنَ مَوْتٰى وَالْخَامِسُ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ تُعْطَى لَهُمُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَشَفَاعَتِيْ أَيْضاً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَمَّا الشُّهَدَاءُ فَإِنَّهُمْ يَشْفَعُوْنَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فِيْمَنْ يَشْفَعُوْنَ.[1]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہید کو پانچ ایسے اعزازات سے نوازا ہے جو مجھ سمیت کسی نبی کو بھی عطا نہیں ہوئے ایک تو یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح ملک الموت نے قبض کی ہیں اور میری روح بھی وہی قبض کرے گا لیکن شہداء کی ارواح کو اللہ اپنی قدرت سے جیسے چاہے گا قبض فرمائے گا ان کی ارواح کو ملک الموت کے سپرد نہیں کیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ وصال کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام کو غسل دیا گیا اور مجھے بھی غسل دیا جائے گا لیکن شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا اور ان کو دنیوی پانی کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ اور تیسرا یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو کفن دیا گیا، مجھے بھی کفن دیا جائے گا لیکن شہداء کو کفن نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ اپنے کپڑوں میں ہی دفن

---

[1] تفسیر قرطبی ۴/۲۷۶

ہوں گے۔ چہارم یہ کہ جتنے انبیاء علیہم السلام کا انتقال ہو چکا ہے ان کو اموات کہا گیا ہے لیکن شہداء کو مردہ نہیں کہا جا سکتا اور پنجم یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو شفاعت کا حق قیامت کے دن ملے گا اور میں بھی قیامت کے دن شفاعت کروں گا لیکن شہداء ہر دن شفاعت کریں گے ان افراد کے بارے میں جن کا انہیں اختیار دیا گیا ہوگا۔

نوٹ: یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی فضیلت عمومی کے منافی نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو جو بے پایاں مقام و مرتبہ حاصل ہے شہداء کے یہ جزوی اعزازات ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

إِنَّ أَقْرَبَ النَّاسِ دَرَجَةً مِنْ دَرَجَةِ النُّبُوَّةِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْجِهَادِ أَمَّا أَهْلُ الْعِلْمِ فَقَالُوْا مَا جَاءَتْ بِهِ الأَنْبِيَاءُ وَأَمَّا أَهْلُ الْجِهَادِ فَجَاهَدُوْا عَلٰى مَا جَاءَتْ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ۔ [1]

یعنی درجہ کے اعتبار سے مقام نبوت کے قریب ترین لوگ علماء اور مجاہدین ہیں کیونکہ علماء مقاصد نبوت کی تعلیم دیتے ہیں اور مجاہدین مقاصدِ نبوت کی تکمیل کے لئے جہاد کرتے ہیں۔

بہر حال ان مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد مقام و مرتبہ میں شہداء کرام سب سے فائق ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] سیر أعلام النبلاء ۱۸/۵۲۴

شہادت نفاق کی معافی کا ذریعہ نہیں

اس حدیث میں دوران جہاد مقتول ہونے والے افراد کو تین قسموں میں منقسم کیا گیا ہے۔

جو درج ذیل ہیں

۱) مؤمن اور پرہیزگار شہید، انبیاء اس سے صرف درجۂ نبوت کی وجہ سے فائق ہیں۔

۲) نیک اور بد ملے جلے اعمال والا مؤمن، شہادت اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔

۳) منافق، یہ واصل جہنم ہوگا کیونکہ نفاق کفر کا ایک شعبہ ہے اور تلوار و شہادت گناہ تو مٹاتی ہیں لیکن کفر ونفاق ختم نہیں کرتیں۔ معلوم ہوا کہ شہادت کے مقبول ہونے کے لئے عقیدہ کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔



مجاہدین کی دو قسمیں اور ان کی صفات

٨. حدثنا محمد، قال حدثنا سعيد بن رحمة، قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر عن الحارث بن يمجد، حدثه عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ اَلنَّاسُ فِي الْغَزْوِ جُزْءَانِ ، فَجُزْءٌ خَرَجُوا يُكْثِرُوْنَ ذِكْرَاللّٰهِ وَالتَّذْكِيْرَ بِهِ، وَيَجْتَنِبُوْنَ الْفَسَادَ فِي الْمَسِيْرِ، وَيُوَاسُوْنَ الصَّاحِبَ، وَيُنْفِقُوْنَ كَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ ، فَهُمْ أَشَدُّ اغْتِبَاطاً بِمَا أَنْفَقُوامِنْ أَمْوَالِهِمْ مِنْهُمْ بِمَااسْتَفَادُوْامِنْ دُنْيَاهُمْ، وَإِذَا كَانُوْا فِي مَوَاطِنِ الْقَتْلِ(اسْتَحْيَوْااللّٰهَ فِي تِلْكَ الْمَوَاطِنِ أَنْ يَّطَّلِعَ عَلَى رِيْبَةٍ فِي قُلُوْبِهِمْ أَوْ خِذْلاَنٍ لِلْمُسْلِمِيْنَ، فَإِذَا قَدَرُوْا عَلَى الْغُلُوْلِ ، طَهَرُوْامِنْهُ قُلُوْبُهُمْ، وَأَعْمَالُهُمْ فَلَمْ يَسْتَطِعِ) الشَّيْطَانُ أَنْ يَّفْتِنَهُمْ ، وَلاَ يُكَلِّمَ قُلُوْبَهُمْ فَبِهِمْ يُعِزُّ اللّٰهُ دِيْنَهُ، وَيَكْبِتُ عَدُوَّهُ، وَ أَمَّا الْجُزْءُ الآخَرُ ، فَخَرَجُوْا ، فَلَمْ يُكْثِرُوْا ذِكْرَاللّٰهِ وَلاَ التَّذْكِيْرَ بِهِ وَلَمْ يَجْتَنِبُواالْفَسَادَ [وَلَمْ يُوَاسُوالصَّاحِبَ]وَلَمْ يُنْفِقُوا اَمْوَالَهُمْ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُوْنَ ، وَمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ رَأَوْهُ مَغْرَماً، وَحَزَنَهُمْ بِهِ الشَّيْطَانُ فَإِذَا كَانُوْا فِي مَوَاطِنِ الْقِتَالِ كَانُوْا مَعَ الْأَخِرِالْأَخِرِ وَالْخَاذِلِ الْخَاذِلِ ، وَاعْتَصَمُوْا بِرُؤُوْسِ الْجَبَلِ يَنْظُرُوْنَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ، فَإِذَا فَتَحَ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ ، كَانُوْا أَشَدُّهُمْ تَخَاطُباً لِلْكِذْبِ ، فَإِذَا قَدَرُوْا عَلَى الْغُلُوْلِ اجْتَرَأُوافِيْهِ عَلَى اللّٰهِ ، وَحَدَّثَهُمُ الشَّيْطَانُ أَنَّهَا غَنِيْمَةٌ ، إِنْ اَصَابَهُمْ رَخَاءٌ بَطِرُوْا وَإِنْ اَصَابَهُمْ حَبْسٌ فَتَنَهُمُ الشَّيْطَانُ بِالْعَرَضِ فَلَيْسَ لَهُمْ مِنْ أَجْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ شَيْءٌ، غَيْرَ أَنَّ أَجْسَادَهُمْ مَعَ أَجْسَادِهِمْ ، وَمَسِيْرَهُمْ مَعَ مَسِيْرِهِمْ ، دُنْيَاهُمْ وَأَعْمَالُهُمْ شَتَّى حَتَّى يَجْمَعَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ. [1]

---

[1] فیض القدیر للمناوی ۵۷۹۷، کتاب السنن لسعید بن منصور ۲۳۲۴، الترغیب ۲۰۷۶، مسند احمد ۲۲۰۹۵، الجہاد لابن أبی عاصم ۱۳۳، حیاۃ الصحابۃ للکاندھلوی ۶۱۴/۱

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گروہ ہوتا ہے جو کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور ذکر اللہ کی تلقین کرتے ہیں اور سفر میں فساد سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ غمخواری کرتے ہیں اور اپنے بہترین اموال خرچ کرتے ہیں اور وہ اپنے اموال سے دنیا میں مستفید ہونے کی بجائے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حریص ہیں۔اور جب وہ میدان جنگ میں ہوتے ہیں تو انہیں اس بات پر اللہ سے حیا آتی ہے کہ اللہ ان کے دل میں کسی شک پر مطلع نہ ہو جائے یا مسلمانوں کی تذلیل کے کسی منصوبے سے مطلع نہ ہو جائے۔جب خیانت پر قادر ہوتے ہیں تو ان کے دل اور اعمال اس برائی سے پاک رہتے ہیں اور شیطان ان کو فتنے میں نہیں ڈال سکتا اور ان کے قلوب کو زخمی نہیں کر سکتا یہی لوگ ہیں جن کے ذریعے اللہ اپنے دین کو عزت بخشتا ہے اور اپنے دشمن کو ذلیل ورسوا کرتا ہے۔

اور دوسرے وہ لوگ جو جنگ میں نکلتے ہیں تو ذکر اللہ کی کثرت نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی ذکر کی تلقین نہیں کرتے اور فساد سے بھی اجتناب نہیں کرتے اور احباب کی بھلائی نہیں کرتے اور اپنے مال بھی دلی رضا مندی سے خرچ نہیں کرتے اور جو تھوڑا بہت خرچ کرتے ہیں اس کو بوجھ سمجھتے ہیں۔جس کی وجہ سے شیطان ان کو مغموم کر دیتا ہے اور جب جنگ کے میدان میں ہوتے ہیں تو اخیر اخیر میں ہوتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی سے دیکھتے ہیں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں پس جب اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرماتے ہیں تو یہ لوگ سب سے آگے بڑھ کر جھوٹ بولتے ہیں (یعنی جنگ میں اپنے کارنامے گنواتے ہیں) پس جب وہ خیانت پر قادر ہوتے ہیں تو اس میں اللہ پر جرأت کرتے ہیں اور شیطان ان کو وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ غنیمت ہے۔اگر انہیں نرمی ملے تو اترانے لگتے ہیں اور اگر انہیں سختی پہنچے تو شیطان ان کو مال ومتاع کے ذریعے آزمائش میں ڈالتا ہے پس مومنین کے اجر میں سے ان کا کچھ حصہ نہیں سوائے اس کے کہ ان کے جسم ان کے جسموں کے ساتھ ہیں اور ان کا چلنا اکٹھا ہے لیکن ان کی دنیا اور اعمال جدا جدا ہیں حتی کہ قیامت کے دن اللہ ان کو جمع کرینگے پھر متفرق کر دینگے۔

ف: اس حدیث میں مجاہدین کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں اور ان کو مختلف صفات سے ممتاز کیا گیا ہے۔

پہلی قسم کے مجاہدین کی صفات

۱) خود بھی ذکر کی کثرت کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی یاد دہانی کرواتے ہیں۔

۲) فساد نہیں کرتے۔

۳) ساتھیوں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔

۴) اپنے پسندیدہ اموال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

۵) مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے کسی بھی منصوبے سے دور رہتے ہیں۔

ان اوصاف کے حاملین خوش قسمت افراد کے ذریعے اللہ اپنے دین کو عزت بخشتے ہیں اور دشمنوں کو ذلیل کرتے ہیں۔

دوسری قسم کے مجاہدین کی صفات

۱) نہ خود ذکر کرتے ہیں نہ دوسروں کو یاد دہانی کرواتے ہیں۔

۲) اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے اور اس پر غمگین ہوتے ہیں۔

۳) لڑائی کے وقت چھپ جاتے ہیں اور رسوائی کا باعث بنتے ہیں۔

۴) فتح کے بعد اپنے جھوٹے کارنامے سناتے ہیں۔

۵) خیانت کرتے ہیں۔

۶) وسعت میں اکڑتے ہیں اور تنگی میں لالچ کرتے ہیں۔

یہ لوگ باوجود مجاہدین کی ہمراہی کے ان کے کسی اجر کے حقدار نہیں ہوں گے۔

جہاد میں ذکر اللہ کی اہمیت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ جہاد میں ذکر کرنا اس میں مال خرچ کرنے

سے سات سو گنا افضل ہے۔ قرآن کریم کی آیت ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [1]

''اے ایمان والو جب تم دشمن کے سامنے ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ ثابت قدمی کا ذریعہ ہے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو رات بھر تکبیر و تہلیل اور بیت اللہ کے طواف میں مصروف رہے۔ [2]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس میں تمہیں جنت کے خزانے سے ایک کلمہ نہ بتلاؤں تو میں نے عرض کیا ضرور تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ [3]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ کون سا جہاد اجر کے اعتبار سے افضل ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں اللہ کا ذکر زیادہ کیا جائے۔ [4]

صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر اور اترتے ہوئے تسبیح کہتے تھے۔

مال غنیمت میں خیانت بدترین جرم ہے

مال غنیمت کی تقسیم سے قبل مجاہدین کیلئے خورد و نوش اور اسلحہ لینا جائز ہے۔ تقسیم کے بعد اس کی بھی اجازت نہیں اس کے سوا خیانۃً مال غنیمت سے کوئی چیز لینا انتہائی قبیح گناہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس پر بہت ساری وعیدات ہیں۔ قرآن کریم میں ہے وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ [5]

---

[1] الانفال ۴۵ [2] البدایہ والنھایہ ۳۰۴/۴ [3] البدایہ والنھایہ ۲۱۳/۴
[4] مسند احمد رقم ۱۵۶۵۲ [5] آل عمران ۱۶۱

اور کسی نبی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے اور جو شخص
خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر آئے گا جو اس
نے خیانت سے لی ہوگی۔

خیانت پر دنیوی اور اخروی دونوں طرح کی سزائیں مقرر ہیں۔

خیانت کی دنیوی سزا

حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت مال غنیمت میں خیانت نہ کرے تو دشمن تمہارے سامنے کبھی ٹھہر نہ سکے گا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا دشمن تمہارے سامنے بکری کے دودھ دوہنے کی مقدار ٹھہرتا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم پھر تم مال غنیمت میں خیانت کرنے لگے ہو۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیانت دشمن کے دل سے رعب نکال دیتی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جس قوم میں خیانت آجاتی ہے ان کے دلوں پر اللہ دشمن کا رعب ڈال دیتے ہیں۔ [2]

یہ تو خیانت کا عمومی نقصان ہے جس کا سامنا پوری قوم کو کرنا ہوگا، خائن کی انفرادی سزا یہ ہے جو کثیر روایات سے معلوم ہوتی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خائن کا سامان جلا ڈالا اور اس کی پٹائی بھی کی۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث تعزیر پر محمول ہے اور تعزیر حاکم کی صوابدید پر ہوتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ حیوان اور دینی کتب کے علاوہ اس کے سارے مال کو جلایا جا سکتا ہے۔

---

[1] الموطا [2] المعجم الاوسط ۸۱۰۸، الترغیب رقم ۲۰۹۸

خیانت کی اخروی سزا

روایات میں بہت کثرت سے اس کی سزائیں بیان ہوئی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱) مال غنیمت میں خیانت کرنے والا اگر مارا گیا تو جنت میں نہیں جائے گا۔

۲) وہ مال آگ بن کر لپٹے گا۔

۳) وہ مال خائن کی گردن میں طوق ہوگا۔

۴) خیانت قیامت کے دن عار، ذلت اور آگ ہوگی۔

خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنے والا بھی اس کے حکم میں ہے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص خائن کی خیانت کو چھپاتا ہے وہ گناہ میں اسی طرح ہے۔'' [1]

کسی کی خیانت کا علم ہونے کے باوجود ذمہ دار کو نہ بتلانا اس کی خیانت میں شرکت کے مترادف ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] (ابوداؤد)

جہادی اموال کے بارے میں شیطان کا ایک دھوکہ

شیطان انسان کو گناہ پر اکساتا ہے۔خصوصاً جو انسان جتنے افضل اور اہم عمل میں مصروف ہو شیطان اس پر اسی قدر اپنی طاقت خرچ کرتا ہے اسی طرح مجاہدین کے عمل جہاد کو ضائع کرنے کے لئے بھی وہ طرح طرح کے حیلے اور وسوسے پیدا کرتا ہے ان میں سے ایک بہت بڑا وسوسہ وہ ہے جس کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ

" فَـاِذَاقَـدَرُ وَاعَلَى الْغُلُوْلِ اِجْتَرَاُوْافِيْهِ عَلَى اللّٰهِ وَحَدَّثَهُمُ الشَّيْطَانُ اَنَّهَاغَنِيْمَةٌ"

یعنی جب انہیں خیانت کا موقعہ ملتا ہے تو اللہ پر جرأت کر کے وہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں تو شیطان انہیں کہتا ہے کہ یہ تو غنیمت ہے۔

یعنی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم مجاہد ہو اور یہ غنیمت ہے اور تمہارے لئے حلال ہے۔ جہاد کیلئے جمع ہونے والے اموال بھی مال غنیمت کے حکم میں ہیں اس لئے مجاہدین کیلئے اموال جمع کرنے والے خوش قسمت لوگ شیطان کے اس وسوسے سے بچیں کہ مجاہدین کا مال ہے اور میں مجاہد ہوں میرے لئے حلال ہے۔ ذمہ دار کی اجازت کے بغیر ان اموال کو اپنی ذات پر صرف کر کے خیانت کی سزاؤں کا مستحق بننے سے بچیں۔

جہاد فی سبیل اللہ میں اخلاص کی اہمیت

۹۔ حدثنا محمد، قال حدثنا سعید بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن شعبة عن السدی عَنْ مُرَّةَ قَالَ : ذَكَرُوْا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ قَوْماً قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: أَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى مَا تَذْهَبُوْنَ وَتَرَوْنَ ،أَنَّهُ إِذَا الْتَقَى الزَّحْفَانِ نَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ فَتَكْتُبُ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ ،فُلَانٌ يُقَاتِلُ لِلدُّنْيَا ،وَفُلَانٌ يُقَاتِلُ لِلْمُلْكِ ،وَفُلَانٌ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ ،وَنَحْوِ هٰذَا ،وَفُلَانٌ يُقَاتِلُ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ ،فَمَنْ قُتِلَ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ ،فَذٰلِكَ فِي الْجَنَّةِ. [1]

حضرت مرة رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گروہ کا تذکرہ ہوا جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات ایسی نہیں جیسا کہ تم سمجھتے ہو بلکہ جب دو لشکر آمنے سامنے ہوتے ہیں تو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق لکھتے ہیں کہ فلاں نے دنیا کیلئے قتال کیا، فلاں بادشاہت کیلئے لڑا اور فلاں اس لئے لڑا کہ اسے یاد کیا جائے اور اس جیسی دوسری اغراض اور فلاں نے اللہ کی رضا کے ارادے سے قتال کیا، پس جو اللہ کی رضا تلاش کرتا ہوا شہید ہوا یہ شخص جنت میں جائے گا۔

ف: اس روایت کی تشریح اگلی روایت کے ضمن میں کی جائے گی۔



[1] المستدرک للحاکم ۲۵۲۶، نسائی ۳۱۳۶، بخاری عن ابی موسی ۲۶۵۵

شہید کون ہے

۱۰۔ حدثنا محمد،قال حدثنا سعید بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن معمر عن الزهری أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابَ خَرَجَ عَلَى مَجْلِسٍ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ سَرِيَّةً هَلَكَتْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ هُمْ عُمَّالُ اللّٰهِ ،هَلَكُوْا فِي سَبِيْلِهِ ،فَقَدْ وَجَبَ أَوْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ ،وَيَقُوْلُ قَائِلٌ :اللّٰهُ اَعْلَمُ بِهِمْ ،لَهُمْ مَا احْتَسَبُوْا .فَلَمَّا رَآهُمْ عُمَرُ قَالَ لَهُمْ: مَاكُنْتُمْ تَتَحَدَّثُوْنَ ؟قَالُوا :كُنَّا نَتَحَدَّثُ فِي هٰذِهِ السَّرِيَّةِ ،فَيَقُوْلُ قَائِلٌ كَذَا وَيَقُوْلُ قَائِلٌ كَذَا،فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ إِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاساً يُقَاتِلُوْنَ ابْتِغَاءَ الدُّنْيَا،وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ يُقَاتِلُوْنَ رِيَاءً وَسُمْعَةً ،وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاساً يُقَاتِلُوْنَ إِنْ دَهَمَهُمُ الْقِتَالُ ،وَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ إِلَّا إِيَّاهُ ،وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاساً يُقَاتِلُوْنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ،أُولٰئِكَ الشُّهَدَاءُ وَكُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يُبْعَثُ عَلَى الَّذِيْ يَمُوْتُ عَلَيْهِ، وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَا هُوَ مَفْعُوْلٌ بِهَا ،لَيْسَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدْ تَبَيَّنَ لَنَا اَنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. [1]

حضرت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں ایک گروہ کے پاس آئے جوان لوگوں کا تذکرہ کررہے تھے جو اللہ کے راستے میں قتل ہوگئے تھے ان میں سے بعض اس بات کے قائل تھے کہ یہ اللہ کے کارندے تھے اس کے راستے میں شہید ہوگئے ان کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور بعض اس بات کے قائل تھے کہ اللہ ہی ان کے احوال سے واقف ہے ان کو ان کی نیت کے مطابق اجر ملے گا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو دریافت فرمایا کہ تم کیا گفتگو کررہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس گروہ مقتولین کے بارے میں گفتگو کررہے تھے۔ بعض یہ کہتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم بعض لوگ دنیا کی طلب میں لڑتے ہیں اور بعض لوگ دکھلاوے

[1] مستدرک حاکم ۲۵۲۰،مصنف عبدالرزاق ۹۵۶۳،رواہ البیہقی مثلہ ۱۸۳۳۱، ۱۲۶۸۹.

اور فخر کیلئے قتال کرتے ہیں اور بعض لوگ اگر جنگ ان پر مسلط ہو جائے تو قتال کرتے ہیں وہ اس کے سوا کی صلاحیت نہیں رکھتے (یعنی مجبور ہو کر جہاد کرتے ہیں) اور بعض لوگ اللہ کی رضا کیلئے جہاد کرتے ہیں یہ لوگ شہداء ہیں اور ہر شخص اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اسکی موت آتی ہے اور بے شک کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہی وہ شخص نہیں ہے جس کے بارے میں یقینی طور پر ہمیں معلوم ہو کہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔

ف: دین کے ہر عمل کیلئے اخلاص بنیادی شرط ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ [1]

"اوران اہل کتاب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ بندگی کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کریں"۔

قرآن کریم میں منافقین کی مذمت کے بعد فرمایا کہ

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا [2]

"مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی اور اپنے احوال کی اصلاح کر لی اور اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنا دین اللہ کے لئے خالص کر لیا تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنین کو اجر عظیم عطا فرمائیں گے"۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اخلاص نیت کسی بھی عمل کے مقبول ہونے کے لئے کس قدر اہم ہے اور اس کی تائید احادیث نبویہ سے بھی ہوتی ہے اور یہ بات غیر مبہم انداز میں بتادی گئی کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اس لئے فخر وریا، یا کسی بھی دنیوی غرض سے شریکِ جہاد ہونے والا محروم ثواب ہوگا اور اگر

---

[1] البینۃ:۵ [2] النساء ۱۴۵

شہید ہوگیا تو بھی مقامِ شہادت سے دور رہے گا بلکہ دخول نار کا اندیشہ ہے چنانچہ مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ عالم، سخی اور شہید کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا تو وہ اپنے علم، سخاوت اور شہادت کا تذکرہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے شہید عالم اور سخی کہلانے کے لئے سب کچھ کیا اور یہ مقصد تم حاصل کر چکے اس لئے جہنم میں جانا ہی تمہارے لئے طے ہے۔ [1]

اسی وجہ سے مذکورہ بالا روایات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کے لئے لڑتا ہے وہ شہید کہلانے کا مستحق ہے۔ جہاد میں مقتول ہونے والا ہر فرد شہید کہلانے کا مستحق نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس معاملے میں سختی کرتے تھے اور ان سے اس سلسلے میں بہت سے واقعات اور اقوال منقول ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا کہ شہید وہ ہے جس نے اخلاص کے ساتھ جہاد کیا۔ شہداء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اخلاص کے ساتھ لڑنے والا شہید ہے اور میں یہ بات نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ پیش آنے والا ہے البتہ اس قبر والے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یقین سے جانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف تھیں۔ ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جہاد میں ہر مقتول کو شہید کہیں پھر تو شہید بہت زیادہ ہو جائیں گے تم وہ بات کہو جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے کہ جو اللہ کے راستے میں مرا (یعنی اخلاص کے ساتھ) وہ شہید ہے۔ [2]

دنیوی احکامات میں تو شریک جہاد ہر مقتول شہید ہے اسے شہید کہا بھی جا سکتا ہے لیکن شہادت کے مقبول ہونے کے لحاظ سے کسی متعین شخص کو شہید کہنا مشکل ہے اور یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرامین کا مطلب ہے۔

ایک روایت خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے حصے میں نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جس نے جہاد دنیوی سامان یعنی غنیمت کے لئے کیا تو اس کا کیا حکم ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے اجر نہیں ملے گا۔

---

[1] مسلم رقم ۱۹۰۵ [2] مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۱۹۵۱۹

اخلاص کی اہمیت پر عہد نبوی کے دو واقعات

(۱) غزوہ احد میں قزمان نامی ایک شخص زخمی ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ راہ خدا میں زخمی ہونے پر مبارک ہو تو اس شخص نے کہا کیسی مبارک میں تو اپنی قوم کی حمیت میں لڑا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے ہی ترکش کے ایک تیر سے خودکشی کر لی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پہلے ہی پیش گوئی کی تھی کہ یہ جہنمی ہے۔ [۱]

(۲) حضرت اصیرم ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہیں احد کی جنگ تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، احد کے دن عین لڑائی کے وقت مسلمان ہوئے اور جنگ کی شدت میں گھس کر زخمی ہو گئے۔ ان کے قبیلہ بنو عبدالا شھل کے لوگ اپنے شہداء اور زخمیوں کو تلاش کرتے ہوئے ان تک پہنچے تو ان کو کافر کہہ کر چھوڑ گئے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ قبیلہ کی حمیت میں لڑے یا اللہ کے لئے اسلامی حمیت میں جہاد کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کی رضا کے لئے جہاد کیا پھر وفات پا گئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ [۲]

ان دو واقعات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ایک مسلمان بھی اگر اخلاص کے بغیر شہید ہوا تو وہ دوزخ میں جائے گا اور ایک نو مسلم جس کے نامۂ اعمال میں کوئی نماز روزہ اور صدقہ نہیں اخلاص کے ساتھ شہید ہوا تو وہ اہل جنت میں شمار ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ثواب اور نام و نمود کیلئے لڑنے والے کو اجر ملے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کوئی اجر نہیں ملے گا اس آدمی نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اِنَّ اللّٰهَ لَایَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ خَالِصًا وَّابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ". [۳]

کہ اللہ کے ہاں صرف وہی عمل مقبول ہوتا ہے جو خالص اسی کیلئے ہے اور اسی کی رضا کیلئے کیا گیا ہو۔

---

[۱] البدایہ والنہایہ ۳۶/۴ [۲] مسند احمد ۲۳۶۸۴ سیرۃ ابن ہشام ۲۵/۴
[۳] الترغیب ۲۰۷۳ نسائی ۳۱۴۰

جہاد میں شریک ہر شخص مجاہد فی سبیل اللہ نہیں

۱۱۔ حدثنا محمد، قال حدثنا سعید بن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن معمر عن الزهري، قال أخبرني سعيد بن المسيب أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ مَثَلَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. كَمَثَلِ الْقَائِمِ الصَّائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ۔ [۱]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال (اور یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے) اس قائم کی طرح ہے جو روزہ دار ہو، صاحب خشوع ہو اور رکوع و سجود میں تسلسل رکھنے والا ہو۔

ف: اخلاص کے ساتھ شریکِ جہاد ہونے والا شخص ہی جہاد فی سبیل اللہ کے اجر عظیم کا مستحق اور حقیقی مجاہد ہے۔ اظہارِ شجاعت، حمیتِ قومی، حصول غنیمت یا کسی مجبوری کی غرض سے شریک جہاد ہونے والا اللہ کے راستے کا مجاہد نہیں اسی وجہ سے اس حدیث میں آنجناب ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی راہ میں جہاد کون کرتا ہے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرامین جو ماقبل میں گذرے ہیں ان سے بھی اس موقف کی وضاحت ہوتی ہے۔

اس سے اخلاص نیت کی مزید اہمیت معلوم ہوئی کہ جہاد جس میں جان چلے جانے کا بھی قوی احتمال موجود ہے اس میں اخلاص نیت کا دوسرے اعمال کی نسبت زیادہ اہم ہونا واضح ہے کیونکہ دوسرے اعمال میں عدم اخلاص کے گناہ پر توبہ ہو سکتی ہے۔ دوبارہ درست نیت کر کے وہ عمل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اخلاص کے بغیر جہاد میں شریک ہوئے اور مقتول ہو گئے تو جان بھی جائے گی اور اجر سے بھی محرومی ہو گی ایسی ہی صورت حال کو " خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ " سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے جہاد میں شریک ہونے والے عظیم القدر مجاہدین اپنے دلوں کو ٹٹول کر اپنی نیت کا جائزہ لیں تاکہ ان کی محنت دنیا و آخرت میں ثمر آور ہو۔

---

[۱] بخاری ۲۶۳۵، نسائی ۳۱۲۷، السنن الکبری للنسائی ۴۳۳۵، فتح الباری ۶/ ۷، مسند أبی یعلی ۴۸۴۵، المبسوط للسرخسی ۱۰/ ۳، الترغیب والترہیب ۲۰۶۱، الجہاد لابن أبی عاصم ۲۹، الأربعین لأبی الفرج المقری ۱

دکھاوے کیلئے جہاد کرنے والا مشرک ہے

۱۲۔ حدثنا محمد، قال حدثنا سعید بن رحمۃ، قال سمعت ابن المبارک عن معمر عن عبد الکریم الجزری عن طاؤس، قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَقِفُ الْمَوَاقِفَ أُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ، وَأُحِبُّ أَنْ يُّرٰى مَوْطِنِي، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئاً حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ [1]

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اللہ کی رضا کیلئے جنگوں میں شریک ہوتا ہوں اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرا مقام و مرتبہ پہچانا جائے تو آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب نہیں دیا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ''جو شخص اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے''۔

ف: اس روایت میں آیت قرآنی کا شان نزول بیان کیا گیا ہے اور اپنے مقام و مرتبہ کے اظہار کے شائق مخلص مجاہد کو کہا گیا کہ رب سے ملاقات کا امیدوار عمل صالح کا خوگر بنے اور شرک سے اجتناب کرے۔ گویا کہ ریا کو شرکِ اصغر سے تعبیر کیا گیا۔ یہی بات حدیث میں ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف تمہارے شرک اصغر میں مبتلا ہو جانے کا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ریا''۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں ہم ریا کو شرک اصغر شمار کرتے تھے۔ ریا کاری کو حضرات علماء نے تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ قرار دیا ہے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کو اکبر الکبائر قرار دیتے تھے حتی کہ اس کو شرک اصغر کہا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کا مستحق تو اللہ تعالی ہے۔ جب بندہ اس کے غیر کو دکھانے کے لئے عبادت کرتا ہے تو گویا

---

[1] مستدرک حاکم ۷۹۳۹، ۲۵۲۷، الترغیب ۳۲، ۲۰۷۸، تفسیر قرطبی ۱۱/ ۶۹، طبری ۱۶/ ۴۰، ابن کثیر ۳/ ۱۰۹

اس غیر کو اپنا معبود قرار دیتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا نام ہی شرک ہے۔ معلوم ہوا کہ ریا کاری ایسی قبیح چیز ہے جو بندے کے اعمال کو ختم کر دیتی ہے اس لئے تمام اعمال میں بالعموم اور جہاد میں بالخصوص اس سے اجتناب کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں اپنی نیت اور احوال کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

☆......☆......☆......☆......☆

مجاہد کی مثال

۱۳۔ حدثنا محمد، قال حدثنا سعید بن رحمۃ، قال سمعت ابن المبارک عن محمد بن عجلان عن زید عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ كَالصَّائِمِ الْقَائِمِ بِآیَاتِ اللّٰهِ آنَاءَ اللَّیْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ، مَثَلِ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ. [۱]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے کے مجاہد کی مثال اس روزہ دار جیسی ہے جو رات دن اللہ کی آیات کے ساتھ ایسے کھڑا رہتا ہے (نماز میں مصروف رہتا ہے) جیسے یہ ستون ہے۔

ف: جہاد کی فضیلت کو بیان کرنے کے لئے اور ترغیب جہاد کے لئے احادیث نبویہ میں مختلف تمثیلات بیان کی گئی ہیں۔ چونکہ مجاہد گھر سے نکل کر واپسی تک عبادتِ جہاد میں رہتا ہے اس لئے مجاہد کو مسلسل روزے دار اور مسلسل نمازی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور دیگر جہادی مشقتوں کی وجہ سے مجاہد کو پھر بھی افضل قرار دیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ مجاہد کا کھانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ "مجاہد کا کھانا غیر مجاہد کی پوری زندگی کے روزوں سے افضل ہے"۔ مجاہد کا سونا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے کہ "ایک شخص نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا عمل بتادیں کہ میں مجاہدین کے برابر ہو جاؤں تو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مسلسل رات کو قیام کرے اور ہر روز روزہ رکھے پھر بھی ایک مجاہد کی نیند کے ثواب کو بھی حاصل نہیں کر سکتے"۔ [۲]

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک بار سونا ستر حج اور ستر عمروں رحمہ اللہ سے افضل ہے۔

صاحب صحیح ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی رحمہ اللہ نے اپنے استاذ عمر بن سعید بن اسنان (یہ بزرگ اسی سال تک جہاد اور رباط میں مصروف رہے اور اس دوران مسلسل روزے دار اور تہجد گذار بھی تھے) سے روایت نقل فرمائی ہے کہ مجاہد کی مثال مسلسل روزہ دار اور نمازی کی ہے اور یہ درجہ اس وقت تک ہے جب

۱ حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم ۸/۱۷۳

۲ کتاب السنن

تک اللہ تعالیٰ اس کو اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹا دے یا اسے شہادت عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ نے چار مختلف روایات مجاہد کی مثال بیان کرنے کی غرض سے ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) بے شک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال (اور یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے) اس قائم کی طرح ہے جو روزہ دار ہو صاحب خشوع ہو اور رکوع و سجود میں تسلسل رکھنے والا ہو۔ [۱]

(۲) زیر تشریح حدیث ہے۔

(۳) مجاہد کی مثال اس شخص کی ہے جو اس وقت تک دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے جب تک یہ مجاہد واپس نہ آئے۔ [۲]

(۴) مجاہد کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے مسلسل قیام و صیام سے نہیں تھکتا حتی کہ مجاہد لوٹ آئے

حدیث کی تشریح میں علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی رائے

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کون سی چیز ہے جو جہاد سے افضل ہو سکتی ہے کیونکہ مجاہد سوار ہو یا پیدل، سویا ہوا ہو یا دوستوں سے گپ شپ کر رہا ہو، کھا پی رہا ہو یا کسی بھی جائز کام میں مشغول ہو وہ ہر حالت میں اس نمازی کی طرح ہے جو مسلسل نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور مسلسل روزہ دار کی طرح ہے۔ اور یہ فضیلت کی انتہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رحمت سے جہاد میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی وجہ سے ہم اس بات کے قائل ہیں کہ فضائل کا قیاس سے کوئی تعلق نہیں۔ [۳]

اور یہ فضیلت بعینہ قرآن کی اس آیت کی مصداق ہے

---

[۱] حدیث نمبر ۱۱

[۲] حدیث نمبر ۲۹

[۳] التمہید ۱۸/۳۰۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۙ[1]

"یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی، تکلیف پہنچی، بھوک لگی یا کفار کو غیض دلاتے ہوئے جو کچھ چلے اور دشمنوں کی جو خبر لی ان سب کے بدلے نیک اعمال لکھے جاتے ہیں اور اللہ محسنین کا اجر ضائع نہیں فرماتے"۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] التوبۃ۱۲۰

جہاد سے معمولی تاخیر بھی گوارا نہیں

۱۴۔ حدثنا محمد،قال حدثنا سعید بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن الربیع بن صبیح عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشاً فِيهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ،فَغَدَا الْجَيْشُ وَأَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ لِيَشْهَدَ الصَّلٰوةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ ،قَالَ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ ،أَلَمْ تَكُنْ فِي الْجَيْشِ ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَشْهَدَ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وَقَدْ عَلِمْتُ مَنْزِلَهُمْ فَأَرُوحَ وَأُدْرِكُهُمْ ،قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِيْ فِي يَدِهِ ،لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ. [1]

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے لشکر تو کوچ کر گیا لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے تا کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر سکیں ، جب حضور ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو فرمایا اے ابن رواحہ :تم تو لشکر میں نہیں تھے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسول ﷺ لیکن میرے دل نے چاہا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں اور میں لشکر کی منزل جانتا ہوں روانہ ہو کر میں ان کو پالوں گا۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تو اگر زمین کی ساری اشیاء (مال و دولت) خرچ کر دے تو بھی تو اس کوچ کرنے والے لشکر کی صبح کی فضیلت کو نہیں پا سکتا۔

جہاد سے معمولی تاخیر بھی اجر کی کمی کا باعث ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھنے کے لیے کی گئی تاخیر بھی آنجناب ﷺ نے گوارا نہیں فرمائی اور یہ باعث تاخیر اگرچہ خود بھی عظیم ہے لیکن اس کی وجہ سے اجر میں اتنی کمی ہوگی کہ ساری زمین کا مال خرچ کر کے بھی

---

[1] فتح الباری ۱۴/۶، نیل الاوطار ۲۳۷/۷ بطریق المصنف، مسند احمد عن ابن عباس ۱۹۶۶، ۲۳۱۷، ۱۲۰۸۱، ترمذی عن ابن عباس ۵۲۷، بیہقی ۵۴۴۶، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۰۳، ۳۶۹۶۰، مسند طیالسی ۱۹۹۹،

اپنے ساتھیوں کی ایک صبح کی فضیلت بھی حاصل نہیں ہوگی۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نماز جمعہ میں شرکت کے لیے ٹھہرے تھے۔ [1]

اور یہ غزوہ موتہ کا واقعہ ہے جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیسرا امیر بنایا گیا تھا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد سے معمولی تاخیر پر تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ رک گئے تا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز میں شریک ہوں اور فرمایا کہ میں نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کروں گا اور الوداع کہوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کوئی دعا فرمادیں گے جو قیامت کے دن مجھے میرے ان ساتھیوں سے افضل بنا دے گی۔ نماز کے بعد یہ صحابی رضی اللہ عنہ سلام کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے ساتھی تم سے کتنا آگے بڑھ گئے تو انہوں نے عرض کیا ہاں آج کی صبح وہ روانہ ہوئے ہیں اور وہ اتنا ہی آگے گئے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ تم سے فضیلت میں اس سے بھی زیادہ آگے نکل گئے ہیں جتنی کہ مشرق اور مغرب کے درمیان مسافت ہے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ لشکر جمعہ کے وقت روانہ ہو گیا لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھنے کے لیے رک گئے۔ جمعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو رکنے کی وجہ دریافت کی انہوں نے عرض کیا۔ جمعہ پڑھنے کے لیے ٹھہرا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا، جہاد میں ایک صبح یا شام دنیا وما فیھا سے بہتر ہے۔ [3]

مسند احمد کی روایت میں یہ واقعہ مرفوعاً بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ایک لشکر کو روانہ

---

[1] مسند احمد ۲۳۱۷۔ مصنف ۳۶۹۶۵

[2] مسند احمد ۱۵۶۶۰ المعجم الکبیر ۲۰:۱۹۰

[3] (بیہقی ۵۴۴۵ کتاب السنن ۲۳۷۹)

ہونے کا حکم فرمایا تو انہوں نے عرض کیا رات کو ہی نکل جائیں یا صبح تک ٹھہر جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ رات جنت کے باغوں میں سے کسی باغ میں گذارو۔ [1]

یہ تو معمولی تاخیر کا واقعہ ہے ہمیں اپنی زندگیوں پر غور کرنا چاہیئے کہ ساری زندگی جہاد میں حصہ لیے بغیر گزر گئی ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا جب کہ غزوہ تبوک میں مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور ﷺ کے ساتھ نہیں گئے وہ بھی پچاس دن تک حضور ﷺ کی ناراضی کا محل رہے۔



[1] الدر المنثور ۱/ ۵۹۶، بیہقی رقم ۱۸۲۷۳، المستدرک ۲۴۰۱، السنن الکبریٰ ۱۸۸۳۴، المعجم الاوسط ۳۱۶۰

جہاد امت محمدیہ کی رہبانیت ہے

۱۵۔ حدثنا محمد،قال حدثنا سعید بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن القاسم بن الفضل عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ ،قَالَ كَانَ يُقَالُ لِكُلِّ أُمَّةٍ رَهْبَانِيَّةٌ وَرَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. [۱]

حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ ہر امت کی رہبانیت ہوتی ہے اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

۱۶۔ حدثنا محمد،قال حدثناابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن سفیان عن زید العجمی عن أبی أیاس عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ رَهْبَانِيَّةً ،وَرَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . [۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہر امت کی رہبانیت ہوتی ہے اور میری امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

ف: جہاد امت محمدیہ کی رہبانیت ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایات میں ہے کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا جہاد کو لازم پکڑو کیونکہ وہ میری امت کی رہبانیت ہے۔ [۳] رہبانیت کا مفہوم یہ ہے کہ راہب لوگوں کی ایذا رسانی سے ڈرتے ہوئے پہاڑوں اور جنگلوں میں خلوت گزیں ہو جاتا ہے اور عیسائیوں کے ہاں یہ ایک خود ساختہ بلند مقام و مرتبہ ہے لیکن اسلام نے اس کی نفی فرمائی۔ چنانچہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسلام میں (عیسائیوں کی طرز پر) کوئی رہبانیت نہیں اسلام کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ [۴]

جہاد کو رہبانیت اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں رہبانیت کا مقصود پایا جاتا ہے کیونکہ رہبانیت کا

---

[۱] (قرطبی ۱۸/ ۸۷، کتاب السنن لسعید بن منصور ۲۳۰۹، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۹۳۳۳)
[۲] مسند احمد ۱۳۸۳۴، مسند ابی یعلی ۴۲۰۴، ابن کثیر ۴/ ۳۱۷، مجمع الزوائد ۹۴۳۱، نوادر الاصول ۲/ ۲۲، شعب الایمان ۴۲۲۷
[۳] قرطبی ۱۸/ ۸۷
[۴] قرطبی ۱۷/ ۲۶۵

مقصد دنیاوی لذات کو ترک کرنا ہے جبکہ جہاد میں دنیا ہی سے کنارہ کشی ہے۔ رہبانیت کا مقصد ایذا رسانی سے احتراز ہے اور جہاد میں کفار کو کفر کی ایذا سے، مسلمانوں کو کفار کے ظلم کی ایذا سے اور مجاہدین کو آخرت کے عذاب کی ایذا سے نجات ملتی ہے۔ رہبانیت کا حاصل آسائشوں سے دور پر مشقت زندگی گذارنا ہے اور جہاد کی مشقتوں اور تکلیفوں کو تو خود قرآن نے تسلیم کر کے "وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ" کہہ دیا یعنی یہ جہاد تمہارے لیے مشکل ہے۔ بعض روایات میں روزہ اور حج وغیرہ کو بھی اس معنی میں امت محمدیہ کی رہبانیت کہا گیا ہے۔

جہاد اس امت کی سیاحت ہے

۱۷. أخبرنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارك عن ابن لهيعة ،قال أخبرني عمارة بن غزية :إِنَّ السِّيَاحَةَ ذُكِرَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :أَبْدَلَنَا اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْجِهَادُفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،وَالتَّكْبِيْرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ.[1]

حضرت عمارۃ بن غزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے سیاحت کا تذکرہ ہوا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ہمیں اس کے بدلے جہاد فی سبیل اللہ اور ہر بلند جگہ پر تکبیر کہنے کا عمل عطاء فرمایا ہے۔

ف: عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے قرآن کے لفظ "السائحون" کا معنی بیان کیا ہے "المجاھدون" یعنی مجاہدین سیاحت کرنے والے ہیں۔[2]

حکیم ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلی امتوں میں رہبانیت اور سیاحت یہ ہوتی تھی کہ جب کسی

---

[1] ابن کثیر بطریق المصنف ۲/۳۹۳، أبوداود عن أبی امامۃ ۲۴۸۶، مستدرک حاکم عن أبی امامۃ ۲۳۹۸، مجمع الزوائد ۹۴۳۲، المعجم الکبیر ۷۷۰۸، ۷۷۶۰، سنن بیہقی ۱۸۴۸۷، شعب الایمان ۴۲۲۶، ریاض الصالحین للنووی ۱۳۴۵، کنز العمال ۱۱۳۵۰، فیض القدیر للمناوی ۲۲۸۰، ۲۴۰۸، تفسیر قرطبی ۸/۲۷۰، الدر المنثور ۴/۲۹۸،

[2] قرطبی ۷/۲۷۰

پر خوف خدا غالب آتا تھا تو وہ وادیوں کی سیاحت کرتا تھا اور کسی گوشہ کو عبادت گاہ بنا لیتا تھا تا کہ وہ اپنے نفس کو اللہ کی عبادت پر مجبور کرے اور اس امت کو اللہ نے تلوار دی ہے جس سے قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں اور یہ پہلی امتوں کی رہبانیت اور سیاحت سے بڑا امتحان ہے۔ ۱

بہر حال سیاحت اگر نفسانی تفریح کے لیے ہو تو بے فائدہ ہے لیکن اگر عجائب قدرت دیکھنے کی نیت سے ہو تو عبادت ہے اور اس کا حکم ہے اور سفر جہاد اس کا بہترین ذریعہ ہے کہ عجائب قدرت بھی دیکھنے کو ملیں گے اور اعلاء کلمۃ اللہ بھی ہوگا اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ کسی نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاحت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد میں ہے۔ ۲

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیاحت سے مراد شہروں کو چھوڑ کر صحرا نوردی ہے۔ سراج منیر میں ہے اس سائل کا مقصد نفس کی تذلیل کے لیے ایسی گوشہ نشینی تھا جس میں مباحات بلکہ جمعہ اور جماعت وغیرہ میں حاضر نہ ہونا تھا اس لیے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی سیاحت سے منع فرمادیا۔ ۳

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ "لَا سِيَاحَةَ فِي الْإِسْلَامِ" کی تشریح میں لکھتے ہیں سیاحت اسلام سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ انبیاء وصلحاء کا فعل ہے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب سیاحت کسی شرعی مقصد کے لیے نہ ہو البتہ اگر شرعی مقصد ہو جیسے حصول علم یا جہاد تو کوئی حرج نہیں۔ ۴



---

۱ نوادر الاصول ۲/۲۲

۲ ابوداؤد ۲۴۸۶

۳ (عون المعبود ۷/۱۱۸)

۴ کشاف القناع لمنصور البھوتی ۱/۵۰۶

صبح وشام اللہ کے راستے میں نکلنے کی فضیلت

۱۸۔ حدثنا محمد،قال حدثناابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن الضحاک بن عثمان ،قال حدثني الحكم بن مينا،قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا،أَوْمَا عَلَيْهَا . [1]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام لگا دینا دنیا اور اس کے مال ومتاع سے افضل ہے۔

۱۹۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن المبارک بن فضالة عن الحسن عن النبي ﷺ نحوه. [2]

حضرت حسن رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل فرمان نبوی ﷺ منقول ہے۔

ف: ''غدوہ'' کا معنی صبح سے زوال تک اور ''روحہ'' کا معنی زوال سے شام تک کا سفر ہے اور ''غدوہ وروحہ'' کا تذکرہ بطور تمثیل ہے فضیلت ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جب بھی بندہ جہاد کے لیے نکل پڑا اس فضیلت کا مستحق بن گیا۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا ومافیھا چونکہ آخرت کے ثواب کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اس لیے مختلف احادیث میں ثواب کو بیان کرنے کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ انسان کی نظر میں دنیا اور اس کا ساز وسامان بہت بڑا ہے لیکن آخرت کے ادنی سے ثواب کی نسبت بھی بہت کم ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد میں ایک صبح یا ایک شام اپنے گھر میں ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ماقبل میں حدیث نمبر ۱۴ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک نماز کے لیے رکے

---

[1] بخاری عن انس ۲۶۳۹، ۲، سہل بن سعد ۲۶۴۱، ۶۰۵۲، مسلم عن انس ۱۸۸۰، وعن سہل بن سعد ۱۸۸۱، عن أبي ہریرہ ۱۸۸۲، ترمذی عن سہل ۱۶۴۸، عن ابن عباس ۱۶۴۹، نسائی عن سہل ۳۱۱۸، ابن ماجہ عن سہل ۲۷۵۶، عن أبي ہریرہ ۲۷۵۵، عن أنس ۲۸۲۴، نسائی عن سہل ۳۱۱۸، مسند احمد عن أبي ہریرۃ بطریق المصنف ۱۰۸۹۲، ۱۰۹۱۰، [2] مصنف عبدالرزاق ۹۵۴۹، ۹۵۴۳،

لیکن اتنی معمولی سی تاخیر کو بھی فضیلت جہاد کے حصول سے رکاوٹ قرار دیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایک وادی سے گذرے جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جس کی وجہ سے یہ وادی ان کے دل کو بھا گئی انہوں نے ارادہ کیا کہ اس وادی میں خلوت نشین ہو جاؤں گا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے مت کرو اس لیے کہ جہاد میں ایک گھڑی کھڑے ہونا، گھر میں ستر سال کی نماز سے افضل ہے کیا تم نہیں چاہتے اللہ تمہاری بخشش کر کے تمہیں جنت میں داخل کر دے اس لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ جس نے اونٹنی کے دودھ دھونے کی مقدار جتنا وقت بھی جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ [1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک جہادی سفر پچاس حجوں سے افضل ہے۔ [2]

مسند بزار میں ابن ابی ہلال رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا اے اللہ میں تجھ سے جنت کے بلند درجات کا سوالی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم بھی ہے جنت کے بلند درجات کن کے لیے ہیں ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ درجات ان مجاہدین کے لیے ہیں جو صبح و شام اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

حدیث مبارکہ ہے کہ مجاہد جتنا گھر سے دور نکل جاتا ہے اتنا ہی اللہ کے قریب ہو جاتا ہے چنانچہ حضرات صحابہ و تابعین کو جہاد کے ساتھ ایسا ہی شغف تھا کہ بظاہر معمولی سے کام کو بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے حتی کہ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ موت بھی جہاد میں آئے۔ چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیماری کی حالت میں سخت گرمی کے موسم میں روم میں جہاد کے لیے گئے اور ساتھیوں سے فرمایا میں اللہ کے راستے میں جتنا دور جا کر مروں مجھے اتنا ہی محبوب ہے چنانچہ وہ حمص میں وفات پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ جلیل القدر مجاہد تابعی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روم میں وفات پا گئے۔ وفات سے قبل اپنے امیر بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے یہیں انتقال کر جانے والے

---

[1] ترمذی ۱۶۵۰   [2] الجہاد لابن المبارک ۲۲۵

مجاہدین کا امیر بنادیں اور ایک جنگی جھنڈا بھی تیار کر کے میری قبر میں رکھیں اور میری قبر کو جس قدر ممکن ہو سکے دشمن کے قریب بنائیں تا کہ میں قیامت کے دن انہی شہداء کے لشکر کے ساتھ جنگی جھنڈا اٹھائے ہوئے حاضر ہوں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ نزع کے عالم میں قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور وصیت فرمائی کہ میری قبر میدان جنگ میں بنائی جائے تا کہ گھوڑے اس کو روند کر اس کا نشان بھی مٹا دیں۔

یہ ہیں ہمارے اسلاف کے قابل قدر جذبات جہاد اور جہاد میں شرکت کے فضائل جو آج مجھے اور آپ کو ترغیب جہاد دے رہے ہیں کہ یہی راستہ اسلام کی عظمت کا امین ہے اور یہی جنت کی شاہراہ ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

میدان جہاد میں حورعین کا اترنا

۲۰. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن عون عن هلال بن أبي زينب عن شهر بن حوشب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا تَجِفُّ الْأَرْضُ مِنْ دَمِهِ حَتَّى تَبْتَدِرَهُ زَوْجَتَاهُ كَأَنَّهُمَا ظِئْرَانِ أَضَلَّتَا فَصِيلَهُمَا فِي بَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ بَيْدَاءَ، وَفِي يَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حُلَّةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مجلس میں شہداء کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے خون سے زمین ابھی خشک نہیں ہوتی کہ اس کی دو بیویاں حورعین میں سے اس کی طرف ایسے لپکتی ہیں جیسے دودھ پلانے والی اونٹنیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو چٹیل زمین میں گم کر چکی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک قیمتی لباس ہوتا ہے جو دنیا و مافیھا سے بہتر ہوتا ہے۔

ف: حضرت مصنف رحمہ اللہ نے حورعین کے نزول پر کئی احادیث اور واقعات نقل فرمائے ہیں اس حدیث میں ہے کہ شہید کا خون خشک ہونے سے پہلے ہی دو حوریں اس کے پاس آجاتی ہیں اس کی دلیل کے طور پر احادیث وروایات میں بکثرت واقعات مذکور ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کالے رنگ کا بدصورت چہرے والا اور بدبودار آدمی ہوں اور میرے پاس مال و دولت بھی کچھ نہیں اگر میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو میں بھی جنت میں داخل ہو سکوں گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو وہ شخص آگے بڑھ کر جنگ میں گھس گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا تو آنجناب ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمایا اللہ نے تیرے چہرے کو بھی حسین کر دیا اور تیری بو کو خوشبو میں بدل دیا اور تجھے مال دار بھی بنا دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کی بیویوں

---

[1] ابن ماجہ ۲۷۹۸، مصنف عبدالرزاق ۹۵۶۱، مسند احمد ۷۹۴۲، ۹۵۱۶، الترغیب والترہیب ۲۱۳۷، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۲۲، الدر المنثور ۲/ ۳۸۰، تہذیب الکمال ۳۰/ ۳۳۷

میں سے دو حوروں کو دیکھا جو اس کی قمیض میں داخل ہونے کے لیے آپس میں لڑ رہی تھیں۔ ؎1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن آنجناب ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس سے گذرے تو اعرابی نے پوچھا کون ہو، اسے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگ میں شرکت کے لیے جا رہے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کچھ سامان وغیرہ بھی ملے گا یا نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہاں غنیمت ملے گی تو وہ بھی اپنی بکریاں باندھ کر لشکر کے ساتھ ہو گیا وہ آنحضرت ﷺ کے قریب ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو دور کرتے۔ آنجناب ﷺ نے فرمایا، اعرابی کو میرے قریب آنے دو یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ جنگ میں شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ آئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے، آپ ﷺ خوشی سے مسکرا رہے تھے پھر آپ ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جو مقام و مرتبہ ملا ہے میں اس کی وجہ سے خوش ہو رہا تھا کہ اس کی بیویوں میں سے ایک حور اس کے پاس آ گئی اس لیے میں نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ ؎2



؎1 مستدرک حاکم ۳/۲۳۶۳ ۔البدایہ ۴/۱۹۱۔الدر المنثور ۲/۳۸۱

؎2 الترغیب ۲۱۴۳، الدر المنثور ۲/۳۸۱

شہداء شہادت سے قبل حورعین کو دیکھ لیتے ہیں

۲۱۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن سفیان بن عیینة عن أبی نجیح عن عبدالله بن عبید بن عمیر اللیثی،قَالَ:إِذَا الْتَقَی الصَّفَّانِ أَهْبَطَ اللّٰهُ الْحُوْرَ الْعِیْنَ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا ،فَإِذَا رَأَیْنَ الرَّجُلَ یَرْضَیْنَ مَقْدَمَهُ ،قُلْنَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ،فَإِنْ نَكَصَ اِحْتَجَبْنَ مِنْهُ ،وَإِنْ هُوَ قُتِلَ،نَزَلَتَا إِلَیْهِ ،فَمَسَحَتَا عَنْ وَجْهِهِ التُّرَابَ ،وَقُلْنَ :اَللّٰهُمَّ عَفِّرْ مَنْ عَفَّرَهُ،وَتَرِّبْ مَنْ تَرَّبَهُ. [1]

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب (جنگ کی) صفیں آراستہ ہو جاتی ہیں تو اللہ حورعین کو آسمان دنیا پر اتارتے ہیں سو جب وہ آدمی کو دیکھتی ہیں تو اس کی پیش قدمی کو پسند کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے اللہ اس کو ثابت قدم فرما،تو اگر وہ پیچھے ہٹتا ہے تو اس سے وہ حجاب کرتی ہیں اور اگر وہ شہید ہو جائے تو وہ اس کی طرف اترتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے اللہ جس نے اس کو غبار آلود کیا ہے تو اس کو غبار آلود کر دے اور جس نے اس کو خاک میں غلطاں کیا ہے تو اس کو خاک آلود کر دے۔

ف: حضرت مصنف رحمہ اللہ نے اس موضوع پر کئی احادیث و واقعات ذکر فرمائے ہیں جن کا حوالہ یہ ہے ۔ [2] تفصیل کے لیے ان واقعات کو پڑھ لیا جائے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔قاسم بن عثمان خزاعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ بس ایک ہی بات کہہ رہا ہے کہ اے اللہ تو نے تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری کر دی لیکن میری حاجت پوری نہیں کی میں نے اسے کہا کوئی اور دعا بھی کرو ایک ہی بات کیے جا رہے ہو تو اس نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ ہم سات ساتھی تھے جو مختلف علاقوں سے

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۹۵۴۰،السیرۃ لابن ہشام ۴/۳۱۶

[2] روایت نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۴۳۔

تعلق رکھتے تھے ہم نے جہاد کیا اور گرفتار ہو گئے۔ رومی کمانڈروں نے ہمیں قتل کے لیے ایک الگ مقام پر منتقل کر دیا جب ہم وہاں کھڑے ہوئے تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے سات دروازے نظر آئے اور ہر دروازے میں ایک حور ایک عمدہ رومال لیے کھڑی تھی جب دشمن نے ایک ساتھی کو شہید کیا تو ایک حور اتری اور رومال سے اس کے خون کو صاف کیا یہاں تک کہ چھ ساتھی شہید ہو گئے اور میں اکیلا رہ گیا تو کافروں میں سے کسی نے میری سفارش کر دی اور مجھے معاف کر دیا گیا تو اس حور نے کہا اے محروم تجھے کس چیز نے شہادت سے محروم کر دیا یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر دیا اس وقت سے میں پچھتاوے کے ساتھ یہ فریاد کر رہا ہوں۔ قاسم بن عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے خیال میں یہ ان سب سے زیادہ افضل ہے اس لیے کہ اس نے وہ منظر دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے اور دوبارہ عمل کرنے کے شوق سے زندہ رہا۔ [1]



[1] الدر المنثور ۲/۳۸۳

شہداء کے لباس جنت کے پودوں سے حاصل ہوں گے

۲۲۔ حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن زائدة بن قدامة عن منصور عن مجاهد قَالَ كَانَ يَزِيْدُبْنُ شَجَرَةَ مِمَّا يَذْكُرُنَا فَيَبْكِي وَيُصَدِّقُ بُكَاءَهُ بِفِعْلِهِ ،وَيَقُوْلُ يَاأَيُّهَاالنَّاسُ ،اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ،مَا أَحْسَنَ أَثَرَ نِعْمَةِاللّٰهِ عَلَيْكُمْ،فَلَوْ تَرَوْنَ مَا أَرَى مِنْ بَيْنِ أَصْفَرَ وَأَحْمَرَ وَأَبْيَضَ وَأَسْوَدَ وَفِي الرِّحَالِ مَا فِيْهَا ،إِنَّ الصَّلٰوةَ إِذَا أُقِيْمَتْ ،فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَأَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَأَبْوَابُ النَّارِ فَإِذَا الْتَقَى الصَّفَّانِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَأَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَأَبْوَابُ النَّارِ وَزُيِّنَ الْحُوْرُ الْعِيْنُ فَاطَّلَعْنَ فَإِذَا أَقْبَلَ الرَّجُلُ بِوَجْهِهِ قُلْنَ: أَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ ،اَللّٰهُمَّ أَعِنْهُ فَإِذَا أَدْبَرَ ،احْتَجَبْنَ مِنْهُ وَقُلْنَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ .فَانْهَكُوْا وُجُوْهَ الْقَوْمِ ،فِدَاكُمْ أَبِي وَأُمِّي وَلاَ تُخْزُوا الْحُوْرَ الْعِيْنَ فَإِذَا قُتِلَ كَانَتْ أَوَّلُ نَفْحَةٍمِنْ دَمِهِ تَحُطُّ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا يَحُطُّ الْوَرَقُ مِنْ غُصْنِ الشَّجَرَةِ وَتَنْزِلُ إِلَيْهِ اثْنَتَانِ فَتَمْسَحَانِ عَنْ وَجْهِهِ وَقُلْنَ قَدْ أَنَى لَكَ وَقَالَ قَدْ أَنَى لَكُمَا ثُمَّ كَسَى مِائَةَ حُلَّةٍ،لَوْ جَعَلَهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ لَوَسِعَتْ ،لَيْسَ مِنْ نَسْجِ بَنِي آدَمَ وَلٰكِنْ مِنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یزید بن شجرہ رحمہ اللہ کثیر البکاء تھے اور اپنے عمل سے اپنے ... فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اللہ کی ... ہیں ... مارتم پر کتنے اچھے ہیں کاش کہ تم وہ چیز دیکھ ... ہوں اور ان میں ٹھکانہ بنانے کی نعمت کو

۱۔ المستدرک ۲۰۸۷، مصنف عبدالرزاق ۹۵۳۸، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۹۳۲۸، ۱۹۳۵۱، المعجم الکبیر ج ۲۲/حدیث رقم ۶۲۱، ۶۲۲، عن الزہری ۲۲۰۳، کتاب السنن لسعید بن منصور ۲۵۶۴، الدر المنثور ۲/۳۸۲، الزہد لہناد ۱۶۱، ۱۶۲، الزہد للمصنف ۱۳۳، کنز العمال ۱۱۱۵۰، مجمع الزوائد ۹۴۱۶، ۹۵۲۲، الترغیب والترہیب ۲۱۳۶، مسند عبد بن حمید ۴۴۱، الآحاد والمثانی لابی بکر الشیبانی ۲۶۵۴، الجہاد لابن أبی عاصم ۲۰۳، الاصابۃ للعسقلانی ۱۱۱۰، معجم الصحابۃ لابی الحسین عبدالباقی ۱/۱۶۰

محسوس کر سکو۔ بے شک جب نماز کھڑی ہو جاتی ہے تو آسمان، جنت اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جب جہاد میں صفیں آمنے سامنے ہوتی ہیں تو بھی آسمان، جنت اور دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور حور عین سجتی، سنورتی ہیں اور جھانکتی ہیں پس مجاہد جب پیش قدمی کرتا ہے تو وہ کہتی ہیں اے اللہ اس کو ثابت قدم فرما اور اے اللہ اس کی مدد فرما اور جب پیچھے ہٹتا ہے تو وہ اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے اللہ اس کو معاف فرما پس آگے بڑھ کر دشمن کے منہ موڑ دو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اور حور عین کو رسوا نہ کرو پس جب وہ شہید ہو جاتا ہے تو اس کے جسم سے نکلنے والے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کے گناہ ایسے معاف کر دیئے جاتے ہیں جیسے درخت کی ٹہنی سے پتے جھڑتے ہیں اور اس کی طرف دو حور عین اترتی ہیں اور اس کا چہرہ صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تمہارا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ ان دونوں سے کہتا ہے کہ تمہارا وقت قریب آ گیا ہے (یعنی ہماری ملاقات قریب ہے) پھر اس کو سو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کو اگر دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے تو ان میں سما جائیں گے لیکن وہ بنی آدم کے بنائے ہوئے نہیں ہوں گے بلکہ جنت کی نباتات کے بنے ہوں گے۔

ف: حدیث میں ہے کہ ہر حور کے ہاتھ میں ایک لباس ہوگا جو دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سو جوڑے پہنے گا جو دو انگلیوں کے درمیان سما جائیں گے وہ انسانوں کے بنے ہوئے نہیں ہوں گے بلکہ جنت کی نباتات میں سے ہوں گے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں ہے کہ اہل جنت باریک اور موٹے ریشمی لباس زیب تن کریں گے اور بعض جگہ پر ہے کہ سبز ریشم ان کا لباس ہوگا اور ریشم بھی درختوں سے حاصل ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جنت کا لباس جنت کے درختوں سے حاصل ہوگا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا اس کو طوبیٰ درخت کے پاس لے جایا جائے گا تو وہ اس کے لیے اپنے شگوفوں کو کھول دے گا وہ اس سے سفید، سرخ، سبز، زرد اور کالے میں سے جس رنگ کا لباس چاہے لے لے گا

جو کہ بہت ہی خوش نما اور خوبصورت ہوگا۔

اہل جنت کے اوصاف میں یہ حدیث آئی ہے کہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا خستہ حال نہیں ہوگا نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے مختلف سوال کیے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یارسول اللہ مجھے اہل جنت کے لباس کے بارے میں بتلائیے کہ وہ پیدا کیے جائیں گے یا بُن کر تیار کیا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اہل جنت کے لباس جنت کے پھل پھاڑ کر حاصل کیے جائیں گے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اہل جنت کے لباس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کا پھل انار کی طرح ہے جب جنتی نئے لباس کی خواہش کرے گا تو وہ درخت اپنی شاخیں جھکا دے گا پھر اس کا پھل پھٹے گا اور مختلف رنگوں کے ستر جوڑے نکلیں گے اور وہ درخت پھر اپنی جگہ چلا جائے گا۔ [3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "طوبیٰ" (خوشخبری) ہے اس شخص کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے لیے خوشخبری ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دفعہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا نہیں پھر بھی ایمان لایا ایک آدمی نے سوال کیا کہ یہ طوبیٰ کیا ہے؟ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا ایک درخت ہے۔ جس کا سایہ سو میل کی مسافت جتنا لمبا ہے۔ اہل جنت کے لباس اس درخت کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔ [4]

اور اس لباس کی خوبصورتی کا عالم کیا ہوگا اس کو بھی روایات میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا

---

[1] (ابن کثیر ۲/۳۷۱۔ الزھد لھناد ۱۳۰)

[2] مسند احمد ۷۰۹۵ ـ ۷۷۔ شرح قصیدہ ابن قیم ۲/۵۳۷ [3] حادی الارواح ابن قیم

[4] ایضاً

ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کا گھر جنت میں موتیوں کا ہوگا اس میں ایک درخت ہے جو کپڑے اگاتا ہے پس آدمی اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان ستر سوٹ پکڑے گا جو کہ موتیوں اور مرجان سے لدے ہوں گے۔ [1]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اگر اہل جنت کا کوئی کپڑا اس دنیا میں آجائے تو آنکھیں اس کو دیکھ نہ سکیں گی اور دیکھنے والا بے ہوش ہو جائے گا۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جبہ بطور تحفہ آیا تو لوگ اس کی خوبصورتی پر تعجب کرنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جنت میں جو رومال ملے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔ [3]

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] ایضا

[2] (ایضا)

[3] بخاری ۲۴۷۳، ابن حبان ۷۰۳۶، مسلم ۲۴۶۸

شہداء اور مجاہدین کی جنتی بیویوں کا حسن و جمال

۲۳۔ حدثنا محمد، قال حدثنا بن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن حمید الطویل عن انس بن مالک، قَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا، وَلَقَابَ قَوْسٍ اَوْ قَيْدِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَوْ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَ ت مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَاَتِ الْاَرْضَ طِيْبًا وَلَنَصِيْفُهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کی کمان کی مقدار یا جانوروں کو باندھنے والی رسی کے برابر جنت میں جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنتی عورتوں (حورعین) میں سے کوئی زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کا درمیانی خلا روشنی سے بھر جائے اور زمین خوشبو سے مہک اٹھے اور اس کا دوپٹہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

ف: جنتی عورت سے مراد "حورعین" ہے جس کے بارے میں "حدیث الباب" میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اگر اہل زمین پر طلوع ہو جائے تو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے زمین و آسمان کو نور سے بھر دے اور خوشبو سے معطر کر دے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جنتی عورت کے حسن و جمال کو بہت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن کریم نے جنتی عورت کی طرف رغبت پیدا کرنے کے لیے اس کے جو اوصاف اور محاسن گنوائے ہیں وہ اجمالاً یہ ہیں۔

(۱) لَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ [2] یعنی اہل ایمان کے لیے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اس

[1] بخاری ۲۶۴۳، ۶۱۹۹، ترمذی ۱۶۵۱، ابن ماجہ باختصار ۲۷۵۷، صحیح ابن حبان ۷۳۹۸، موارد الظمآن ۲۶۲۹، مسند احمد ۱۲۴۵۹، ۱۳۱۸۴، ۱۲۶۲۴، ۱۳۸۰۶، الزہد للمصنف ۲۵۷، مسند ابی یعلی ۳۷۷۵، مسند ابی عوانہ ۷۳۵۶، فیض القدیر للمناوی ۷۲۸۶، الترغیب ۱۹۸۳، ۵۷۰۸، الدر المنثور ۱/۹۹

[2] (بقرۃ)

آیت کی تفسیر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت مروی ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ حیض، بول و براز، ناک کی گندگی اور تھوک سے پاک ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا مفہوم مروی ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی اور نجاست سے پاک ہوں گی۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنتی عورت بول و براز، منی، مذی، حیض و نفاس اور ناک و منہ کی گندگی سے مطہر ہوگی۔

عبدالرحمان بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ ایسی پاک ہوں گی کہ ان کو حیض نہیں آئے گا اور دنیا کی عورتیں مطہرات نہیں ہیں کیونکہ وہ حیض و نفاس کے خون کی وجہ سے نماز ترک کرتی ہیں۔

ابن زید رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے پہلے حضرت حوا بھی انہی اوصاف سے متصف تھیں لیکن شجرہ ممنوعہ کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پاکیزہ پیدا کیا تھا لیکن اب میں تمہیں خون میں مبتلا کروں گا جب کہ یہ درخت خون دیتا ہے۔ [1]

(۲) مختلف مقامات پر جنتی عورت کو حور عین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے حور یہ حوراء کی جمع ہے اور حوراء کلام عرب میں سفیدی کو کہتے ہیں۔ امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حور کو حور اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے چہرے کی رنگت اور ملاحت کو دیکھ کر نظر متحیر ہو جاتی ہے۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حوراء اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کے حسن و جمال کی وجہ سے نظر اس کے چہرہ پر نہ ٹک سکے اور حیرت زدہ رہ جائے۔ [2]

''عین'' عیناء کی جمع ہے اور عیناء موٹی آنکھ والی عورت کو کہتے ہیں۔ مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عیناء خوبصورت آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں اور عورت کی خوبصورتی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کی آنکھ لمبی اور کشادہ ہو۔

قرآن کریم میں حور عین کہنے کے بعد كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ [3] کہا گیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنجناب ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو ارشاد ہوا کہ وہ ایسی شفاف ہوں گی جس طرح وہ

---

[1] الجامع لأحکام القرآن قرطبی ۱/۱۷۶ [2] تفسیر قرطبی ۱۶/۱۵۳ [3] (الواقعہ)

موتی شفاف ہوتا ہے جو سیپ میں بند رہنے کی وجہ سے کسی کے چھونے سے محفوظ ہو۔ ا

(۳) قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ یعنی نیچی نگاہ والیاں ہوں گی۔ ۲ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی نگاہیں اپنے خاوندوں تک ہی محدود رہیں گی۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی آنکھوں کو اور اپنے دلوں کو اور خود کو اپنے خاوندوں تک ہی محدود رکھیں گی کسی دوسرے کی طرف بالکل میلان نہ کریں گی۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی نگاہیں اپنے خاوندوں پر ہی مرکوز رہیں گی کسی اور جانب نہ پھریں گی نہ تو وہ اپنی زینت کسی پر ظاہر کریں گی اور نہ ہی کسی کو جھانکیں گی۔

(۴) مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۳ یعنی وہ خیموں میں مستور ہوں گی گویا کہ اس کمال کے ساتھ ساتھ کہ وہ اپنے قلب ونگاہ کو اپنے خاوند سے سرمو نہ پھیریں گی وہ اس کمال سے بھی متصف ہوں گی کہ کوئی بھی ان کے حسن و جمال کی جلوہ گری سے ان کے خاوند کے سوا فیض یاب نہ ہو سکے گا اور یہ وفا و محبت کی انتہا ہے۔

(۵) اَتْرَابًا ۴ یعنی وہ ہم عمر ہوں گی یعنی بوڑھی نہیں ہوں گی کہ حسن و جمال فوت ہو جائے اور کم سن بھی نہ ہوں گی کہ خواہش پوری نہ ہو سکے بلکہ بھرپور جوان اور حسین ہوں گی۔

(۶) لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۵ یعنی ان حوروں کو ان کے خاوندوں سے پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا نہ کسی جن نے گویا کہ وہ بالکل کنواری ہوں گی اسی وجہ سے ان کو "بیض مکنون" سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ کنواری کی طرف رغبت فطری طور پر زیادہ ہوتی ہے اس لیے جنت جو کہ عیش و آرام کا گھر ہے وہاں بندے کے لیے مکمل سامان فرحت جمع کیا گیا ہے۔

(۷) خَیْرٰتٌ ۶ ۔ وہ اچھی ہوں گی۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہوں گی یعنی اپنی بدکلامی سے خاوند کے دل میں تنفر پیدا کرنے والی نہیں ہوں گی بلکہ حسن و اخلاق سے خاوند کا دل موہ لینا ان کا شیوہ ہوگا۔

ا تفسیر طبری ۲۷/۱۷۸ ۲ (رحمٰن، صفت، ص) ۳ رحمٰن ۷۲
۴ ص ۵۲، النبا ۳۳ ۵ رحمٰن ۷۴ ۶ رحمٰن ۷۰

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کو "خیرات" اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ مختارات کے معنی میں ہے جس کا معنی ہے منتخب شدہ عورتیں پس "خیرات" کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اللہ کی منتخب کردہ ہیں پس اللہ نے ان کو اپنے اختیار اور انتخاب سے پیدا فرمایا اور اللہ کا انتخاب انسان کے انتخاب سے فزوں تر ہے۔ [1]

(۸) حِسَانٌ [2] یعنی وہ خوبصورت ہوں گی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خُلق یعنی حسن اور خَلق یعنی عادات کے اعتبار سے وہ نہایت حسین ہوں گی۔ نیز فرماتے ہیں کہ جن کے حسن و جمال کو اللہ تعالیٰ خود "حسان" کے تمغے سے ظاہر کر رہے ہیں ان کے حسن و جمال کو بیان کرنے پر اور کسے قدرت ہو سکتی ہے؟

امام زہری رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت میں بھی ہے کہ اخلاق کے اعتبار سے خیرات ہیں اور چہروں کے اعتبار سے حسان ہیں۔ [3]

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کسی چیز کا خالق خود کسی چیز کو حسین کہے تو اس کے جمال کا کیا عالم ہوگا۔ [4]

بہر حال حور عین کے اسی حسن و جمال کو بیان کرنے کے لیے انہیں یاقوت و مرجان کی مثل بھی قرار دیا گیا اور مختلف جگہوں پر ان کے مختلف اعضاء کے حسن کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ النبا میں ہے وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا "اتراب" یعنی ہم عمر ہوں گی اس کی تفصیل تو ماقبل گزر چکی۔ "کواعب" "کاعبۃ" کی جمع ہے جس کا معنی ہے ابھرے ہوئے پستان والی عورت۔ امام کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کے پستان گول اور ابھرے ہوئے ہوں گے۔ یہ حور عین کے وہ محاسن ہیں جو اس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں اور باتفاق مفسرین ان کا مصداق حور عین ہے دنیا کی عورتوں میں سے جنتی عورتیں مراد نہیں۔

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۷ [2] رحمٰن ۷۰
[3] زاد المسیر ۸/۱۲۶ [4] قرطبی ۱۷، ۱۸۷

احادیث مبارکہ میں بھی حورعین کے بے نظیر حسن و جمال کو نہایت ہی دلکش پیرایہ اور پراز رغبت انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ زیر بحث حدیث اور اس سے اگلی روایت بھی اس کی دلیل ہے۔ حضرت ابو اسامہ، حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔ [1]

جب خاک سے پیدا ہونے والی عورتیں حسن و جمال کا مرقع ہیں تو زعفران سے پیدا ہونے والی حور کے حسن کا کیا عالم ہوگا۔ زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حورعین کو مٹی سے پیدا نہیں کیا بلکہ مشک، کافور اور زعفران سے ان کی تخلیق فرمائی ہے۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُوْرُ الْعَيْنِ خَلَقَهُنَّ مِنْ تَسْبِيْحِ الْمَلَائِكَةِ. [3]

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حورعین کو اللہ تعالی نے ملائکہ کی تسبیح سے پیدا فرمایا ہے۔

"حدیث الباب" اور اگلی روایت میں حورعین کے بے مثال حسن کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ اس کے حسن کے سامنے شمس وقمر بے نور ہو جائیں گے اور آسمان و زمین کا درمیانی خلا اس کے نور سے بھر جائے گا۔ اس خاص وصف کی تائید اس حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک حور اپنے ہاتھ کو زمین و آسمان کے درمیان ظاہر کر دے تو ساری مخلوق اس کی خوبصورتی کی وجہ سے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو جائے اور اگر وہ اپنا دوپٹہ نکالے تو سورج اس کے سامنے بے نور چراغ کی طرح ہو جائے اور اگر وہ اپنا چہرہ ظاہر کرے تو اس کا حسن زمین و آسمان کو روشنی سے جگمگا دے۔ [4]

---

[1] تفسیر طبری ۷/۸۱، الدر المنثور ۷/۴۲۰، المعجم الاوسط رقم ۲۸۸

[2] الدر المنثور ۷/۴۲۱ [3] الدر المنثور ۷/۴۲۱ [4] الدر المنثور ۷/۴۲۰

''حدیث الباب'' میں ہے کہ وہ زمین کو خوشبو سے بھر دے اس کی تائید وتشریح میں امام مجاہد رحمہ اللہ کا یہ فرمان بہت موزوں ہے کہ حورعین کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوگی۔ [1]

عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک حور بھی اہل دنیا پر ظاہر ہو تو سب اس کی خوشبو اور مہک سے فیض یاب ہوں گے۔ [2]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر ایک حور بھی اہل زمین کے سامنے آجائے تو ساری زمین کو مشک کی خوشبو سے بھر دے۔ [3]



---

[1] الدر المنثور ۷/۴۲۰

[2] الزہد لابن المبارک ۱/۵۵

[3] الدر المنثور ۱/۹۹

حور عین کے دوپٹے کا حسن

۲۴۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن الأوزاعي قال حدثني حسان بن عطية أنَّ سَعِيدَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ لَوْ أَنَّ خَيْرَةً مِنْ خَيْرَاتٍ حِسَانٍ اِطَّلَعَتْ مِنَ السَّمَاءِ لَأَضَاءَتْ لَهَا الْأَرْضُ وَلَقَهَرَ ضَوْءُ وَجْهِهَا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَلَنَصِيفٌ تَكْسَاهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا. وَقَالَ لِامْرَأَتِهِ وَلَأَنْتِ أَحَقُّ أَنْ أَدَعَكِ لَهُنَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهُنَّ لَكِ. [1]

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر "خیراتِ حسان" (حور عین) میں سے کوئی آسمان سے زمین پر جھانک لے تو زمین روشن ہو جائے اور اس کے چہرے کی روشنی سورج اور چاند کو بے نور کر دے اور وہ دوپٹہ جسے وہ اوڑھتی ہے دنیا و مافیھا سے بہتر ہے اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اس بات کی زیادہ مستحق ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں ان کیلئے بنسبت اس کے کہ میں انہیں چھوڑ دوں تمہارے لئے۔

ف: اس روایت کے باقی اجزاء کی وضاحت تو پچھلی حدیث کے ضمن میں ہو چکی ہے البتہ دو اجزاء ابھی تشنۂ تشریح ہیں جن میں سے ایک کو اس حدیث کا عنوان بنایا گیا ہے یعنی حور عین جو دوپٹہ زیب تن کرے گی وہ دنیا و مافیہا سے افضل ہوگا۔ اس روایت میں دوپٹہ کے لیے "نصیف" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دربار رسالت سے دریافت کیا کہ "نصیف" سے کیا مراد ہے تو صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "خمار" یعنی دوپٹہ۔ جب حور عین کے دوپٹہ کے حسن کو اس امتیاز اور اہمیت سے بیان کیا گیا ہے تو اصل لباس کے حسن و زیبائش کا عالم تصور سے فزوں تر ہے چنانچہ جہاں ان کے لباس کو قرآن نے "حریر و استبرق" قرار دیا وہیں شارح قرآن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے لباس کی ممثل کر دینے والے انداز میں منظر کشی کی ہے۔ تطویل سے اجتناب کرتے ہوئے صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۷، فیض القدیر ۲۰۶/۷، حلیۃ الاولیاء ۱/۲۴۵، الزہد للمصنف ۲۶۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ كَانَ وُجُوْهُهُمْ ضَوْءَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ الزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سُوْقِهَا مِنْ وَّرَاءِ لُحُوْمِهَا وَ حُلَلِهَا كَمَا يُرَى الشَّرَابُ الْأَحْمَرُ فِي الزُّجَاجَةِ الْبَيْضَاءِ۔ [1]

”آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہروں والا ہوگا اور دوسرا گروہ آسمان کو زینت بخشنے والے چمکدار ستاروں سے بھی حسین ہوگا ان میں سے ہر شخص کو دو حوریں ملیں گی اور ہر حور ستر جوڑوں میں ملبوس ہوگی اور اس کے لباس اور گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودا ایسے نظر آ رہا ہوگا جیسے سفید شیشے کے برتن سے سرخ شراب نظر آتی ہے“۔

دنیا کی عورت حورعین سے افضل ہے

اس حدیث میں سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شاید حورعین جنت میں جانے والی دنیوی عورتوں سے زیادہ افضل ہے بعض اہل علم وتحقیق نے اس نظریہ کو اختیار بھی کیا ہے اور ممکن ہے سعید بن عامر رضی اللہ عنہ بھی یہی سمجھتے ہوں ان حضرات کے دلائل یہ ہیں

(۱) حورعین کے حسن و جمال کی توصیف اور عمدہ اخلاق کی تحسین کتاب وسنت میں کی گئی ہے جو ان کے افضل ہونے پر دال ہے۔

[1] المعجم الکبیر طبرانی رقم ۱۰۳۲۱، سنن ترمذی رقم ۲۵۳۵، مسند احمد ۱۰۶۰۱

(۲) کئی دفعہ آنجناب ﷺ نے کسی جنازہ پر میت کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا ''یا اللہ اس میت کو اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما'' تو یہ دعا بھی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔ [1]

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حورعین کے بعض امتیازات مثلاً زعفران سے تخلیق، اللہ کی مختارات ہونا وغیرہ میں ان کا تفوق اگرچہ بلا ریب ثابت ہے لیکن باعتبار مجموعی اور باعتبار طبقہ جنت کی دنیوی عورتیں حورعین سے افضل ہیں اور یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں بحث وتحقیق کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ خود آنجناب ﷺ نے اس گتھی کو سلجھایا ہے چنانچہ ''المعجم الاوسط'' میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک طویل روایت ہے جس میں انہوں نے جنت اور اہل جنت اور حورعین کے بارے میں جناب نبی کریم ﷺ سے سوالات کیے ہیں اسی روایت کا ایک حصہ ہے کہ۔

''قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُوْرُ الْعَيْنُ قَالَ بَلْ نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَبِمَ ذَاكَ قَالَ بِصَلَاتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَلْبَسَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيْرَ بِيْضَ الْأَلْوَانِ خُضْرَ الثِّيَابِ صُفْرَ الْحُلِيِّ مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ. [2]

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حورعین؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا کی عورتیں حورعین سے افضل ہیں جیسے اوپر والا کپڑا اندر والے کپڑے (بنیان وغیرہ) سے افضل ہوتا ہے کہتی ہیں میں نے عرض کیا

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۸ [2] المعجم الاوسط ۳۱۴۱، المعجم الکبیر ۸۷۰، الترغیب ۵۷۲۰

ان کی فضیلت کا سبب کیا ہے تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ ان کی
فضیلت ان کی نماز، روزے اور اللہ کی عبادت کی وجہ سے ہے۔ اللہ
ان کے چہروں کو نور اور ان کے جسموں کو ریشم کا لباس پہنائے گا۔
سفید رنگت والی اور سبز لباس والی ہوں گی۔ زرد زیورات اور موتیوں
کی دھونی سے معطر ہوں گی اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی"۔

اسی بات کی تائید ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حور عین جب اپنی حسین آوازوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یہ نغمہ سنائیں گی کہ

نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلاَ نَسْخَطُ أَبَدًا
وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلاَ نَظْعَنُ أَبَدًا
وَنَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلاَ نَمُوتُ أَبَدًا
وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلاَ نَبْؤُسُ أَبَدًا
وَنَحْنُ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ
حَبِيْبَاتٌ لِأَزْوَاجٍ كِرَامٍ.

ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی اور مقیم رہنے والی ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہ مریں گی اور ناز و نعم والی ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی اور ہم معزز خاوندوں کی خوبصورت اور محبوب بیویاں ہیں۔

تو دنیا کی مومنات ان کے جواب میں یہ نغمہ سنائیں گی کہ

نَحْنُ الْمُصَلِّيَاتُ وَمَا صَلَّيْتُنَّ
وَنَحْنُ الصَّائِمَاتُ وَمَا صُمْتُنَّ
وَنَحْنُ الْمُتَوَضِّئَاتُ وَمَا تَوَضَّأْتُنَّ
وَنَحْنُ الْمُتَصَدِّقَاتُ وَمَا تَصَدَّقْتُنَّ

کہ ہم نماز پڑھنے والی، روزہ رکھنے والی، وضو کرنے والی اور صدقہ دینے والی ہیں جب کہ تم نے کبھی نماز نہیں پڑھی، روزہ نہیں رکھا، وضو نہیں کیا اور کبھی صدقہ بھی نہیں دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس نغمہ سے وہ حور عین پر غالب آ جائیں گی۔ [1]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

اَلآدَمِيَّاتُ أَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ بِسَبْعِيْنَ أَلْفِ ضِعْفٍ وَرُوِيَ مَرْفُوْعاً. [2]

یعنی دنیوی عورتیں حور عین سے ستر ہزار گنا افضل ہیں اور یہ بات مرفوع حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

حبان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دنیوی عورتوں میں سے جنت میں داخل ہونے والی عورتیں اپنے نیک اعمال کی وجہ سے حور عین سے افضل ہیں۔ [3]

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۷

[2] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۸

[3] تفسیر قرطبی ۱۷/۱۸۸

جنت میں شہید کا ٹھکانہ اور اللہ کی طرف سے مسلسل انعام

۲۵. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن الاوزاعی قال حدثنی المطلب بن حنطب قال: إِنَّ لِلشَّهِيْدِ غُرْفَةً كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْجَابِيَةِ أَعْلاَهَا الدُّرُّ وَالْيَاقُوْتُ وَجَوْفُهَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ، قَالَ فَتَدْخُلَ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ بِهَدِيَّةٍ مِنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَمَا تَخْرُجُ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْهِ مَلاَئِكَةٌ آخَرُوْنَ مِنْ بَابِ آخَرَ بِهَدِيَّةٍ مِنْ رَبِّهِمْ. [۱]

حضرت مطلب بن حنطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کیلئے (جنت میں) اتنا بڑا کمرہ ہے جیسا کہ صنعاء اور جابیہ کے درمیان فاصلہ ہے اسکا اوپر والا حصہ موتی اور یاقوت کا ہے اور درمیانی حصہ مشک اور کافور کا ہے، فرماتے ہیں کہ فرشتے اس پر اللہ کی طرف سے ہدیہ لے کر داخل ہوتے ہیں اور ابھی وہ نکلتے نہیں کہ دوسرے دروازے سے مزید فرشتے اللہ کی طرف سے ہدیہ لیکر داخل ہوتے ہیں۔

ف: اس حدیث میں شہید کے لیے ایک ایسے ٹھکانے کی بشارت ہے جو اپنی وسعت میں صنعاء (یمن کا مشہور شہر ہے) اور جابیہ (دمشق کے قریب ایک بستی کا نام ہے) کی درمیانی مسافت کی مثل ہوگا اور وہ محل یاقوت اور مشک و کافور سے بنایا گیا ہے جس میں ہر وقت اللہ کے ہدایا لے کر آنے والے فرشتوں کی آمد و رفت رہے گی یہ حدیث تلاش بسیار کے باوجود کسی اور مقام پر نہیں مل سکی البتہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِيْ لَهُ ثَمَانُوْنَ أَلْفِ خَادِمٍ وَ اثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَةً وَ يُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَ زُبَرْجَدٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ وَصَنْعَاءَ. [۲]

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت میں سب

---

[۱] مشارع الاشواق بطریق المصنف

[۲] ترمذی رقم ۲۵۶۲، مسند احمد ۳/۷۶، صحیح ابن حبان ۷۴۰۱

سے کم درجہ کا وہ جنتی ہو گا جس کے اسی (۸۰) ہزار خادم اور
بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے زمرد اور موتیوں کا اتنا بڑا
خیمہ نصب کیا جائے گا جتنی صنعاء اور جابیہ کے مابین مسافت ہے۔

تو جب عام بلکہ سب سے ادنیٰ جنتی کو صنعاء و جابیہ کے مابین مسافت کی بقدر وسعت والا ٹھکانہ میسر ہوگا تو شہید جو درجہ نبوت سے قریب تر اور جنت عدن میں انبیاء ﷺ کے ساتھ ہوگا اس کے ٹھکانے اور محل کی عمدگی و وسعت کا کیا عالم ہوگا؟ دراصل صنعاء اور جابیہ کے مابین مسافت کا تذکرہ کسی چیز کی بے انتہاء وسعت اور طول و عرض کو بیان کرنے کے لیے عرب کا محاورہ ہے ورنہ دونوں کے مابین فرق محتاج بیان نہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

لذت شہادت کو دوبارہ حاصل کرنے کی تمنا

۲۶۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قَالَ سَمِعت ابن المبارک عن حمید الطویل عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ لَھَا عِنْدَاللّٰہِ خَیْرٌ یَسُرُّھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا، وَلَھَا الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا اِلَّا الشَّھِیْدُ ،لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ ،فَیَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ فَیُقْتَلَ مَرَّۃً اُخْرٰی۔ [۱]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی فوت شدہ شخص ایسا نہیں جس کے لئے اللہ کے ہاں انعامات ہوں اور وہ اس بات پر خوش ہو کہ دنیا میں لوٹ جائے اگرچہ اسے دنیا اور اس کی ساری دولت بھی دے دی جائے سوائے شہید کے اس لئے کہ وہ شہادت کی فضیلت کا مشاہدہ کر چکا ہوتا ہے اس لئے تمنا کرتا ہے کہ وہ لوٹ جائے اور دوبارہ شہادت کی لذت حاصل کرے۔

ف: علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث شہادت کی فضیلت میں مروی تمام روایات سے فائق ہے۔ [۲]

علامہ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

"ھذا من صرائح الادلة فی عظیم فضل الشھادة"

یعنی یہ حدیث شہادت کی عظیم فضیلت پر صریح دلیل ہے۔ [۳]

یہ حدیث شہادت کی فضیلت پر اتنی بڑی اور قوی دلیل ہے کہ جنت اور اس کی تمام آسائشوں اور نعمتوں کے حصول کے بعد بھی بندہ جنت کو حسین بنانے والے رب سے کہے گا یارب تیری جنت میں سب کچھ ہے لیکن شہادت کی لذت نہیں اس لیے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تا کہ یہ لذت دوبارہ حاصل کر

---

[۱] بخاری ۲۶۴۲، مسلم ۱۸۷۷، ترمذی ۱۶۴۳، مجمع الزوائد ۹۵۴۴، الترغیب والترہیب ۱۱۲ : مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۱۹، مسند ابی عوانۃ ۷۳۲۹، مسند احمد ۱۲۵۷۹، ۱۲۲۹۵، ۱۳۹۹۶، ۱۴۰۶۵، مسند ابی یعلی ۳۴۹۸، ۳۷۷۹، نسائی ۳۱۵۹ عن عبادة بن الصامت ۳۱۵۹، وعن ابن أبی عمیرة ۳۱۵۳، السنن الکبری للنسائی عن ابن أبی عمیرة ۴۳۶۱، مسند الشامیین عن عبادة ۱۸۱، وعن ابن أبی عمیرة ۱۱۴۵، مصنف عبدالرزاق عن عبادة ۹۵۳۵

[۲] فتح الباری ۶/۳۲ [۳] شرح نووی ۱۳/۲۳

سکوں اور یہ خواہش صرف ایک بار دوبارہ لوٹنے کی نہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی روایت کردہ دوسری حدیث (جو ایک حدیث کے بعد آرہی ہے) میں ہے کہ وہ دسیوں مرتبہ دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دربار میں ایک آدمی اہل جنت میں سے لایا جائے گا اور اللہ اس سے دریافت فرمائیں گے اے میرے بندے تو نے اپنے مقام و مرتبہ اور ٹھکانے کو کیسا پایا تو وہ کہے گا اے اللہ بہترین ٹھکانہ ہے پس اللہ اسے فرمائیں گے کسی اور چیز کی تمنا کرو تو وہ بندہ کہے گا میرے مولا میں اس کے سوا کسی اور چیز کی تمنا اور خواہش نہیں رکھتا کہ تو مجھے دنیا میں لوٹا دے اور میں دوبارہ شہید ہو جاؤں اور یہ بات وہ شہادت کی لذت و کرامت دیکھ چکنے کے بعد کہے گا۔ [1]

شہداء احد کے بارے میں مرفوع روایت ہے کہ ان کو جنت کی تمام نعمتیں دینے کے بعد اللہ رب العزت دریافت فرمائیں گے کہ تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے تو وہ کہیں گے ہماری خواہش صرف یہ ہے ہماری ارواح کو جسموں میں لوٹا دیا جائے اور ہم آپ کے راستے میں دوبارہ شہید ہوں۔ [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کی جنگ احد میں شہادت کے بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آج تک اللہ نے جس سے بھی گفتگو فرمائی ہے وہ حجاب میں فرمائی ہے لیکن آپ کے والد سے آمنے سامنے گفتگو فرمائی ہے پھر بتلایا کہ اللہ نے ان سے کہا اے عبداللہ جو چاہو مانگو میں عطا کروں گا تو عبداللہ نے فرمایا اے میرے مولا! بس مجھے دوبارہ زندگی عطا کر دے اور میں دوبارہ تیرے راستے میں شہید ہو جاؤں تو اللہ نے فرمایا کہ میرا اصول یہ ہے کہ یہاں سے واپس کوئی نہ جائے گا تو عبداللہ نے فرمایا تو پھر میری قوم کو شہادت کی وجہ سے ملنے والے میرے مقام سے باخبر کر دیجیے تو اللہ نے یہ آیت نازل کی جس کا ترجمہ ہے:

اللہ کے راستے میں شہید ہونے والوں کو مردہ مت گمان کرو وہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے رزق پا رہے ہیں۔ [3]

---

[1] مسند احمد رقم ۱۳۵۳۵، المستدرک رقم ۲۴۰۵، سنن نسائی رقم ۳۱۶۰ [2] صحیح مسلم ۱۸۸۷

[3] سنن ابن ماجہ ۱۹۰، سنن ترمذی ۳۰۱۰، المستدرک ۴۹۱۱

مزاج نبوت جہادی مزاج

۲۷. حدثنا محمد،قال حدثنا ا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن یحي بن سعید الانصاری ،قال حدثنا ابو صالح عن أبي هُرَيْرَةَ ،قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:
لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْقَالَ عَلَى النَّاسِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ ،وَلَا يَجِدُوْنَ مَا يَتَحَمَّلُوْنَ عَلَيْهِ وَأَشَقَّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ أَوْ نَحْوَهُ .وَلَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،فَأُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میری خواہش یہ تھی کہ میں کسی بھی سریہ سے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے اس سے پیچھے نہ رہوں لیکن میں ان کے لئے سواری نہیں پاتا جس پر ان کو سوار کروں اور خود ان کے پاس بھی سواریاں نہیں (یعنی تنگدستی ہے) اور ان پر یہ بات گراں گذرے گی کہ میرے بعد وہ پیچھے رہیں اور البتہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتال کروں اور شہید کردیا جاؤں پھر زندہ کردیا جاؤں پھر شہید کردیا جاؤں پھر زندہ کردیا جاؤں پھر شہید کردیا جاؤں۔

ف: جہاد کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ وہ آنجناب ﷺ کے مزاج مبارک کا حصہ بن چکا تھا یہی وجہ ہے کہ جہاد کی مشروعیت واجازت کے بعد تقریباً نو سال کے عرصہ میں آپ ﷺ کی امارت میں یا آپ ﷺ کے حکم سے تقریباً ۸۲ لشکر مدینہ منورہ سے بغرض جہاد نکلے اور آنجناب ﷺ کا یہی فرمان حدیث کی تمام ''امہات الکتب'' میں موجود ہے کہ خواہش تو میری یہی ہے کہ ہر جنگ اور غزوے میں شرکت کروں لیکن اس سے دو باتیں مانع ہیں

---

[1] بخاری ۲۶۴۴، مسلم ۱۸۷۶، موطا امام مالک ۹۹۵، نسائی ۳۸۵۱، مجمع الزوائد ۹۴۱۷، ابن ماجہ ۲۷۵۳، مسند أحمد ۹۴۷۶، مصنف ابن أبي شیبہ ۱۹۳۱۵، الأربعین لأبي الفرج المقری ۳، الأربعون في الجهاد ۱۰، زاد المعاد ۷۶/۳

(۱) وسائل اور سواریوں کی قلت

(۲) مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ یہ فریضہ تم پر گراں ہو جائیگا کہ میرے عمل کو دیکھنے کی وجہ سے تم میں سے ہر شخص ہر لڑائی میں شرکت کو اپنا فرض سمجھے گا اور یہ بات تمہیں انتہائی مشقت میں ڈال دے گی اس لیے کبھی میں مدینے میں رہ کر تمہیں روانہ کرتا ہوں۔ آج جب یہ دونوں مانع وجود میں نہیں رہے تو پھر ہمارے لیے کون سی چیز مانع ہے کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کا محبوب راستہ چھوڑ دیا ہے۔

آج سوا ارب سے زائد مسلمان ۵۶ سے زائد اسلامی ریاستوں کے مالک۔ دنیا کے بہترین سمندری، فضائی اور بری راستوں پر قابض اور معدنی ذخائر سے بھرپور، جغرافیائی طور پر انتہائی اہم خطوں کے وارث، اپنے محبوب نبی ﷺ کی اس خواہش اور مزاج سے کیوں روگرداں ہیں۔

جہاد فرض کفایہ اور فرض عین کی فقہی مباحث کو چھیڑ کر اپنے دامن کو جہاد سے بچانے والے وارثان نبوت بھی دربار رسالت کے اس فرمان اور مزاج کو سامنے رکھ کر اپنے عمل پر نظر ثانی کریں۔

یہ جہادی مزاج حضور ﷺ نے اپنے آپ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے دوسرے افکار و اعمال کی طرح یہ مزاج بھی کامل و مکمل طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں منتقل کر دیا اور اس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں دی چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ [1]

''ہر بڑے لشکر سے ایک چھوٹا گروہ فہم دین کے لیے پیچھے کیوں نہیں رہ جاتا''

تو معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو سب جاتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکمل جہادی مزاج کی عکاسی ان کا یہ شعر بھی کرتا ہے جو انہوں نے غزوۂ خندق کی مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کر کے کہا تھا کہ

[1] التوبۃ ۱۲۲

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر موت تک جہاد کرتے رہنے کی بیعت کی ہے۔ [1]

حضور ﷺ کا شوق شہادت

شہادت اس سے بڑھ کر تیری خوش بختی اور کیا ہوگی کہ تجھے پانے کا خواہشمند وہ نبی بھی ہے جس کی وجہ سے تو ایک مقام ومرتبہ بنی۔ آنجناب ﷺ کا مقام نبوت پر فائز ہونے کے باوجود درجۂ شہادت کی خواہش کرنا شہادت کے عظیم ہونے پر دلیل بین ہے۔ مغفرت، جنت، رضائے الٰہی محبوبیت ربانی بلکہ مقام نبوت کے باوجود بار بار شہادت کی خواہش سے معلوم ہوتا ہے کہ شہادت اگرچہ ایک عمل ہے لیکن بنفسہ یہ ایک انعام اور مقام بھی ہے جس کی لذت وسرور کی تمنا اس کی قبولیت کا سبب بننے والے درجات کے باوجود بھی قلب وجگر میں سماجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ فرمان نبوی کا مفہوم ہے کہ شہادت ہر کسی کا مقدر نہیں بنتی۔

آنجناب ﷺ کا شوق شہادت آپ ﷺ کے جنگی معرکوں میں دلیرانہ شرکت سے بالکل عیاں ہے آنجناب ﷺ کا ایک اور فرمان ہے کہ

لَأَنْ أُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِي
أَهْلُ الْوَبَرِ وَ الْمَدَرِ. [2]

اللہ کے راستے میں شہید ہونا مجھے شہری اور دیہاتی تمام لوگوں کی حکومت سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

مزاج شناس نبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سقیفۂ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خلیفہ

---

[1] بخاری رقم ۲۹۶۱،۲۸۰۱، صحیح مسلم رقم ۱۸۰۵، مسند أحمد ۱۲۹۷۳، المستدرک للحاکم رقم ۱۲۲۳
[2] السنن الکبریٰ ۴۳۶۱۲ الدر المنثور ۱۳۸۰/۲ التمہید لابن عبدالبر ۹۳/۲۴

نامزد ہونے پر تبصرہ بھی اس جگہ کے لیے نہایت موزوں ہے کہ یہی لوگ اعمال وکردار میں آنجناب ﷺ کے پرتو تھے فرمایا کہ:

فَوَاللّٰہِ لَاَنْ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیَا فِیْ غَیْرِ مَعْصِیَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ اَمِیْرًا عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْ بَکْرٍ. [1]

''اللہ کی قسم میں شہید ہو جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے پھر مجھے زندہ کیا جائے اور میں بغیر معصیت کے زندگی گزار دوں یہ بات مجھے زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اس کے کہ میں ایسی قوم کا امیر بن جاؤں جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا شخص موجود ہو''۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آنجناب ﷺ کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ [2]

''اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا''

اس فرمان کے باوجود آنحضور ﷺ کی تمنائے شہادت جس کا پورا ہونا اس آیت کی رو سے ناممکن تھا جہاد کی فضیلتِ عظیمہ کے بیان اور مسلمانوں کی ترغیب کی غرض سے تھی۔ [3]

یہ حدیث جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی دلیل نہیں

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"فی ھذا الحدیث دلیل علی أن الجھاد لیس بفرض معین علی کل أحد فی خاصتہ ولو کان فرضا

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۰۴۳ [2] المائدۃ آیت نمبر ۶۷ [3] فتح الباری ۶/۱۷

معينا ماتخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو شق

على أمته". [1]

یعنی یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد ہر ایک پر معین طور پر فرض نہیں اور اگر فرض عین ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی بھی جنگ سے پیچھے نہ رہتے اگر چہ یہ بات آپ ﷺ کی امت پر گراں گذرتی۔ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس بات کو درست تسلیم نہیں کیا چنانچہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"وفيه أن الجهاد على الكفاية إذلو كان على

الأعيان ماتخلف عنه أحد قلت وفيه نظر لأن الخطاب

انما يتوجه للقادر وأما العاجز فمعذور وقدقال سبحانه

وتعالى غير أولي الضرر". [2]

یعنی اس حدیث میں یہ مفہوم بھی داخل ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اس لئے کہ اگر فرض عین ہوتا تو کوئی اس سے پیچھے نہ رہتا لیکن میرے نزدیک یہ مفہوم محل نظر ہے کیونکہ خطاب شرعی کسی عمل پر قادر شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے عاجز تو معذور ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بھی معذورین کو مستثنی قرار دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہاں سواری نہ ہونے کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہنا یہ عذر ہے اور معذور تو فرض عین سے بھی مستثنی ہیں۔اس لئے اس حدیث سے جہاد کے فرض کفایہ ہونے پر استدلال کسی طور بھی درست نہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

[1] التمہید ۲۳/۲۲۷

[2] فتح الباری ۶/۱۷

بار بار شہادت کی خواہش

۲۸۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال حدثنا ابن المبارک عن شعبة عن قتادة قال سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَامِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ، فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ عَشَرَ مَرَّاتٍ۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جنت میں داخل ہونے والا کوئی بھی شخص دنیا میں لوٹنے کو پسند نہیں کرے گا اگرچہ ساری دنیا کے خزانے اسے مل جائیں سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ لوٹے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے۔

ف: اس حدیث کی تشریح حدیث نمبر ۲۶ کے ضمن میں ہو چکی ہے۔ ماقبل کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شہادت ایسی چیز ہے جس کے بار بار حصول کی تمنا نبی کریم ﷺ کو بھی ہے تو ایک عام شہید کی خواہش کس قدر ہوگی۔ دس مرتبہ کا تذکرہ تو محاورۃً کیا گیا ہے ورنہ کثرت مراد ہے کہ بس زندگی ملے تو پھر شہادت حاصل ہو اور بار بار یہی وظیفہ ہو یہی امتحان اور یہی انعام ہو۔

یہ حدیث بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جلیل القدر حضرات صحابہ شامل ہیں۔ اس مفہوم کی روایات تو کثرت کے ساتھ ذخیرہ حدیث میں موجود ہیں جن میں سے چند احادیث ماقبل میں باحوالہ درج کی گئی ہیں اور شوق شہادت کو مزید ہوا دینے کے لیے کچھ روایات یہاں بھی نقل کی جاتی ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ
مُؤْمِنٍ يُفَارِقُ الدُّنْيَا يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ

---

[1] بخاری ۲۶۶۲، مسلم ۱۸۷۷، ترمذی ۱۶۶۲، مجمع الزوائد ۹۵۳۶، الترغیب والترہیب ۲۱۰۷، سنن دارمی ۲۴۰۹، بیہقی ۱۸۲۹۸، مسند احمد ۱۲۷۹۴، ۱۳۶۵۳، ۱۳۹۵۶، ۱۴۱۱۵، مسند أبي داود طیالسی ۱۹۶۴، صحیح ابن حبان ۴۶۶۲، ۴۵۲۷، مسند أبي یعلی ۲۸۷۹، ۳۰۱۹، ۳۲۲۴، ۳۲۶۰، مسند أبي عوانة ۷۳۲۶، الأربعین للمقری ۳۱، الجہاد لابن أبي عاصم ۳۲

وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدُ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يُرَدَّ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقَاتِلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى. [1]

''آنجناب ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہے جس کو ایک گھڑی کے لیے بھی دنیا میں لوٹنا پسند ہو اگرچہ دنیا اور دنیا کا سارا مال و متاع بھی اسے دے دیا جائے سوائے شہید کے کہ وہ اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے اور اللہ کے راستے میں قتال کرتا ہوا دوبارہ جامِ شہادت نوش کرے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے شہداء کی ارواح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے شہداء کے بارے میں ایک حدیث مرفوع سنائی جو یہ ہے:

أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خَضِرٍ لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ فِي الْعَرْشِ تَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِيْ إِلَى قَنَادِيلِهَا فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذَا اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اِطِّلَاعَةً فَيَقُوْلُ مَا تَشْتَهُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ وَ مَا نَشْتَهِيْ وَ نَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَيْثُ شِئْنَا فَإِذَا رَأَوْا أَنْ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يُسْأَلُوْا قَالُوْا تَرُدُّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا فَنُقَاتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَنُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا يَسْأَلُوْهُ شَيْئًا تَرَكَهُمْ. [2]

''یعنی ان شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی طرح عرش الٰہی کے

---

[1] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴/۷۵

[2] سنن بیہقی ۱۸۲۹۹، صحیح مسلم رقم ۱۸۸۷، سنن ترمذی رقم ۳۰۱۱، سنن دارمی رقم ۲۴۱۰، المعجم الکبیر ۹۰۲۳، مسند طیالسی ۲۹۱

ساتھ معلق قندیلوں میں رہتی ہیں۔ جنت میں اپنی مرضی سے عیش و آرام کرتی ہیں اور واپس ان قندیلوں میں لوٹ جاتی ہیں ان کے اسی عیش و سرور میں اللہ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہاری مزید کوئی خواہش ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جنت میں اس قدر عیش و آرام کے بعد ہماری مزید کیا خواہش ہوگی۔ (طبرانی کی روایت میں ہے کہ یہی بات تین دفعہ دہرائی گئی) جب ان شہداء نے اس اصرار کو دیکھا تو اپنی اس اکلوتی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہماری ارواح کو دوبارہ جسموں میں ڈال کر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیں تا کہ ہم دوبارہ جہاد کریں اور تیرے راستے میں شہید ہو جائیں ان کی اسی خواہش کے اظہار کے بعد اللہ نے ان کو اسی عیش و آرام میں چھوڑ دیا"۔

شہداء کربلا کی خواہش شہادت کی شدت

تاریخ اسلام کے نامور شہداء مقتولین کربلا کے تاریخی ارشادات اس حدیث کی بعینہ تفسیر ہیں جن کو یہاں نقل کرنا نہایت مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تمہارے لیے مسلم کی شہادت کافی ہے تم مجھے چھوڑ کر نکل جاؤ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر احباب نے جو ناقابل فراموش جوابات دیئے ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں تو اللہ کے دربار میں کیا جواب دیں گے

"أَمَا وَاللّٰهِ حَتّٰى اَكْسِرُ فِي صُدُوْرِهِمْ رُمْحِيْ وَ اَضْرِبُهُمْ بِسَيْفِيْ مَا ثَبَتَ قَائِمَةٌ فِي يَدِيْ وَ لَا اُفَارِقُكَ وَ

لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِيَ سَلاَحٌ اُقَاتِلُهُمْ بِهٖ بِالْحِجَارَةِ دُوْنَکَ حَتّٰی أَمُوْتَ مَعَکَ"

''یعنی بخدا اپنا نیزہ میں ان کے سینوں میں توڑ دوں گا اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس کے جوہر دکھاؤں گا لیکن آپ کو تنہا نہ چھوڑوں گا اور اگر میرے پاس اسلحہ نہ رہا تو میں آپ کے دفاع میں پتھروں کے ساتھ لڑوں گا حتی کہ آپ کے ساتھ ہی جام شہادت نوش کروں گا''۔

سعید بن عبداللہ حنفی رحمہ اللہ (جو حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ہیں) نے فرمایا کہ

"وَاللّٰهِ لاَ نُخَلِّيْکَ حَتّٰی يَعْلَمَ اللّٰهُ أَنَّا حَفِظْنَا غَيْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْکَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيٰی ثُمَّ أُحْرَقُ حَيًّا ثُمَّ أُذَرُّ يُفْعَلُ ذٰلِکَ بِيْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُکَ حَتّٰی أَلْقٰی حِمَامِيْ دُوْنَکَ فَکَيْفَ لاَ أَفْعَلُ ذٰلِکَ وَإِنَّمَا هِيَ قَتْلَةٌ وَاحِدَةٌ ثُمَّ هِيَ الْکَرَامَةُ الَّتِيْ لاَ انْقِضَاءَ لَهَا أَبَدًا".

''اللہ کی قسم ہم اس وقت آپ کو تنہا نہ چھوڑیں گے جب تک اللہ اس بات کو جان لے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی غیبت میں آپ کا تحفظ کیا، اللہ کی قسم مجھے قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اور پھر زندہ جلا کر میری راکھ بکھیر دی جائے اور یہ عمل میرے ساتھ ستر مرتبہ دہرایا جائے تو بھی میں آپ کو نہ چھوڑوں گا حتی کہ آپ کے سامنے اپنی جان قربان کروں گا اور یہ میں کیسے نہ کروں اس لیے کہ یہ تو ایک جان کی قربانی ہے اور اس کے بعد کبھی ختم نہ ہونے والا اعزاز ونعمت ہے''۔

زھیر بن القین رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَوَدِدتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ ثُمَّ نُشِرْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ حَتّٰی اُقْتَلَ كَذَا اَلْفَ قَتْلَةٍ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ بِذٰلِكَ الْقَتْلَ عَنْ نَفْسِكَ وَ عَنْ اَنْفُسِ هٰؤُلَاءِ الْفُتْيَةِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ. [1]

''یعنی اللہ کی قسم میری شدید خواہش ہے مجھے قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے اور ایسے ہی مجھے ہزار بار قتل کیا جائے اور اس قتل کی وجہ سے اللہ آپ کا اور آپ کے ان اہل بیت کا دفاع اور تحفظ کر دیں''۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] تاریخ طبری ۳/۳۱۶

مجاہد کا بے مثل مقام

۲۹. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن زائدة بن قدامة عن سماک بن حرب عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ حَتّٰى يَرْجِعَ مَتٰى مَا رَجَعَ. [۱]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے کے مجاہد کی مثال اس شخص جیسی ہے جو مسلسل اس وقت تک دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے جب تک یہ مجاہد واپس لوٹے جب بھی لوٹے۔

ف: اس روایت میں مجاہد کی مثال اس شخص کی سی بیان کی گئی ہے جو مجاہد کی میدان جہاد کی طرف روانگی سے لے کر واپسی تک مسلسل روزہ دار اور بلاتوقف نماز میں مصروف رہا۔ یہی روایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے تفصیل کے ساتھ مروی ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں

قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ لَا تَسْتَطِيْعُوْهُ قَالَ فَأَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا تَسْتَطِيْعُوْهُ وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَصِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى. [۲]

''یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں عرض کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر اور مساوی کون سا عمل ہے؟ تو دو بار

---

[۱] الترغیب والترہیب ۲۰۶۳، مجمع الزوائد ۹۴۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۰۹، مسند احمد ۱۸۴۲۵، فتح الباری ۶/ ۷، الاربعین للمقری ۲۴، مصنف عبدالرزاق ۹۵۳۷

[۲] صحیح مسلم رقم ۱۸۷۷، سنن نسائی رقم ۳۱۲۸، جامع ترمذی رقم ۱۶۱۹

رسالت سے جواب ملا کہ تم اس عمل کی طاقت نہیں رکھتے دو تین مرتبہ
یہی سوال و جواب دہرایا گیا تو تیسری مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ مجاہد کی مثال تو مسلسل روزہ دار اور بلاتوقف نمازی کی ہے حتی
کہ مجاہد اللہ کے راستے سے لوٹ آئے"۔

اب اس حدیث میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد کے مساوی کسی عمل کے بارے میں سوال کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی نظر میں جہاد افضل الاعمال ہے اور پھر آنجناب ﷺ کا ارشاد گرامی کہ "تم اس کی طاقت نہیں رکھتے" اس بات کو مزید پختہ کر دیتا ہے کہ بلاشبہ جہاد افضل ترین عمل ہے اور جس کا عامل مجاہد بھی بے مثل مقام کا حامل ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

وفي هذا الحديث عظيم فضل الجهاد لأن الصلوة والصيام والقيام بآيات الله أفضل الأعمال وقدجعل المجاهد مثل من لا يفتر عن ذلك في لحظة من اللحظات ومعلوم أن لا يتأتى لأحد ولهذا قال ﷺ لا تستطيعونه. [1]

"اس حدیث میں جہاد کی عظیم فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ نماز روزہ، تہجد گذاری افضل ترین اعمال ہیں اور مجاہد کو اس شخص کی مثل قرار دیا گیا ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی ان اعمال سے کنارہ کش نہیں ہوتا اور یہ بات یقینی ہے کہ کسی کے لئے حقیقی طور پر ایسا عمل ممکن نہیں اسی وجہ سے آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے"۔

[1] شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۳/۲۵

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کی رائے

صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث جہاد کے عظیم الشان ہونے کی دلیل ہے کیونکہ روزہ، نماز وغیرہ مذکورہ اعمال افضل الاعمال ہیں جن سب کو آنجناب ﷺ نے جہاد کے مساوی قرار دیا حتی کہ مجاہد کے تمام حالات اور مباح تصرفات (مثلاً کھانا، پینا، سونا) کو اس شخص کے اجر کے مساوی قرار دیا ہے جو نماز پر مواظبت کرتا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم جہاد کے برابر عمل کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس کے بعد مزید فرمایا کہ

''وفيه أن الفضائل لاتدرك بالقياس وإنماهي احسان من الله تعالى لمن شاء واستدل به على أن الجهاد أفضل الأعمال مطلقا''۔ [1]

''یعنی اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل کا تعلق عقل اور قیاس سے نہیں ہے یہ تو اللہ کا احسان ہے جسے چاہے مل جائے۔ اسی حدیث سے اس بات پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ جہاد علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دو کوڑی اللہ کی راہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرے گا اس کو جنت کے تمام دروازوں سے آواز آئے گی کہ اے اللہ کے بندے! ادھر سے داخل ہو جا، نمازی کو ''باب الصلوۃ'' سے آواز آئے گی اور روزہ دار کو باب الریان سے اور سخی کو باب الصدقۃ سے۔ [2]

---

[1] فتح الباری ۶/۵

[2] صحیح بخاری رقم ۱۷۹۸، صحیح مسلم رقم ۱۰۲۷، جامع ترمذی رقم ۳۶۷۴، سنن نسائی رقم ۲۲۳۸

اسی حدیث کی تشریح میں امام مہلب رحمہ اللہ کا قول منقول ہے کہ

"أن الجهاد أفضل الأعمال لأن المجاهد يعطى أجر المصلى والصائم والمتصدق وان لم يفعل ذلك لأن باب الريان للصائمين وقد ذكر في هذا الحديث أن المجاهد يدعى من تلك الأبواب كلها بانفاق قليل المال في سبيل الله". [1]

"یعنی جہاد افضل ترین عمل ہے کیونکہ مجاہد کو نمازی، روزہ دار اور صدقہ کرنے والے کا اجر بھی دیا جاتا ہے اگرچہ اس نے یہ اعمال نہ بھی کیے ہوں کیونکہ "باب الریان" بلاشبہ روزہ داروں کے لئے ہے اور اس حدیث میں مذکور ہے کہ مجاہد کو جہاد میں تھوڑا سا مال خرچ کرنے پر جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا"۔



[1] فتح الباری ۶/۴۹

اللہ کے راستے کے غبار کی فضیلت

۳۰۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن عبدالرحمن المسعودی عن محمد بن عبدالرحمن عن عیسی بن طلحة عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ أَبَدًا۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے (جہاد) کی غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان بندے کے ناک میں کبھی بھی جمع نہیں ہوں گے۔

ف: گرد وغبار اور دھول میدان جنگ کا وہ لازمہ ہے جو دور قدیم وجدید دونوں میں یکساں، مشترک ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کی جنگ ہو یا ٹینک وبکتر بند گاڑیوں کی، اس گرد وغبار سے احتراز ممکن نہیں۔ جہاد کی ٹریننگ، تعارض اور پہرہ داری ہر شعبہ میں غبار سے واسطہ ضرور پڑتا ہے اور چونکہ انسانی طبیعت اس سے نفرت کھاتی ہے اس لئے اس تنفر سے پیدا ہونے والی کبیدگی کو ختم کرنے کے لئے اس غبار کے فضائل اس کثرت کے ساتھ احادیث میں وارد ہوئے ہیں کہ یہ غبار تنفر انگیز ہونے کی بجائے مجاہدین کا محبوب بن گیا ہے۔ اس غبار کی فضیلت خود اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ دو مختلف مقامات پر مجاہدین کے وادیوں اور میدانوں کے طے کرنے پر اجر کا وعدہ کیا ہے۔ اور ایک مقام پر "فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً" کہہ کر مجاہدین کے غبار اڑانے والے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔ غبارِ جہاد کی اسی فضیلت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی اس عظیم الشان کتاب میں اس موضوع پر کئی روایات نقل فرمائی ہیں۔

---

[1] نسائی ۳۱۰۷، ۳۱۱۳، ترمذی ۲۳۱۱، المستدرک للحاکم ۷۶۶۷، السنن الکبری للنسائی ۴۳۱۵، ۴۳۲۱، صحیح ابن حبان ۴۶۰۷، مسند احمد ۴۷/۲، ۸۴۹۳، ۱۰۵۶۷، ۱۰۵۶۵، کنز العمال ۵۸۸۷، مصنف ابن أبی شیبہ ۳۴۷۰۸، مسند طیالسی ۲۴۴۳، تفسیر قرطبی ۴/۲۹۳، الدر المنثور ۱/ ۵۹۵، الترغیب ۱۹۹۳، زیادۃ الجامع الصغیر للسیوطی ۳۸۴۹، الزہد لہناد ۴۶۶، تہذیب الکمال ۶/ ۵۳۳، المعجم الکبیر عن أبی امامۃ ۷۶۱۲، المعجم الأوسط عن أبی امامۃ ۱۶۰۷، مجمع الزوائد عن أبی أمامۃ ۹۴۸۳، الاصابۃ عن أبی العلاء ۴۰۸۵

اس روایت میں ناک میں غبار جہاد اور جہنم کے دھوئیں کے اجتماع کو محال قرار دیا گیا ہے۔ ناک کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا گیا ہے کہ سب سے زیادہ یہی نتھنے غبار کی اذیت اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ دوسری روایات میں دیگر اعضاء جو غبار سے متاثر ہوتے ہیں ان کا بھی تذکرہ ہے۔ مثال کے طور پر اگلی تین روایات میں پاؤں کے غبار آلود ہونے کی فضیلت کا تذکرہ ہے کہ میدان جہاد میں جس کے پاؤں غبار آلود ہوئے ان پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ چوتھی حدیث میں چہرے کے غبار آلود ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ میدان جہاد میں غبار آلود چہرے کے ساتھ جب آدمی اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے تو انسان کی دعا کی قبولیت کے لئے اس سے بہتر کوئی وقت نہیں ہوتا۔

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَايَجْتَمِعُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ". [1]

"مومن آدمی کے پیٹ میں جہاد فی سبیل اللہ کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے"۔

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا

لَايَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِيْ جَوْفٍ أَبَدًا. [2]

"یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی بھی ایک پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

---

[1] سنن النسائی ۳۱۰۹، مسند احمد ۹۶۹۱، صحیح ابن حبان ۴۶۰۶
[2] سنن النسائی ۳۱۱۰، سنن ابن ماجہ ۲۷۷۴،

"مَنْ دَخَلَ جَوْفَهُ الرَّهَجُ لَمْ يَدْخُلْهُ حَرُّ النَّارِ أَبَدًا". [1]

"یعنی جس پیٹ میں جہاد فی سبیل اللہ کا غبار داخل ہو گیا اس میں جہنم کی آگ کی گرمی کبھی داخل نہیں ہوگی"۔

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت ہے کہ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے چہرے پر جمع نہیں ہو سکتا۔ [2]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"مَامِنْ رَجُلٍ يَغْبَرُّ وَجْهُهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا أَمَّنَهُ اللّٰهُ دُخَانَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَامِنْ رَجُلٍ تَغْبَرُّ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا أَمَّنَهُ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ". [3]

"جس شخص کا چہرہ اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوا اللہ اس کے چہرے کو قیامت کے دن جہنم کے دھوئیں سے محفوظ کر دیں گے اور جس کے پاؤں اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے، اللہ اس کے پاؤں جہنم سے مامون کر دیں گے"۔

اسی طرح بعض احادیث میں دل کا تذکرہ ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِئٍ رَهَجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ". [4]

"یعنی جس مسلمان کے دل کو غبار جہاد کا اثر پہنچا اللہ تعالی

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی ۹۴۲۳
[2] سنن النسائی رقم ۳۱۱۱
[3] مجمع الزوائد ۵/۲۸۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۴۸۲
[4] مسند احمد رقم ۲۴۵۹۲، الترغیب والترہیب ۲۰۰۲

اس پر آگ کو حرام کر دیں گے"۔

ان تمام روایات میں قدر مشترک بات یہ ہے کہ جس جگہ بھی اللہ کے راستے کا غبار لگے گا وہ جگہ جہنم کی آگ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کسی ایک عضو کی جہنم سے خلاصی کا مطلب پورے جسم کی آزادی ہے کیونکہ دخول جنت اور دخول نار کے اعتبار سے انسانی جسم متجزی نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ پاؤں یا پیٹ آگ سے محفوظ ہو اور باقی جسم آگ کا شکار ہو۔ اور اس بات کی دلیل یہ حدیث نبوی ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ سَائِرَ جَسَدِهِ عَلَى النَّارِ" [1]

"یعنی جس کے دونوں پاؤں جہاد فی سبیل اللہ میں غبار آلود ہوئے، اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیں گے"۔

اور اس گرد و غبار کو مقام فضیلت تک پہنچنے کے لئے کسی طویل وقت کی بھی احتیاج نہیں بلکہ

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس شخص کے دونوں پاؤں دن کی ایک گھڑی کی مقدار بھی جہاد میں غبار آلود ہوئے تو وہ دونوں پاؤں آگ پر حرام ہیں"۔ [2]

---

[1] مسند احمد رقم ۲۷۵۴۳، المعجم الأوسط للطبرانی ۵۵۳۳

[2] مسند أبی یعلی رقم ۲۰۷۵

میدان جہاد کا غبار جنت کا مشک و عنبر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ کَانَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهٗ مِنَ الْغُبَارِ مِسْکًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ"۔ [1]

یعنی رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایک شام بھی جہاد فی سبیل اللہ میں گذاری تو اس دوران اس کے جسم پر جتنا بھی غبار لگا قیامت کے روز اسی کے برابر اس کو مشک ملے گا۔

حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں جا رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے ایک قریشی جوان کو دیکھا جو راستے سے ہٹ کر چل رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ یہ تو فلاں نہیں ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی تصدیق فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بلاؤ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بلانے پر وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے راستہ سے ہٹ کر چلنے کی وجہ دریافت فرمائی تو اس نے عرض کیا کہ

"یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَرِهْتُ الْغُبَارَ"

"اے اللہ کے رسول غبار میری طبیعت کو ناگوار گذرتا ہے۔ تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ"

"فَلَا تَعْتَزِلْهُ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ إِنَّهٗ لَذَرِیْرَةُ الْجَنَّةِ"۔

"یعنی لشکر سے الگ ہو کر مت چلو اس لئے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ بے شک یہ غبار جنت کی عمدہ خوشبو ہے"۔ [2]

---

[1] سنن ابن ماجہ رقم ۲۷۷۵

[2] مصنف ابن أبی شیبۃ رقم ۱۹۳۶۶، الترغیب والترہیب رقم ۱۹۹۹، الدر المنثور ۱/۵۹۵، مراسیل أبی داود

حضرت مصنف امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا وہ تاریخی خط جو انہوں نے طرسوس کی سرحد سے دوران جہاد قاضی الحرمین امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو لکھا تھا اس سے یہ تین اشعار اس جگہ کے لیے نہایت موزوں اور مناسب ہیں۔

رِيحُ الْعَبِيرِ لَكُمْ وَنَحْنُ عَبِيرُنَا
رَهَجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارُ الْأَطْيَبُ

''اے حرمین میں عبادت کرنے والے عبیر کی خوشبو تمہیں مبارک، ہماری عبیر تو گھوڑوں کے سموں سے اڑنے والا غبار اور پاکیزہ مٹی ہے''۔

وَلَقَدْ أَتَانَا مِنْ مَّقَالِ نَبِيِّنَا
قَوْلٌ صَحِيحٌ صَادِقٌ لَا يَكْذِبُ

''ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے ایک صحیح اور سچی حدیث ہمیں پہنچی ہے جو جھوٹی نہیں ہو سکتی''۔

لَا يَسْتَوِي وَغُبَارُ خَيْلِ اللّٰهِ فِي
أَنْفِ امْرِئٍ وَدُخَانُ نَارٍ تَلْهَبُ

کسی شخص کی ناک میں جہادی گھوڑوں کا غبار اور دھکتی جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے[1]

علامہ ابن نحاس رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وفات کے بعد امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ سائل نے دریافت کیا کہ آپ کے بے پایاں علم کی وجہ سے اور اس کی بے لوث خدمت و اشاعت کی وجہ سے آپ کی مغفرت ہوگئی تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا جو غبار میری ناک میں چلا گیا تھا اس کی برکت سے میری مغفرت کر دی گئی۔

---

[1] سیر أعلام النبلاء ۸/۴۱۲، تفسیر ابن کثیر ۱/۴۴۸

میدان جہاد کا غبار ایک ہزار سال کی مسافت تک جہنم سے دور کر دیتا ہے

اس غبار کو نار جہنم سے نجات دلانے میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ یہ محض جہنم سے آزادی ہی کا باعث نہیں بلکہ اس کے باعث مجاہد جہنم سے ایک ہزار سال کی مسافت دور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ النَّارَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَسِيْرَةَ أَلْفِ عَامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْتَعْجِلِ".[1]

جس شخص کے پاؤں میدان جہاد میں غبار آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اس کو تیز رفتار شہسوار کی ایک ہزار سال کی مسافت کی بقدر جہنم سے دور فرما دیتے ہیں۔

محترم قارئین!

اس قدر فضائل اور ترغیبات کے بعد کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ ہم جہاد اور اس کے مقدس غبار سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ جنت کی طلب، آگ سے نجات کی خواہش اور اللہ کی رضا کے حصول کی تمنا اسی جہاد کے راستے سب سے جلدی پوری ہوتی ہے اسی لئے یہ احادیث و واقعات آپ کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ان ارشادات کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی مخلص مؤمن جہاد کی شدید خواہش کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] الترغیب والترہیب ۱۹۹۷، فتح الباری ۶/۳۰

جنت کے درجات حاصل کرنے کا ذریعہ

۱۳۱۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة،قال سمعت ابن المبارک عن عبدالحمید بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبدالرحمن بن غنم عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ،مَا شَحَبَ وَجْهٌ وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِي عَمَلٍ يُبْتَغٰى بِهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ كَجِهَادٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،وَلَا ثَقُلَ مِيْزَانُ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تُنْفِقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جو میری جان کی مالک ہے کہ کوئی چہرہ غبار آلود نہیں ہوتا اور نہ کوئی پاؤں خاک آلود ہوتے ہیں کسی ایسے عمل میں جس کے ذریعے جنت کے درجات تلاش کئے جاتے ہیں جو فرض نماز کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے درجے کا ہو اور میزان میں کوئی عمل بھی اس سواری سے بھاری نہیں جو جہاد میں مرجائے یا اس پر جہاد میں بوجھ اٹھایا جائے۔

ف:اس روایت میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کے غبار کی یہ عظیم الشان فضیلت بیان کی گئی ہے کہ فرض نماز کے بعد اس جیسا کوئی عمل نہیں جس کے ذریعے جنت کے درجات کو طلب کیا جائے۔ ماقبل میں روایات گذری ہیں کہ شہداء اور مجاہدین جنت کے اعلیٰ درجات میں ہوں گے اور ظاہر ہے کہ اس کا سبب جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے۔مجاہدین کے لئے درجات جنت کے ثبوت پر کثیر روایات موجود ہیں۔ طوالت سے اجتناب کی غرض سے صرف ایک معروف روایت کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] مسند احمد ۵/۲۲۱۷۵،مجمع الزوائد ۹۴۱۱،الدر المنثور ۱/۵۹۴، مسند عبد بن حمید ۱۱۳، الترغیب والترهیب ۲۰۴۱،مسند البزار ۲۶۶۹/۱،فیض القدیر للمناوی ۱۸۸۱، الجهاد لابن أبي عاصم ۱۱۱، ألاربعون في الجهاد ۱۴،الاربعین للمقری ۹،شرح فتح القدیر للسیواسی ۵/۴۳۵،جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی ۱/۲۷۴ کتاب التقریر والتحبیر لمحمد بن محمد ۲/۱۴۱

”إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَابَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أَرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشَ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تُفَجِّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. [1]

”جنت میں سو ایسے درجات ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے راستے کے مجاہدین کے لئے تیار کیا ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنی زمین و آسمان کے مابین مسافت ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس مانگو اس لئے کہ وہ جنت کا مرکزی حصہ ہے۔ میں نے اس کے اوپر عرش الٰہی دیکھا ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں“۔

اسی روایت کے بعض دوسرے طرق میں ” درجات الجنۃ “ کی جگہ ”درجات الآخرۃ“ کے الفاظ ہیں جس سے مفہوم مزید وسیع ہو جاتا ہے کہ میدان محشر، حوض کوثر، پل صراط اور میزان عمل ان تمام مقامات پر امتیازی درجات کے حصول کا بہترین ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اسی حدیث سے امام محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التقریر والتحبیر میں جہاد کے افضل الاعمال ہونے پر استدلال کیا ہے۔ [2]

میدان جہاد میں کام آنے والی سواری میزان میں سب سے بھاری ہوگی

درجات آخرت کے حصول کا سب سے مؤثر اور قوی ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ چنانچہ اسی

---

[1] صحیح البخاری ۲۶۳۷، ۶۹۸۷، صحیح ابن حبان ۴۶۱۱

[2] کتاب التقریر والتحبیر ۱۴۱/۲

روایت میں ہے کہ میدان جہاد میں مرجانے والا جانور یا بار برداری وسواری کے کام آنے والا جانور میزان عمل پر سب سے وزنی چیز ہے۔اور یہ فضیلت صرف اونٹ گھوڑے کے ساتھ خاص نہیں آج بھی جہادی مقاصد کی غرض سے مجاہدین کے زیر استعمال گاڑیاں اس فضیلت میں داخل ہیں۔

میزان عمل میں اگرچہ اعمال کو تولا جائے گا لیکن یہ جہاد فی سبیل اللہ اور مجاہدین کی خصوصیت ہے کہ ان کی سواری بھی میزان عمل میں تولی جائے گی۔

اس سے بھی واضح اور تفصیلی حدیث ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَنْفَقَ عَلَيْهِ احْتِسَابًا كَانَ شِبَعُهُ وَجُوعُهُ وَظَمَؤُهُ وَرِيُّهُ وَرَوْثُهُ وَبَوْلُهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [1]

جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے گھوڑا پالا اور اخلاص کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کیا تو اس گھوڑے کا پیٹ بھرا ہوا ہونا، بھوکا ہونا، پیاسا اور سیراب ہونا، اس کی لید اور پیشاب بھی قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کے ساتھ تولے جائیں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] مصنف ابن أبي شيبة ٣٣٤٩٢

غبار جہاد کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے مجاہدین سواریوں سے کود گئے

۳۲۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن عتبة بن أبي حکيم ،قال حدثني حصين بن حرملة المهري قال حدثني ابو مصبح الحمصي ،قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ بِأَرْضِ الرُّوْمِ فِي صَائِفَةٍ عَلَيْهَا مَالِکُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْخَثْعَمِيُّ،إِذْمَرَّ مَالِکٌ بِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَمْشِيْ يَقُوْدُ بَغْلاً لَّهُ فَقَالَ لَهُ مَالِکٌ: أَيْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ ارْكَبْ فَقَدْ حَمَلَکَ اللّٰهُ قَالَ جَابِرٌ أُصْلِحُ دَابَّتِيْ وَاَسْتَغْنِيْ عَنْ قَوْمِيْ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ فَأَعْجَبَ مَالِكاً قَوْلَهُ وَسَارَ حَتّٰى اِذَا کَانَ حَيْثُ يُسْمِعُهُ الصَّوْتَ ،نَادَاهُ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ أَيْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ ارْكَبْ فَقَدْ حَمَلَکَ اللّٰهُ فَعَرِفَ جَابِرٌ الَّذِيْ اَرَادَ فَأَجَابَهُ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ أُصْلِحُ دَابَّتِيْ وَأَسْتَغْنِيْ عَنْ قَوْمِيْ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ فَتَوَاثَبَ النَّاسُ عَنْ دَوَابِّهِمْ فَمَا رَأَيْتُ يَوْماً أَكْثَرَ مَاشِياً مِّنْهُ.[1]

ابو مصبح حمصی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت مالک بن عبداللہ خثعمی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں رومیوں سے جہاد کے لئے جا رہا تھا کہ امیر لشکر حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے خچر کے ساتھ پیدل چل رہے ہیں تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کو اللہ نے سواری دی ہے اس پر سوار ہو جایئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اپنی سواری کو راحت پہنچا رہا ہوں اور اپنی قوم سے مستغنی ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالی اس کو آگ پر حرام فرما دیں

---

[1] مسند احمد ۱۴۹۹۰،۱۳۰۱۴،۲۲۰ صحیح ابن حبان ۴۶۰۴، مجمع الزوائد ۹۴۷۸، الترغیب والترہیب ۲۰۰۰، مسند أبی یعلی عن سلیمان بن موسی بطریق المصنف ۲۰۷۰، ۹۴۴، بیہقی ۱۸۲۹۷ بطریق المصنف، مسند أبی داود طیالسی بطریق المصنف ۱۷۷۲، مسند الشامیین ۶۰۵، ۷۵۵، ۷۸۰، الآحاد والمثانی ۲۸۰۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۶۱)

گے۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کو ان کی بات پسند آئی اور وہ چل کر ایسی جگہ آئے جہاں سے ان کی آواز سارا لشکر سنے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو باآوازِ بلند پکارا کہ اے ابوعبداللہ آپ کو اللہ نے سواری عطا فرمائی ہے اس پر سوار ہو جایئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا مقصد سمجھ گئے اور بلند آواز میں جواب دیا کہ میں اپنی سواری کو راحت پہنچا رہا ہوں اور اپنی قوم سے مستغنی ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرما دیں گے۔ پس لوگ اپنی سواریوں سے کود پڑے اور میں نے اس دن سے زیادہ کبھی لوگوں کو پیدل چلتا نہیں دیکھا۔

ف: غبار جہاد کی فضیلت پر یہ عجیب واقعہ ہے کہ ایک حدیث سن کر پورا لشکر سواریوں کے موجود ہونے کے باوجود پیدل چل پڑا تاکہ غبار جہاد کی فضیلت حاصل کر کے آگ سے نجات کا پروانہ مل جائے۔

صرف قدموں کے خاک آلود ہونے پر آگ کی حرمت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت کی نظر میں جہاد فی سبیل اللہ کتنا بلند درجہ عمل ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

وفي ذلك اشارة الى عظيم قدر التصرف في سبيل الله فاذا كان مجرد مس الغبار للقدم يحرم عليها النار فكيف بمن سعى وبذل جهده واستنفذ وسعه۔ [1]

"یعنی اس حدیث میں جہاد کے دوران محنت کے عظیم ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ جب محض پاؤں پر غبار کا لگنا ہی آگ کو اس پر حرام کر دیتا ہے تو اس شخص کے مرتبے کا کیا عالم ہوگا جو کوشش کرتا ہے اور اپنی جان مارتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے"۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] فتح الباری ۶/۳۰

غبار جہاد کی فضیلت حاصل کرنے والا عظیم لشکر

۳۳۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر قال حدثنی ابو مصبح قَالَ : غَزَوْنَا مَعَ مَالِكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْخَثْعَمِيّ أَرْضَ الرُّوْمِ ،فَسَبَقَ رَجُلٌ النَّاسَ ثُمَّ نَزَلَ يَمْشِيْ وَيَقُوْدُ دَابَّتَهُ ،فَقَالَ مَالِكٌ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ أَلاَ تَرْكَبُ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ .وَاُصْلِحُ دَابَّتِيْ لِتُغْنِيَنِيْ عَنْ قَوْمِيْ قَالَ أَبُو مُصَبِّحٍ فَنَزَلَ النَّاسُ فَلَمْ أَرَ نَازِلاً قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ يَوْمَئِذٍ.

ابو مصبح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت مالک بن عبداللہ خثعمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم میں جہادی سفر کیا پس ایک شخص لوگوں سے آگے نکل گیا پھر سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگا تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ سواری پر کیوں تشریف نہیں رکھتے ؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے دونوں پاؤں جہاد میں ایک گھڑی بھی غبار آلود ہوئے تو وہ آگ پر حرام ہیں اور میں اپنی سواری کو راحت پہنچا رہا ہوں تا کہ اپنی قوم سے مستغنی ہو جاؤں ۔ابو مصبح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ بھی اتر گئے اور اتنے زیادہ پیدل میں نے کسی جنگ میں نہیں دیکھے۔

ف :یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا ہی دوسرا طریق ہے۔اس کی تشریح میں ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے ہاں میدان جہاد کا غبار کتنا مبارک تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
ایک لشکر تیار کیا اور اس کو روانہ کرنے کے لئے ان کے ہمراہ چلے
اور فرمایا کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اغْبَرَّتْ اَقْدَامَنَا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ"

"یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے فضل وکرم سے ہمارے پاؤں نے جہاد میں غبار آلود ہونے کا شرف حاصل کیا"۔

انہیں کہا گیا کہ یہ فضیلت ہمیں کیسے حاصل ہو سکتی ہے ہم تو ان کو روانہ کرنے کے لئے آئے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے کہ ہم نے ان کو سامان جہاد فراہم کیا اور ان کے ہمراہ چلے اور ان کے لئے دعا کی۔ [1]



[1] سنن بیہقی الکبری ۱۸۳۶۰

میدان جہاد میں دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

۳۴۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن زائدة بن قدامة عن منصور عن شقیق عن مَسْرُوقٍ قَالَ: مَامِنْ حَالٍ أَحْرٰی أَنْ يُّسْتَجَابَ لِلْعَبْدِ إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ عَافِرًا وَجْهُهٗ سَاجِدًا۔ [1]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی حالت جس میں بندے کی دعا قبول کی جائے اس سے زیادہ اچھی نہیں ہے کہ بندے کا چہرہ سجدہ کرتے ہوئے غبار آلود ہو جائے سوائے اس کے کہ بندہ اللہ کے راستے میں ہو۔

ف: جہاد میں دعا کے قبول ہونے پر کثیر روایات مروی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور مسلمان کی دعا قبول کر لی جاتی ہے نماز کی اقامت کے وقت اور بارش کے وقت اور گھسان کی جنگ کے وقت اور کعبہ کی زیارت کے وقت۔ [2]



---

[1] (فیض القدیر للمناوی ۸۰۱۳، الترغیب والترہیب عن حذیفۃ ۵۶۶، ۷۹۹، ۸۵، ۱۷، مجمع الزوائد عن عبداللہ بن مسعود ۳۵۱۰، ۱، المعجم الکبیر للطبرانی عن عبداللہ بن مسعود ۸۵۷، مصنف ابن أبی شیبہ ۶۳۸، ۱۹۳۸۴، ۷، کنز العمال ۱۸۹۲۸، کتاب الزہد لابن أبی عاصم ص ۱۷۹، حلیۃ الأولیاء عن حذیفۃ ۱/ ۲۷۸)

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۷۷۱۹

میدان جہاد میں خوف خدا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے

۳۵. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت عبدالله ابن المبارک عن شعبة عن منصور عن أبي وائل عن سلمة بن سبرة عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: إِذَا رَجِفَ قَلْبُ الْعَبْدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا تَتَحَاتُّ عِذْقُ النَّخْلَةِ وَذَكَرَ مِنَ الصَّلٰوةِ مِثْلَ ذٰلِكَ. [1]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندے کا دل جہاد فی سبیل اللہ میں خشیت سے معمور ہوتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے کھجور کی پرانی شاخ کے پتے گرتے ہیں اور نماز کے بارے میں بھی اسی کی مثل ارشاد فرمایا۔

ف: خوف خدا اور خشیت اخلاص ہی کا نتیجہ ہوتی ہے اور اخلاص کے ساتھ تھوڑی سی دیر جہاد کرنے والا بھی گناہوں اور خطاؤں سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس لئے میدان جنگ میں خشیت الٰہی سے کسی مجاہد کا دل بھر آیا تو یقیناً یہ اس کے جہاد کی مقبولیت کی علامت ہے اور جہاد کی قبولیت کا ادنیٰ سا ثمرہ احادیث کی روشنی میں یہ ہے کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔



[1] مجمع الزوائد ۹۴۲۲، الترغیب والترہیب ۲۰۰۳، الدر المنثور ۱/ ۵۹۶، مصنف ابن أبي شیبہ ۱۹۳۱۱،۵۰، ۱۹۳۵۷، المعجم الکبیر ۶۰۸۶، المعجم الأوسط ۸۳۴۵، حلیۃ الأولیاء ۱/ ۳۶۷،)

جہاد میں ایک شام گذارنا کثیر مال صدقہ کرنے سے افضل ہے

۳۶۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال حدثني خالد بن يزيد عن سعيد بن ابی هلال أَنَّهُ بَلَّغَهُ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ عَجِبَ لَهَا النَّاسُ حَتّٰى ذُكِرَتْ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَعْجَبَتْكُمْ صَدَقَةُ ابْنِ عَوْفٍ! قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: لَرَوْحَةُ صُعْلُوْكٍ مِنْ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ يَجُرُّ سَوْطَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَدَقَةِ ابْنِ عَوْفٍ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایسا صدقہ کیا جس نے لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا حتی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں ابنِ عوف کے صدقہ نے تعجب میں مبتلا کر دیا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فقراء مہاجرین میں سے کسی فقیر کا اپنا نیزہ سونتے ہوئے ایک شام اللہ کی راہ میں لگا دینا، عبدالرحمٰن بن عوف کے صدقہ سے افضل ہے۔

ف: جہاد فی سبیل اللہ کا اعمال سے افضل ہونا کثیر احادیث میں مروی ہے۔ مذکورہ روایت میں بھی کثیر مال اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے بھی ایک فقیر مجاہد کا نیزہ سونت کر ایک شام اللہ کے راستے میں گزارنے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اور درحقیقت اس میں تسلی ہے ان فقراء مہاجرین کیلئے جو اپنا گھر بار سب کچھ حکم خدا پر قربان کر کے مدینہ چلے گئے اور مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح میدان جہاد اور دیگر امور خیر میں مال و دولت سے حصہ نہیں لے سکتے تھے اور ان کے دلوں میں ایک طرح سے احساس کمتری پیدا ہونے کا خدشہ تھا اور بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا اظہار بھی کیا تو آنجناب ﷺ نے ان فقراء کو تسلی دی کہ اخلاص کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں تھوڑا سا وقت گزارنا بہت زیادہ مال و دولت خرچ کرنے سے بھی افضل ہے۔

ان فقراء مہاجرین کے بے شمار فضائل احادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ آنجناب ﷺ کا ارشاد ہے

"أَبْشِرُوْا صَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالْفَوْزِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى أَنَّ الْغَنِيَّ وَدَّ أَنَّهُ فَقِيراً أَوْعَائِلاً فِي الدُّنْيَا". [1]

"اے فقراء مہاجرین تمہیں قیامت کے دن کی کامیابی مبارک ہو کہ تم اغنیاء سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہو گے حتی کہ مالدار بھی قیامت کے دن اس بات کی خواہش کریں گے کہ اے کاش میں بھی دنیا میں فقیر اور محتاج ہوتا"

بعض روایات میں "اَلنُّوْرُ الدَّائِمُ" قیامت کے دن کے دائمی نور کی بشارت ہے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"حَوْضِي كَمَا بَيْنَ عَدْنٍ وَ عُمَّانَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَطْيَبُ رِيحاً مِنَ الْمِسْكِ أَكْوَابُهُ مِثْلُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شُرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا أَوَّلُ النَّاسِ عَلَيْهِ وُرُوْداً صَعَالِيْكُ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ قَائِلٌ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَلشَّعِثَةُ رُؤُوْسُهُمُ الشَّحِبَةُ وُجُوْهُهُمُ اَلدَّنِسَةُ ثِيَابُهُمْ لَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ وَلَا يَنْكِحُوْنَ الْمُنَعَّمَاتِ الَّذِيْنَ يُعْطُوْنَ كُلَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَلَا يَأْخُذُوْنَ كُلَّ الَّذِيْ لَهُمْ". [3]

"میرا حوض (کوثر) عدن اور عمان کے مابین مسافت جتنا لمبا ہے اس کا پانی برف سے ٹھنڈا، شہد سے میٹھا اور مشک سے زیادہ

---

[1] مسند ابی یعلی رقم ۱۳۱۷، مسند احمد ۱۱۹۳۴ [2] مسند ابی یعلی رقم ۱۱۵۱

[3] الترغیب والترھیب ۵۴۵۷، مجمع الزوائد ۱۰/۳۶۶

خوشبودار ہے۔اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی مثل
ہیں۔جواس سے ایک گھونٹ پی لے گا اس کے بعد کبھی پیاس کا شکار
نہ ہوگا۔اور سب سے پہلے اس کا پانی پینے کیلئے آنے والے لوگ
فقراء مہاجرین ہوں گے۔
کسی کہنے والے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ فقراء کون ہیں؟ تو
آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن کے سر پراگندہ ہیں اور چہرے پژ
مردہ ہیں،ان کے کپڑے میلے ہیں جن کیلئے سرحدیں نہیں کھلتی اور معزز
خاندانوں کی عورتیں ان سے نکاح نہیں کرتیں وہ اپنے ذمہ واجب الادا
حقوق ادا کرتے ہیں لیکن ان کے حقوق کوئی ادا نہیں کرتا۔"

اس فضیلت میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے فقراء مہاجرین بھی ہیں اور آج اللہ کے دین کیلئے ہجرت کرنے والے مجاہدین بھی داخل ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے افغانستان آنے والے عرب شہزادے اور دیگر مجاہدین انہی اوصاف سے متصف ہیں اور آج کی ان قربانیوں کی بدولت حوض کوثر پہ ساقی کوثر ﷺ خود ان کا استقبال کریں گے۔اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْھُمْ. آمین

اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین سے مراد خاص طور پر مجاہدین ہی ہیں۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر آرام فرما تھے آپ ﷺ کی نیند بہت لمبی ہوگئی تو میں نے ڈرتے ڈرتے آپ ﷺ کو بیدار کیا آپ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ تھیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میری امت کے ایک گروہ نے خوش کردیا میں نے پوچھا کہ وہ کون خوش قسمت ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اَلصَّعَالِیْکُ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ" یعنی اللہ کی راہ کے فقیر مجاہدین۔میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ جنت کے پہرے داروں کے پاس سے گزرا اور ان کی طرف اپنی تلوار کو سونتا اور کہا کہ میں کوئی حساب نہیں دیتا پھر گردن بلند کر کے جنت میں داخل ہوگیا۔[1]

[1] مسند الشامیین ۱/۲۰۶، القول المسدد لابن حجر ۱/۲۵

نمازی اور روزہ دار کا اجر بھی مجاہد کو ملے گا

۳۷۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال أخبرني الأعرج عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَانِتِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ عَنْ صِيَامٍ وَقِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے کے مجاہد کی مثال اس روزہ دار کی سی ہے جو مجاہد کے لوٹنے تک مسلسل روزہ رکھے، ناغہ نہ کرے اور مسلسل نماز پڑھے، اس میں توقف نہ کرے۔

ف: امام سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنن میں اس روایت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب ﷺ سے عرض کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے مساوی کون سا عمل ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ دو تین مرتبہ سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے یہی دہرایا اور پھر فرمایا کہ مجاہد کی مثال مسلسل روزہ دار اور مسلسل نمازی کی ہے یہاں تک کہ مجاہد واپس لوٹ آئے۔ [2]

اکدر بن بغوی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ ہم ایک دن مسجد نبوی میں حلقہ لگا کر بیٹھے تھے تو ہم نے ایک نوجوان کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور سوال کرو کہ جہاد کے برابر کون سا عمل ہے۔ پس وہ نوجوان حاضر خدمت ہوا، اور سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لا شیء" یعنی کوئی چیز نہیں۔ پھر دوبارہ نوجوان کو بھیجا تو آپ ﷺ نے یہی جواب دیا۔ تیسری دفعہ نوجوان کو بھیجا اور کہا کہ اگر حضور ﷺ یہی جواب دیں تو جہاد کے قریب ترین عمل کے بارے میں سوال کرو۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی

---

[1] مسلم ۱۸۷۸، ترمذی ۱۶۱۹، صحیح ابن حبان ۴۶۲۱، ۴۲۲۷، موطا امام مالک ۹۵۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۱۴، مسند ابی یعلی ۱۳۳۶، الترغیب ۲۰۳۸، مسند احمد ۹۶۴۶، ۱۰۰۰۱، الاربعون ۹) [2] کتاب السنن رقم ۲۳۲۱

"لا شيئ" کہا تو نوجوان نے جہاد کے قریب عمل کے بارے میں سوال کیا تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ:

"طِيبُ الْكَلَامِ وَإِدَامَةُ الصِّيَامِ وَالْحَجُّ كُلَّ عَامٍ: لَا يَقْرُبُ مِنْهُ شَيْئٌ بَعْدُ". [1]

"عمدہ کلام، دائمی روزے اور ہر سال کا حج اور اس کے بعد کوئی چیز بھی جہاد کے قریب نہیں"۔

اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے جہاد کا تذکرہ ہوا تو رونے لگ گئے اور فرمایا کہ

"ما من أعمال البر أفضل منه". [2]

"یعنی نیک کاموں میں سے کوئی عمل بھی جہاد سے افضل نہیں"۔



---

[1] کتاب السنن ۲۳۲۱

[2] الکافی فی فقہ ابن حنبل ۲۵۶/۴

جہادی زخم سے قیامت کے دن مشک وعنبر کی خوشبو آئے گی

۳۸۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال أخبرنى الأعرج عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ،لا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ [وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ]إلَّا جَاءَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ،اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں ہوتا (اور یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے) مگر وہ اسی حالت میں قیامت کے دن آئے گا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن خوشبو مشک کی ہوگی۔

ف:اس مفہوم کی دو روایات مصنف رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ میدان جہاد میں اترنے والے شخص کو جو زخم بھی لگے گا وہ قیامت کے دن اس کیلئے تمغہ ہوگا۔زخم سے خون بہہ رہا ہوگا اور زعفرانی رنگ میں چمک رہا ہوگا اور خون سے مشک کی خوشبو اہلِ محشر کو معطر کر رہی ہوگی۔

ان دو روایات میں ہے کہ ”رنگ تو خون کا ہوگا“ دیگر بہت سی روایات میں ہے کہ

”وَلَوْنُهٗ لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ“. [2]

یعنی رنگ زعفران کا ہوگا۔

اور بعض روایات میں ”مِثْلَ لَوْنِ الزَّعْفَرَانِ“ کے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ تو لہو کا ہوگا جو زعفران کے مشابہ ہوگا۔یعنی آنکھوں کو خیرہ کرنے والا سرخ رنگ ہوگا۔اور ان زخموں پر ”مہر“ لگی ہوگی اور چمک رہے ہوں گے۔

چنانچہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ

[1] بخاری ۲۳۵،مسلم ۱۸۷۶،ترمذی ۱۶۵۶،نسائی ۳۱۴۸،بیہقی ۶۵۹۳، ۱۸۳۰۹،مصنف عبد الرزاق ۹۵۲۸،مسند حمیدی ۱۰۹۲، مسند احمد ۸۱۹۰،المعجم الأوسط ۲۳۹۶، ۸۷۸۷،زاد المعاد ۳/ ۸۹،سیر أعلام النبلاء ۱۷/ ۱۷۹،مسند أبی عوانۃ ۷۳۲۵،الأربعین فی الجہاد ۱۹،الأربعون ۱۰

[2] صحیح ابن حبان رقم ۳۱۹۱،الترغیب والترہیب ۲۰۶۵

"وَمَنْ جُرِحَ جِرَاحَةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِخَاتَمِ الشُّهَدَاءِ لَهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْنُهَا مِثْلُ لَوْنِ الزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا مِثْلُ رِيْحِ بِهَا الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ يَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ عَلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ.[1]

"اور جس کو جہاد فی سبیل اللہ میں زخم لگا تو اسے شہداء کی مہر لگائی جائے گی اور وہ قیامت کے دن چمک رہا ہوگا اس کا رنگ زعفران کی مثل اور اس کی خوشبو سے سارے محشر والے معطر ہوں گے اور کہیں گے کہ فلاں شخص پر شہداء کی مہر لگی ہے"۔

اور میدان جہاد میں لگنے والے زخم کا نشان اور بہنے والا لہو دونوں اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَ قَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَأَمَّا الْأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَأَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ".[2]

"اللہ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ کی خشیت سے نکلنے والے آنسو کا قطرہ اور خون کا وہ قطرہ جو میدان میں بہہ پڑا اور دو نشانوں میں سے ایک تو وہ نشان جو جہاد فی سبیل اللہ میں لگا اور دوسرا وہ نشان جو کسی فریضہ کو ادا کرتے ہوئے لگا"۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ جہاد کے زخموں کو یہ مبارک اعزاز شہداء احد کو دیکھ کر عطا فرمایا چنانچہ شہداء احد کے مبارک اجسام کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ

"أَنَا الشَّهِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زَمِّلُوْهُمْ بِجِرَاحِهِمْ وَدِمَائِهِمْ وَلَا تَغْسِلُوْهُمْ وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ صَلَاتَهٗ

---

[1] الترغیب رقم ۱۹۹۷ [2] ترمذی ۱۶۶۹، الترغیب ۲۰۶۷

عَلَى الْجَنَائِزِ وَقَالَ كُلُّ كَلْمٍ فِي اللهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ". [1]

''قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں گا ان کے زخموں اور خون کو چھپا دو اور ان کو غسل مت دو اور آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ اللہ کے راستے میں لگنے والا زخم قیامت کے دن لہو رنگ ہوگا اور مشک کی خوشبو ہوگی''۔

زخموں کی اسی ھیئت کا برقرار رہنا اور خوشبودار ہونا اس کی حکمت اور فائدہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور علامہ مناوی رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے۔

"والحكمة في كون الدم يأتي يوم القيمة على هيئته أنه يشهد لصاحبه بفضله وعلى ظالمه بفعله وفائدة رائحته الطيبة أن تنتشر في أهل الموقف اظهار الفضيلة ايضاً ومن ثم لم يشرع غسل الشهيد في المعركة". [2]

''اور قیامت کے دن خون کے اپنی ہیئت پر ہونے میں حکمت یہ ہے کہ یہ مجاہد کی فضیلت اور زخم لگانے والے ظالم کے فعل کا ثبوت ہوگا۔ اور اہل محشر میں اس کی عمدہ خوشبو کے پھیلنے کا فائدہ بھی اس کی فضیلت کا اظہار ہے اور اسی وجہ سے شہید کا غسل مشروع نہیں ہے''۔

عشق نبی ﷺ کے دعوے دار اور محبت رسول ﷺ کے نعرے لگانے والے درد دل کے ساتھ سوچیں کہ روز قیامت ہمارے محبوب نبی ﷺ جنگ احد میں لگنے والے زخموں کو رستا ہوا لیکر رب ذوالجلال کے سامنے میدان حشر میں آئیں گے اور میرے جیسے عاشقوں کا جسم بالکل صحیح سالم بلکہ میدان جہاد کے غبار اور گرمی، سردی سے بھی ناآشنا ہوگا تو حضور ﷺ کا سامنا کیسے کریں گے؟ اور کس منہ سے شفاعت کی درخواست کریں گے؟ جب کہ جسم پر جہادی زخم یا آثار نہ ہونے پر وعید بھی خود

[1] معجم الصحابہ ۱۷۷/۲ [2] فتح الباری ۳۴۵/۱، فیض القدیر ۲۸/۵

آقا ﷺ نے بیان فرمائی ہو۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"مَنْ لَقِيَ اللهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ". [1]

جو شخص اللہ کو بغیر کسی جہادی نشان کے ملا تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس میں نقص ہوگا

روایت میں ہے کہ وہ زخم

"تُفْجِرُ دَماً"

خون پھینک رہا ہوگا۔ دوسری روایت میں الفاظ ہیں

"وَكَلْمُهُ يُدْمِي"

کہ اس زخم سے خون بہہ رہا ہوگا۔

شہداء کے زخموں کا قیامت کے دن بہنا تو روایات سے ثابت ہی ہے۔ اس دنیا میں بھی اس حقیقت کا ظہور ہوتا رہتا ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی جنگ احد میں شہید ہوگئے تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبر کھودی گئی تو ان کا جسم بالکل محفوظ تھا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وعبدالله قد أصابه جرح في وجهه فيده على جرحه فأميطت يده عن جرحه فانبعث الدم فردت يده الى مكانها فسكن الدم". [2]

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو چہرے پر زخم لگا تھا، قبر کشائی کے بعد دیکھا گیا تو زخم پر ان کا ہاتھ تھا، زخم سے ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ پڑا چنانچہ ہاتھ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہوگیا"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد قبر میں ایسے لیٹے تھے گویا کہ سوئے ہوئے ہیں اور ان کی حالت بالکل بھی متغیر نہیں ہوئی تھی۔

☆......☆......☆......☆......☆

[1] ترمذی ۱۶۶۶، سنن ابن ماجہ ۲۷۶۳ [2] سیر اعلام النبلاء ۱/۳۲۵۶

مجاہد کے لئے اللہ کی ضمانت

۳۹. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة عن الأعرج عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُجَاهِدًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لا يَنْهَزُهُ اِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس شخص کے لئے ضامن ہو جاتا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کے لئے نکلے اور اس کو جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے کلمے کی تصدیق کے سوا کسی اور چیز نے نہ نکالا ہو اس بات کا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے یا اس کو اس مسکن کی طرف اس چیز کے ساتھ لوٹائے جس کو اس نے ثواب یا غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہے۔

ف: اخلاص کے ساتھ جہاد کی نیت سے نکلنے والے کیلئے دنیا وآخرت دونوں کے انعامات اس روایت میں بیان کئے گئے ہیں۔ اخروی انعام تو دخول جنت ہے یعنی اگر میدان جہاد میں کام آ گیا تو جنت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ وگرنہ واپسی کی صورت میں اجر اور غنیمت دونوں مقدر ہیں۔ حدیث میں ''اجر یا غنیمت'' کی تعبیر سے یہ مفہوم نہ لیا جائے کہ غنیمت کی صورت میں اخروی اجر سے محرومی ہوگی۔ کیونکہ اگر مطمح نظر صرف حصول غنیمت نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا مقصود ہو اگرچہ گوشہ ذہن میں یہ بات بھی ہو کہ فتح کے بعد غنیمت جیسا پاکیزہ اور مقدس رزق بھی مجاہد کو ملتا ہے تو یہ اجر کے حصول میں رکاوٹ نہیں ہے۔

اور اجر و غنیمت کی اس ضمانت کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے مجاہد کے اہل خانہ کی حفاظت اور دیکھ بھال کو عبادت قرار دے کر اس طرف سے بھی مجاہدین کو یکسو کیا ہے۔

---

[1] بخاری ۲۹۵۵، موطا ۹۵۷، سنن ابن ماجہ ۲۷۵۳، نسائی ۳۱۲۲، السنن الکبری للنسائی ۴۳۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۱۳، الأربعین ۲۱، الأربعون ۱۰

چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے

”مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَهُ فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا“. [1]

”جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد فراہم کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے اہل خانہ کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا“۔

بعض روایات کے الفاظ یہ ہیں کہ مجاہد کے گھر والوں کی خیر خبر لینے والے کو مجاہد کے برابر اجر ملے گا۔ اور مجاہد کے اجر میں سے بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ [2]

اور یہ کفالت و ضمانت درجۂ فضیلت پر بند نہیں بلکہ مجاہد کے اہل خانہ کی خیر خبر نہ لینے والے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَ وْيُخَلِّفْ غَازِيًا فِي أَ هْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ“. [3]

”جس شخص نے جہاد میں شرکت نہ کی اور نہ کسی مجاہد کو سامان جہاد فراہم کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل خانہ کی خیر خبر لی تو قیامت کا دن آنے سے پہلے پہلے اللہ اس کو کسی عذاب میں مبتلا کر دیں گے“۔

بعض روایات میں ہے کہ موت سے پہلے کسی عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔

اس لئے مجاہدین و شہداء کے اہل خانہ کا تحفظ اور دیکھ بھال بھی تمام مسلمانوں کیلئے قابل مؤاخذہ دینی ذمہ داری ہے۔

---

1. بخاری رقم ۲۶۸۸، صحیح مسلم ۱۸۹۵
2. سنن دارمی رقم ۲۴۱۹
3. سنن بیہقی ۴۸/۹، سنن دارمی ۲۴۱۸

جہادی زخم قیامت کے دن تمغے ہوں گے

۴۰. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن معمر عن همام بن منبه عن أبی هريرة عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ كَلِمٍ يُكْلِمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَهَيْأَتِهَااِذَا طُعِنَتْ تُفْجِرُ دَماً ،فَاللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالْعَرْفُ عَرْفُ مِسْكٍ. [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ زخم جو مسلمان بندے کو جہاد فی سبیل اللہ میں پہنچا قیامت کے دن اسی حالت میں ہوگا جس حالت میں وہ زخم لاحق ہوا تھا خون نکل رہا ہوگا رنگ تو خون ہی کا ہوگا لیکن خوشبو مشک کی ہوگی۔

ف: اس کی تشریح حدیث نمبر 38 کے ذیل میں ہو چکی ہے۔



[1] بخاری ۲۳۵، مسلم ۱۸۷۶، بیہقی ۱۸۳۱۰، مصنف عبدالرزاق ۲۵۳/۵، الترغیب ۲۰۶۷، فتح الباری ۲۰/۶

بہادر اور بزدل کون؟

۱۴۱۔حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن سعید بن أبی أیوب قال حدثنی سهيل بن أبی الجعد أو الاجدل انه سمع سعيد المقبری حدث عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ اَلْجَرِيْءُ كُلَّ الْجَرِيْءِ الَّذِی اِذَا حَضَرَ الْعَدُوُّ وَلَّى فِرَارًا وَالْجَبَانُ كُلَّ الْجَبَانِ الَّذِی اِذَا حَضَرَ الْعَدُوَّ حَمَلَ فِيْهِمْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَقِيْلَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ هٰذَا قَالَ اِنَّ الَّذِی يَفِرُّ اِجْتَرَأَ عَلَى اللّٰهِ فَفَرَّ،وَاِنَّ الْجَبَانَ فَرِقَ مِنَ اللّٰهِ۔ [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا بہادر وہ ہے جو دشمن کے سامنے سے بھاگ جائے اور سب سے بڑا بزدل وہ ہے جو دشمن پر حملہ کرے پھر جو اللہ کی منشا ہو اس کے ساتھ وہ ہو گا کسی نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک جو بھاگتا ہے وہ اللہ پر جری ہو کر بھاگتا ہے اور بزدل اللہ کے خوف کی وجہ سے ثابت قدم رہتا ہے۔

ف: میدانِ جنگ میں شرکت کے بعد ثابت قدمی اور جم کر لڑنا ایک ضروری امر ہے۔ میدانِ جنگ سے بھاگنا عظیم تر گناہ ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس فرار کو مہلک قرار دیا گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میدانِ جنگ سے کسی فرد کا بھاگنا سارے لشکر میں مایوسی اور بزدلی کے پھیلاؤ کا سبب بنتا ہے اور وہ شخص جو دشمن اور موت کے خوف سے بھاگتا ہے اگرچہ ظاہری نظر میں یہ بزدل ہے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق یہ انتہائی بہادر اور جرأت مند ہے کیونکہ اس نے اللہ کے سامنے اپنی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے اللہ کے حکم سے منہ موڑ کر بھاگ گیا اور ثابت قدمی سے لڑنے والا دشمن سے تو نہیں ڈرا لیکن اللہ کے خوف کی وجہ سے میدانِ جنگ میں موجود رہا تو کامل بزدل یہ ہے۔

بہادر کو بزدل اور بزدل کو بہادر قرار دے کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے بھاگنے والے بزدل کی مذمت کر رہے ہیں۔

---

[۱] الزہد لابن المبارک رقم ۱۴۲

اللہ کے دربار میں معزز کون؟

۴۲۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن راشد ابی محمد مولی بنی عطارد أنه سمع شهر بن حوشب يحدث قال سمعت ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ:يَجِيْءُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالَى فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمِلَائِکَةِ،ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ :سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ لِمَنِ الْکَرَمُ الْيَوْمَ .فَيَقُوْلُ عَلَيْکُمْ بِأَوْلِيَائِي الَّذِيْنَ اهَرَاقُوْا دِمَائَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ فَيَنْطَلِقُوْنَ حَتّٰى يَدْنُوْنَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں میں فرشتوں کے درمیان آئیں گے پھر کوئی منادی آواز دے گا کہ عنقریب اہل محشر جان لیں گے کہ آج معزز کون ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے ان بندوں کو لاؤ جنہوں نے اپنے خون میری رضا کیلئے بہادیئے پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔

ف:اللہ کیلئے جان قربان کرنے والے خوش قسمت افراد کو دنیا،قبر،محشر اور جنت میں اللہ رب العزت نے بے شمار امتیازات سے نوازا ہے۔اور یہ بھی ایک منفرد اعزاز ہے کہ میدان محشر میں آواز لگائی جائے گی کہ اللہ کے نزدیک معزز کون ہے؟اہل محشر آج اس کو جان لیں گے اور یہ دستار اعزاز اللہ کی رضا کیلئے خون بہانے والوں کے سر پر سجائی جائے گی۔اللهم اجعلنا منهم آمين.

روایات میں یہی اعزاز مساجد میں ذکر کے حلقے قائم کرنے والے خوش نصیبوں کیلئے بھی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے

"يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ أَهْلُ الْکَرَمِ قِيْلَ مَنْ أَهْلُ الْکَرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَهْلُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ فِي الْمَسَاجِدِ". [1]

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ اہل محشر آج جان لیں گے کہ آج معزز کون ہے؟آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ وہ معزز کون ہوں گے؟تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مساجد میں ذکر کی مجالس قائم کرنے والے۔

---

[1] صحیح ابن حبان رقم ۸۱۶

اللہ کے لئے خوف کا سامنا کرنے والے

۴۳. حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن صفوان بن عمرو عن حوشب بن سیف السکسکی عن مالک بن یخامر قال حدثنامعاذ بن جبل قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ ،أَیْنَ الْمُفْجِعُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؟فَلا یَقُوْمُ اِلَّا الْمُجَاھِدُوْنَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک منادی آواز لگائے گا کہ اللہ کی راہ میں خوف کا سامنا کرنے والے کہاں ہیں پس مجاہدین کے سوا کوئی کھڑا نہیں ہوگا۔

ف:اللہ کے راستے میں مشقتیں برداشت کرنے والوں کو اللہ تعالی میدانِ محشر میں بھی مختلف اعزازت سے نوازیں گے ان اعزازات میں سے ایک اعزاز یہ ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سفرِ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جو ایک دن کھیتی بوتے ہیں اور دوسرے دن کاٹتے ہیں اور جب بھی وہ کھیتی کاٹتے ہیں وہ دوبارہ پہلے جیسی بار آور ہو جاتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کون ہیں؟ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا

"ھٰؤُلَآءِ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تُضٰعَفُ لَھُمُ الْحَسَنَۃُ بِسَبْعِمِاءَۃِ ضِعْفٍ وَ مَا أَنْفَقُوْا مِنْ شَیْئٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ". [1]

"یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے خوش قسمت ہیں ان کی نیکیوں کا سات سو گنا اضافہ کے ساتھ بدلہ دیا گیا ہے اور جو چیز انہوں نے خرچ کی وہ ان کیلئے آگے پہنچ گئی"۔

معلوم ہوا کہ جس مجاہد کو شہادت کی سعادت میسر نہ ہو وہ بھی بلند درجات اور انعامات سے محروم نہیں۔اور ویسے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ

"مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ الشَّھَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ". [2]

"جس نے اخلاص کے ساتھ اللہ سے شہادت طلب کی اللہ تعالی اس کو شہداء کے مقام پر پہنچا دیں گے اگرچہ اس کی موت اس کے بستر پر آئے"۔

---

[1] مجمع الزوائد ۱/۶۷ [2] صحیح مسلم ۱۹۰۹، صحیح ابن حبان ۳۱۹۲

بزدل مجاہد کو زیادہ اجر ملے گا

۴۴. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن الحارث بن عبید، قال حدثنا ابو عمران الجونی قال قال رسول اللہ ﷺ اِذَا قَاتَلَ الشُّجَاعُ وَالْجَبَانُ فَأَعْظَمُهُمَا اَجْرًا الْجَبَانُ وَاِذَا تَصَدَّقَ الْبَخِيْلُ وَالسَّخِيُّ، فَأَعْظَمُهُمَا اَجْرًا الْبَخِيْلُ.

حضرت ابو عمران جونی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بہادر اور بزدل دونوں میدان جنگ میں اتریں گے تو اجر کے اعتبار سے بزدل آگے ہوتا ہے اور جب بخیل اور سخی دونوں صدقہ کریں تو بخیل اجر میں فائق ہوتا ہے۔

ف: اعمال کی ادائیگی میں جس قدر مشقت اور تکلیف برداشت کرنی پڑے اجر وثواب میں اسی قدر اضافہ ہوگا۔ بزدل اور بہادر میں سے بزدل کو زیادہ ثواب ملنا اس وجہ سے ہے کہ بہادر تو اپنی شجاعت کی وجہ سے بلا تامل میدانِ جنگ میں اترتا ہے اور بزدل اپنی بزدلی کی وجہ سے اپنے نفس پر صبر کر کے میدان میں اترتا ہے۔ میدان کی مشقتیں اور صعوبتیں دونوں برداشت کرتے ہیں اور مجاہدۂ نفس کی وجہ سے بزدل زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔ بعینہ اسی طرح سخی تو بلا تامل خرچ کرتا ہے اور بخیل نفس پر جبر کر کے خرچ کرتا ہے اور اسی جبر کی وجہ سے وہ زیادہ اجر کا مستحق ہے اور جرأت، شجاعت، بزدلی، سخاوت و بخل اوصاف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانی طبیعت میں ودیعت کیا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

"اَلْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ". [1]

شجاعت و بزدلی اوصاف ہیں جن کو اللہ جہاں چاہے رکھتا ہے۔

البتہ عمدہ اور اعلیٰ اوصاف شجاعت وسخاوت ہے بزدلی اور بخل اگر اختیاری ہو تو مذموم بھی ہے آنجناب رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور بہادر تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ". [2]

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

میدانِ جنگ میں اترنے کے بعد بزدلی دکھانا یہ مذموم ہے جس کو احادیث میں جا بجا منع کیا گیا ہے۔

---

[1] موطأ امام مالک رقم ۹۹۰ [2] بیہقی ۱۷۰/۹

شہداء صور اسرافیل کے اثر سے مامون رہیں گے

۴۵۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن شعبة بن الحجاج عن عمارة بن ابی حفصة عن حجر بعل من هجر عن سعید بن جبیر فی قوله ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ قَالَ هُمُ الشُّهَدَاءُ هُمْ ثَنِيَّةُ اللّٰهِ، حَوْلَ الْعَرْشِ، مُتَقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ۔ [1]

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں ''پس زمین و آسمان کے تمام ذی روح بے ہوش ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے'' فرماتے ہیں یہ شہداء ہیں جو اللہ کے مستثنیٰ کردہ ہیں عرش کے گرد تلواریں لٹکائے ہوئے ہیں۔

ف: شہداء کرام کے اعزاز کو بیان کرنے کیلئے حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ مختلف احادیث و آثار کو اپنی کتاب میں لائے ہیں۔

زیر نظر حدیث میں شہداء کرام کا یہ منفرد اعزاز بیان کیا گیا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا اور تمام ذی روح موت کے منہ میں چلے جائیں گے تو شہداء چونکہ اللہ کے دین کیلئے پہلے ہی اپنی جان قربان کر کے دربار خداوندی سے حیات دائمی کا پروانہ حاصل کر چکے ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو اس موت سے محفوظ رکھیں گے۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے شہداء کا یہ اعزاز روایت میں مذکورہ آیت قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ آیت میں مبہم استثناء ہے کہ جس کو اللہ رب العزت چاہیں گے وہ اس موت سے محفوظ رہے گا اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے ''شہداء'' کو اللہ کے مستثنیٰ کردہ افراد قرار دیا ہے اور مذکورہ آیت کی یہ تفسیر براہِ راست آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس

---

[1] تفسیر طبری ۲۴/۳۰، الدر المنثور ۷/۲۵۰، قرطبی عن أبي هريرة ۱۵/۲۷۹، المستدرک ۳۰۰۰، مصنف ابن أبي شيبه ۱۹۳۴۴، کتاب السنن ۲۵۶۸، شعب للبیهقی ۳۵۲، الزهد لهناد ۱۶۴، الترغيب عن ابي هريره ۲۱۵۱، الفردوس عن ابي هريره ۳۴۱۳،

آیت کی تفسیر پوچھی تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں مستثنیٰ کردہ لوگ شہداء ہیں۔ [1]

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ نفخ صور دو مرتبہ ہوگا۔ایک مرتبہ ساری مخلوق مرجائے گی اور دوسری مرتبہ سب دربار الٰہی میں حاضر ہو جائیں گے اور اسی کو قرآن نے بیان کیا ہے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ [2]

جب صور دوبارہ پھونکا جائے گا تو اچانک سب کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے۔

اس موقف کے مطابق تو نفخۂ اولیٰ (پہلی مرتبہ صور پھونکنا) میں جب کہ ساری کائنات مرجائے گی شہداء کا مستثنیٰ ہونا واضح ہے۔چنانچہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

"وهذا لأن الله عزوجل اخبر في كتاب انهم احياء عند ربهم يرزقون فلا يموتون في النفخة الاولىٰ فيمن يموت من الأحياء والله اعلم". [3]

"یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں خبر دی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں چنانچہ نفخۂ اولیٰ میں مرنے والوں میں شہداء داخل نہیں ہیں"۔

البتہ بعض مشائخ و اکابر کے نزدیک صور پھونکنے کا واقعہ تین یا اس سے بھی زائد ہوگا۔مثلاً شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ پانچ مرتبہ سے بھی زائد نفخ صور کے قائل ہیں۔

ان دو مختلف موقفوں کی وجہ سے قرآن کی ایک دوسری آیت کا مفہوم بھی ذرا مختلف ہوگا۔

وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ [4]

جس دن صور پھونکا جائے گا تو گھبرا جائیں گے وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں

---

[1] الفردوس ۳۴۱۳، شعب الایمان ۱/۳۱۰، المستدرک للحاکم ۳۰۰۰ [2] الزمر ۶۹

[3] شعب الایمان ۱/۳۱۰ [4] النحل ۸۷

مگر وہ جن کو اللہ چاہے اور سب عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے آ حاضر ہوں گے"

اس آیت میں "فزع" کا تذکرہ ہے۔ جمہور کے نزدیک نفخۂ اولیٰ ابتداء "فزع" ہوگا یعنی لوگوں پر گھبراہٹ طاری کردے گا اور پھر یہی سخت ہو کر "صعقہ" (یعنی مدہوشی یا موت) بن جائے گا۔ بہرحال شہداء اس فزع یعنی گھبراہٹ اور مدہوشی و موت سے محفوظ رہیں گے۔ البتہ بعض دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ "فزع" اور "صعقہ" دو مختلف نفخوں کا نتیجہ ہوں گے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ اَلْاُوْلٰى نَفْخُ الْفَزَعِ وَالثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَالثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَأْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ بِالنَّفْخَةِ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اُنْفُخْ نَفْخَةَ الْفَزَعِ فَتَفْزَعُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنِ اسْتُثْنِيَ حِيْنَ يَقُوْلُ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اُولٰئِكَ الشُّهَدَاءُ وَاِنَّمَا يَصِلُ الْفَزَعُ اِلَى الْاَحْيَاءِ وَاُولٰئِكَ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَقَاهُمُ اللّٰهُ فَزَعَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاٰمَنَهُمْ......الخ. [1]

"تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ "نفخۂ فزع" (جس سے گھبراہٹ طاری ہوگی) دوسری مرتبہ "نفخۂ صعق" (جس سے مدہوشی اور موت طاری ہوگی) اور تیسری مرتبہ رب العالمین کے

---

[1] تفسیر طبری ۳۰/۲۴

سامنے کھڑا ہونا ہوگا۔ اللہ رب العزت اسرافیل کو حکم دیں گے کہ "نفخہ فزع" پھونکو تو اہل زمین و آسمان گھبرا جائیں گے مگر جس کو اللہ محفوظ رکھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت نے "الا من شاء اللہ" کہہ کر اس فزع سے کس کو مستثنیٰ کیا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہداء ہیں اور یہ فزع (گھبراہٹ) زندوں کو لاحق ہوگی اور یہ شہداء بھی زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں تو اللہ ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے بچائے گا اور مامون رکھے گا"

یہ طویل حدیث کا ایک اقتباس ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فزع اور صعق دو مختلف نفخوں کا نتیجہ ہے۔ بہر کیف جس نفخہ سے مدہوشی یا موت طاری ہوگی شہداء کا اس نفخہ سے محفوظ و مستثنیٰ ہونا ہماری زیر بحث روایت میں مذکورہ ہے اور روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور نفخہ فزع (یعنی جس صور پھونکنے کے بعد گھبراہٹ طاری ہوگی) سے شہداء کا مستثنیٰ ہونا چند سطور قبل گزرنے والی حدیث مبارک میں موجود ہے۔ یعنی شہداء کرام کو یہ مبارک اعزاز حاصل ہے کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں سے مامون و محفوظ ہوں گے۔

"نفخہ فزع" میں شہداء کا مستثنیٰ ہونا اس کے سوا بھی مزید روایات میں مروی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہی روایت کا مفہوم ہے کہ نفخہ فزع سے مستثنیٰ ہونے والے شہداء ہیں۔ [1]

اور شہید کے دنیوی و اخروی اعزازات و فضائل کو بیان کرنے والی جامع روایت جو ماقبل میں گزر بھی چکی ہے اس میں شہید کو ملنے والے انعامات میں ایک یہ انعام بھی مذکور ہے کہ

"وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ". [2] "وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا"

---

[1] الاوسط للطبرانی ۹۴۲۳ [2] ابن ماجہ ۲۷۹۹، مجمع الزوائد ۲۹۳/۵

ممکن ہے کہ اسی فزع سے مراد "فزع اکبر" (بڑی گھبراہٹ) ہو لیکن یہ امکان بھی واضح ہے کہ بعض روایات میں نفخۂ ثانیہ (یعنی جب صور پھونکنے کے بعد تمام مخلوق زندہ ہو کر اللہ کے سامنے دست بستہ کھڑی ہو جائے گی) کے بعد جس نفخۂ کا تذکرہ ہے کہ اس سے گھبراہٹ طاری ہو جائے گی "فزع اکبر" سے مراد یہ گھبراہٹ ہو کیونکہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ صور کی گھبراہٹ سے سوا ہوگی اسلئے اس کو "فزع اکبر" سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے یہ شہید کیلئے ایک مستقل اعزاز ہے کہ وہ نفخۂ فزع اور نفخۂ صعق کے بعد فزع اکبر سے بھی محفوظ اور مستثنیٰ ہوگا۔

بہر حال زیر نظر حدیث میں نفخۂ صعق سے محفوظ رہنے والوں کا مصداق شہداء کرام کو قرار دیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی مختار قول اور اکثر علماء کا مذہب ہے جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے نام ہیں البتہ بعض حضرات جن میں امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ، سری رحمۃ اللہ علیہ، کلبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں ان کا موقف بعض روایات کی وجہ سے یہ ہے کہ نفخۂ صعق سے مستثنیٰ ہونے والے چار فرشتے حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت عزرائیل ہیں۔ [1]

البتہ علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی تضاد اور اختلاف نہیں بلکہ شہداء بھی مستثنیٰ ہیں اور مذکورہ فرشتے بھی مستثنیٰ ہیں۔ [2]

زیر نظر روایت کی تشریح درج ذیل تفصیلی روایت سے ذرا واضح انداز میں ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جبرائیل سے سوال کیا کہ "ونفخ فی الصور" والی آیت میں نفخۂ صعق سے کس کو محفوظ کیا گیا ہے؟ تو جبرائیل نے جواب دیا

"هُمُ الشُّهَدَاءُ يَتَقَلَّدُونَ أَسْيَافَهُمْ حَوْلَ عَرْشِهٖ
تَتَلَقَّاهُمْ مَلَائِكَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَى الْمَحْشَرِ بِنَجَائِبَ مِنْ يَا

---

[1] مجموع الفتاوی ۱۶/ ۳۴
[2] فیض القدیر ۴/ ۷۸

قُوْتٍ نِمَارُهَا أَلْيَنُ مِنَ الْحَرِيْرِ مُدُّخُطَاهَا مُدُّ أَبْصَارِ الرِّجَالِ يَسِيْرُوْنَ فِي الْجَنَّةِ يَقُوْلُ عِنْدَ طُوْلِ النُّزْهَةِ انْطَلِقُوْا بِنَا اِلٰى رَبِّنَا لِنَنْظُرَ كَيْفَ يَقْضِي بَيْنَ خَلْقِهِ يَضْحَكُ اِلَيْهِمُ اِلٰهِيْ وَاِذَا ضَحِكَ اِلٰى عَبْدٍ فِي مَوْطِنٍ فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ. [1]

"یہ خوش قسمت شہداء ہیں جو اپنی تلواریں لٹکا کر عرش کے گرد ٹہل رہے ہوں گے فرشتے ان کو یاقوت کے اونٹوں پر محشر کی جانب لیکر چلیں گے جن کی زین ریشم سے نرم ہوگی اوران کا ایک قدم آدمی کے منتہائے نظر پر ہوگا وہ جنت کی سیر کریں گے اور کچھ دیر تفریح کے بعد وہ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے رب کے پاس لے چلو تا کہ ہم دیکھیں کہ اللہ اپنی مخلوق میں کس طرح فیصلے کر رہے ہیں اور اللہ رب العزت ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں تو اس بندے سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جاتا"۔

زیر نظر حدیث میں شہداء کرام کی یہ فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ عرش کے گرد اپنی تلواریں لٹکا کر ٹہل رہے ہوں گے۔ یہ فضیلت بھی کئی روایات میں مروی ہے۔ایک دوسری روایت اس فضیلت کو ذرا مختلف انداز میں پیش کرتی ہے۔چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ جَاءَ قَوْمٌ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴/ ۶۵

وَاضِعِيْ سُيُوْفَهُمْ عَلٰى رِقَابِهِمْ تُقْطِرُ دَماً فَازْدَحَمُوْا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَقِيْلَ مَنْ هٰؤُلاءِ قِيْلَ الشُّهَدَاءُ كَانُوْا أَحْيَاءً مَرْزُوْقِيْنَ. [1]

''جب بندے (قیامت کے دن) حساب کیلئے کھڑے ہونگے تو ایک قوم اپنے گلوں میں تلواریں لٹکائے ہوئے آئے گی اور ان کا خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر رش کردے گی۔ سوال کیا جائے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب دیا جائے گا کہ یہ شہداء ہیں یہ زندہ تھے اور رزق پا رہے تھے''۔



[1] المعجم الأوسط ۱۹۹۸ء، الترغیب رقم ۲۱۲۸

جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین فرد

۴۶. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن هشام الدستوائی عن یحي بن ابی کثیر قال حدثنی عامر العقیل اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَأَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ،فَأَمَّا أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَالشَّهِيْدُ ،وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهٖ ،وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ .وَأَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ أَمِيْرٌ مُسَلَّطٌ ،وَذُوْثَرْوَةٍ مِنْ مَالٍ لَا يُعْطِي حَقَّهٗ وَفَقِيْرٌ فَخُوْرٌ. [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے وہ تین افراد پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ تین افراد بھی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین تو یہ ہیں،شہید اور ایسا غلام جو اپنے مالک کو بھی خوش رکھے اور اللہ کی عبادت کا بھی حق ادا کرے اور ایسا اہل وعیال والا جو عفت کی زندگی گزارے (یعنی حلال پر قانع ہو) اور جہنم میں پہلے داخل ہونے والے تین یہ ہیں،ناجائز مسلط ہو جانے والا حکمران اور ایسا سرمایہ دار جو اس مال کا حق ادا نہ کرے (بخیل ہو زکوۃ ادا نہ کرے) اور متکبر فقیر۔

ف:اس حدیث میں شہداء کرام کے ایک اور مستقل اعزاز اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے اولین خوش قسمتوں میں شہداء کرام کا نام بھی ہے۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں اسی فضیلت کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ارشاد نبوی ہے کہ

"أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهِ إِذَا أُمِرُوْا سَمِعُوْا وَأَطَاعُوْا وَإِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى

[۱] الدر المنثور ۲/۳۷۷،صحیح ابن حبان ۴۶۵۶، ۷۲۴۸، ۴۳۱۲،شعب للبیہقی ۷۰۱۹،مسند احمد ۹۴۸۸،۱۰۲۰۸،مسند طیالسی ۲۵۶۷ صحیح ابن خزیمہ ۲۲۴۹،الترغیب والترہیب ۱۱۳۴،۲۹۹۹، ۳۳۳۱، ۴۴۱۱، کنز العمال ۴۳۳۰۷،شعب الایمان ۸۶۱۰،ترمذی نحوہ ۱۶۴۲،مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۳۵، ۳۵۹۷۹،مسند عبد بن حمید ۱۴۴۶،المستدرک ۱۴۲۹

السُّلْطَانِ لَمْ تَقْضِ لَهُ حَتَّى يَمُوتَ وَهِيَ فِي صَدْرِهِ وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَدْعُو يَوْمَ الْقِيمَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا فَيَقُولُ أَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِي سَبِيْلِي وَقُتِلُوْا وَأُوْذُوْا وَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِي اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَسْجُدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ آثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ هٰؤُلَاءِ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِي سَبِيْلِي وَأُوْذُوْا فِي سَبِيْلِي فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ.[1]

"جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین فرد فقراء مہاجرین ہوں گے جو مصائب برداشت کرتے ہیں جب انہیں کسی چیز کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس کو بجالاتے ہیں اور اگر انہیں حاکم سے کوئی ضرورت ہو تو وہ حاجت اپنے سینے میں لے کر ہی فوت ہو جاتے ہیں کبھی پوری نہیں ہوتی۔ اور اللہ رب العزت قیامت کے دن جنت کو بلائیں گے اور جنت سج دھج کر آئے گی اور اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ میرے وہ بندے آئیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔ وہ ستائے گئے اور میری راہ میں جہاد کیا وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے سجدہ کر کے عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم دن رات آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں یہ کون ہیں جن کو آپ نے ہم پر ترجیح دی؟ تو اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد کیا اور تکلیفیں برداشت کیں پھر ان پر ہر دروازے سے فرشتے داخل ہوں گے (اور کہیں گے) سلام ہو تم پر بسبب تمہارے صبر کے پس کیا بہترین آخرت کا گھر ہے۔

[1] المستدرک للحاکم رقم ۲۳۹۳، شعب الایمان ۴۲۵۹

اللہ کے محبوب اور مبغوض تین شخص

۴۷۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة،قال سمعت ابن المبارک عن الجریری عن ابی العلاء عن أبی العلاء عن ابی الأحمس أراه قَالَ: بَلَغَنِیْ أَنَّ أَبَاذَرٍّ قَالَ ثَلَاثَةٌ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلَاثَةٌ یَشْنَؤُهُمُ اللّٰهُ،فَلَقِیْتُهُ فَقُلْتُ یَاأَبَاذَرٍّ مَا حَدَّثْتَ ؟بَلَغَنِیْ عَنْکَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْتُهُ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْکَ قَالَ مَاهُوَ؟قُلْتُ ثَلَاثَةٌ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلَاثَةٌ یَشْنَؤُهُمُ اللّٰهُ . قَالَ قُلْتُهُ وَسَمِعْتُهُ .قُلْتُ:فَمَنِ الَّذِیْنَ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ؟قَالَ رَجُلٌ کَانَ فِیْ فِئَةٍ أَوْ سَرِیَّةٍ فَانْکَشَفَ أَصْحَابُهُ فَنَصَبَ نَفْسَهُ وَنَحْرَهُ حَتّٰی قُتِلَ أَوْ یَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ .وَرَجُلٌ کَانَ مَعَ قَوْمٍ فِیْ سَفَرٍ ،فَأَطَالُوا السُّرٰی حَتّٰی أَعْجَبَهُمْ أَنْ یَمَسُّوا الْأَرْضَ فَنَزَلُوْا،فَقَامَ فَتَنَحّٰی حَتّٰی أَیْقَظَ أَصْحَابَهُ لِلرَّحِیْلِ .وَرَجُلٌ کَانَ لَهُ جَارُ سُوْءٍ فَصَبَرَ عَلٰی أَذَاهُ حَتّٰی یُفَرِّقَ بَیْنَهُمَا مَوْتٌ أَوْ ظَعْنٌ،قُلْتُ هٰؤُلَاءِ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ،فَمَنِ الَّذِیْنَ یَشْنَؤُهُمْ؟قَالَ: اَلتَّاجِرُ الْحَلَّافُ أَوِ الْبَیَّاعُ الْحَلَّافُ وَالْبَخِیْلُ الْمَنَّانُ وَالْفَقِیْرُ الْمُخْتَالُ . [1]

ابوالحمس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تین بندوں سے اللہ محبت فرماتا ہے اور تین سے نفرت کرتا ہے سو میں انہیں ملا اور دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں اور آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی، میں نے پوچھا کہ وہ تین کون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک تو وہ شخص جو کسی جنگ میں شریک ہو اور اس کے ساتھی منتشر ہو جائیں اور وہ ثابت قدم رہ کر لڑے حتی کہ شہید ہو جائے یا اللہ اس کو فتح سے ہمکنار کر دیں۔

اور دوسرا وہ شخص جو کسی قوم کے ساتھ سفر میں ہو اور وہ کافی لمبا وقت سواریوں پر گزار دیں حتی کہ

---

[1] مسند احمد ۲۱۵۷۰، ۲۱۳۷۸، ۲۱۳۹۳، المستدرک ۲۴۴۶، ۲۵۲۰، ۲۵۳۲، صحیح ابن حبان ۳۳۵۰، ۳۳۴۹، نسائی ۲۵۷۰، صحیح ابن خزیمہ ۲۴۵۶، ۲۵۶۴، ابن کثیر ۳۷۶/۱، الدر المنثور ۸۰/۲، ترمذی ۲۵۶۸، السنن الکبریٰ للنسائی ۲۳۵۱، ۱۳۷، ۱۳۱۴۷، ترمذی عن ابن مسعود ۲۵۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۵۵، تہذیب الکمال ۸۲/۱۰، تہذیب التہذیب ۳۵۹/۳

زمین پر اترنا اور آرام کرنا انہیں اچھا محسوس ہو سو وہ پڑاؤ کریں تو یہ شخص کھڑا رہے اور آرام نہ کرے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کو اگلی منزل کی طرف روانہ ہونے کیلئے بیدار کرے اور تیسرا وہ شخص جس کا پڑوسی برا ہو اور وہ اس کی ایذاء رسانی پر صبر کرے، حتی کہ موت یا نقل مکانی ان دونوں کو جدا کر دے ۔راوی کہتے ہیں کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جن سے اللہ محبت فرماتے ہیں۔اور جن لوگوں کو اللہ تعالی ناپسندیدہ سمجھتے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ قسمیں کھا کھا کر خرید و فروخت کرنے والا تاجر اور احسان جتلانے والا بخیل اور متکبر فقیر۔

ف:اس مبارک حدیث میں اللہ کی راہ میں ثابت قدمی سے لڑ کر شہید ہونے والے خوش قسمت مجاہدین کو اللہ کا محبوب قرار دیا گیا ہے اور یہ بعینہ تفسیر ہے اس آیت قرآنی کی

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ﴿۴﴾ [1]

”بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اس کے راستے میں صف بنا کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں۔“

آیت میں محبوبیت کا درجہ ثابت قدم مجاہدین کیلئے ہے اور اگر اس وصف کے ساتھ مقام شہادت بھی عطا ہو جائے تو شان محبوبیت کس قدر زیادہ ہوگی۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت میں ہے کہ اللہ تین بندوں سے محبت کرتا ہے ایک وہ شخص جو رات کو بستر سے الگ رہ کر تلاوت قرآن کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اور بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا اور تیسرا وہ شخص جو کسی جنگ میں ہو اور اس کے ساتھی میدان چھوڑ چکے ہوں اور وہ اکیلا دشمن کا سامنا کرے۔ [2]

---

[1] الصف:۴ [2] ترمذی رقم ۲۵۶۷

جنت کے بالا خانوں میں عیش کرنے والے

۴۸۔ حدثنا محمد،قال حدثنا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن الأوزاعی عن یحی بن ابی کثیر ،قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَفْضَلُ الشُّھَدَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُلْقَوْنَ الصَّفَّ ،فَلاَ یَلْفِتُوْنَ وُجُوْھَھُمْ حَتّٰی یُقْتَلُوْا ،أُولٰئِکَ یَتَلَبَّطُوْنَ فِی الْغُرَفِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ یَضْحَکُ اِلَیْھِمْ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ اِذَا ضَحِکَ اِلٰی قَوْمٍ فَلاَ حِسَابَ عَلَیْھِمْ۔ [1]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ہاں افضل شہداء وہ لوگ ہیں جو جنگ کی صف میں اتریں تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں (یعنی کامل توجہ اور دلجمعی کے ساتھ جہاد کریں) حتی کہ شہید ہو جائیں یہی لوگ ہیں جو جنت کے بالا خانوں میں عیش کر رہے ہیں اور اللہ ان کو دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور بے شک جب اللہ کسی قوم پر تبسم فرماتے ہیں تو پھر ان کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔

ف:اس روایت میں بھی شہداء کرام کا یہ اعزاز بیان کیا گیا ہے کہ وہ جنت کے بالا خانوں میں عیش کریں گے اور اللہ تعالی ان کو دیکھ کر تبسم فرمائیں گے۔

ماقبل میں تفصیل سے احادیث کی روشنی میں یہ مضمون گزرا ہے۔اس حدیث کی تشریح کیلیے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی تفصیلی روایت کا ایک جزو پیش کیا جاتا ہے۔

آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا

"وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اخلاص کے ساتھ میدان
جہاد میں نکلے اور اس بات کا متمنی ہو کہ وہ قتل کرے اور شہید ہو جائے
پس اگر یہ مر گیا یا شہید ہو گیا تو قیامت کے دن اپنی تلوار گردن میں
لٹکائے ہوئے آئے گا اور لوگ گھٹنوں کے بل ہجوم کیے ہوئے ہوں

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۵۳،۲/۲۵۹،۲/۲۸۳،الجہاد لابن عاصم ۲۲۸،الدر المنثور ۲/۳۸۰،مسند الشامیین ۵۳۸،المعجم الاوسط ۴۱۳۱،فیض القدیر ۴۹۵۸،مجمع الزوائد ۹۵۱۳،الترغیب ۲۱۲۹،مسند احمد ۲۲۵۲۹،مسند ابی یعلی ۶۸۵۵،الاحاد والمثانی ۱۲۷۷، مسند الحارث ۶۳۳،معجم الصحابہ ۳/۱۵۲

گے اور یہ شہید کہیں گے کہ ہمارے لئے راستہ چھوڑ دو کیونکہ ہم راہِ خدا میں اپنا خون بہا کر آ رہے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ قَالَ ذٰلِکَ لِاِ بْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ عَلَیْہِ السَّلَامِ اَوْلِنَبِیٍّ مِنَ الْاَ نْبِیَاءِ لَزَحَلَ لَھُمْ عَنِ الطَّرِیْقِ لِمَا یَرٰی مِنْ وَاجِبِ حَقِّھِمْ حَتّٰی یَاْتُوْامَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیَجْلِسُوْا عَلَیْھَا یَنْظُرُوْنَ کَیْفَ یَقْضِیْ بَیْنَ النَّاسِ لَا یَجِدُوْنَ غَمَّ الْمَوْتِ وَلَا یَغْتَمُّوْنَ فِی الْبَرْزَخِ وَلَا تَفْزَعُھُمُ الصَّیْحَۃُ وَلَا یَھُمُّھُمُ الْحِسَابُ وَلَا الْمِیْزَانُ وَلَا الصِّرَاطُ یَنْظُرُوْنَ کَیْفَ یَقْضِیْ بَیْنَ النَّاسِ وَلَا یَسْاَلُوْنَ شَیْئًا اِلَّا اُعْطُوْاوَلَا یُشَفِّعُوْنَ فِیْ شَیْئٍ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْہِ وَ یُعْطَوْنَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَا اَحَبُّوْا وَیَتَبَوَّؤُوْنَ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ اَحَبُّوْا"۔ [1]

"مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر شہید یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام یا کسی اور نبی کو بھی کہیں تو بھی ان کیلئے راستہ چھوڑ دیں گے کیوں کہ وہ ان کے استحقاق کو جانتے ہیں"۔

"یہاں تک کہ یہ شہداء عرش کے نیچے نور کے منبروں پر براجمان

---

[1] المستدرک ۴۳۱۵، ۵۱۵۹، صحیح ابن حبان ۲۹۸۰، مسند طیالسی ۶، ابن کثیر ۱/ ۴۱۷، فتح الباری ۷/ ۳۶۱، فضائل الصحابۃ لابن حنبل ۲۵۹، البدایۃ ۴/ ۲۹، الاحادیث المختارۃ ۴۸، تہذیب الکمال ۱۳/ ۴۱۷، مسند بزار ۶۳، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۸۷، الطبقات لابن سعد ۳/ ۲۱۸

ہوں گے اور دیکھیں گے کہ اللہ لوگوں کے درمیان کیسے انصاف کر رہے ہیں نہ تو انہیں موت کی کوئی تکلیف ہوگی اور نہ برزخ کا کوئی غم ہوگا اور نہ قیامت کی چیخ انہیں گھبراہٹ میں مبتلا کرے گی اور نہ ہی حساب ، میزان اور پل صراط کی فکر لاحق ہوگی۔اور وہ لوگوں کے درمیان اللہ کے انصاف کا نظارہ کریں گے وہ جس چیز کا سوال کریں گے انہیں عطا ہو جائے گی اور جس کی سفارش کریں گے قبول کی جائے گی اور جنت میں جس چیز کو پسند کریں گے انہیں مل جائے گی اور جہاں چاہیں گے اپنی مرضی سے ٹھکانہ بنائیں گے"۔

زیر نظر حدیث کے مفہوم کی ذرا تفصیلی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور حضرت امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے متصل ہی اس کو ذکر فرمایا ہے۔



سب سے افضل شہید

۴۹. حدثنا محمد،قال حدثنا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن صفوان بن عمرو عن زهير أبي المخارق العبسي عن عبدالله بن عمرو قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَاللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؟اَلَّذِيْنَ يَلْقَوْنَ الْعَدُوَّ فِي الصَّفِّ.فَإِذَا وَاجَهُوْا عَدُوَّهُمْ لَمْ يَلْتَفِتْ يَمِيْنًا وَلاَ شِمَالاً وَاضِعاً سَيْفَهُ عَلَى عَاتِقِهِ ،يَقُوْلُ:اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُجْزِيْكَ نَفْسِيْ الْيَوْمَ بِمَا أَسْلَفْتُ فِي الأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ،فَيُقْتَلَ عِنْدَ ذٰلِكَ ،فَذٰلِكَ مِنَ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ يَتَلَبَّطُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءُوْا. [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں شہداء میں سے اس شخص کے بارے میں خبر نہ دوں جو قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان میں سے افضل ہوگا، جب لوگ دشمن کے خلاف صف آراء ہوتے ہیں اور آمنے سامنے ہوتے ہیں تو یہ دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوتا اور تلوار کندھے پر ہوتی ہے (یعنی ہر وقت مستعد ہوتا ہے) اور کہتا ہے کہ اے اللہ جو نعمتیں تو نے مجھ پر ماضی میں فرمائی ہیں میں ان کے بدلے آج اپنی جان تجھ پر قربان کردوں گا اور شہید ہوجاتا ہے تو یہ ان شہداء میں سے ہے جو جنت کے بالاخانوں میں جہاں چاہیں عیش کرتے ہیں۔

ف: افضل شہید کون ہے؟ روایات میں مختلف افراد کے بارے میں اس اعزاز کا استعمال ہوا ہے اور اس میں تضاد والی بھی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ افضلیت درجہ بدرجہ ہے اور مقتضائے مقام کی وجہ سے مختلف افراد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ ذخیرۂ احادیث میں جن افراد کو یہ مبارک اور عالی منصب دیا گیا ہے ذیل میں ہم روایات کی روشنی میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں

(۱) علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے ایک انصاری صحابی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

"فَالنَّبِيُّ ﷺ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ". [2] "افضل شہید نبی کریم ﷺ ہیں"

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۱/۲۹۱
[2] الطبقات ۲/۳۰۱

ماقبل میں علامہ ابن حجر ﷫ کے حوالہ سے گزرا ہے کہ آیت ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ اور اللہ آپ (ﷺ) کو لوگوں سے محفوظ رکھیں گے'' سے استشہاد کر کے انہوں نے فرمایا ہے کہ میدانِ جنگ میں شہید ہونا یا مقتول ہونا اس سے آپ ﷺ محفوظ تھے۔اور یہ ایک مضبوط موقف ہے۔البتہ آپ ﷺ کے وصال میں یہودیہ کے زہر کے اثر کی وجہ سے بعض حضرات اکابر آپ ﷺ کو شہید بھی قرار دیتے ہیں۔ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی شدید خواہش شہادت کی وجہ سے آپ ﷺ کو یہ لذت بھی عطا فرمائی گئی ہو۔وگرنہ مقام نبوت، مقام شہادت سے عظیم اور بلند تر ہے اور شہداء کو بھی یہ منصب اتباع نبوت کی وجہ سے ہی عطا ہوا ہے۔واللہ اعلم

(۲) افضل شہید حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ﷜ ہیں چنانچہ حضرت علی ﷜ کا فرمان ہے کہ

''إِنَّ أَفْضَلَ الْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اللهُ الرُّسُلَ وَأَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ الرُّسُلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنَّ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ''۔ [۱]

''قیامت کے دن تمام مخلوق سے افضل انبیاء ورسل ﷨ ہوں گے اور رسولوں کے بعد افضل شہداء ہیں اور شہداء میں سب سے افضل حضرت حمزۃ بن عبدالمطلب ﷜ ہیں۔

حضرت حمزۃ ﷜ کو آنجناب ﷺ نے سید الشہداء بھی فرمایا۔چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ۔

''سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ''۔ [۲]

اور یہ بات حدیث مرفوع سے بھی ثابت ہے جو کہ عنقریب آئے گی۔

(۳) امیر المومنین حضرت عمر فاروق ﷜ کے بارے میں بھی مروی ہے کہ وہ افضل شہید تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ کا فرمان ہے کہ

''كَانَ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ''۔ [۳]

حضرت عمر ﷜ افضل شہدا میں سے تھے۔

---

[۱] المستدرک للحاکم ۴۸۷۶ [۲] مجمع ۹/۲۶۸

[۳] مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۱۱۰۱۱

چار مختلف افراد کے بارے میں حضرت امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے روایات ذکر کی ہیں کہ یہ افضل شہید ہیں وہ چار حسب ذیل ہیں۔

(۴) زیر نظر حدیث اور 48 نمبر روایت میں ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ لڑ کر شہید ہونے والا افضل شہید ہے۔

(۵) روایت نمبر ۵۰ میں ہے کہ افضل شہید وہ ہے جو اخلاص کے ساتھ شہید ہوا۔

(۶) سمندر میں ڈوب جانے والے کو بھی روایت نمبر ۵۰ میں افضل شہداء میں شامل کیا گیا ہے۔

چنانچہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ الْغَرِيْقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيْدَيْنِ وَإِنَّهُ يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِنْ حِيْنِ يَرْكَبُهُ حَتَّى يُرْسِيَ كَأَجْرِ رَجُلٍ ضُرِبَتْ فِي اللهِ عُنُقُهُ فَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهِ". [1]

"سمندر میں (جہادی سفر کے دوران) ڈوبنے والا افضل شہید ہے اس کیلئے دو شہیدوں کا اجر ہے اور اس کے سوار ہونے سے ڈوبنے تک اس کے لئے اس شخص کا اجر لکھا جاتا ہے جس کی گردن راہ خدا میں کٹ گئی اور وہ اپنے خون میں غلطاں ہو۔

(۷) روایت نمبر ۵۱ میں ہے کہ جس شخص کی سواری بھی ہلاک ہو جائے اور وہ خود بھی شہید ہو جائے تو یہ افضل شہید ہے۔

(۸) سمندری جہاد میں شہید ہونے والوں کو بھی افضل شہید کہا گیا۔

چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ

"إِنَّ شُهَدَاءَ الْبَحْرِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ شُهَدَاءِ الْبَرِّ". [2]

---

[1] التمهيد لابن عبد البر ۲۳۹/۱
[2] المعجم الكبير رقم ۵۴۸۶

سمندر کے شہداء اللہ کے ہاں خشکی کے شہداء سے افضل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ

"أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى شُهَدَاءُ الْبَحْرِ". [1]

"افضل شہید اللہ کے نزدیک سمندری شہید ہیں"

(۹) افضل شہید "أصحاب الوکوف" ہیں چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"إِنَّ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَاللهِ أَصْحَابُ الْوُكُوْفِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ أَصْحَابُ الْوُكُوْفِ قَالَ قَوْمٌ تَكَفَّأَهُمْ مَرَاكِبُهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ". [2]

"افضل شہید اللہ کے ہاں أصحاب الوکوف ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ کون ہیں تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو سفر جہاد میں سواریوں سے گر کر شہید ہوئے"۔

(۱۰) ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں شہید ہونے والے خوش قسمت بھی افضل شہداء میں شامل ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَرَجُلٌ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةِ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ فَقَتَلَهُ". [3]

"افضل شہید حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ آدمی جس نے ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہی اور بادشاہ نے اسے شہید کر دیا"۔

(۱۱) ہندوستان کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والے افضل شہداء ہیں۔

---

[1] الفتن لنعیم بن حماد رقم ۱۳۸۱ [2] مصنف ابن ابی شیبہ ۲۱۳/۴

[3] تفسیر قرطبی ۳۶۵/۲، مجمع الزوائد ۲۶۸/۹

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"وَعَدَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أُدْرِكْهَا أُنْفِقْ فِيهَا مَالِي وَنَفْسِي فَإِنِ اسْتُشْهِدْتُ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ". [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ لیا کہ اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو اپنے مال و جان کے ساتھ اس میں حصہ لوں گا پس اگر میں شہید ہو گیا تو افضل شہداء میں سے ہوں گا اور اگر لوٹ آیا تو میں جہنم سے آزاد شدہ ابو ہریرہ ہوں گا۔"

کشمیری شہداء یقیناً اس فضیلت کے مستحق اور مصداق ہیں۔

(۱۲) قرب قیامت عیسائیت کے ساتھ ہونے والی جنگ عظیم میں فتح روم کے دوران شہید ہونے والوں کو افضل شہداء قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک رومی اعماق (انطاکیہ) یا دابق کے مقام پر جنگ کیلئے نہ اتریں گے۔ ان کے مقابلہ کیلئے اس وقت کے بہترین لوگوں کا لشکر نکلے گا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ جائیں گے تو رومی کہیں گے کہ جو لوگ ہم میں سے بے دین ہو کر تمہارے پاس آ گئے ہیں وہ ہمارے حوالے کر دو یا جو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں وہ ہمارے حوالے کر دو تو اسلامی لشکر جواب دے گا کہ اللہ کی قسم ہم اپنے بھائی کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے پھر ان کے درمیان جنگ ہوگی۔

"فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا". [2]

"مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ بھاگ جائے گا اللہ رب

---

[1] كتاب السنن ۱۴/۷/۲۳۲، بیہقی ۹/۱۷۶، السنن الکبری للنسائی ۴۳۸۲

[2] صحیح مسلم رقم ۲۸۹۷

العزت کبھی بھی ان کو معاف نہیں فرمائیں گے اور ایک تہائی شہید ہو جائیں گے یہ اللہ کے ہاں افضل شہداء ہیں اور ایک تہائی فتح سے ہمکنار ہوگا اور اس کے بعد یہ کبھی بھی آزمائے نہیں جائیں گے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں شہداء کو

"أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ شُهَدَاءُ أَعْمَاقِ اِنْطَاكِيَه" قرار دیا ہے۔ [1]

(۱۳) کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے قریب "رومیہ" شہر فتح ہوگا۔

"قَالَ كَعْبٌ اِنَّ فِيهَا لَشَجَرَةٌ هِيَ فِي كِتَابِ اللهِ مَجْلِسُ ثَلَاثَةِ آلَافٍ فَمَنْ عَلَّقَ فِيهَا سِلَاحَهُ أَوْرَبَطَ فِيهَا فَرَسَهُ فَهُوَ عِنْدَاللهِ تَعَالىٰ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ". [2]

"کعب کہتے ہیں کہ اس (رومیہ) میں ایک درخت ہے جس کے بارے میں انجیل میں مذکور ہے کہ اس درخت کے نیچے لشکر کے تین ہزار افراد کے بیٹھنے کی جگہ ہے پس جس نے اس درخت پر اپنا اسلحہ لٹکایا یا گھوڑا باندھا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل شہداء میں سے ہے"۔

(۱۴) دجال کے لشکر کے مقابلے میں شہید ہونے والے بھی افضل شہید ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے

"أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَاللهِ شُهَدَاءُ الدَّجَّالِ". [3]

اللہ کے ہاں افضل شہید دجال کے ہاتھوں ہونے والے شہداء ہیں۔



[1] الفتن لنعیم ۱۳۸۱
[2] الفتن لنعیم ۱۳۴۳
[3] الفتن رقم ۱۳۸۱

قیامت کے دن لوگ شہداء کو رشک سے دیکھیں گے

٥٠. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن اسماعيل بن عياش عن عبدالعزيز عن عبيد الله بن علقمة بن ابی علقمة عن هزاز بن مالک قال: قَالَ لِیْ کَعْب أَلا أُنَبِّئُکَ یَا هَزَّازَ بْنَ مَالِکٍ بِأَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ؟قَالَ: بَلٰی قَالَ اَلْمُحْتَسِبُ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ أَلا أُنَبِّئُکَ یَا هَزَّازُ بِالَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ،قُلْتُ: بَلٰی قَالَ:مَنْ غَرِقَ فِی بَحْرِهٖ ثُمَّ قَالَ أَلا أُنَبِّئُکَ یَا هَزَّازُ بِأَقَلِّ أَهْلِ الْجُمُعَةِ أَجْراً؟قُلْتُ بَلٰی قَالَ مَنْ لَمْ یُدْرِکْ إِلَّا الرَّکْعَةَ الْأَخِیْرَةَ ،أَوِ السَّجْدَةَ الْأَخِیْرَةَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا یَنْظُرُ النَّاسُ إِلَی الشُّهَدَاءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ إِلَّا هٰکَذَا،ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهٗ إِلَی السَّمَاءِ۔

حضرت ہزاز بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ہزاز! میں تمہیں قیامت کے دن اللہ کے ہاں شہداء میں سے افضل ترین کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے کہا اخلاص کے ساتھ شہید ہونے والا۔ پھر فرمایا کہ اے ہزاز! ان لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو فضیلت میں ان کے قریب ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں، تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو سمندر میں ڈوب جائے، پھر فرمایا کہ اے ہزاز! میں تمہیں نہ بتاؤں کہ جمعہ پڑھنے والوں میں سے سب سے کم اجر والا کون ہے میں نے عرض کیا کیوں نہیں تو فرمایا کہ وہ شخص جس نے صرف آخری رکعت یا آخری سجدے پائے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم لوگ شہداء کی طرف ایسے دیکھیں گے پھر اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھادیا۔

☆......☆......☆......☆......☆

افضل جہاد

۱۵۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن جرير بن حازم قال حدثنی عبدالله بن عبيد بن عمير قال قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ. [۱]

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے تو فرمایا! کہ جس میں بندے کی سواری بھی ہلاک ہو جائے اور بندہ خود بھی شہید ہو جائے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس روایت کو موقوف ذکر کیا ہے دوسری کتب حدیث میں یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔ [۲]

یہی مفہوم اور معنی انہیں الفاظ کے ساتھ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں بھی موجود ہے اس حدیث میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آنجناب ﷺ سے مختلف سوالات کئے جن میں سے ایک سوال یہ ہے کہ۔

(فأی الجهاد أفضل)

کونسا جہاد زیادہ فضیلت والا ہے تو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"من عقر جواده وأهريق دمه"۔ [۳]

یعنی جو شخص اپنی سواری سمیت قربان ہو جائے وہ افضل ہے۔ بظاہر یہاں سوال و جواب میں مطابقت نہیں کہ جہاد کے بارے میں سوال پر آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کی فضیلت بیان کی یا مقام

---

[۱] صحیح ابن حبان ۳۶۱، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، الاحادیث المختارہ ۲۱۴، موارد الظمآن ۹۴، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، دارمی ۱۴۲۴، ۲۳۹۲، مجمع الزوائد ۹۵۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۲۳، ۱۹۳۲۴، حلیۃ الاولیاء ۱/۱۶۶، مصنف عبدالرزاق ۴۸۴۳، مسند البزار ۱/ ۳۰۱، المعجم الاوسط ۲۱۰۶، ۶۶۹۶، معجم الشیوخ ۱/۲۰۳، مسند احمد ۶۷۹۲، ۱۴۲۴۸، ۱۴۲۷۱، ۱۴۷۹۹، ۱۵۲۴۸، ۱۷۰۶۸، ۱۹۴۵۴، مسند الحارث ۳۸، ۶۲۶، المعجم الصغیر ۷۱۳، ۸۸۹، مسند ابی یعلی ۲۰۸۱، مسند عبد بن حمید ۳۰۰، ۱۰۶۰، الترغیب والترہیب ۱۶۸۷، ۲۱۲۲

[۲] مصنف ابن ابی شیبۃ عن جابر ۱۹۳۲۳ عن عبداللہ بن عمرو ۱۹۳۲۴، سنن ابن ماجۃ عن عمرو بن عبسۃ ۲۷۹۴ [۳] صحیح ابن حبان رقم ۳۶۱

شہادت کے ایک خاص انداز کی تفصیل بیان کی، علامہ ابن حبان رحمہ اللہ نے سوال و جواب کے مابین مطابقت کے اظہار کیلئے باب کا عنوان نہایت ہی خوبصورت قائم کیا وہ عنوان یہ ہے۔

"ذكر البيان بأن أفضل الجهاد مارزق المرء فيه الشهادة" [1]

"اس بات کے بیان میں کہ افضل جہاد وہ ہے جس سے انسان مقام شہادت سے سرفراز ہوجائے"۔

پھر اسی عنوان کے تحت مذکورہ بالا حدیث لے کے آئے ہیں، حضرت عبداللہ بن خثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں قدرے تفصیل ہے جس سے سوال و جواب میں عدم مطابقت کا اشتباہ پیدا نہیں ہوتا۔ تفصیل حدیث کا ایک جزو یہ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ۔

"فأى الجهاد أفضل قال من جاهد المشركين بماله و نفسه قيل فأى القتل أشرف قال من أهريق دمه وعقر جواده". [2]

"کونسا جہاد افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ مال و جان کے ساتھ کیا جانے والا جہاد افضل ہے پھر سوال کیا گیا کہ شہادت کون سی افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں مجاہد کی جان بھی چلی جائے اور اس کی سواری بھی کام آجائے۔

علامہ مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں"۔

"والمراد انه عقر جواده ثم استشهدا و قتلا معاً فيكون له أجر نفسه وجواده وأما ان قل ثم عقر جواده فانما يكون له أجر نفسه وأما أجر جواده فلوارثه

---

[1] صحیح ابن حبان ۱۰/۴۹۶

[2] سنن أبي داؤد ۱۴۴۹، سنن نسائی ۲۵۲۶

فلذلك كان الأول أفضل". [1]

"گھوڑے کے قتل ہونے سے مراد یہ ہے کہ مجاہد اور اس کا گھوڑا اکٹھے شہید ہوں اس صورت میں مجاہد کو اپنی جان اور گھوڑے دونوں کا اجر ملے گا۔ اگر مجاہد پہلے شہید ہوا اور گھوڑا بعد میں تو مجاہد کو اپنے نفس کا اجر ملے گا گھوڑے کا اجر اس کے ورثہ کیلئے ہوگا (کیونکہ مجاہد کی شہادت کے بعد گھوڑا تو وارثوں کی ملکیت ہے) اسی لئے پہلی صورت افضل ہے"۔ (یعنی گھوڑا پہلے یا مجاہد کے ساتھ ہی شہید ہو)

لیکن مجاہد اگر پہلے شہید ہو جائے اور گھوڑا بعد میں شہید ہو اس صورت میں بھی مجاہد کو گھوڑے کا اجر بھی ملنا چاہئے کیونکہ گھوڑے کو میدان جہاد میں لے جانا جو سبب ہے اس فضیلت کا وہ تو اس شہید کا فعل ہے، اس لئے گھوڑے کے پہلے یا بعد میں شہید ہونے سے فضیلت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ بس مفہوم ضروری ہے کہ مجاہد اور گھوڑا دونوں کام آ جائیں، اس بات کی تائید حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ان أشرف القتل أن تقتل ثم تقتل دابتک. [2]

بے شک افضل شہادت یہ ہے کہ تو قتل ہو جائے اس کے بعد تیری سواری بھی قتل کر دی جائے۔

اس حدیث میں مجاہد کے بعد سواری کے قتل کو بھی افضل شہادت قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ گھوڑے کے پہلے یا بعد میں شہید ہونے سے مجاہد کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سواری کے بعد میں قتل ہونے کی صورت میں چونکہ وارثوں کا حق اس سے متعلق ہو چکا ہے اس لئے وارث بھی اس اجر کے مستحق ہوں گے۔ بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث مبارک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مجاہد اپنی سواری سمیت میدان جہاد میں کام آ جائے تو یہ شہادت کا اعلیٰ مقام ہے۔ شہادت

---

[1] فیض القدیر ۲/۳۵

[2] الجهاد لابن أبي عاصم رقم ۲۲۹

کے اس انداز کی فضیلت احادیث مبارکہ میں مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أن رجلا جاء الى الصلاة والنبى صلى الله عليه وسلم يصلى بنا فقال حين انتهى الى الصف اللهم آتنى أفضل ماتؤتى عبادك الصالحين فلما قضى النبى صلى الله عليه و سلم الصلاة قال من المتكلم آنفا فقال الرجل أنا يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه و سليم اذايعقر جوادك وتستشهدفى سبيل الله . [1]

"ایک آدمی نماز پڑھنے کیلئے آیا اس حالت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ جب وہ آدمی صف میں پہنچا تو اس نے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے وہ بہترین مرتبہ عطا فرما جو تو اپنے خاص نیک بندوں کو عنایت کرتا ہے، نماز ختم کرنے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ دعا مانگنے والا کون تھا تو اس آدمی نے عرض کیا میں یا رسول اللہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تب تو تیرے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی جائیں گے اور تو خود بھی اللہ کے راستہ میں شہید ہوگا"۔

اس حدیث مبارک کے ایک طریق میں ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا مانگنے والے صحابی کیلئے ارشاد فرمایا کہ:

"اذاليغفر ذنوبك وتستشهدفى سبيل الله". [2]

تب تو تمہارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اللہ کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہو گے۔

ایک دوسری حدیث جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

---

[1] المستدرک رقم ۲۴۸۷، صحیح ابن حبان ۴۶۴۰
[2] الأحاديث المختارة للمقدسی رقم ۹۷۸ ص ۳/ ۱۸۶

آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مامن أيام العمل فيهن أفضل من عشر ذی الحجة قالوا ولا الجهاد فی سبيل الله قال ولا الجهاد فی سبيل الله الامن عقر جواده واهريق دمه . [1]

"اعمال کی فضیلت کے اعتبار سے کوئی دن بھی عشرہ ذی الحجہ سے افضل نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی (اس عشرے کے علاوہ) اس درجے کا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جہاد بھی نہیں مگر وہ شخص جس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں ہوں اور اس کا خون بہادیا گیا ہو"۔

یہ مفہوم حدیث کی امہات کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے اعمال کی فضیلت کے اعتبار سے کوئی دن افضل نہیں البتہ وہ شخص جو جان و مال کے ساتھ جہاد میں شریک ہو اور جان و مال سے کوئی بھی چیز واپس نہ لائے (یعنی شہید ہو جائے)۔ [2]

اس روایت میں سواری کی جگہ مال کا تذکرہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ مقصود اونٹ، گھوڑے کی قربانی نہیں بلکہ جان و مال کے ساتھ شریک جہاد ہو کر دونوں چیزوں کی قربانی ہے۔ اس لیے عراق و فلسطین اور افغانستان کے فدائی مجاہدین جو گاڑی میں بارود بھر کے دشمن کو اڑاتے ہوئے خود بھی مقام شہادت پر فائز ہو جاتے ہیں وہ بھی اس مبارک حدیث کا مصداق ہیں۔

اسی حدیث سے بعض حضرات نے استدلال کر کے فرمایا ہے کہ خشکی کا جہاد سمندری جہاد سے افضل ہے۔

البتہ تفصیل سے یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ دلائل کی کثرت وقوت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ غزوۃ البحر (سمندری جہاد) خشکی کے جہاد سے افضل ہے۔

---

[1] المعجم الصغیر للطبری رقم ۸۸۹ [2] سنن النسائی ۳۱۰۹، مسند احمد ۹۶۹۱، صحیح ابن حبان ۳۶۰۶

شہداء اللہ کے کارندے ہیں

۵۲. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن أبی بکر بن أبي مريم ،قال حدثني خالد بن معدان أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اَلشُّهَدَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰهِ ،قُتِلُوْا أَوْمَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ. [1]

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء اللہ کے کارندے ہیں، قتل کیے جائیں یا اپنے بستر پر مریں۔

آخری وقت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

۵۳. حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن حماد بن زيد قال حدثنا عبدالله بن المختار عن عاصم بن بهدلة عن أبي وائل ثم شک حماد في أبي وائل ،قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الْوَفَاةُ قَالَ لَقَدْ طَلَبْتُ الْقَتْلَ مَظَانَّهُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ إِلَّا أَنْ أَمُوْتَ عَلٰى فِرَاشِيْ ،وَمَامِنْ عَمَلٍ شَيْءٍ أَرْجٰى عِنْدِيْ بَعْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ لَيْلَةٍ بِتُّهَا،وَأَنَا مُتَتَرِّسٌ بِفَرَسِيْ وَالسَّمَاءُ تُهِلُّنِيْ مُنْتَظِرَ الصُّبْحِ حَتّٰى نُغِيْرَ عَلَى الْكُفَّارِ ،ثُمَّ قَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَانْظُرُوْا سَلَاحِيْ وَفَرَسِيْ فَاجْعَلُوْهُ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فَلَمَّا تُوُفِّيَ خَرَجَ عُمَرُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ فَذَكَرَ قَوْلَهٗ مَا عَلٰى نِسَاءِ آلِ الْوَلِيْدِ أَنْ يَسْفَحْنَ عَلٰى خَالِدٍ مِنْ دُمُوْعِهِنَّ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعاً أَوْ لَقْلَقَةً. [2]

قَالَ ابْنُ الْمُخْتَارِ: "اَلنَّقْعُ:التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ،وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ". [3]

حضرت ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا وصال قریب آیا تو فرمایا کہ میں نے شہادت کو اس کے متوقع میدانوں میں تلاش کیا ہے لیکن میرے لئے مقدر یہی تھا کہ میری

---

[1] نوادرالاصول لحکیم الترمذی ۲۳۱/۴ ،مسند احمد ۱۷۸۲۱ ،فیض القدیر ۴۹۰۱ ،کنزالعمال ۱۱۱۴۸ ،مجمع الزوائد ۹۵۶۰۔

[2] المستدرک ۳۳۶/۳ [3] طبرانی ۳۸۱۲ بطریق المصنف

موت بستر پر آئے۔اور کوئی عمل بھی، لا الہ الا اللہ کے بعد مجھے اس رات سے زیادہ امید دلانے والا نہیں جس کو میں نے اس حالت میں گزارا کہ میں اپنے گھوڑے کی آڑ میں کھڑا رہا اور آسمان بارش برساتا رہا یہاں تک کہ صبح ہم نے کفار پر حملہ کیا، پھر فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے اسلحے اور گھوڑے کو اللہ کی راہ میں وقف کر دینا۔

پس جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے جنازے کیلئے نکلے اور فرمایا کہ آل ولید کی عورتوں پر کوئی حرج نہیں کہ وہ خالد بن ولید جیسے بہادر کی وفات پر روئیں اگر نوحہ نہ کریں اور بالوں میں مٹی نہ ڈالیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت

۵۴. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن جعفر بن سليمان عن ثابت البناني أَنَّ عِكْرَمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ تَرَجَّلَ يَوْمَ كَذَا، فَقَالَ لَهُ خَالِدُ بن الوَلِيدِ: لاتَفعَلْ فَإِنَّ قَتلَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَدِيدٌ. قَالَ خَلِّ عَنِّي يَاخَالِدُ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لَكَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَابِقَةٌ وَإِنِّي وَأَبِي كُنَّا مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ فَمَشَى حَتَّى قُتِلَ. [1]

حضرت سلیمان بن ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل ایک جنگ میں شریک ہونے کیلئے نکلے تو ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مت جاؤ اس لئے کہ آپ کا قتل مسلمانوں کیلئے بڑی مصیبت اور غم کا باعث ہوگا تو انہوں نے فرمایا اے خالد راستہ چھوڑ دو تمہارا تو حضور ﷺ کے ساتھ پہلے سے تعلق ہو گیا تھا اور میں اور میرا باپ رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے مخالف تھے پس وہ نکلے اور شہید ہو گئے۔

---

[1] بیہقی ۱۷۶۹۹

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب

۵۵. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال حدثنا ابن المبارک عن معمر عن الزهری عن أبی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ أَبَا جَهْلٍ أَتَانِي فَبَايَعَنِيْ .فَلَمَّا أَسْلَمَ خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ ،قِيْلَ صَدَّقَ اللّٰهُ رُؤْيَاکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا كَانَ لِاسْلَامِ خَالِدٍ .قَالَ: لَيَكُوْنَنَّ غَيْرُهُ حَتّٰى أَسْلَمَ عِكْرَمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ فَكَانَ ذٰلِکَ تَصْدِيْقُ رُؤْيَاهُ. [1]

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ابو جہل میرے پاس آیا ہے اور میری بیعت کی ہے پس جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آپ ﷺ کا خواب سچا کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے سوا کوئی اور بات ضرور ہوگی ،حتیٰ کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے، پس یہ آپ ﷺ کی خواب کی تصدیق تھی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا عشق قرآن

۵۶. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن حماد بن زيد عن ايوب عن ابن ابی مليكة قَالَ: كَانَ عِكْرَمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ يَأْخُذُ الْمُصْحَفَ فَيَضَعُهُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَيَبْكِيْ وَيَقُوْلُ كِتَابُ رَبِّيْ وَكَلَامُ رَبِّيْ . [2]

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل قرآن مجید پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا کرتے تھے اور رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے

ایک آیت کا شان نزول

۵۷. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن حنظلة بن أبی سفيان قال سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ،قِيْلَ لَهٗ: فِيْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

[1] المستدرک ۵۰۶۰،۵۰۶۱، طبرانی ۲۳؍۳۰۰، فتاوی ابن تیمیہ ۱۵؍۱۸۶

[2] المستدرک ۵۰۶۲، سنن دارمی ۳۳۵۰، المعجم الکبیر ۱۰۱۸، تاریخ بغداد ۱؍۱۲۰، ۷؍۳۴

فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ،فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ [1]

سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ آیت کس واقعے میں نازل ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بددعا کیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ "آپ کے اختیار میں یہ معاملہ نہیں کہ اللہ ان کو معاف فرمائے یا عذاب دے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں"۔

کافروں کے لئے بددعا پر نزول قرآن

۵۸۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن معمر عن الزهری قال حدثنی سالم عن أبيه اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا فُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ،رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ،رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ، کہنے کے بعد فرماتے کہ اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت فرما تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ کے اختیار میں نہیں ہے یہ معاملہ کہ اللہ ان کو معاف فرمادیں یا عذاب دیں اس لئے کہ وہ ظالم ہیں۔

---

[1] الدرالمنثور ۲/۳۱۲، طبری ۴/۸۸، بخاری ۳۸۴۲

[2] نسائی ۱۰۷۸، مسند احمد ۶۳۴۹، ۶۳۵۰، بیہقی ۲۹۴۸، السنن الکبری ۶۶۵، ۱۱۰۷۵، ابن کثیر ۱/۴۰۴، بخاری ۳۸۴۲، ۶۹۱۴، طبری ۴/۸۹، حلیۃ الاولیاء ۸/۱۷۷

شہداء کو ملنے والا رزق

۵۹۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک ،قال قرأہ ابن جریج عن مجاہد فی قولہ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ قَالَ يُرْزَقُوْنَ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ،وَيَجِدُوْنَ رِيْحَهَا ،وَلَيْسُوْا فِيْهَا۔ ۱

امام تفسیر حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس آیت ''اور تم اللہ کے راستے میں شہید ہو جانے والوں کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شہداء جنت کے پھلوں اور خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن ابھی وہ جنت میں نہیں ہیں۔

شہداء کا کھانا

۶۰۔حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن ابراھیم بن ھارون الغنوی عن مسلم بن شداد عن عبید بن عمیر عن ابی بن کعب قَالَ: اَلشُّهَدَاءُ فِي قُبَابٍ مِنْ رِيَاضٍ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ ،يُبْعَثُ لَهُمْ حُوْتٌ وَثَوْرٌ يَعْتَرِكَانِ ،فَيَلْهُوْنَ بِهِمَا،فَإِذَااشْتَهَوا الْغَدَاءَ عَقَرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ ،فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهِ يَجِدُوْنَ فِي لَحْمِهِ طَعْمَ كُلِّ طَعَامٍ فِي الْجَنَّةِ ،وَفِيْ لَحْمِ الْحُوْتِ طَعْمَ كُلِّ شَرَابٍ۔ ۲

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہداء صحن جنت میں باغات کے درمیان گنبدوں میں ہیں ان کیلئے بیل اور مچھلی بھیجی جاتی ہے اور وہ ان دونوں سے کھیلتے ہیں اور جب ان کو ناشتے کی خواہش ہوتی ہے تو ان میں سے ایک دوسرے کو ذبح کر دیتا ہے تو وہ اس کا گوشت تناول فرماتے ہیں تو وہ شہداء بیل کے گوشت میں جنت کے ہر کھانے کا ذائقہ محسوس کرتے ہیں اور مچھلی کے گوشت میں جنت کے ہر مشروب کا ذائقہ پاتے ہیں۔

---

۱ قرطبی ۲۶۹/۴،طبری ۳۹/۲،التمہید ۶۳/۱۱،الدر المنثور ۳۷۴/۲

۲ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۵۰،الزھد لھناد ۱۶۵،الکامل لابن عدی ۲۰۹/۱،الدر المنثور ۳۷۴/۲

جنة المأوى شہداء کا مستقر

٦١۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن زائدة بن قدامة ،قال أخبرنا ميسرة الأشجعي عن عكرمة عن ابن عباس عن كعب قال :

جَنَّةُ الْمَأْوىٰ فِيهَا طَيْرٌ خضِرٌ تَرْتَعِيْ فِيهَا أَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ۔ [1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت الماوی میں سبز پرندے ہیں جن میں شہداء کی ارواح عیش کر رہی ہیں۔

شہداء احد کی اللہ سے گفتگو

٦٢۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن محمد بن اسحق ،قال حدثني اسماعيل بن أمية عن أبي الزبير المكي وغيره عن ابن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُد ،جَعَلَ اللهُ أَرْوَاحَهُمْ فِيْ أَجْوَافِ طَيْرٍ خضِرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَطْعَمِهِمْ وَرَأَوْاحُسْنَ مُنْقَلَبِهِمْ قَالُوْا يَا لَيْتَ إِخْوَانَنَا يَعْلَمُوْنَ مَا أَكْرَمَنَا اللهُ بِهِ وَمَا نَحْنُ فِيْهِ،لِئَلاَّ يَزْهَدُوْا فِي الْجِهَادِ وَلاَ يَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللهُ أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ ،فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَکَ وَتَعَالَى

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [2]

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے

---

[1] الدر المنثور ٧/٦٥٠، ١/٣٧٥، مصنف ابن ابی شیبہ ١٩٤٢٥، ٣٤١١٦، حلیۃ الاولیاء ٥/٣٨١

[2] قرطبی ٤/٢٦٨، طبری ٤/١٧٠، ابن کثیر ١/٤٢٨، الدر المنثور ٢/٣٧١، المستدرک ٢٤٤٤، ٣١٦٥، بیہقی ١٨٣٠١، ابوداؤد ٢٥٢٠، مسند احمد ٢٣٨٨، مسند ابی یعلی ٢٣٣١، مسند عبد بن حمید ٦٧٩، شعب الایمان ٤٢٤٠، الترغیب ٢١٣٥، الجہاد لابن عاصم ٥٢/١٩٣، التمہید ١١/٦١، سیر اعلام النبلاء ١/١٨٣، الثقات ١/٢٣٤، السیرۃ النبویہ ٤/٧٤، اربعون ٣٩، الجامع الصغیر للسیوطی ٢٣٩٥، کنز العمال ١٠٦٣٩، مجمع الزوائد ٩٥٤٣

مسلمان بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں میں منتقل کر دیا جو جنت کی نہروں پہ آتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور اللہ کے عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ پس جب انہوں نے اپنا اچھا کھانا اور بہترین ٹھکانہ دیکھا تو کہنے لگے اے کاش ہمارے بھائی جان لیتے کہ اللہ نے ہمیں کس طرح عزت بخشی ہے تا کہ وہ جہاد سے دور نہ رہیں اور جنگ میں بزدلی نہ دکھائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارا پیغام ان تک پہنچا دیتا ہوں پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ کے راستے کے شہیدوں کو مردہ مت سمجھو یہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں رزق پا رہے ہیں"۔

شہداء کے جسم کے ساتھ اللہ کا معاملہ

۶۳. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک قال حدثت عن عبدالرحمن بن زناد بن أنعم عن حيان بن أبي حيلة، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتُشْهِدَ الشَّهِيْدُ أَخْرَجَ اللّٰهُ لَهُ جَسَدًا كَأَحْسَنِ جَسَدٍ ثُمَّ أَمَرَ بِرُوْحِهِ فَأُدْخِلَ فِيْهِ فَيَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ وَيَنْظُرُ إِلَى مَنْ حَوْلَهُ مِمَّنْ يَتَحَزَّنُ عَلَيْهِ، فَيَظُنُّ أَنَّهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَرَوْنَهُ فَيَنْطَلِقُ إِلَى أَزْوَاجِهِ.

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ شہید ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس کیلئے ایک بہترین جسم بھیجتے ہیں اور اسکی روح کو اس میں داخل فرما دیتے ہیں تو وہ اس جسم کو دیکھتا ہے جس سے وہ نکلا تھا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور وہ اس کے ارد گرد غمگین لوگوں کو دیکھتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں پھر وہ اپنی بیویوں، (حور عین) کی طرف چل پڑتا ہے۔

شہداء بئر معونہ

۶۴. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن مالک بن انس عن اسحاق بن عبداللہ بن أبي طلحة عن أنس بن مالک قَالَ أُنْزِلَ

فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ (بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ). [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہداء بئر معونہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا جس کی ہم تلاوت کرتے تھے پھر وہ منسوخ کر دیا گیا وہ یہ ہے کہ ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہمارے رب سے ہماری ملاقات ہوئی ہے وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

ثابت قدم رہنے والے مجاہدین اور ان کی اولاد کا رزق اللہ تعالی کے ذمے ہے

۶۵۔ حدثنا محمد، قال حدثنا بن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن المسعودی قال حدثنا القاسم والحکم اَنَّ حَارِثَةَ بْنَ النُّعْمَانِ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُنَاجِي جِبْرِيْلَ، فَجَلَسَ وَلَمْ يُسَلِّمْ فَقَالَ جِبْرِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَا أَنَّ هٰذَا لَوْ سَلَّمَ لَرَدَدْنَا عَلَيْهِ قَالَ هَلْ تَعْرِفُهُ؟ قَالَ نَعَمْ هٰذَا مِنَ الثَّمَانِيْنَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا مَعَكَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، أَرْزَاقُهُمْ وَأَرْزَاقُ أَوْلَادِهِمْ عَلَى اللّٰهِ فِي الْجَنَّةِ. [2]

"حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور بغیر سلام کئے بیٹھ گئے کیونکہ حضور ﷺ جبریل کے ساتھ محو گفتگو تھے (آثار وحی تھے) تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اگر سلام کرتے تو ہم اس کا جواب دیتے تو نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ اس کو پہچانتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں یہ ان خوش قسمت افراد میں سے ہے جو حنین کے دن آپ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان کا اور ان کی اولاد کا رزق جنت میں اللہ کے ذمے ہے"۔

---

[1] طبری ۱/۹/۴۷۹، الدر المنثور ۲/۲۵۶ بخاری ۲۶۵۹، مسلم ۶۷۷، الترغیب ۲۱۴۸، التمہید ۴/۲۷۴، بیہقی ۲۹۱۵، صحیح ابن حبان ۳۶۵۱

[2] مسند الحارث ۱۰۲۴، المعجم الکبیر ۳۲۲۵، فضائل الصحابہ ۱۵۰۸، دلائل النبوۃ ۱۰۷

میدان جہاد میں طبعی موت مرنے والا بھی شہید ہے

٦٦۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال حدثنا سلامان بن عامر الشعبانی أن عبدالرحمن بن جحدم الخولانی حَدَّثَهُ أَنَّهُ حَضَرَ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ فِي الْبَحْرِ مَعَ جَنَازَتَيْنِ أَحَدُهُمَا أُصِيبَ بِمِنْجَنِيقٍ وَالآخَرُ تُوُفِّيَ فَجَلَسَ فُضَالَةُ عِنْدَ قَبْرِ الْمُتَوَفِّي فَقِيْلَ لَهُ تَرَكْتَ الشَّهِيْدَ فَلَمْ تَجْلِسْ عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أُبَالِي مِنْ أَيِّ حُفْرَتَيْهِمَا بُعِثْتُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا
لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ

فَمَا تَبْغِي أَيُّهَا الْعَبْدُ إِذَا دَخَلْتَ مُدْخَلاً تَرْضَاهُ وَرُزِقْتَ رِزْقاً حَسَناً اوَاللّٰهِ مَا أُبَالِي مِنْ أَيِّ حُفْرَتَيْهِمَا بُعِثْتُ. [1]

"عبدالرحمٰن بن جحدم خولانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سمندری جہاد میں دو جنازوں میں شریک ہوئے، ایک منجنیق کا گولہ لگنے سے شہید ہوئے تھے اور دوسرے نے وفات پائی تھی تو فضالہ رضی اللہ عنہ متوفی کی قبر کے پاس بیٹھ گئے تو ان کو کہا گیا آپ نے شہید کو ترک کر دیا (یعنی متوفی کو ترجیح دی) اس کے پاس نہیں بیٹھے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس بات میں فرق نہیں سمجھتا کہ یہ دونوں کس سبب سے فوت ہوئے ہیں اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید ہو گئے یا وفات پا گئے تو اللہ ان کو ضرور بہترین رزق عطا فرماتے ہیں اور ضرور ایسا ٹھکانہ عطا فرماتے ہیں جس کو وہ پسند کرتا ہے بے شک اللہ ہی بہترین رازق ہیں"۔

تو جب بندے کو پسندیدہ ٹھکانہ اور بہترین رزق مل جائے تو بندہ اور کیا تلاش کرتا ہے اس لئے اللہ کی قسم میں اس میں کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ یہ دونوں کس سبب سے دنیا سے رخصت ہوئے۔

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۲/۸۹، ابن کثیر ۳/۲۳۳، طبری ۱۷/۸۹، التمہید ۱/۲۳۶

میدان جہاد کی ہر موت شہادت ہے

٦٧. حدثنا محمد،قال حدثنا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن الأوزاعی قال حدثنا یحي بن أبی کثیر أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: مَنْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي رِكَابِهِ فَاصِلاً فِي سَبِيْلِ اللهِ فَلَدَغَتْهُ هَامَّةٌ أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّةٌ أَوْ مَاتَ بِأَيِّ حَتْفٍ مَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ. [1]

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں گھر سے دور جانے کیلئے اپنی سواری پر پاؤں رکھا پھر اس کو اس سفر کے دوران کسی سانپ وغیرہ نے ڈس لیا یا وہ سواری سے گر پڑے یا وہ کسی بھی سبب سے مرجائے تو وہ شہید ہے۔

شہید اُخروی

٦٨. حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن مالک بن أنس عن عبداللهبن عبدالله بن جابر بن عتیک أن عتیک بن الحارث[وهو جد عبدالله بن عبدالله أبو أمه] أخبره أن جابر بن عتیک أخبره فی نسخة له أن عتیک أخبره أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَاللهِبْنَ الْحَارِثِ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللهِﷺ وَقَالَ: غُلِبْنَا عَلَيْکَ أَبَا الرَّبِيْعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيْكٍ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ قَالُوْا وَمَا الْوُجُوْبُ يَارَسُوْلَ اللهِ؟قَالَ إِذَا مَاتَ قَالَتْ اِبْنَتُهُ: وَاللهِإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ شَهِيْدًا فَإِنَّكَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَکَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ إِنَّ اللهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ .وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوْا: اَلْقَتْلُ فِى سَبِيْلِ اللهِ ،اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ

---

[1] ابو داؤد ۲۴۹۹، المستدرک ۲۴۱۶، ۲۴۴۵، بیہقی ۱۸۳۱۷، مسند احمد ۱۶۴۶۱، طبرانی ۱۷۷۸

الْهَدْمِ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجَمْعٍ فَهُوَ شَهِيْدٌ. [1]

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے جن پر غشی طاری ہو چکی تھی ان کو آواز دی گئی تو انہوں نے جواب نہیں دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اے ابو الربیع: ہم تمہارے بارے میں مغلوب ہو گئے (یعنی تم ہم سے رخصت ہو رہے ہو) تو عورتیں چیخنے لگیں اور رونے لگیں تو ابن عتیک رضی اللہ عنہ ان کو چپ کروانے لگ گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو جب واجب ہو گیا تو ہر گز کوئی رونے والی نہ روئے گی تو وجوب کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یعنی جب وفات پا گئے تھے ان کی بیٹی نے کہا میں تو اس بات کی امید کر رہی تھی کہ آپ شہید ہوں گے پس بے شک آپ اپنا زادِ راہ تیار کر چکے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی نیت کی بقدر عطا فرما دیتے ہیں اور تم شہادت کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ کے راستے میں قتل ہو جانے کو تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء، سات ہیں، اللہ کے راستے کا مقتول شہید ہے، پیٹ کی تکلیف میں وفات پانے والا شہید ہے، پانی میں غرق ہونے والا شہید ہے، طاعون کی وجہ سے وفات پانے والا شہید ہے، اور مکان وغیرہ کے گرنے سے وفات پانے والا شہید ہے، آگ میں جل جانے والا شہید ہے اور وضع حمل (ڈیلیوری) وغیرہ میں فوت ہو جانے والی عورت شہید ہے۔

اللہ کے ہاں کون کون شہید ہے

۷۹. حدثنا محمد، قال حدثنا بن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن زائدة بن قدامة قال حدثنا ابراهیم بن المهاجر عن طارق بن شهاب قال: ذُكِرُوْا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ

[1] موارد الظمآن ۱۶۱۶، شعب الایمان ۹۸۸۰، الترغیب ۲۱۲۶، نوادر الاصول ۲۱۹/۴، التمہید ۲۰۲/۱۹، کتاب الدم ۲۸۰/۱، صحیح ابن حبان ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ابوداؤد ۳۱۱۱، موطا امام مالک ۵۰۴، المستدرک ۱۳۰۰، السنن الکبریٰ ۱۹۷/۳، ۲۹۷/۷، بیہقی ۶۹۳۵، المعجم الکبیر ۱۷۷۹، مسند شافعی ۳۶۲/۱، نسائی ۱۸۴۶، طحاوی ۲۹۱/۴، الترغیب ۲۱۶۵، فتح الباری ۱۷۵/۳، تہذیب الکمال ۳۳۲/۱۹، نیل الاوطار ۱۵۲/۴

الشُّهَدَاءُ فَقِيلَ إِنَّ فُلَانًا قُتِلَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفُلَانًا قُتِلَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا شَهِيدًا. فَقَالَ عَبْدُاللهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ شُهَدَاؤُكُمْ إِلَّا مَنْ قُتِلَ إِنَّ شُهَدَاءَكُمْ إِذًا لَقَلِيلٌ إِنَّ مَنْ يَتَرَدَّى مِنَ الْجِبَالِ، وَيَغْرَقُ فِي الْبُحُورِ وَتَأْكُلُهُ السِّبَاعُ شُهَدَاءُ عِنْدَاللهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شہداء کا تذکرہ چل رہا تھا کسی نے کہا کہ فلاں شخص فلاں معرکے میں شہید ہوا اور فلاں شخص فلاں جنگ میں شہید ہوا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شہداء صرف مقتولین ہیں پھر تو تمہارے شہداء بہت تھوڑے ہونگے۔ جو پہاڑ سے گر پڑے اور سمندر میں ڈوب جائے یا اس کو درندے کھا جائیں تو وہ بھی اللہ کے ہاں قیامت کے دن شہداء میں شمار ہوں گے۔

مجاہد کا ایک دن ساری زندگی کے نماز روزے سے افضل ہے

۷۰. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن حیوة بن شریح قال اخبرنی بکیر بن عمرو أن صفوان بن سلیم حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ: أَيَسْتَطِيعُ اَحَدُكُمْ أَنْ يَقُومَ فَلَا يَفْتُرَ، وَيَصُومَ فَلَا يُفْطِرَ مَا كَانَ حَيًّا؟ فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَنْ يُطِيقُ هٰذَا! فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَوْمَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنْهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تابعین کی مجلس میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب تک زندہ ہے مسلسل نماز پڑھے، بغیر توقف کے اور مسلسل روزہ رکھے اور کبھی ناغہ نہ کرے تو عرض کیا گیا، اے ابو ہریرہ! اس کی طاقت کون رکھ سکتا ہے پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک مجاہد کا جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن اس سے افضل ہے۔

---

[1] کتاب السنن ۲۶۱۷، مصنف عبدالرزاق ۹۵۷۲۔۔۔

میدان جہاد کا ایک دن ہزار دن کے روزے اور نمازوں کے برابر ہے

۷۱. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابراهيم بن ابي عيلة قال حدثنا أبو العبيد حاجب سليمان بن عبدالملک عن عبدالأعلى بن هلال السلمى قال قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ لِقَوْمِهِ لَقَدْ تَبَيَّنَ أَیْ وَاللهِ لَقَدْ شَغَلْتُكُمْ عَنِ الْجِهَادِ حَتّٰى حَقَّتْ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّلْحَقَ بِالشَّامِ فَلْيَفْعَلْ ،وَمَنْ أَحَبَّ اَنْ يَلْحَقَ بِالْعِرَاقِ فَلْيَفْعَلْ،وَمَنْ أَحَبَّ اَنْ يَلْحَقَ بِمِصْرَ فَلْيَفْعلْ،فَإِنَّ يَوْمَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ كَأَلْفِ يَوْمٍ لِلصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ وَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ.

عبدالاعلی ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قوم سے خطاب کیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ بات واضح ہے کہ میں نے (داخلی مسائل کی وجہ سے) تمہیں جہاد سے دور رکھا جب کہ وہ میرے اور تمہارے ذمے لازم ہے۔

پس جو شام جانا چاہے چلا جائے، اور جو عراق جانا چاہے چلا جائے اور جو مصر جانا چاہے چلا جائے اس لئے کہ مجاہد کا جہاد میں ایک دن مسلسل نماز پڑھنے والے اور بلا ناغہ روزہ رکھنے والے کے ہزار دن کے برابر ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن باقی اعمال کے ہزار دنوں سے افضل ہے

۷۲. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن أبی معن قال حدثنا أبو عقيل عن أبی صالح مولى عثمان قال قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ بِمِنًى يَاأَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ حَدِيْثًا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَدْ كُنْتُ كَتَمْتُكُمُوْهُ ظَنًّا بِكُمْ وَقَدْ بَدَالِي أَنْ أُبْدِيَهُ نَصِيْحَةً لِلّٰهِ وَلَكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ فَلْيَنْظُرْ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ لِنَفْسِهِ.[1]

[1] صحیح ابن حبان ۴۶۰۹، المستدرک ۲۳۸۱، بیہقی ۱۸۲۸۶، مسند طیالسی ۸۷، موارد الظمآن ۱۵۹۲، نسائی ۳۱۷۰ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۴۲۵

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابو صالح کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ کی مسجد خیف میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی جس کو میں تمہارے بے عمل ہو جانے کے گمان کی وجہ سے چھپاتا تھا اور اب میں سمجھ رہا ہوں کہ اللہ کی رضا اور تمہاری خیر خواہی کیلئے اس کو ظاہر کر دوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن اس کے سوا دوسرے کاموں میں ہزار دن لگانے سے بھی افضل ہے، پس تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کے بارے میں رائے قائم کرے۔ (یعنی وہ اس فضیلت کا طلبگار رہے یا نہیں)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بے مثال جذبہ جہاد

۷۳. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن عن جويبر عن الضحاک في قوله كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ قال فنزلت آية الْقِتَالِ فَكَرِهُوْهَا فَلَمَّا بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثَوَابَ اَهْلِ الْقِتَالِ وَفَضِيْلَةَ أَهْلِ الْقِتَالِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِأَهْلِ الْقِتَالِ مِنَ الْحَيَاةِ وَالرِّزْقِ لَهُمْ ،لَمْ يُؤْثِرْ أَهْلُ الْيَقِيْنِ بِذٰلِكَ عَلَى الْجِهَادِ شَيْئاً فَأَحَبُّوْهُ وَرَغِبُوْا فِيْهِ حَتّٰى اَنَّهُمْ يَسْتَحْمِلُوْنَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا لَمْ يَجِدْ مَا يُحْمِلُهُم تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَناً أَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ،وَالْجِهَادُ فَرِيْضَةٌ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ. [۱]

''امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اس آیت ''تم پر قتال فرض کیا گیا ہے جو تم پر گراں ہے'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت قتال نازل ہوئی تو ان کو یہ حکم مشکل لگا پس جب اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا ثواب ان کی فضیلت ان کی حیات اور ان کیلئے تیار کردہ رزق کو بیان فرمایا تو اس کے بعد اہل یقین جہاد پر کسی اور عمل کو ترجیح نہیں دیتے تھے وہ جہاد کو محبوب اور مرغوب سمجھتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے جہاد میں شرکت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کیلئے سواری نہ تھی تو وہ اس حالت میں

۱ طبری ۳۴۵/۲ ۲ طبری ۱۶۸/۵

لوٹے کہ آنسوان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے اس غم کی وجہ سے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے مال و دولت نہیں رکھتے۔ اور جہاد اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔

ایک جہادی آیت کا مفہوم

۷۴. حدثنا محمد، قال حدثنا بن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قوله مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قال: وفي الْمُسْتَضْعَفِينَ. [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا قول ''تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''اور تم کمزور لوگوں کیلئے جہاد کیوں نہیں کرتے''۔

ایک آیت کا شان نزول

۷۵. حدثنا محمد، قال حدثنا بن رحمة، قال حدثنا ابن المبارک عن معمر عن قتادة قوله وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قال أنزل الله في سورة البقرة

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

لقوله اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول ''اور جب مومنین نے لشکروں کو مجتمع دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ چیز ہے جس چیز کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی فرمایا تھا'' فرماتے ہیں، کہ یہ مومنین نے سورۃ بقرہ کی اس آیت کی وجہ سے کہا

---

[1] طبری ۵/۱۶۸

تھا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ پہلے لوگوں پر جو سختیاں بھوک اور آزمائشیں آئیں تم ان کو جھیلے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

احد کے میدان سے جہاد جنت کی خوشبو آرہی ہے

۷۶. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن سليمان بن المغيرة عن ثابت عن أنس قَالَ قَالَ عَمِّيْ أَنَسُ بْنُ النَّضرِ سُمِّيْتُ بِهِ، لَمْ يَشْهَدْ بَدْراً مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَبُرَ عَلَيْهِ فَقَالَ : أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غُيِّبْتُ عَنْهُ أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ أَرَانِيَ اللهُ مَشْهَداً مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ: فَهَابَ أَنْ يَقُوْلَ غَيْرَهَا فَشَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو وَاهاً لِرِيْحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهَا دُوْنَ أُحُدٍ. فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ وَوُجِدَ فِيْ جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ أَثراً مِنْ ضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ وَطَعْنَةٍ فَقَالَتْ عَمَّتِيْ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضرِ: فَمَا عَرَفْتُ أَخِيْ إِلَّا بِبَنَانِهِ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ انہیں کے نام پر میرا نام رکھا گیا تھا، بدر میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے تھے ان کیلئے بڑا باعث ملال تھا پس فرماتے تھے کہ پہلی جنگ جس میں حضور ﷺ شریک ہوئے اور میں اس میں شرکت سے محروم رہا۔ اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے حضور ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہونے کا موقع عطا فرمایا تو اللہ رب العزت دیکھیں گے کہ میں کیا جو ہر دکھاتا ہوں اور اس کے سوا وہ کوئی اور بات نہ کہتے تھے۔

---

[1] بخاری ۲۶۵۱، ۳۸۲۲، قرطبی ۱۴/ ۱۵۹، ابن کثیر ۳/ ۴۷۶، مسلم ۱۹۰۳، صحیح ابن حبان ۷۰۲۳، ۴۷۷۲، مسند ابی عوانہ ۶۸۵۰، ۷۳۳۶، ترمذی ۳۲۰۰، بیہقی ۱۷۶۹۶، السنن الکبری ۸۲۹۱، ۱۱۴۰۳، مسند احمد ۱۳۱۰۷، ۱۳۰۳۸، ۱۳۶۸۳، مسند طیالسی ۲۰۴۴، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۱۲۱، طبرانی ۷۶۹، الترغیب ۲۱۱۳، الدر المنثور ۶/ ۲۸۶، طبری ۲۱/ ۱۲۶، البدایہ ۴/ ۳۲

اگلے ہی سال ان کو حضور ﷺ کے ساتھ احد میں شرکت کا موقع مل گیا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوگئی تو ان کو فرمایا کہ اے ابوعمرو! جنت کی خوشبو کیا ہی اچھی ہے جسے میں میدان احد میں محسوس کر رہا ہوں پس جنگ میں گھس گئے اور شہید ہوگئے اور ان کے جسم پر تلوار تیر اور نیزے کے اسی سے کچھ زائد زخم تھے، میری پھوپھی ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی شہادت پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''مومنین میں ایسے افراد ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کر دیا کچھ تو اپنا عہد نبھا چلے ہیں اور کچھ ابھی صف انتظار میں ہیں اور وہ اپنے عہد کو تبدیل کرنے والے نہیں''۔

شوق شہادت میں کھجوریں پھینک دیں

۷۷. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارك عن مسعر بن كدام عن أبي بكر بن حفص قال قرأ رسول الله ﷺ يوم بدر

وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ قُسْحُم: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ وَبَخٍ عَلَى وَجْهَيْنِ عَلَى التَّعَجُّبِ وَعَلَى الْأَنْكَارِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِمْتَ أَنِّيْ إِنْ دَخَلْتُ فِيْهَا كَانَ لِيْ فِيْهَا سَعَةٌ، قَالَ أَجَلْ ثُمَّ ابْنُ قُسْحُم قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ كَمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا؟ قَالَ أَنْ تَلْقَاهَا وِلَاءَ الْقَوْمِ فَتَصَدَّقَ اللهَ قَالَ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهِ وَقَالَ تَخَلِّيْ مِنْ طَعَامِ الدُّنْيَا ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ. [1]

ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن یہ آیت پڑھی کہ ''اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے'' تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جسے ابن قسحم کہا

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ۱۹۳۲۵، الجہاد ۵۵، مسلم ۱۹۰۱، مسند احمد ۱۲۴۲۱، بیہقی ۱۷۹۷۶، التمہید لابن عبدالبر ۲۴/۹۹، المستدرک ۵۷۹۸، کتاب السنن ۲۵۵۶، طبقات ابن سعد ۲/۲۵، الاصابہ ۳/۱۶۷

جاتا تھا کہنے لگے واہ واہ (ابوبکر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس ''واہ واہ'' کے دو مطلب ہو سکتے ہیں بطور تعجب ومسرت کے اور بطور طنز وانکار کے اس لئے) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''واہ واہ'' سے تو نے کس چیز کا ارادہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کہ آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ اگر میں جنگ میں داخل ہوا تو میرے لئے اس میں گنجائش ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، پھر ابن قسحم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اور جنت کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو قوم کے پیچھے ہی اس سے مل جائے گا (یعنی شہداء کی متابعت میں اسی وقت جنت میں داخل ہوجائے گا) فرماتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں ان کو پھینکا اور فرمایا کہ دنیا کے کھانے کو چھوڑ پھر آگے بڑھے اور جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہوگئے۔

میدان جنگ میں جنت کی تلاش

۷۸. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن جریر بن حازم عن یزید بن حازم عن عکرمة مولی ابن عباس قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ الجَمُوحِ. شَيْخٌ مِنَ الأَنْصَارِ. أَعْرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى بَدْرٍ قَالَ لِبَنِيهِ: أَخْرِجُونِي فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ عِرَجُهُ وَحَالُهُ فَأَذِنَ لَهُ فِي الْمَقَامِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ خَرَجَ النَّاسُ فَقَالَ لِبَنِيهِ أَخْرِجُونِي فَقَالُوا قَدْ رَخَّصَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَذِنَ قَالَ هَيْهَاتَ مَنَعْتُمُونِي الْجَنَّةَ بِبَدْرٍ وَتَمْنَعُونِيهَا بِأُحُدٍ! فَخَرَجَ. فَلَمَّا الْتَقَى النَّاسُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ الْيَوْمَ أَطَأُ بِعِرْجَتِي هٰذِهِ الْجَنَّةَ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَطَأَنَّ بِهَا الْجَنَّةَ الْيَوْمَ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ كَانَ مَعَهُ يُقَالُ لَهُ سُلَيْمٌ اِرْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ قَالَ وَمَا عَلَيْكَ أَنْ أُصِيبَ الْيَوْمَ خَيْرًا مَعَكَ؟ قَالَ: فَتَقَدَّمْ إِذًا قَالَ: فَتَقَدَّمَ الْعَبْدُ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.[1]

---

[1] بیہقی ۱۷۵۹۹، سیرۃ ابن ھشام ۳۹/۴، سیرۃ الحلبیۃ ۵۲۶/۲، زاد المعاد ۲۰۹/۳، البدایۃ والنھایۃ ۳۷/۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ انصار کے بوڑھوں میں سے تھے اور لنگڑے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کیلئے نکلے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے بھی جہاد کیلئے لے جاؤ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی لنگڑاہٹ اور حالت بیان کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر رہنے کی رخصت عنایت فرما دی۔ جب احد کا دن آیا اور لوگ جہاد کیلئے نکلے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے بھی لے جاؤ تو انہوں نے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا ناس ہو تم نے بدر کے دن بھی مجھے جنت سے دور رکھا اور اب بھی مجھے جنت سے روک رہے ہو پس وہ جہاد کیلئے نکلے پھر جب لشکر گڈمڈ ہو گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر میں آج شہید ہو جاؤں تو اسی لنگڑاہٹ کے ساتھ جنت میں چلوں پھروں گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آج اس لنگڑے پاؤں کے ساتھ ضرور جنت میں گھوموں گا۔ پس انہوں نے اپنے غلام سلیم سے کہا کہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ جا تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے ساتھ مجھے بھی کوئی بھلائی حاصل ہو جائے تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے، تو انہوں نے کہا کہ پھر آگے بڑھ، راوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلام آگے بڑھا قتال کیا اور شہید ہو گیا پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور لڑائی میں گھس گئے اور شہید ہو گئے۔

جہاد میں شرکت کے لئے باپ بیٹے میں قرعہ اندازی

۷۹. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن رجل عن عمرو بن الحارث عن سعيد بن أبي هلال أن سليمان بن أبان حدثه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا خَرَجَ اِلٰى بَدْرٍ أَرَادَ سَعْدُبْنُ خَيْثَمَةَ وَأَبُوْهُ أَنْ يَخْرُجَا مَعاً فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَمَرَهُمَا أَنْ يَخْرُجَ أَحَدُهُمَا فَاسْتَهَمَا فَخَرَجَ سَهْمُ سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْهُ : آثِرْنِي بِهَا يَابُنَيَّ فَقَالَ يَا أَبَتِ إِنَّهَا الْجَنَّةُ لَوْ كَانَ غَيْرُهَا آثَرْتُكَ بِهٖ فَخَرَجَ سَعْدٌ مَعَ

النَّبِيِّ ﷺ فَقُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ قُتِلَ خَيْثَمَةُ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يَوْمَ أُحُدٍ. [1]

نبی کریم ﷺ جب بدر کیلئے نکلے تو حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد دونوں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا اور حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ فرمایا تو حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ان میں سے ایک جہاد میں نکلے تو باپ بیٹے نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نام نکلا تو ان کے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے اس میں مجھے ترجیح دے دو تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابا جان یہ جنت کا معاملہ ہے اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو یقیناً میں آپ کو ترجیح دیتا۔ پس حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ نکلے اور بدر میں شہید ہو گئے اور ان کے والد حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ اگلے سال احد میں شہید ہوئے۔

رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا

۸۰. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن معمر قال أخبرني ثمامة بن عبدالله بن أنس أنه سمع انس بن مالک يقول لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مَلْحَانَ. وَكَانَ خَالَهُ. يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَرَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ میں جب حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے کو نیزہ مارا گیا تو انہوں نے اپنے لہو کو ہاتھ میں لے کر اپنے سر اور چہرے پر پھیرا اور فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

---

[1] المستدرک ۲۸۶۶، کتاب السنن ۲۵۵۸، سیر اعلام النبلاء ۱/۲۶۶، الاصابہ ۳/۵۶

[2] بخاری ۳۸۶۵، بیہقی ۱۸۶۰۳، السنن الکبری ۸۲۹۷، شعب الایمان ۱۰۰۸۱، الاصابہ ۲/۴۷، فضائل الصحابہ للنسائی ۱/۵۸، البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۷، مسلم ۶۷۷، مسند احمد ۱۳۲۱۸، ۱۳۸۸۱، مصنف عبدالرزاق ۹۵۶۴، ۹۷۴۲، المعجم الصغیر ۵۳۶، الاوسط ۳۷۹۳، مسند عبد بن حمید ۱۲۷۶، طبرانی ۳۶۰۶، الترغیب ۲۱۴۸، حلیۃ الاولیاء ۱/۱۲۳، اخبار مکہ ۳۸۷، السیرۃ الحلبیۃ ۳/۱۶۷، زاد المعاد ۳/۲۴۷، سیر اعلام النبلاء ۲/۳۰۷

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد فرشتوں نے دفن کیا

۸۱۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن معمر ویونس عن الزهری قال زعم عروة بن الزبیر أَنَّ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ قُتِلَ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يُوجَدْ جَسَدُهُ حِينَ دَفَنُوهُ يَرَوْنَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ دَفَنَتْهُ۔ [1]

حضرت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا گمان یہ ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بئر معونہ میں شہید ہو گئے اور دفن کے وقت ان کا جسم نہیں مل رہا تھا اور یہ گمان کیا جا رہا تھا کہ ملائکہ نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

بئر معونہ کے شہداء کے لئے رضائے ربانی کا پروانہ

۸۲۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن مالک بن انس عن اسحق بن عبدالله بن أبی طلحة عن أنس بن مالک قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا اَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ غَدَاةً يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ، عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ وَأُنْزِلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ (بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ)۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن تک ان ملعونین کیلئے بددعا فرماتے رہے جنہوں نے بئر معونہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم رعل، ذکوان اور عصیہ کیلئے بددعا فرماتے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شہداء بئر معونہ کیلئے قرآن نازل ہوا تھا جسے بعد میں منسوخ کر دیا گا وہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ بے شک ہماری ملاقات ہمارے رب سے ہو گئی ہے پس وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۹۷۴۱، حلیۃ الاولیاء ۱/۱۱۰، المعجم الکبیر ۱۴۰، مجمع الزوائد ۱۵۱۳۰، الاستیعاب ۲/۷۹۷، طبقات ابن سعد ۲/۵۲، ۳/۲۳۱

[2] مسلم ۶۷۷، بخاری ۲۶۵۹، ۳۸۶۳، صحیح ابن حبان ۱۹۷۳، ۴۶۵۱، طبقات ۲/۵۴، ۳/۵۱۵، مسند ابی عوانہ ۲/۲۸۶، بیہقی ۱۸۶۰۲، السنن الکبری ۶۵۷، نسائی ۱۰۷۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۶۹۸۰، طحاوی ۱/۲۴۷، مسند احمد ۱۲۰۸۳، ۱۳۲۸۷، الثقات ۱/۲۳۷

حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے

۸۳. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن سليمان بن المغيرة عن ثابت عن أنس قال اِنْطَلَقَ حَارِثَةُ بْنُ عَمَّتِيَ الرُّبَيِّعُ نَظَّارًا يَوْمَ بَدْرٍ وَمَا انْطَلَقَ لِقِتَالٍ فَأَصَابَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَجَاءَ تْ عَمَّتِي أُمُّهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِي حَارِثَةَ إِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرُ وَأَحْتَسِبُ وَإِلَّا فَسَتَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّاتٌ كَثِيْرَةٌ وَإِنَّ حَارِثَةَ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى. [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی ربیع بن نضر رضی اللہ عنہا کا بیٹا حارثہ جنگ کا نظارہ کرنے کیلئے بدر میں گیا تھا قتال کیلئے نہیں گیا تھا، اس کو ایک تیر لگا اور شہید ہو گیا تو میری پھوپھی اور حارثہ کی ماں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا حارثہ اگر تو جنت میں ہے تو میں صبر کروں وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں (یعنی میری چیخ و پکار سنیں گے) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ام حارثہ بے شک جنتیں تو بہت ہیں لیکن تیرا بیٹا حارثہ فردوس اعلیٰ کا مکین ہے۔

محافظ رسول حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

۸۴. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن حميد عن أنسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ كَانَ يَرْمِيْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ خَلْفِهِ لِيَنْظُرَ أَيْنَ تَقَعُ نَبْلُهُ فَيَتَطَاوَلُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِصَدْرِهِ يَقِيْ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ: هٰكَذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ، نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ. [2]

---

[1] صحیح ابن حبان ۹۵۸، ۴۶۶۴، المستدرک ۴۹۳، ۳۲۹/۳، موارد الظمآن ۲۲۷۲، السنن الکبری ۸۲۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۶۷۱۳، مسند احمد ۱۳۲۷۳، ۱۴۰۴۳، مسند طیالسی ۲۰۲۹، المعجم الکبیر ۳۲۳۴، فضائل الصحابہ للنسائی ۱۲۸، بخاری ۲۶۵۴، الترغیب ۲۱۴۴، بیہقی ۱۸۳۴۸، الدرالمنثور ۹۴/۴، طبری ۳۸/۱۶

[2] مسلم ۱۸۱۱، صحیح ابن حبان ۱۸۱۷، المستدرک ۵۵۰۹، موارد الظمآن ۲۲۵۰، السنن الکبری ۸۴۸۴، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۹۵، مسند أحمد ۱۲۰۴۳، ۱۳۱۲۷، فضائل الصحابہ للنسائی ۱۷۹، فضائل الصحابہ لابن حنبل ۱۵۶۷، کتاب السنن لسعید بن منصور ۲۸۹۸، الطبقات الکبری لابن سعد ۵۰۶/۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (احد کے) دن حضور ﷺ کے آگے تیر اندازی کر رہے تھے اور حضور ﷺ ان کے پیچھے سے سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کے تیر کہاں لگ رہے ہیں تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پورے قد سے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ ادھر ہو جائیں، اللہ نے مجھے آپ ﷺ کا فدائی بنا دیا ہے اور میرا جسم آپ کی ڈھال ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی رقت انگیز دعائے شہادت

۸۵۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن سفیان بن عیینة عن علی بن زید بن جدعان عن سعید بن المسیب قال قال عَبْدُاللهِ بْنُ جَحْشٍ یَوْمَ اُحُدٍ: اَللّٰهُمَّ (اِنِّیْ) اُقْسِمُ عَلَیْکَ اَنْ نَلْقَی الْعَدُوَّ اِذَا لَقِیْنَا الْعَدُوَّ اَنْ یَّقْتُلُوْنِیْ، ثُمَّ یَبْقُرُوْا بَطْنِیْ، ثُمَّ یُمَثِّلُوْنِیْ، فَاِذَا لَقِیْتُکَ سَأَلْتَنِیْ: فِیْمَ هٰذَا؟ فَاَقُوْلُ فِیْکَ فَلَقِیَ الْعَدُوَّ فَقُتِلَ وَفُعِلَ ذٰلِکَ بِهٖ۔ [1]

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد کے دن فرمایا کہ اے اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہم جب دشمن سے ٹکرائیں تو وہ مجھے قتل کریں اور میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں اور ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالیں۔ پھر جب میں آپ سے ملوں تو آپ سوال کریں کہ یہ کس کیلئے ہے تو میں عرض کروں کہ آپ ہی کے راستہ کا تحفہ ہے پس وہ دشمن سے ٹکرائے اور شہید ہو گئے اور ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ سعید ابن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کی قسم کے ابتدائی حصہ کو پورا فرمایا آخری حصہ کو بھی پورا فرمائیں گے۔

عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت

۸۶۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن اسرائیل بن ابی اسحق قال حدثنا سعید بن مسروق قال حدثنی مسلم ابن صبیح

[1] المستدرک ۴۹۰۲/۳، مصنف عبدالرزاق ۹۵۵۲، حلیۃ الاولیاء ۱۰۹/۱، زاد المعاد ۲۰۸/۳، مجمع الزوائد ۳۰۱/۹

قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ لِبَنِيهِ مَنَعْتُمُونِيَ الْجَنَّةَ بِبَدْرٍ وَاللّٰهِ لَئِنْ بَقِيتُ...... فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ أَنْتَ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ عُمَرُ: لَمْ يَكُنْ لِيْ هَمٌّ غَيْرُهُ ،فَطَلَبْتُهُ فَإِذَاهُوَ فِي الرَّعِيلِ الْأَوَّلِ. [1]

مسلم بن صبیح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ تم نے مجھے بدر میں جنت سے روکا اور اللہ کی قسم اگر میں زندہ رہا تو یوں کرونگا (یعنی یہ کارنامے سرانجام دوں گا) یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے ملے اور دریافت کیا کہ آپ اس بات کے قائل ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں، راوی فرماتے ہیں کہ احد کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے سوا کوئی اور فکر نہ تھی (یعنی ان کے قول کا کیا بنتا ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو تلاش کیا وہ تو اول شہداء میں تھے۔

شہداء کی اولاد کا اکرام

۸۷. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن عبدالرحمن بن زیدبن أسلم عن أبیه أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا فَرَضَ لِلنَّاسِ فَرَضَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ فَأَتَاهُ طَلْحَةُ بِابْنِ أَخٍ لَهُ فَفَرَضَ لَهُ دُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَضَّلْتَ هٰذَا الْأَنْصَارِيَّ عَلَى ابْنِ أَخِيْ قَالَ نَعَمْ لِأَنِّيْ رَأَيْتُ أَبَاهُ يَسْتَنُّ يَوْمَ أُحُدٍ بِسَيْفِهِ كَمَا يَسْتَنُّ الْجَمَلُ . [2]

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بیت المال سے لوگوں کے وظائف مقرر فرمائے تو حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا دو ہزار درہم وظیفہ مقرر فرمایا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے کے ہمراہ آئے تو ان کا وظیفہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے کم مقرر فرمایا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے اس انصاری کو میرے بھتیجے پر ترجیح دی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] سیر أعلام النبلاء ۱/ ۲۵۵ [2] المستدرک ۴۹۱۸

فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ میں نے اس کے باپ کو میدان احد میں ایسے تلوار سونتے ہوئے دیکھا ہے جیسے اونٹ کھڑا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر فدا ہونے والے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم

۸۸۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن محمد بن اسحق قال حدثنی الحصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ عن محمود بن عمرو عن یزید بن السکن أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا لَحِمَهُ الْقِتَالُ يَوْمَئِذٍ.يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ.وَخَلَصَ إِلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ ثَقُلَ وَظَاهَرَ بَيْنَ دِرْعَيْنِ يَوْمَئِذٍ وَدَنَا مِنْهُ الْعَدُوُّ فَذَبَّ عَنْهُ الْمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ حَتَّى قُتِلَ وَأَبُوْدَجَانَه سِمَاكُ بْنُ خَرْشَةَ حَتَّى كَثُرَتْ فِيهِ الْجِرَاحَةُ وَأُصِيبَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَثُلِمَتْ رُبَاعِيَتُهُ وَكُلِمَتْ شَفَتُهُ وَأُصِيبَتْ وَجْنَتُهُ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ رَجُلٌ يَبِيعُ لَنَا نَفْسَهُ ؟فَوَثَبَ فُتْيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ خَمْسَةٌ فِيهِمْ زِيَادُبْنُ السَّكَنِ فَقُتِلُوْاحَتَّى كَانَ آخِرُهُمْ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ فَقَاتَلَ حَتَّى أُثْبِتَ ثُمَّ ثَابَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَاتَلُوْا عَنْهُ حَتَّى أَجْهَضُوا عَنْهُ الْعَدُوَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أُدْنُ مِنِّي وَقَدْ أَثْبَتَهُ الْجِرَاحَةُ فَوَسَدَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدَمَهُ حَتَّى مَاتَ عَلَيْهَا ،وَهُوَ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ۔ [1]

یزید بن سکن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب جنگ کا دائرہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ بھاری ہو چکے تھے اور دو زرہیں زیب تن ہوئی تھیں اور دشمن آپ ﷺ کے قریب پہنچ چکا تھا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے دشمن کو آپ ﷺ سے ہٹایا حتی کہ وہ شہید ہو گئے اور حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کیا حتی کہ بہت زیادہ زخمی ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ

---

[1] التاریخ الکبیر للبخاری ۳۱۴۶،السیرۃ لابن ہشام ۳۰/۴،الاستیعاب ۱۱۴۳،۱۱۴۲/۳،۵۳۲/۲،الإصابة ۲۸۵۶، الثقات ۹۲/۱

انور زخمی ہو گیا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اور ہونٹ زخمی ہو گئے اور خود کی کڑیاں جسم میں گھس گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے تو پانچ انصاری صحابی ؓ کود کر میدان میں اترے جن میں حضرت زیاد بن سکن ؓ بھی تھے یہ سارے شہید ہو گئے ان میں سے آخر میں شہید ہونے والے حضرت زیاد ؓ تھے انہوں نے حضور ﷺ کا دفاع کیا حتی کہ زخمی ہو کر گر پڑے تو مسلمانوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا اور آپ ﷺ کا دفاع کیا اور دشمن کو بھگا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو میرے قریب کر دو اور حضرت زیاد ؓ کی حالت یہ تھی کہ زخموں کی وجہ سے ہل بھی نہ سکتے تھے حضور ﷺ نے اپنے اقدام مبارکہ کو حضرت زیاد ؓ کا تکیہ بنایا حتی کہ حضرت زیاد بن سکن ؓ آپ ﷺ کے قدم مبارک پر ہی شہید ہو گئے۔

یارسول اللہ! میری جان آپ ﷺ پر فدا ہے

۸۹. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن سفیان بن عیینة قال لنا أُصِيبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ نحواً مِنْ ثَلاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَجِيْءُ حَتّٰى يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيْهِ، أَوْقَالَ يَتَقَدَّمُ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَجْهِيْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ وَنَفْسِيْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ، وَعَلَيْكَ سَلامُ اللهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ . [1]

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن حضور ﷺ کے دفاع میں تیس کے قریب صحابہ ؓ زخمی و شہید ہوئے ان میں سے ہر ایک گھسٹتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا چہرہ آپکے چہرے کی ڈھال ہے اور میری ذات آپ ﷺ کی ذات پہ قربان ہے اور آپ ﷺ پر اللہ کا منقطع نہ ہونے والا اسلام نازل ہو۔

دفاع دین کے لئے جہاد کرو

۹۰. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن أبی

---

[1] الطبقات الکبری ۲/۴۶

بشر ورقاء بن عمر الیشکری عن ابن ابن نجیح عن ابیہ أَنَّ رَجُلاً مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الاَنْصَارِ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ فَقَالَ : يَا فُلَانُ أَشَعَرْتَ أَنَّ مُحَمَّداً قَدْ قُتِلَ ؟ قَالَ الأَنْصَارِيُّ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ قَدْ قُتِلَ ،فَقَدْ بَلَّغَ ،فَقَاتِلُوا عَنْ دِيْنِكُمْ. [1]

ابونجیح فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جو اپنے خون میں غلطاں تھے پس اس نے کہا کہ اے فلاں کیا تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے؟ تو انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو وہ اپنا حق ادا کر چکے اور دین پہنچا چکے پس تم اپنے دین کے دفاع کیلئے لڑو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے صحابہ کی جاں نثاری

191۔ حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن اسحق بن یحی بن طلیحة قال حدثنی عیسی بن طلحة بن عبیداللہ عن عائشة قَالَتْ : أَخْبَرَنِي أَبِيْ قَالَ: كُنْتُ فِيْ أَوَّلِ مَنْ فَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ فَرَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَاتِلُ دُوْنَهُ .أَرَاهُ قَالَ: وَيَحْمِيْهِ.قُلْتُ كُنْ طَلْحَةُ فَاتَنِي مَا فَاتَنِي وَبَيْنِيْ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَجُلٌ أَنَا أَقْرَبُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهُ وَهُوَ يَخْطُفُ السَّعْيَ تَخَطُّفاً لاَأَحْفِظُهُ حَتّٰى دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا حَلْقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ قَدْ نَشَبَتَا فِي وَجْهِهِ وَإِذَا هُوَ أَبُوْعُبَيْدَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْكُمْ صَاحِبُكُمْ يُرِيْدُ طَلْحَةَ وَقَدْ نَزَفَ فَلَمْ يَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَرَادَنِي أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَلٰى أَنْ أَتْرُكَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتّٰى تَرَكْتُهُ فَأَكَبَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخَذَ حَلْقَةً قَدْ نَشَبَتْ فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَرِهَ أَنْ يُزَعْزِعَهَا فَيَشْتَكِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَزَمَّ عَلَيْهَا (بِثُنَيَّتِهِ)ثُمَّ نَهَضَ عَلَيْهَا فَنَدَرَتْ ثُنَيَّتُهُ وَنَزَعَهَا فَقُلْتُ دَعْنِيْ فَأَبِي فَطَلَبَ إِلَيَّ فَأَكَبَّ عَلَى الأُخْرٰى فَصَنَعَ بِهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَعَهَا وَنَدَرَتْ ثُنَيَّتُهُ فَكَانَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ أَهْتَمَ الثَّنَايَا. [2]

---

[1] التفسیر للطبری ۴/۱۱۱،۱۱۲،ابن کثیر ۱/۴۱۰،الدر المنثور ۲/ ۳۳۵،زاد المعاد ۳/ ۲۰۷،البدایة ۴/ ۳۱

[2] المستدرک ۴۳۱۵،۵۱۵۹،صحیح ابن حبان ۶۹۸۰،مسند طیالسی ۶،ابن کثیر ۱/ ۴۱۷،فتح الباری ۷/ ۳۶۱،فضائل الصحابة لابن حنبل ۲۵۹،البدایة ۴/ ۲۹،الاحادیث المختارة ۴۸،تہذیب الکمال ۱۳/ ۴۱۷،مسند بزار ۶۳،حلیة الاولیاء ۱/ ۸۷، الطبقات لابن سعد ۳/ ۲۱۸

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ احد کے دن واپس لوٹنے والوں میں میں پہلے تھا میں نے ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں لڑتا ہوا دیکھا تو میں نے دل میں کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہوں گے جو مجھ پر سبقت لے گئے۔ میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اچک اچک کر لڑ رہے تھے اور میں ان کو پہچان نہیں پا رہا تھا۔ پیچھے ہٹتے ہٹتے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو دیکھا کہ خود کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئی ہیں اور وہ آدمی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کو دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا جو زیادہ زخمی ہو چکے تھے اور ہماری توجہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھی۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اصرار کر کے مجھے پیچھے کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں گھسی ہوئی کڑی کو پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے ڈر سے ہاتھ سے نہیں کھینچا بلکہ دانت سے نکال دی اور اسی کوشش میں ان کا ایک دانت بھی ٹوٹ گیا۔ میں نے قریب ہونے کی کوشش کی تو باصرار مجھے پیچھے کر دیا اور دانت سے دوسری کڑی بھی نکال دی اور ان کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دونوں دانت ٹوٹ گئے تھے“۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت

۹۲. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک قال وأخبرني أيضا اسحق بن يحي قال أخبرني موسى بن طلحة أَنَّ طَلْحَةَ رَجَعَ بِسَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ أَوْ خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ بَيْنَ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ رُبِعَ فِيْهَا جَبِيْنُهُ وَقُطِعَ فِيْهَا عِرْقُ نَسَائِهِ وَشَلَّتْ اِصْبَعُهُ هٰذِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ۔ [1]

موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تلوار، تیر اور نیزے کے پچھتر زخموں کے ساتھ میدان جنگ سے واپس تشریف لائے ان کی پیشانی بھی زخمی تھی اور ان کی عرق النساء کٹ گئی تھیں اور انگشت شہادت مفلوج ہو گئی تھی۔

[1] المستدرک ۴۳۱۳، الطبقات ۱/ ۷۹، حلیۃ الأولیاء ۴/ ۳۷۲، تہذیب الکمال ۱۳/ ۴۱۸

طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت واجب ہوگئی

۹۳. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن محمد بن اسحق قال حدثني يحي بن عباد عن أبيه عن جده عن الزبير قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَئِذٍ:أَوْجَبَ طَلْحَةُ. [1]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "طلحہ نے (اپنے کارناموں کی وجہ سے) جنت کو واجب کرلیا"۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا وقت شہادت

۹۴. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک قال وأخبرني ايضا قال أخبرني محمد بن سعد أن عبدالله بن عبدالرحمن بن ابی صعصعة قال قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَنْ يَنْظُرُ لِي مَا فَعَلَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَخَرَجَ يَطُوْفُ فِي الْقَتْلَى حَتَّى وَجَدَ سَعْداً جَرِيْحاً قَدْ أُثْبِتَ بِآخِرِ رَمَقٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ لَهُ أَمِنَ الْأَحْيَاءِ أَنْتَ أَمْ مِنَ الْأَمْوَاتِ ؟ قَالَ فَإِنِّيْ مِنَ الْأَمْوَاتِ أَبْلِغْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ إِنَّ سَعْدًا يَقُوْلُ لَكَ: جَزَاكَ اللهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَأَبْلِغْ قَوْمَكَ عَنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُمْ إِنَّ سَعْدًا يَقُوْلُ لَكُمْ إِنَّهُ لَاعُذْرَ لَكُمْ عِنْدَاللهِ إِنْ خُلِّصَ إِلَى نَبِيِّكُمْ وَفِيْكُمْ عَيْنٌ تَطْرُفُ . [2]

عبدالرحمان بن ابی صعصعة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

---

[1] المستدرک ۴۳۱۲، ۵۶۰۲، صحیح ابن حبان ۶۹۷۹، موارد الظمآن ۲۲۱۲، ترمذی ۱۶۹۲، ۳۷۳۸، بیہقی ۱۲۸۷۸، ۱۷۷۱۱، مصنف ابن أبي شیبہ ۳۲۱۶۰، مسند البزار ۱/۲۷۹، مسند الشاشی ۳۱، مسند أحمد ۱۴۱۷، مسند أبي یعلی ۶۷۰، سیر أعلام النبلاء ۱/۲۶، فضائل الصحابة لابن حنبل ۱۲۹۰، الطبقات لابن سعد ۳/۲۱۸، الإصابة ۳/۵۳۱، فتح الباری ۷/۳۶۰، السنة لابن أبي عاصم ۱۳۹۷

[2] المستدرک ۴۹۰۷، التمہید لابن عبدالبر ۲۴/۹۵، شرح زرقانی ۳/۵۹، سیر أعلام النبلاء ۱/۳۱۸، السیرۃ لابن ہشام ۴/۴۴، السیرۃ الحلبیۃ ۲/۵۳۲، تاریخ طبری ۲/۲۷، الثقات ۱/۲۳۳، المغنی ۲/۲۰۶

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجھے کون خبر دے گا کہ اس کا کیا معاملہ ہوا تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ اس خدمت کے لیے کمربستہ ہوئے، راوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ انصاری رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مقتولین میں چکر لگا رہے تھے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی ہونے کی حالت میں پایا وہ آخری سانسیں لے رہے تھے انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں دیکھوں تم صفِ شہداء میں ہو یا زندوں میں؟ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں شہداء میں ہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام پہنچا دینا اور میری جانب سے عرض کر دینا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے کہ کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے ایسی جزا نہ پہنچی ہو اور اپنی قوم (انصار) کو بھی میرا سلام عرض کر کے کہنا کہ سعد تمہیں وصیت کرتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ گزند پہنچا اور تم میں سے کوئی آنکھ ابھی جھپک رہی ہوئی (یعنی تم میں سے کوئی زندہ ہوا) تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

وہ جو عہد اپنا نبھا گئے

۹۵۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن وهب بن قطن عن عبيد بن عمير قال وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ وَهُوَ مُنْجَعِفٌ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدٌ وَكَانَ صَاحِبُ لِوَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَشْهَدُ عَلَيْكُمْ اِنَّكُمْ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِئْتُوْهُمْ وَزُوْرُوْهُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ اَحَدٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا رَدُّوْا عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ [1]

[1] المعجم الکبیر ۲۰/۳۶۴، الاوسط ۳/۷۰۰، کنز العمال ۲۹۸۹۴، مجمع الزوائد ۱۰۱۲۰، فتح الباری ۷/۳۵۳، ۱۱/۲۷۹، حلیۃ الاولیاء ۱/۱۰۸، الطبقات ۳/۲۱

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہوئے جب کہ وہ احد کے دن شہید ہو گئے تھے اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "مومنین میں کچھ ایسے مرد جری ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا اپنا عہد پورا کر دیا کچھ تو اپنا عہد نبھا چلے اور کچھ ابھی صفِ انتظار میں ہیں اور انہوں نے اپنا عہد تبدیل نہیں کیا" اور پھر فرمایا کہ اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن اللہ کے ہاں شہداء ہو گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو ان خوش نصیب شہداء کے پاس آؤ ان کی زیارت کرو اور انکو سلام کہو اور میری جان کی مالک ذات کی قسم قیامت تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اس کا جواب دیا کریں گے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا رقت انگیز تذکرہ

۹۶. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن شعبة عن سعد بن ابراهيم عن أبيه أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِماً فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي فَكُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجلاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجلاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَاراهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بَسَطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بَسَطَ أَوْقَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِيتُ أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ ۔ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا لایا گیا جبکہ وہ روزہ دار تھے (یعنی افطاری کے لئے کھانا لایا گیا) تو انہوں نے فرمایا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو ایک چھوٹی سی چادر میں کفن دیا گیا اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے

---

[1] بخاری ۱۲۱۵، ۳۸۱۹، بیہقی ۶۷۲۵، ۶۵۶۸، ۶۶۰۴، مصنف ابن شیبہ ۱۹۴۴۰، ۳۴۸۳۲، فتح الباری ۱۵۴/۸، البدایة ۳۱/۴، نیل الاوطار ۶۷/۴، صفوة الصفوة ۲۵۴/۱

جاتے تو سر منکشف ہو جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے اور ہمارے لیے دنیا فراخ کردی گئی اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ ہمیں دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا پھر رونا شروع ہو گئے اور کھانا بھی تناول نہیں فرمایا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی

۹۷. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن سفیان بن عیینة عن امی المرادی قال قال أبو العبید ین لعبدالله بن مسعود :يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ لاتَخْتَلِفُوْا فَتَشُقُّوْا عَلَيْنَا ثُمَّ قَالَ رَحِمَکَ اللهُ أَبَا الْعُبَيْدَيْنِ إِنَّمَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ الَّذِيْنَ دُفِنُوْا مَعَهُ فِي الْبُرُوْدِ . [1]

ابوالعبید ین رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپس میں اختلاف نہ کیا کرو کہ اس سے ہم مشقت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالعبید ین! اللہ تم پر رحم فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو وہ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شہید ہو گئے اور پھٹے پرانے کپڑے جو انکے جسموں پر تھے انہی میں دفن کر دیے گئے۔

کدال لگنے سے شہید کی انگلی سے لہو جاری ہو گیا

۹۸. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن سفیان بن عیینة قال حدثنی ابوالزبیر عن جابر بن عبدالله قَالَ لَمَّا أَرَادَ مُعَاوِيَةُ أَنْ يُّجْرِيَ الْكِظَامَةَ قَالَ:قِيْلَ مَنْ كَانَ لَهُ قَتِيْلاً فَلْيَأْتِ قَتِيْلَهُ.يَعْنِي قَتْلٰى أُحُدٍ .قَالَ فَأَخْرَجْنَاهُمْ رِطَاباً يَتَثَنَّوْنَ قَالَ فَأَصَابَتِ الْمِسْحَاةُ اِصْبَعَ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَانْفَطَرَتْ دَماً قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَلاَيُنْكِرُ بَعْدَ هٰذَامُنْكِرٌأَبَداً. [2]

---

[1] الزہدلابن المبارک ۵۲۳ [2] مصنف عبدالرزاق ۶۶۵۶،۹۶۰۲،التمہید لابن عبدالبر ۱۹/۲۴۲،نوادرالاصول ۲/۳۰۷، الطبقات ۳/۱۱،صفوۃ الصفوۃ ۱/۳۷۷،مختصر المختصر ۱/۱۱۳

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب نہرِ کظامہ جاری کرنے کا عزم فرمایا تو (راستے میں چونکہ شہداء احد کی قبورِ مبارکہ تھیں اس لیے) ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان شہداء کو اللہ کی ثنا کرتے ہوئے قبور سے نکالا، ایک شہید کے پاؤں کی ایک انگلی پر کدال لگ گئی تو وہاں سے خون جاری ہو گیا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بعد کوئی منکر انکار نہیں کر سکتا''۔

شہداء احد کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے پیغام قرآن کی صورت میں

۹۹. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن أسامة بن زيد قال أخبرني اسماعيل بن أمية عن رجل عن ابن عباس قَالَ لَمَّا اسْتُشْهِدَ الشُّهَدَاءُ بِأُحُدٍ،وَنَزَلُوامَنَازِلَ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِمْ لَمْ يَسْتَشْهِدُوْا وَهُمْ مُسْتَشْهِدُوْنَ فَقَالُوْا :فَكَيْفَ بِأَنْ يَعْلَمَ أَصْحَابُنَا مَا أَصَبْنَا مِنَ الْخَيْرِ عِنْدَاللهِ فَأَنْزَلَ
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الى آخرها. [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب شہداءِ احد نے اللہ کے ہاں اپنا مقام ومرتبہ دیکھا اور اپنے ان اصحاب رضی اللہ عنہم کا مقام بھی دیکھا جو شہادت کی سعادت سے نہیں نوازے گئے تھے تو کہنے لگے کاش! ہمارے ساتھیوں کو ہمارے اس اعزاز واکرام کی خبر ہو جائے جو اللہ کے دربار میں ہمیں عطا ہوا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''اللہ کے راستے میں شہید ہونے والوں کو مردہ مت سمجھو، وہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں رزق پا رہے ہیں''۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکرام

۱۰۰. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن جرير بن حازم قال سمعت الحسن يقول لَمَّا حَضَرَ النَّاسُ بَابَ عُمَرَ وَفِيْهِمْ سُهَيْلُ

[1] المستدرک ۲۴۴۴، ابوداود ۲۵۲۰، مسند احمد ۲۳۸۸، مسند الفردوس للدیلمی ۵۳۱۲، ابن کثیر ۱/ ۴۲۸، طبری ۴/ ۱۷۰، الجہاد ۵۲

بْنُ عَمْرٍو وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَتِلْكَ الشُّيُوْخُ مِنْ قُرَيْشٍ فَخَرَجَ آذِنُهُ فَجَعَلَ يَأْذَنُ لِأَهْلِ بَدْرٍ لِصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَأَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ وَاللهِ بَدْرِيًّا وَكَانَ يُحِبُّهُمْ وَكَانَ قَدْ أَوْصَى بِهِمْ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ أَنَّهُ يُؤْذَنُ لِهٰذِهِ الْعَبِيْدِ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْنَا فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَيَالَهُ مِنْ رَجُلٍ مَا كَانَ أَعْقَلَهُ أَيُّهَا الْقَوْمُ إِنِّيْ وَاللهِ أَرَى الَّذِيْ فِيْ وُجُوْهِكُمْ فَإِنْ كُنْتُمْ غِضَابًا فَاغْضِبُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، دُعِيَ الْقَوْمُ وَدُعِيْتُمْ فَأَسْرَعُوْا وَأَبْطَأْتُمْ أَمَا وَاللهِ لَمَّا سَبَقُوْكُمْ بِهِ مِنَ الْفَضْلِ فِيْمَا لَا تَرَوْنَ أَشَدُّ عَلَيْكُمْ فَوْتًا مِنْ بَابِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تَنَافَسُوْنَهُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا الْقَوْمُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ سَبَقُوْكُمْ بِمَا تَرَوْنَ فَلَا سَبِيْلَ لَكُمْ وَاللهِ إِلٰى مَا سَبَقُوْكُمْ إِلَيْهِ، وَانْظُرُوْا هٰذَا الْجِهَادَ فَالْزِمُوْهُ عَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكُمْ شَهَادَةً ثُمَّ نَفَضَ ثَوْبَهُ فَلَحِقَ بِالشَّامِ فَقَالَ الْحَسَنُ: صَدَقَ وَاللهِ لَا يَجْعَلُ اللهُ عَبْدًا أَسْرَعَ إِلَيْهِ كَعَبْدٍ أَبْطَأَ عَنْهُ. [1]

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر رؤساء قریش جمع تھے جن میں سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ جیسی قد آور شخصیات بھی تھیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منشا سے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ جیسے مساکین بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اندر آنے کی اجازت عنایت فرمائی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی بدری تھے اس لئے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خصوصی محبت اور موانست کا تعلق رکھتے تھے۔ یہ معاملہ دیکھ کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کہ میں نے آج سے بدتر دن نہیں دیکھا کہ ان جیسے غلاموں کو حاضری کی اجازت دی جارہی ہے اور ہم جیسے سردار دروازے پر ہیں اور ہماری طرف کوئی التفات نہیں کیا جارہا"۔ یہ بات سن کر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کی عقل کہاں چلی گئی ہے۔ اے سرداران قریش میں تمہارے چہروں پر غصے کے آثار دیکھ رہا ہوں اگر تم غصے میں ہو تو اپنا غضب اپنے آپ پر ہی اتارو اس لئے کہ تمہیں بھی قوم کے ساتھ ہی دعوتِ اسلام دی گئی تھی لیکن قوم نے اس راہ نجات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور تم نے سستی دکھائی اور اللہ کی قسم یہ قوم

---

[1] المستدرک ۵۲۲۷، المعجم الکبیر ۶۰۳۸، الاستیعاب ۲/۶۷۱، التاریخ الکبیر ۲۱۱۷، الزہد لابن أبی عاصم ۱/۱۱۳، صفوۃ الصفوۃ ۱/۳۲۷، الإصابۃ ۳/۲۱۴

جن فضیلتوں میں تم پر سبقت کر گئی ہے، تمہاری نظر ان پر نہیں ہے یہ تم پر اس بات سے گراں ہے جس پر تم ان سے تقابل کر رہے ہو۔ پھر فرمایا کہ اے سردارانِ قریش یہ قوم تو ان امور میں بھی تم سے سبقت لے گئی ہے جو تمہاری نظر میں امورِ فضیلت ہیں اس لئے تمہارے پاس ان کی فضیلت تک پہنچنے کی کوئی راہ نہیں ہے ہاں اس جہاد کی طرف توجہ کرو اور اس کو لازم پکڑو شاید کہ اللہ تمہیں شہادت عظمیٰ سے سرفراز فرمادے۔ پھر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر شام محاذ جنگ پر چلے گئے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واللہ سہیل رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا کیونکہ اللہ نے اپنی طرف دوڑنے والے اور اعراض کرنے والے کو برابر نہیں بنایا۔

حسب ونسب کے بجائے جہاد فضیلت کا معیار ہے

١٠١ ۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة ، قال سمعت عبداللہ بن المبارک عن الأسود بن شيبان السدوسي عن أبي نوفل بن أبي عقرب ، قال خَرَجَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ مِنْ مِكَّةَ فَجَزِعَ أَهْلُ مَكَّةَ جَزْعاً شَدِيْدًا فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ يَطْعَمُ إِلَّا خَرَجَ يُشَيِّعُهُ حَتَّى إِذَا كَانَ بِأَعْلَى الْبَطْحَاءِ أَوْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ وَقَفَ وَ وَقَفَ النَّاسُ حَوْلَهُ يَبْكُوْنَ فَلَمَّا رَأَى جَزْعَ النَّاسِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ : إِنِّيْ وَاللهِ مَا خَرَجْتُ رَغْبَةً بِنَفْسِيْ عَنْ أَنْفُسِكُمْ وَلَا اخْتِيَارِ بَلَدٍ إِلٰى بَلَدِكُمْ وَلٰكِنْ هٰذَا الْأَمْرَ فَخَرَجْتُ فِيْهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَاللهِ مَا كَانُوْا مِنْ ذَوِيْ أَنْسَابِهَا وَلَا فِيْ بُيُوْتَاتِهَا فَأَصْبَحْنَا وَاللهِ لَوْ أَنَّ جِبَالَ مَكَّةَ ذَهَبٌ فَأَنْفَقْنَاهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا أَدْرَكْنَا يَوْماً مِنْ أَيَّامِهِمْ ، وَايْمُ اللهِ لَئِنْ فَاتُوْنَا بِهِ فِي الدُّنْيَا لَنَلْتَمِسَنَّ أَنْ نُشَارِكَهُمْ فِي الْآخِرَةِ ، فَاتَّقَى اللّٰهَ امْرُؤٌ (خَرَجَ غَازِياً) فَتَوَجَّهَ غَازِياً إِلَى الشَّامِ وَاتَّبَعَهُ ثُقْلُهُ فَأُصِيْبَ شَهِيْدًا۔ [1]

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ جہاد کی نیت سے مکہ مکرمہ سے نکلے تو اہلِ مکہ ان کی جدائی کے صدمے سے

[1] المستدرک ۵۲۱۱، سیر أعلام النبلاء ۴/۴۲۰، الاستیعاب ۱/۳۰۴، تہذیب الکمال ۵/۲۹۹

چیخ وپکار کرنے لگے حتی کہ تمام اہلِ مکہ ان کے پیچھے نکلے تاکہ ان کو روک سکیں جب وہ مقام بطحاء پر پہنچے تو لوگوں کے رونے کو دیکھ کر رک گئے اور اہل مکہ کی جزع فزع دیکھ کر ان سے مخاطب ہوئے کہ واللہ میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتا اور نہ ہی کوئی اور شہر مجھے تمہارے شہر (مکہ) سے زیادہ محبوب ہے لیکن میں اس جہاد کی وجہ سے نکلا ہوں جس میں لوگ قریش سے بہت آگے بڑھ گئے حالانکہ وہ بہت اعلی حسب نسب اور جاہ ومنصب والے نہ تھے اور ہماری حالت یہ ہے کہ اگر مکہ کے تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں اور ہم انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو پھر بھی ہم انکے ایک دن کی فضیلت تک نہیں پہنچ سکتے اور اللہ کی قسم اگر وہ دنیا میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں تو ہم اس بات کی ضرور کوشش کریں گے کہ ہم ان کے ساتھ آخرت میں شریک ہو جائیں اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ایک غازی کا راستہ نہ روکو۔ اس کے بعد وہ شرکتِ جہاد کے لئے شام چلے گئے اور درجۂ شہادت پر سرفراز ہوئے۔

جہاد میں شرکت کے خواہشمند کو نہیں روکنا چاہیئے

۱۰۲۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن معمر قال حدثنی عطاء الخراسانی عن سعید بن المسیب قَالَ لَمَّا كَانَ خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ تَجَهَّزَ بِلَالٌ لِلْخُرُوجِ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا كُنْتُ أَرَاكَ يَا بِلَالُ تَدَعُنَا عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ لَوْ أَقَمْتَ مَعَنَا فَأَعَنْتَنَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا أَعْتَقْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ أَذْهَبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِنْ كُنْتَ أَعْتَقْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاحْبِسْنِيْ عِنْدَكَ فَأَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَمَاتَ بِهَا۔ [1]

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ جہادِ شام میں شرکت کے لئے تیار ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلال

[1] المستدرک ۲۵۵۱، ۳۲۸۲، بیہقی ۸/ ۱۷۵۷، طبری ۱۰/ ۱۳۹، سیر أعلام النبلاء ۱/ ۳۸۸، ابن کثیر ۲/ ۳۶۰، الطبقات ۳/ ۱۶۳، حلیۃ الأولیاء ۱/ ۱۷۱، الآحاد والمثانی ۱۹۰۔

ہمیں ایسی حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہو اگر ہمارے پاس ٹھہر جاتے تو ہماری معاونت کر دیتے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا تھا تو میرا راستہ چھوڑ دیجئے تاکہ میں اللہ ہی کی راہ میں نکل جاؤں اور اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے روک لیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو جانے کی اجازت مرحمت فرمادی چنانچہ وہ شام تشریف لے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

ہلکے ہو یا بوجھل اللہ کی راہ میں جہاد کرو

۱۰۳۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن صفوان بن عمرو قال حدثني عبدالرحمن بن جبير بن نفير عن ابيه قَالَ جَلَسْنَا اِلَى الْمِقْدَادِ بْنِ الاَسْوَدِ بِدِمَشْق وَهُوَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ عَلٰى تَابُوْتٍ مَا بِهِ عَنْهُ فَضْلٌ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ لَوْ قَعَدْتَ الْعَامَ عَنِ الْغَزْوِ. قَالَ أَبَتِ الْبُحُوْث. يَعْنِىْ سُوْرَةَ التَّوْبَة. قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ: بَحَثَتِ الْمُنَافِقِيْنَ. [1]

جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم دمشق میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور وہ (سناروں کے استعمال میں آنے والے) ایک تابوت پر تشریف فرما تھے جو بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کے لئے ضروری تھا۔

ایک آدمی نے ان سے عرض کیا کہ آپ اگر اس سال جہاد سے رک جاتے تو کوئی حرج نہیں تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "سورۃ البحوث یعنی سورۃ توبہ" مجھے رکنے نہیں دیتی اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ "ہلکے ہو یا بوجھل جہاد کے لئے نکلو"

ابو عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سورۃ التوبہ کو سورۃ البحوث اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ منافقین کے بارے میں بحث کرتی ہے۔

---

[1] مصنف ابن أبي شيبہ ۱۹۴۳۷، ۳۳۰۱۰، سیر أعلام النبلاء عن أبي ہریرۃ مرفوعا ۱۶/۲۴۲، میزان الاعتدال ۸/۱۱۶، بخاری عن ابن عمر تعلیقا ۲۷۵۷، مسند أحمد عن ابن عمر ۵۱۱۴

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بڑھاپے کے عالم میں جہاد

۱۰۴۔ حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن حمادبن سلمة عن علی بن زید عن أنس بن مالک اَنَّ اَبَاطَلْحَةَ قَرأَ هٰذِهِ الآيَةَ فَقَالَ اَمَرَنَا اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاسْتَنْفِرنَا شُيُوْخاً وَشَبَابًا جَهِّزُوْنِی فَقَالَ بَنُوْهُ يَرْحَمُکَ اللّٰهُ قَدْ غَزَوْتَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَأَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ فَنَحْنُ نَغْزُوْ عَنْکَ الآنَ فَغَزَا الْبَحْرَ فَمَاتَ فَطَلَبُوْا جَزِيْرَةً يُدْفِنُوْنَهُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهَا إِلَّا بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَمَا تَغَيَّرَ۔ [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''اللہ کی راہ میں نکلو ہلکے ہو یا بوجھل'' اور فرمایا کہ اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بوڑھے ہو یا جوان جہاد کے لئے نکلو اس لئے میرا سامانِ جہاد تیار کرو۔ ان کے بیٹوں نے عرض کیا کہ اللہ آپ رحم فرمائے آپ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانوں میں جہاد کیا اب ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے۔ لیکن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمندری جہاد میں شرکت فرمائی اور سمندر میں ہی انتقال فرما گئے۔ مجاہدین نے ان کی تدفین کے لئے جزیرہ تلاش کیا لیکن سات دن تک کوئی جزیرہ نہ مل سکا۔ سات دن کے بعد ان کو دفن کیا گیا لیکن ان کے مبارک جسم میں کوئی تغیر و تعفن پیدا نہیں ہوا تھا۔

میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں ہے

۱۰۵۔ حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال حدثنا ابن المبارک عن الأوزاعی قال حدثنا سعیدبن جبلة قال حدثنی طاؤس الیمانی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِی بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ وَجَعَلَ رِزْقِی تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِی ،وَجَعَلَ الذُّلَّ وَالصِّغَارَ عَلٰی مَنْ خَالَفَنِی ،وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ [۲]

---

[۱] المستدرک ۵۵۰۸، بیہقی ۱۷۵۷۹، مجمع الزوائد ۹/۳۱۳، قرطبی ۸/۱۵۰، طبری ۱۰/ ۱۳۸، ابن کثیر ۲/۳۶۰، موارد الظمآن ۲۲۵۱، مسند أبی یعلی ۳۴۱۳، مسند الحارث ۱۰۲۳، فیض القدیر ۵/۲۶۶، فتح الباری ۶/۴۲، الآحاد والمثانی ۱۸۸۹، کتاب الزہد لابن أبی عاصم ۱/۲۵۰، سیر أعلام النبلاء ۲/۳۴، الطبقات ۳/۵۰۷، الاستیعاب ۲/۵۵۴

[۲] مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۴۳۷، ۳۳۰۱۰، سیر أعلام النبلاء عن أبی ہریرۃ مرفوعا ۱۶/۲۴۲، میزان الاعتدال ۸/۱۱۶، بخاری عن ابن عمر تعلیقا ۲۷۵۷، مسند أحمد عن ابن عمر ۵۱۱۴

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے قربِ قیامت میں تلوار دے کر بھیجا ہے اور میرا رزق میرے نیزے کی نوک کے نیچے رکھا ہے اور ذلت ورسوائی میرے مخالفین کا مقدر بنا دی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا انہیں میں شمار ہوگا''۔

شہادت یا فتح

۱۰۶. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن یونس بن أبی اسحق عن العیزار بن حریث قال قال خالد بن الولید مَا أَدْرِیْ مِنْ أَیِّ یَوْمَیْنِ أَفِرُّ، یَوْمٌ أَرَادَاللّٰهُ أَنْ یُهْدِیَ لِی فِیْهِ شَهَادَةً أَوْ مِنْ یَوْمٍ أَنْ یُهْدِیَ لِی فِیْهِ کَرَامَةً۔ ۱

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نامعلوم میں دو دنوں میں سے کس کا زیادہ مشتاق ہوں ایک وہ دن جسمیں اللہ مجھے شہادت نصیب فرمائیں یا وہ دن جس میں اللہ مجھے عزت اور فتح عطا فرمائیں۔

جہاد کی سرد رات محبت کرنے والی دلہن کے ساتھ گذارنے سے زیادہ محبوب ہے

۱۰۷. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن عیینة عن اسماعیل بن ابی خالد عن مولی لآل خالد بن الولید قال قال خالد بن الولید مَا مِنْ لَیْلَةٍ یُهْدٰی إِلَیَّ فِیْهَا عَرُوْسٌ أَنَالَهَا مُحِبٌّ أَوْ أُبَشَّرُ فِیْهَا بِغُلَامٍ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ لَیْلَةٍ شَدِیْدَةِ الْبَرْدِ کَثِیْرَةِ الْجَلِیْدِ فِی سَرِیَّةٍ أُصَبِّحُ فِیْهَا الْعَدُوَّ۔ ۲

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رات جس میں مجھے سجی سنوری دلہن پیش کی جائے یا مجھے بیٹے کی خوشخبری دی جائے اس رات سے زیادہ محبوب نہیں جو انتہائی تاریکی اور شدید سردی میں میں نے صبح دشمن پر حملے کے انتظار میں گزاری ہو۔

---

۱ مصنف ابن أبی شیبة ۱۹۴۲۲، سیر أعلام النبلاء ۱/ ۳۷۵، صفوة الصفوة ۱/ ۶۵۴

۲ مصنف ابن أبی شیبة ۱۹۴۲۱، مسند أبی یعلی ۷۱۸۵، مجمع الزوائد ۹/ ۳۵۰، سیر أعلام النبلاء ۱/ ۳۷۵، الإصابة ۲/ ۲۵۴

میدان جنگ کی عجیب محبت

۱۰۸. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن هشیم بن بشیر عن داؤد بن عمرو عن بسر بن عبیداللہ عن سمرة بن فاتک الاسدی قال: مَا أُحِبُّ أَنَّ امْرَأَتِيْ أَصْبَحَتْ نَفْسَاً بِغُلَامٍ وَلاأَنَّ فَرَسِيْ أَصْبَحَتْ بِعَطْفَةِ عَلٰى مِهْرَةٍ وَلَوَدِدتُ أَنَّهُ لا يَأْتِي عَلَيَّ يَوْمٌ إِلَّا عَدَا عَلَيَّ فِيْهِ قَرْنِي مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَيْهِ لَأْمَتُهُ إِنْ قَتَلَنِيْ قَتَلَنِيْ وَإِنْ قَتَلْتُهُ عَدَا عَلَيَّ مِثْلُهُ مَا بَقِيتُ.[1]

سمرہ بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی صبح مجھے بچے کی خوشخبری سنائے اور میری گھوڑی صبح اپنے نومولود بچے پر جھکی ہوئی ہو یہ بات میرے لیے اتنی پسندیدہ نہیں جتنی یہ کہ میرا کوئی دن بھی ایسا نہ گذرے جس میں کوئی مشرک اپنے اسلحہ سمیت مجھ پر حملہ آور نہ ہو اگر وہ مجھے قتل کر دے تو ٹھیک ہے اور اگر میں اس کو قتل کر دوں تو اس کے باقی ساتھی مجھ پر حملہ کر دیں۔

۱۰۹. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال قال ابن المبارک بمثل هذا الاسناد عن سمرة قال قَالَ النَّبِيُّ ﷺ نِعْمَ الْفَتٰى سَمُرَةُ لَوْ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ وَشَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ أَخَذَ مِنْ لِمَّتِهِ وَشَمَّرَ مِئْزَرَهُ.[2]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سمرہ کتنا اچھا نوجوان ہے اگر یہ اپنی زلفیں کچھ چھوٹی کر لے اور اپنی شلوار کو ٹخنوں سے اوپر کر لے۔ راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کر لیا، اپنی زلفیں بھی سنوار لیں اور شلوار بھی ٹخنوں سے اوپر کر لی۔

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی میدان جہاد میں

۱۱۰. حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن

---

[1] الاصابۃ ۳/۱۸۱

[2] مسند احمد ۱۷۸۲۳، التاریخ الکبیر ۷۵۷، ۲۴۰۱، معجم الصحابۃ ۱/۳۰۵، مجمع الزوائد ۵/۱۲۲، الاصابۃ ۳/۱۸۱

محمد بن عمرو الأنصاری عن علی بن زید أن عطية بن أبی عطية أخبره أنَّهُ رَأى ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يَوْمًا مِنْ اَيَّامِ الْكُوْفَةِ عَلَيْهِ دِرْعٌ سَابِغَةٌ يَجُرُّهَا فِي الصَّفِّ۔ [1]

عطیہ بن ابی عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو ایک لمبی زرہ میں ملبوس تھے اور اس کو صف میں گھسیٹ رہے تھے۔

بدترین خصلت بزدلی

۱۱۱۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن موسی بن علي بن رباح قال سمعت ابی یقول سمعت عبدالعزیز بن مروان یحدث عن أبی هریرة قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ شَرُّمَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کی بدترین خصلتوں میں سے دو یہ ہیں یہ کہ مال میں ایسا بخل جس سے مال کی حرص اور مزید شدت ہو اور اس کے ضیاع پر حزن وملال طاری کردے اور انتہائی بزدلی گویا کہ خوف سے کلیجہ ہی پھٹ جائے گا۔

بزدلوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں

۱۱۲۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن اسماعیل بن عیاش قال حدثنی سعید بن عبدالله عن الهیثم بن مالک عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْجُنْدِ وَكَانَ شَجَاعاً فَلَمَّا حَضَرَ قَالَ: كَمْ مِنْ مَشْهَدٍ شَهِدْتُّهُ وَكَمْ مِنْ مَجْمَعٍ حَضَرْتُهُ وَلَمْ أُرْزَقِ الشَّهَادَةَ لَا نَامَتْ عُيُوْنُ الْجُبَنَاءِ۔

ہیثم بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لشکر میں ایک انتہائی بہادر بوڑھے جرنیل کا وقت وصال قریب

---

[1] التاریخ الکبیر ۷/۱۱، الطبقات عن أنس ۴/۲۱۲

[2] قرطبی ۱۸/۲۹۰، ابن کثیر ۴/۴۲۲، صحیح ابن حبان ۳۲۵۰، موارد الظمآن ۸۰۸، أبوداؤد ۲۵۱۱، بیہقی ۱۸۳۴۲، مصنف ابن أبی شیبۃ ۲۶۶۰۹، مسند أحمد ۷۹۹۷، ۸۲۴۶، شعب الایمان ۱۰۸۳۱، الترغیب والترہیب ۳۹۲۷، الفردوس للدیلمی ۳۶۰۸، حلیۃ الأولیاء ۹/۵۰، التاریخ الکبیر ۶/۸، صفوۃ الصفوۃ ۱/۲۱۲، مسند اسحٰق بن راہویہ ۳۴۱، سبل السلام ۴/۱۸۴، مسند عبد بن حمید ۱۴۲۸

آیا تو فرمانے لگے کہ میں کتنی ہی جنگوں میں شریک ہوا اور کتنے ہی معرکے میں نے سر کیے لیکن مجھے شہادت عطا نہیں کی گئی اس لیے بزدلوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ کی جرأتمندانہ شہادت

۱۱۳۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال حدثني الحارث بن يزيد عن علي بن رباح قال: أَقْبَلَتِ الرُّوْمُ يَوْمَ...... فِي جَمْعٍ كَثِيْرٍ مِنَ الرُّوْمِ وَنَصَارَى الْعَرَبِ عَلَيْهِمْ يَنَاقُ الْبِطْرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَكُمْ جَمْعٌ عَظِيْمٌ فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تَتَأَخَّرُوْا إِلَى نَوَاظِيْرِ الشَّامِ بِيْرِيْنَ وَقُدَيْس وَتَكْتُبُوْا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَيُمِدُّكُمْ فَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْعَاصِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا النَّصْرُ مِنْ عِنْدِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ فَقَاتِلُوا الْقَوْمَ وَإِنْ كُنْتُمْ تَنْتَظِرُوْنَ نَصْرًا مِنْ عِنْدِ أَبِي بَكْرٍ رَكِبْتُ رَاحِلَتِيْ حَتَّى أُلْحِقَ بِهِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ مَا تَرَكَ لَكُمْ هِشَامُ بْنُ الْعَاصِ مَقَالاً فَقَاتَلُوْا قِتَالاً شَدِيْدًا فَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَقُتِلَ هِشَامُ بْنُ الْعَاصِ وَهَزَمَ اللّٰهُ الرُّوْمَ وَقُتِلَ يَنَاقُ الْبِطْرِيْقِ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ قَتِيْلٌ فَقَالَ: رَحِمَكَ اللّٰهُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتَ تَبْغِيْ.

علی بن رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روم میں ہمارا سامنا رومیوں اور عرب کے عیسائیوں کے ایک بہت بڑے لشکر سے ہوا جن کا سالار یناق البطریق تھا، لشکر میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں بعض لوگ یہ مشورہ دینے لگے کہ اگر مناسب ہو تو بیرین (حمص) اور قدیس (قادسیہ) تک پیچھے ہٹ جائیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر مدد طلب کریں تو حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ نصرت اللہ غالب و برتر اور صاحب حکمت کی طرف سے آتی ہے تو پھر آگے بڑھ کر رومیوں سے قتال کرو اور اگر تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدد کے منتظر ہو تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس چلا جاتا ہوں تو کسی نے کہا کہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے تمہارے لیے

مزید کسی بات کی گنجائش نہیں چھوڑی چنانچہ وہ بہادری سے لڑے اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست سے دوچار کیا اور یناق بھی مارا گیا ایک آدمی حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسم کے قریب سے گزرا تو کہنے لگا اللہ تم پر رحم فرمائے یہی شہادت ہے جس کے تم متلاشی تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ میں افضل کون

۱۱۴۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن جریر بن حازم قال سمعت عبداللہ بن عبید بن عمیر یقول: مَرَّ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ فَرَأَى حَلْقَةً مِنْ قُرَيْشٍ جُلُوْسًا فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: أَهِشَامٌ كَانَ أَفْضَلَ فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ جَاءَ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ قَدْ قُلْتُمْ شَيْئًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي فَمَا قُلْتُمْ؟ قَالُوْا: ذَكَرْنَاكَ وَهِشَامًا فَقُلْنَا أَيُّهُمَا أَفْضَلُ فَقَالَ سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّا شَهِدْنَا الْيَرْمُوْكَ فَبَاتَ وَبِتُّ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَأَسْأَلُهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا رَزَقَهَا وَحَرَمْتُهَا فَفِي ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكُمْ فَضْلُهُ عَلَيَّ۔ [1]

عبداللہ بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے اور قریش کے کچھ لوگ وہاں حلقہ لگا کر بیٹھے تھے جب انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو یہ گفتگو کرنے لگے کہ حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا ان کے بھائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ جب طواف سے فارغ ہوئے تو ان قریشی لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت فرمایا کہ مجھے دیکھ کر تم نے کیا گفتگو شروع کی تھی تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے آپ اور ہشام دونوں بھائیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تم دونوں میں سے کون افضل ہے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم دونوں اکٹھے جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور دونوں نے رات اللہ کے راستے میں گذاری اور میں

[1] الطبقات ۴/۱۹۳، الاصابة ۶/۵۴۰

نے اللہ سے شہادت طلب کی لیکن صبح ہشام شہادت سے سرفراز ہو گیا اور میں محروم رہا تو اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہشام مجھ سے افضل تھے۔

ہشام مجھ سے افضل ہے

115۔ حدثنا محمد،قال حدثنا ابن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن أبی عمر مولی بنی أمیة قال حدثنی محمد بن أبی سفیان الجمحی أخی عمرو بن عبداللہ بن صفوان قال حدثنی محمد بن أبی الأسود بن خلف بن بیاضة الخزاعی قَالَ: إِنَّا لَجُلُوسٌ فِي الْحَجَرِ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِذْ قِيلَ قَدِمَ اللَّيْلَةَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مِنْ مِصْرَ فَمَا أُكْبِرَ بِأَنْ دَخَلَ فَابْتَدَرْنَاهُ بِأَبْصَارِنَا فَلَمَّا طَافَ دَخَلَ الْحَجَرَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: كَأَنَّكُمْ قَدْ قَرَضْتُمُونِي بِهَنَّتٍ فَقَالَ الْقَوْمُ: لَمْ نَذْكُرْ إِلَّا خَيْرًا ذَكَرْنَاكَ وَهِشَاماً فَقَالَ بَعْضُنَا هٰذَا أَفْضَلُ وَقَالَ بَعْضُنَا هٰذَا أَفْضَلُ فَقَالَ عَمْرٌو سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّا أَسْلَمْنَا فَأَحْبَبْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَنَاصَحْنَاهُ فَذَكَرَ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ فَقَالَ أَخَذَ بِعَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ حَتَّى اِغْتَسَلَ وَتَحَنَّطَ وَتَكَفَّنَ ثُمَّ أَخَذَ بِعَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ حَتَّى اغْتَسَلْتُ وَتَحَنَّطْتُ وَتَكَفَّنْتُ ثُمَّ اعْتَرَضْنَا عَلَى اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَقَبِلَهُ فَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي قَبِلَهُ فَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي قَبِلَهُ فَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي .

محمد بن اسود خزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ قریشی لوگوں کے ساتھ حجر اسود کے پاس بیٹھا تھا کہ کسی نے کہا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رات مصر سے واپس تشریف لے آئے ہیں اسی وقت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے طواف کیا اور حجر اسود کے پاس دو نفل پڑھے اور پھر فرمایا کہ تم میری کچھ غیبت کر رہے تھے تو لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کا تذکرہ خیر کر رہے تھے ہم آپ اور آپ کے بھائی ہشام کے درمیان فضیلت کے اعتبار سے موازنہ کر رہے تھے بعض کا کہنا ہے کہ یہ افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ افضل ہیں تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں کہ ہم مسلمان

ہوئے اور اخلاص کیساتھ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی پھر جنگ یرموک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہشام نے خیمہ کی اوٹ میں غسل کیا اور میت کو لگائی جانے والی خوشبو (حنوط) لگائی اور کفن پہنا پھر میں نے بھی غسل کیا حنوط استعمال کی اور کفن میں ملبوس ہوا پھر ہم دونوں اللہ کے دربار میں پیش ہوئے اللہ نے ہشام کو قبول فرمالیا پس وہ مجھ سے بہتر ہے وہ مجھ سے افضل ہے وہ مجھ سے اعلیٰ ہے۔

عمرو بن شعیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یرموک کے دن اپنے خیمہ کے ستون سے ۷۰ تلواریں لٹکائی تھیں (اور وہ بنی سہم کی جانب سے لڑے تھے)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا باہمی ایثار

۱۱۶۔ حدثنا محمد،قال حدثناا بن رحمة ،قال سمعت ابن المبارک عن عمر بن سعد قال حدثني ابن سابط أو غيره عن أبي الجهم بن حذيفة العدوى قَالَ: اِنْطَلَقْتُ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَطْلُبُ ابْنَ عَمِّيْ وَمَعِيَ شَنَّةٌ مِنْ مَاءٍ وَإِنَاءٍ فَقُلْتُ: إِنْ كَانَ بِهِ رِمَاقٌ سَقَيْتُهُ مِنَ الْمَاءِ وَمَسَحْتُ بِهِ وَجْهَهُ فَإِذَا أَنَا بِهِ يَنْشَغُ فَقُلْتُ أَسْقِيْكَ الْمَاءَ فَأَشَارَ اَنْ نَعَمْ .فَإِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ :آہ! فَأَشَارَ ابْنُ عَمِّيْ أَنْ أَنْطَلِقَ اِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ هِشَامُ بْنُ الْعَاصِ أَخُو عَمْرِو ابْنُ الْعَاصِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَسْقِيْكَ فَسَمِعَ آخَرُ يَقُوْلُ : آہ! فَأَشَارَ هِشَامٌ أَنْ أَنْطَلِقَ اِلَيْهِ فَجِئْتُهُ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰى هِشَامٍ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ ثُمَّ أَتَيْتُ ابْنَ عَمِّيْ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ. [1]

ابوالجہم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جنگ یرموک کے دن میں ایک برتن میں پانی لے کر اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ اگر ان میں کوئی رمق باقی ہوئی تو ان کو پانی پلادوں گا اور ان کے چہرے سے غبار صاف کردوں گا اچانک میں نے ان کو دیکھا کہ وہ آخری سانس لے رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں آپ کو پانی پلاؤں تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تو اچانک ہی ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی آہ! تو

[1] شعب الایمان ۳۴۸۳،الزہد لابن المبارک ۵۲۵،قرطبی ۱۸/ ۲۸،الاصابہ ۷/ ۷۲،نصب الرایہ ۲/ ۳۱۸

میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے ان کو پانی پلادو میں نے دیکھا کہ وہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ تھے میں ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کو پانی پلاؤں تو اسی وقت ایک تیسرے زخمی کی آہ کی آواز آئی تو ہشام نے اشارہ کیا کہ پہلے اس کے پاس جاؤ میں اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا میں ہشام رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے پھر میں اپنے چچازاد کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے۔

روزے کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا

117. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهيعة قال حدثني بكير بن الأشج عن ابن عمر قَالَ: تَرَافَقْتُ أَنَا وَعَبْدُاللهِ بْنُ مَخْرَمَةَ وَسَالِمُ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ عَامَ الْيَمَامَةِ فَكَانَ الرَّعْيُ عَلَى كُلِّ امْرِئٍ مِنَّا يَوْمًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ تَوَاقَعُوا كَانَ الرَّعْيُ عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ فَوَجَدْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مَخْرَمَةَ صَرِيْعاً فَوَقَعْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ هَلْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ؟ فَقُلْتُ لاَ. قَالَ فَاجْعَلْ لِيْ هٰذَا الْمِجَنّ مَا لَعَلِّيْ أُفْطِرُ فَفَعَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ قَضٰى. [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے سال میں نے اور حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوحذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا معاہدہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کے ذمہ ایک ایک دن کی حفاظت اور نگرانی ہے، فرماتے ہیں کہ جنگ کے دن حفاظت کی ذمہ داری میری تھی میں نے عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے کی حالت میں پایا تو میں ان پر جھک گیا تو انہوں نے فرمایا کیا افطاری کا وقت ہو گیا ہے تو میں نے کہا ابھی نہیں تو فرمایا اس ڈھال میں کچھ پانی ڈال لاؤ تا کہ میں افطار کر سکوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان کے حکم کی تعمیل کر کے واپس لوٹا تو وہ شہید ہو چکے تھے۔

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة ۱۹۳۱۴، ۳۳۷۲۰، الاستيعاب ۳/ ۹۸۶، الإصابة ۴/ ۲۲۶

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی شہادت

۱۱۸۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن ابراهيم بن حنظلة عن أبيه أن سالم مولى أبي حذيفة قِيْلَ لَهُ يَوْمَئِذٍ فِي اللِّوَاءِ أَيُّ تُحْفِظُ بِهِ فَقَالَ غَيْرُهُ تَخْشَى مِنْ نَفْسِكَ شَيْئًا فَتَوَلَّى اللِّوَاءَ غَيْرُكَ؟ فَقَالَ: بِئْسَ حَامِلُ الْقُرْآنِ أَنَا إِذًا فَقُطِعَتْ يَمِيْنُهُ فَأَخَذَ اللِّوَاءَ بِيَسَارِهِ فَقُطِعَتْ يَسَارُهُ فَاعْتَنَقَ اللِّوَاءَ وَهُوَ يَقُوْلُ فَلَمَّا صُرِعَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ مَا فَعَلَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ؟ قِيْلَ: قُتِلَ. قَالَ فَمَا فَعَلَ فُلَانٌ لِرَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ؟ قِيْلَ: قُتِلَ قَالَ فَاضْجِعُوْنِي بَيْنَهُمَا.[1]

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ جس دن پرچم اسلام کی حفاظت پر مامور تھے ان سے کہا گیا کہ اگر تمہارے دل میں کچھ خوف ہے تو یہ ذمہ داری کسی اور کو دے دو تو فرمایا اگر میرے دل میں دشمن کا خوف ہو تو پھر سب سے بدتر حافظ قرآن میں ہوں گا، سو ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا وہ بھی کٹ گیا تو گردن سے اس کو سہارا دیا اور یہ آیات پڑھ رہے تھے۔ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہی ہیں اور کتنے ہی نبی ہیں جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے قتال کیا پس جب شدید زخمی ہو کر گر پڑے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ ابو حذیفہ کا کیا بنا انہیں بتایا گئے کہ وہ تو شہید ہو گیا پھر پوچھا کہ فلاں کا کیا بنا اور اس کا نام بھی بتایا انہیں خبر دی گئی کہ وہ بھی شہید ہو گئے تو فرمایا مجھے ان دونوں کے درمیان لٹا دو۔

ربیون کا مفہوم

۱۱۹۔ حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارک عن جعفر بن حبان والمبارک عن الحسن فی قوله ﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ﴾

---

[1] الاصابۃ ۲/۱۵

قَالَ جَعْفَرُ: عُلَمَاءُ صُبُرٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَتْقِيَاءُ صُبُرٍ. ل

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں اور کتنے ہی نبی ہیں جن کے کے ساتھ مل کر ربیون نے قتال کیا، جعفر بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ربیون" سے مراد صابر علماء ہیں اور عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد صابر صوفیاء ہیں۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۲۰. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارك عن حنظلة بن أبي سفيان عن ابن سابط أَنَّ عَائِشَةَ اِحْتَبَسَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ سَمِعْتُ قَارِياً [يَقْرَأُ] ذَكَرَتْ مِنْ حُسْنِ قِرَاءَتِهٖ فَأَخَذَ رِدَاءَهٗ فَخَرَجَ فَإِذَا هُوَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ. فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ أُمَّتِيْ مِثْلَكَ. ۲

ابن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں کس چیز نے محبوس کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں ایک قاری کی تلاوت سننے لگ گئی تھی اور انہوں نے اس قاری کے حسن قرآت کا بھی تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر لے کر نکلے تو دیکھا کہ وہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے میری امت میں تمہارے جیسا شخص پیدا کیا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا خوشبو لگا کر شہادت کیلئے تیار ہونا

۱۲۱. حدثنا محمد، قال حدثنا ابن رحمة، قال سمعت ابن المبارك عن عبيدالله بن الوازع قال سمعت أيوب السختياني يحدث عن بعض بني أنس بن مالك قال عبيدالله أراه ثمامة بن عبدالله بن أنس عن أنس بن مالك قَالَ مَرَرْتُ يَوْمَ الْيَمَامَةِ

---

۱ ابن کثیر ۱/ ۴۱۱، طبری ۴/ ۱۱۸

۲ المستدرک ۵۰۰۱، سیر أعلام النبلاء ۱/ ۱۶۸، حلیۃ الأولیاء ۱/ ۳۷۱، الاصابۃ ۳/ ۱۵

بِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقُلْتُ يَا عَمِّ أَلَا تَرَى مَا يَلْقَى الْمُسْلِمُونَ وَأَنْتَ هٰهُنَا ! قَالَ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخٍ فَلَبِسَ سِلَاحَهُ وَرَكِبَ فَرَسَهُ حَتَّى أَتَى الصَّفَّ فَقَالَ أُفٍّ لِهٰؤُلَاءِ وَمَا يَصْنَعُونَ وَقَالَ لِلْعَدُوِّ :أُفٍّ لِهٰؤُلَاءِ وَمَا يَعْبُدُونَ خَلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ يَعْنِي فَرَسَهُ. حَتَّى أُصْلِي بِحَرِّهَا فَحَمَلَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ . [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے دن میرا گذر حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ پر ہوا وہ حنوط (میت کو لگانے والی خوشبو) لگا رہے تھے میں نے کہا چچا جان مسلمان کس مشکل حالت میں ہیں اور آپ یہاں ہیں تو وہ مسکرائے، اور کہا لو بھتیجے ابھی نکل رہا ہوں انہوں نے اسلحہ زیب تن کیا گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں پہنچ گئے اور فرمایا مسلمانوں پر افسوس ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور دشمن اور اس کے معبودوں پر افسوس ہے میرے گھوڑے کا راستہ چھوڑ دو تا کہ میں جنگ کی گرمی میں گھس جاؤں اس کے بعد انہوں نے حملہ فرمایا اور جام شہادت نوش فرمانے تک لڑتے رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا.

☆☆☆..................☆☆☆..........................☆☆☆

---

[1] بخاری ۲۶۹۰، بیہقی ۶۹۷۱۷، المستدرک ۵۰۳۲، مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۷۱۹، المعجم الکبیر ۱۳۰۷، سیر أعلام النبلاء ۱/۳۱۱، الآحاد والمثانی ۱۹۲۲، مجمع الزوائد ۳۲۲/۹

الجزء الثاني

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء الثانی

علیه توکلت وبه أستعین

اے ثابت تو اہل جنت میں سے ہے

۱۳۲۔ أخبرنا الشیخ ابو الحسین محمد بن أحمد بن محمد الأبنوسی الصیرفی قراءة علیه ببغداد وأنا حاضر أسمع فی جمادی الأولی سنة خمس وخمسین وأربعمائة، قال أخبرنا ابو اسحق ابراهیم بن محمد بن الفتح الجلی المصیصی، قال حدثنا ابویوسف محمد بن سفیان بن موسی الصفار سنة ست عشرة و ثلاثمائة بالمصیصة، حدثنا ابن رحمة قال سمعت ابن المبارک عن ابن عون عن موسی بن انس قال لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الأيَة

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

قَالَ فَقَعَدَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ: لَا أَرَانِيْ إِلَّا كُنْتُ أَرْفَعُ الصَّوْتَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَافْتَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِنْ شِئْتَ عَلِمْتُ لَکَ عِلْمَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ مُنْكَسِرَ الْوَجْهِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ افْتَقَدَکَ وَسَأَلَ عَنْکَ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ أَرْفَعُ الصَّوْتَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ مَا قَالَ قَالَ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ فَأَتَاهُ الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّکَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّکَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ [1]

---

[1] قرطبی ۱۶/۳۰۴، ابن کثیر ۴/ ۲۰۷، طبری ۲۶/ ۱۱۹، بخاری ۳۴۱۷، ۴۵۶۵، مسند أبی عوانه ۱۹۹، المعجم الکبیر ۱۳۰۹، تاریخ واسط ۱/ ۲۵۷، غوامض الأسماء ۲/ ۶۹۹

''موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ''اے ایمان والو اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے بلند نہ کرو اور ان کے ساتھ آپس کی گفتگو کی طرح بلند آواز سے گفتگو نہ کرو یہ نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا ادراک بھی نہ ہو بے شک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے تقوی کے لیے منتخب کیا ہے'' نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں معتکف ہو گئے اور فرمایا کہ میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے بولا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن ان کو موجود نہ پایا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا ایک آدمی نے ان کے بارے میں خبر لانے کی ہامی بھری اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو دیکھا ان کا چہرہ اترا ہوا ہے تو قاصد نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری غیر حاضری کو محسوس کر کے تمہارے بارے میں دریافت کیا ہے تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز میں گفتگو کرتا تھا اس لیے یہ آیت نازل ہوئی اور میں یقیناً جہنمی ہوں پس قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمائی، موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ وہی قاصد دوبارہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عظیم خوشخبری لے کر آیا اور ان سے کہا کہ آپ جہنمی نہیں ہیں بلکہ اہل جنت میں سے ہیں''۔

سعادت کی زندگی شہادت کی موت

۱۲۳. حدثنا ابراهيم قال حدثنا محمد قال حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن يونس بن يزيد عن ابن شهاب عن اسماعيل بن ثابت أن ثابت بن قيس الأنصاري قَالَ يَارَسُولَ اللهِ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ قَدْ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ؟ قَالَ نَهَانَا اللهُ أَنْ نَتَحَمَّدَ بِمَا لَمْ نَفْعَلْ وَأَجِدُنِي أُحِبُّ الْحَمْدَ وَنَهَانَا عَنِ الْخُيَلَاءِ وَأَجِدُنِي أُحِبُّ الْجَمَالَ وَنَهَانَا اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَأَنَا امْرُؤٌ جَهِيرُ الصَّوْتِ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :يَا أَبَا ثَابِتٍ ! أَلَا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا وَتُقْتَلَ

شَهِيدًا وَيُدْخِلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: فَعَاشَ حَمِيْدًا وَقُتِلَ شَهِيْدًا يَوْمَ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ. [1]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیوں تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جو کام ہم کرتے نہیں اس کو تعریف کا ذریعہ نہ بنائیں لیکن میں تو تعریف کو پسند کرتا ہوں اور اللہ نے تکبر سے منع فرمایا ہے اور میں زیب وزینت کا دلدادہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی آواز کو آپ ﷺ کی آواز سے بلند کرنے سے منع فرمایا ہے اور میں بلند آواز والا آدمی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ثابت کیا، تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت حاصل کرو اور اللہ تمہیں جنت میں داخل کر دے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہے۔ راوی اسماعیل بن ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سعادت کی زندگی گذار کر جنگ یمامہ کے دن شہید ہو گئے۔

شہادت کے تین عظیم الشان درجات

۱۲۴۔ أخبرنا ابراهيم قال حدثنا محمد حدثنا سعيد بن رحمة قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر قال أخبرني عبدالحميد بن عبدالرحمن بن زيد بن الخطاب عن مقسم مولى ابن عباس قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَعِيَ رَجُلٌ إِذْ أَقْبَلَ إِلَيْنَا رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبِيْ مَرْحَباً بِأَبِيْ إِسْحٰقَ فَلَمَّا جَلَسَ قُلْتُ لِصَاحِبِيْ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ كَعْبُ الْأَحْبَارِ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ: يَنْتَهِي الْإِثْمُ إِلٰى أَنْ يُشْرِكَ الْعَبْدُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَنْكَحُ أُمَّهُ وَيَنْتَهِي الْبِرُّ إِلٰى أَنْ يُهْرَاقَ دَمُ الْعَبْدِ فِي

[1] مجمع الزوائد ۹/۳۲۱، قرطبی ۱۶/۳۰۵، طبری ۲۶/۱۱۸، ابن کثیر ۱/۴۳۸، ۴/۲۹۸، المستدرک ۵۰۳۴، ۵۰۳۶، موارد الظمآن ۲۲۷۰، الجامع لمعمر ۲۰۴۲۵، المعجم الأوسط ۳۲۲، ۲۲۲۱، الآحاد والمثانی ۳۳۹۹، المعجم الکبیر ۱۳۱۰، سیر أعلام النبلاء ۱/۳۱۰، الاستیعاب ۱/۲۰۱

اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ،وَالشُّهَدَاءُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يُحِبُّ الشَّهَادَةَ وَيُحِبُّ الرَّجْعَةَ فَيُهْدِى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ سَهْمٌ غُرْبٌ فَذٰلِكَ اَوَّلُ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ يَغْفِرُاللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ خَطِئَهَا وَيَرْفَعُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ دَرَجَةً حَتّٰى تَنْفِي آخِرُ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ ،وَرَجُلٌ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يُحِبُّ الشَّهَادَةَ وَيُحِبُّ الرَّجْعَةَ ثُمَّ بَاشَرَ الْقِتَالَ فَذَاكَ رُكْبَتُهُ رُكْبَةُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الرَّفِيْعِ ،وَرَجُلٌ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يُحِبُّ الشَّهَادَةَ وَلَا يُحِبُّ الرَّجْعَةَ فَبَاشَرَ الْقِتَالَ فَذَاكَ كَمَلِكٍ شَاهِرٍ سَيْفَهُ فِي الْجَنَّةِ يَتَبَوَّأُمِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ مَاسَأَلَ أُعْطِيَ ،وَلِمَنْ شَفَّعَ شُفِّعَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت مقسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دوست کے ساتھ بیت المقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ہماری طرف آیا تو میرے ساتھی نے اسے کہا کہ اے ابو اسحاق خوش آمدید میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے بتایا یہ کعب احبار رحمہ اللہ ہیں ہم نے (انکی ملاقات کو غنیمت سمجھ کر) کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے ہمیں کوئی حدیث سنایئے تو کعب رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھرائے اور اپنی ماں سے نکاح کرے اور نیکی کی انتہا یہ ہے کہ بندے کا لہو اللہ کی راہ میں بہ جائے اور شہداء تین ہیں ایک وہ شخص جو جہاد میں نکلا اور شہادت بھی اسے محبوب ہے اور گھر لوٹنے کو بھی پسند کرتا ہے اس کو نامعلوم سمت سے آنے والا تیر لگا (ایسا تیر جس کے چلانے والے کا علم نہ ہو) اور وہ شہید ہو گیا تو یہ وہ شہید ہے کہ اس کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اللہ کی طرف سے تمام گناہوں کی معافی کا پروانہ مل جاتا ہے اور خون کے ہر قطرے سے اس کا ایک درجہ جنت میں بلند ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ بھی نکل جائے اور دوسرا شہید وہ ہے جو گھر سے نکلا تو شہادت اور گھر واپسی دونوں اسے برابر درجے محبوب ہیں پھر یہ جنگ میں شریک ہوا اور شہید ہو گیا تو یہ وہ شہید ہے جو جنت میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور تیسرا وہ شخص ہے جو گھر سے نکلا تو اس کا منتہائے مقصود صرف شہادت ہے واپسی اسے پسند

نہیں پھر یہ دوران جنگ شہید ہو گیا تو یہ بادشاہوں کی طرح جنت میں اپنی تلوار سونتے ہوئے جہاں چاہے گا اپنا ٹھکانہ بنائے گا جس چیز کا سوال کرے گا اسے دی جائے گی اور جس کے بارے میں شفاعت کرے گا اس کی شفاعت قبول ہوگی۔

یہودی عالم کی کتاب میں تین شہداء

۱۲۵۔ أخبرنا ابراهيم قال أخبرنا محمد قال أخبرنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ثابت بن عمارة عن ابي بكر بن اياس عن يوسف ابن ابي مريم عن جويرية بن قدامة أَنَّهُ اِنْطَلَقَ هُوَ وَكَعْبٌ حَتّٰى دَخَلاَ عَلٰى حِبْرٍ مِنَ الاَحْبَارِ فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ مَاكُنْتَ مُفْشِيًامِنْ حَدِيْثِكَ فَافْشِهِ اِلٰى هٰذَا فَقَامَ اِلٰى كِسْوَةٍ فِي الْبَيْتِ فَأَخْرَجَ كُرَّاسَةً فِيْهَا ثَلَاثَةُ أَسْطُرٍ اِذَا اَوَّلُ سَطْرٍ رَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لاَيُرِيْدُ أَنْ يَّقْتُلَ وَلاَيُقْتَلَ فَأَصَابَهُ سَهْمٌ فَأَوَّلُ قَطْرَةٍ مِنْهُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبَهُ وَلَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ دَرَجَاتٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاِذَا السَّطْرُ الثَّانِيْ رَجُلٌ غَزَا يُرِيْدُ اَنْ يَّقْتُلَ وَلاَ يُقْتَلَ فَأَصَابَهُ سَهْمٌ فَأَوَّلُ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبَهُ وَلَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ دَرَجَاتٌ فِي الْجَنَّةِ، حَتّٰى يُزَاحِمَ بِرُكْبَتِهِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَاِذَا السَّطْرُ الثَّالِثُ رَجُلٌ غَزَافِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُرِيْدُ أَنْ يَّقْتُلَ وَيُرِيْدُ أَنْ يُقْتَلَ فَأَصَابَهُ سَهْمٌ فَأَوَّلُ قَطْرَةٍ مِنْهُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبَهُ وَلَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ دَرَجَاتٌ فِي الْجَنَّةِ وَيَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَاهِرًا سَيْفَهُ يُشَفَّعُ۔[1]

جویریہ بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور کعب احبار رحمہ اللہ ایک یہودی عالم کے پاس گئے اور کعب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ اس کے سامنے اپنی حدیث بیان کرو تو وہ گھر سے ایک کاپی لے کر آیا جس میں تین سطریں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر یہ تھی کہ ایک آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے نہ وہ کفار کو قتل

---

[1] ابن کثیر ۴/۳۱۳، ترمذی ۱۶۴۴، المعجم الأوسط ۳۶۱، مسند البز ار ۲۴۶، مسند أحمد ۱۵۰، مسند طیالسی ۴۵، ۱۳۳، مسند أبي یعلی ۲۵۲، مسند عبد بن حمید ۲۷، شعب الایمان ۴۲۶۲، الترغیب ۲۱۳۸، الجہاد ۱۸۷، فیض القدیر ۴/۱۸۰

کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی خود مقتول بننا چاہتا ہے اس کو کوئی تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا تو اس کے خون کا پہلا قطرہ ہی اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور خون کے ہر قطرے کے بدلے اسے جنت میں درجات ملتے ہیں اور دوسری سطر یہ تھی کہ ایک شخص جہاد کرتا ہے اور کفار کو قتل کرنا چاہتا ہے لیکن خود شہید ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا اس کو تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا تو اس کے لہو کا پہلا قطرہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور خون کے ہر قطرے کے مقابلے میں اسے جنت میں درجات ملتے ہیں حتیٰ کہ درجات میں بلندی کی وجہ سے یہ ابراہیم علیہ السلام کے برابر پہنچ جاتا ہے اور تیسری سطر یہ تھی کہ ایک شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کفار کی گردنیں بھی اڑائے اور خود بھی شہید ہو جائے اس کو کوئی تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا تو اس کے لہو کا بھی پہلا قطرہ ہی اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور خون کے ہر قطرے کے بدلے اسے جنت کے درجات ملتے ہیں اور قیامت کے دن یہ اپنی تلوار سونتے ہوئے آئے گا اور لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

شہادت کے چار درجے

۱۲۶۔ أخبرنا ابراهيم قال أخبرنا محمد قال أخبرنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابن لهيعة قال حدثني عطاء بن دينار الهذلي عن ابي يزيد الخولاني أنه سمع فضالة بن عبيد يقول سمعت عمر بن الخطاب يخبر اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلشُّهَدَاءُ اَرْبَعَةٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ وَصَدَّقَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْفَعُ اِلَيْهِ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْيُنَهُمْ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهُ قَالَ: فَمَا اَدْرِيْ قَلَنْسُوَةُ عُمَرَ اَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَانِ اِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَاَنَّمَا يُضْرَبُ جِلْدُهٗ بِشَوْكِ الطَّلْحِ مِنَ الْجُبْنِ اَتَاهُ سَهْمٌ غُرْبٌ فَقَتَلَهٗ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلاً صَالِحاً وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ ، وَرَجُلٌ [مُؤْمِنٌ] اَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ ۔ [1]

---

[1] قرطبی ۱۷/۱۹۹، طبری ۲۷/۱۷۱، ابن کثیر ۴/۲۸۴، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۳۹، کتاب الزہد لابن أبی عاصم ۱/۲۱۴، الزہد لہناد ۹۵۵، حلیۃ الأولیاء ۶/۱۰۹

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء چار ہیں ایک وہ مومن جو جید الایمان ہے (یعنی اس نے اپنے ایمان کو اعتقاد اور عمل کی لغزشوں سے خراب نہیں کیا) دشمن کے سامنے صف آراء ہوا اور اللہ کی تصدیق کی اور شہید ہوگیا تو یہ وہ شہید ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں ایسے اٹھائیں گے اور آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر گئی (راوی کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گری یا حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت عمر کی ٹوپی گری) اور دوسرا وہ جید الایمان مومن جو دشمن کے مقابل آیا تو فطری بزدلی کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہے جیسے اس کی جلد کو کیکر کے کانٹوں سے کاٹا جارہا ہے، کوئی اجنبی تیر اسے لگا اور وہ شہید ہوگیا تو یہ دوسرے درجہ میں ہے اور تیسرا وہ مومن جس نے نیک و بد دونوں طرح کے اعمال کر رکھے ہیں دشمن کے سامنے آیا اللہ کی تصدیق کی اور شہید ہوگیا تو یہ تیسرے درجے میں ہے اور چوتھا وہ مومن جس نے اسراف کیا (یعنی ساری زندگی اللہ کی نافرمانی اور گناہوں میں ہی گذاری) دشمن سے مقابلہ کیا اور اللہ کی تصدیق کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا تو یہ چوتھے درجہ میں ہے''۔

سابقون کون ہیں؟

۱۲۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الأوزاعي حدثنا عثمان بن أبي سودة قال بَلَغَنَا فِي هٰذِهِ الآيَة وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ قَالَ أَوَّلُهُمْ رَوَاحًا إِلَى الْمَسْجِدِ، وَأَوَّلُهُمْ خُرُوْجاً فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. [1]

عثمان بن ابی سودہ فرماتے ہیں کہ آیت وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ کے مطلب میں یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسجد جانے میں بھی پہلے ہوتے ہیں اور جہاد میں شرکت میں بھی سب سے پہلے ہوتے ہیں۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے خصائل

۱۲۸. أخبرنا ابراهيم قال أخبرنا محمد قال أخبرنا سعيد قال سمعت ابن

---

[1] قرطبی ۱۷/۱۹۹، طبری ۲۷/۱۷۱، ابن کثیر ۴/۲۸۴، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۳۹، کتاب الزھد لابن أبی عاصم ۱/۲۱۴، الزھد لھناد ۹۵۵، حلیۃ الأولیاء ۶/۱۰۹

المبارک عن اسماعیل بن عیاش قال أخبرني محمد بن زیاد عن ابی عنبه الخولاني أَنَّهُ كَانَ يَوْماً فِي مَجْلِسِ خَوْلَانَ فِي الْمَسْجِدِ جَالِساً فَخَرَجَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدُالْمَلِكِ هَارِباً مِنَ الطَّاعُوْنِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا خَرَجَ يَتَزَحْزَحُ هَارِباً مِنَ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنْ أُبْقَى حَتَّى أَسْمَعَ مِثْلَ هٰذَا أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ خِلَالٍ كَانَ عَلَيْهَا إِخْوَانُكُمْ ؟ أَوَّلُهَا لِقَاءُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ كَانَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الشُّهْدِ وَالثَّانِيَةُ لَمْ يَكُوْنُوْا يَخَافُوْنَ عَدُوًّا قَلُّوْا أَوْ كَثُرُوْا ،وَالثَّالِثَةُ لَمْ يَكُوْنُوْا يَخَافُوْنَ عَوَزًا مِنَ الدُّنْيَا كَانُوْا وَاثِقِيْنَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَرْزُقَهُمْ، وَالرَّابِعَةُ إِنْ نَزَلَ بِهِمِ الطَّاعُوْنُ لَمْ يَبْرَحُوْا حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِيْهِمْ مَا قَضَى. [1]

ابوعنبہ رحمہ اللہ خولانی رحمہ اللہ ایک دن خولان (دمشق کے قریب ایک بستی) کی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ عبداللہ بن عبدالملک طاعون کے خوف سے بھاگ گیا ابوعنبہ رحمہ اللہ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو اھل مجلس نے بتایا کہ وہ طاعون کے خوف سے بھاگ گیا ہے تو ابوعنبہ رحمہ اللہ نے فرمایا میرا خیال تھا کہ میں اس جیسی باتیں سننے سے پہلے اٹھا لیا جاؤں گا کیا میں تمہیں ان خصائل سے آگاہ نہ کر دوں جن سے تمہارے اکابر متصف تھے، پہلی خصلت یہ تھی کہ اللہ سے ملاقات ان کو شہد سے زیادہ محبوب تھی، دوسری خصلت یہ تھی کہ وہ دشمن کی قلت و کثرت سے خوف زدہ نہیں ہوتے تھے، تیسری یہ کہ انہیں دنیا کی احتیاجی کا اندیشہ نہ تھا انہیں اس بات پر یقین تھا کہ اللہ تعالی ان کا رازق ہے اور چوتھی خصلت یہ تھی کہ اگر ان پر طاعون کی وبا آجاتی تو وہ اللہ کے فیصلے کے منتظر رہتے (یعنی بھاگتے نہیں تھے)

شہید کون؟

129. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مجالد عن الشعبي عن مسروق ،قال قُلْنَا عِنْدَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَنِيْئًا

---

[1] الزہد لابن المبارک ۵۲۱،تہذیب الکمال ۱۵۲/۳۴

لِمَنْ رَزَقَهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الشَّهَادَةَ فَقَالَ وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْغَزْوُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ لَكَثِيرٌ قَالُوا: فَمَنِ الشَّهِيدُ؟ قَالَ الَّذِي يَحْتَسِبُ نَفْسَه.

جلیل القدر تابعی مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مبارک باد کا مستحق ہے وہ شخص جس کو اللہ شہادت سے سرفراز فرمادے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کسے شہادت سمجھتے ہو تو ہم نے کہا جہاد فی سبیل اللہ میں حاصل ہونے والی موت کو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تو شہداء بہت زیادہ ہوں گے تو ہم نے عرض کیا پھر شہید کون ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اپنے نفس کا احتساب کیا (یعنی جو خالص اللہ کی رضا کے لیے جہاد میں شریک ہوا اور درجہ شہادت پر فائز ہوا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شہید ہے)۔

کاش! میرا باپ بھی ساتھ ہوتا

۱۳۰۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مسعر قال أخبرني ابوبكر بن عمرو بن عتبه أنه سمع أبا جحيفة يقول: إِنَّا لَمُتَوَجِّهُونَ إِلَى مِهْرَانَ وَمَعَنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَبُو أُثَابَةَ فَجَعَلَ يَبْكِي فَقُلْنَا أَجَزِعَ هٰذَا قَالَ: لَا وَلٰكِنْ تَرَكْتُ أُثَابَةَ. يَعْنِي أَبِيهُ. فِي الرَّحْلِ فَوَدِدْتُ أَنَّهُ كَانَ مَعِيَ فَدَخَلْنَا الْجَنَّةَ.

ابو جحیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا لشکر دریائے مہران (سندھ) کی طرف متوجہ تھا اور ہمارے ساتھ قبیلہ ازد کا ایک شخص تھا جس کو ابواثابہ کہا جاتا تھا وہ رونے لگ گیا تو ہم نے کہا کہ اس دریا نے تمہیں رلایا ہے اس نے کہا یہ بات نہیں میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے باپ اثابہ کو گھر چھوڑ آیا ہوں اور اب میرا دل کر رہا ہے وہ میرے ساتھ ہوتے اور ہم اکٹھے جنت میں داخل ہوتے۔

میدان جہاد میں آگے بڑھنے کی تمنا

۱۳۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مسعر قال سمعت عون بن عبدالله يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلاً مَرَّ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ وَقَدْ اِنْتَثَرَ قُصْبُهُ فَقَالَ لِبَعْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيْهِ ضَمِّ الَّتِيْ مِنْهُ لَعَلِّيْ أَدْنُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قَيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ قَالَ فَمَرَّ عَلَيْهِ وَقَدْ دَنَاقَيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ. [1]

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قادسیہ کی جنگ کے دن ایک مجاہد کی آنتیں بکھری پڑی تھیں اس کے پاس سے ایک اور مجاہد گذرے تو اس نے کہا کہ میری آنتوں کو سمیٹ دو شاید کہ میں اللہ کی راہ میں ایک دو نیزے کی مقدار آگے بڑھ سکوں چنانچہ وہ ان کے ساتھ چمٹ کر ایک دو نیزے آگے بڑھ گئے۔

ہم عہد اپنا نبھا چلے ہیں

۱۳۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مسعر قال حدثني حبيب بن أبي ثابت عن نعيم بن أبي هند قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ أَللّٰهُمَّ إِنَّ حُدْبَةً سَوْدَاءَ بَذِيْئَةً .يَعْنِيْ امْرَأَتَهُ.فَزَوِّجْنِي الْيَوْمَ مَكَانَهَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَمَرُّوْ عَلَيْهِ وَهُوَمُعَانِقٌ فَارِساً يُذْكَرُ مِنْ عِظَمِهِ ،وَهُوَ يَتْلُوْهٰذِهِ الآيَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَتَمَ الآيَةَ فَمَاتَا جَمِيْعًا. [2]

نعیم بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قادسیہ کے دن ایک مجاہد دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ میری بیوی کبڑی کالی اور بدشکل ہے اس کی جگہ آج حور عیناء کو میری بیوی بنا دے، مجاہدین کا اس پر گذر ہوا تو وہ اپنے گھوڑے کے پاس خون میں غلطاں پڑا تھا اور گھوڑا بھی زخمی تھا اور وہ مجاہد اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا کہ "کچھ مرد مومن اپنا وعدہ پورا کر چلے ہیں" جب آیت ختم ہوئی تو وہ مجاہد اپنے گھوڑے کے ہمراہ جام شہادت نوش کر گیا۔

---

[1] مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۷۶۲

[2] مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۴۶، ۳۳۷۴۹، شعب الایمان ۴۳۱۲

دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ جانے کے بعد

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

۱۳۳. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مسعر قال حَدَّثَنِي سَعْدٌ أَنَّهُ مَرَّ يَوْمَ الْجِسْرِ يَوْمَ أَبِي عُبَيْدٍ [بِرَجُلٍ] قَدْ قُطِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَهُوَ يَقُولُ ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾

فَقَالَ بَعْضُ مَنْ مَرَّ عَلَيْهِ مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ أَنَا امْرُؤٌ مِنَ الْأَنْصَارِ.[1]

سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوم الجسر جسے یوم ابی عبید بھی کہا جاتا ہے۔ اس دن میرا گزر ایک مجاھد کے پاس سے ہوا جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اللہ کے راستے میں شہید ہو چکے تھے اور وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ کہ ان لوگوں کی معیت میں جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین شہداء اور صلحاء اور یہی لوگ رفاقت کے اعتبار سے بہترین ہیں، کسی گزرنے والے نے اس زخمی مجاہد سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک انصاری مجاہد ہوں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا مدینۃ الرسول سے عشق

۱۳۴. أخبرنا ابراهيم قال أخبرنا محمد قال أخبرنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مصعب بن ثابت قال حدثني عاصم بن عبيد الله أن عبدالله بن عامر بن ربيعة حدثه قال: خَرَجْتُ مَعَ سَعِيدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ نُفَيْلٍ حَتَّى إِذَا هَبَطَ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ اِنْتَجَتْ لَهُ نَاقَةٌ فَرَكِبَهَا فَلَمَّا انْبَعَثَتْ بِهِ قَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَدِينَا، شَأْنُكَ تَأْوِينَا.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة ۳۳۷۴۲

کے لیے روانہ ہوا جب وہ ثنیۃ الوداع سے گذرے تو ان کی اونٹنی نے بچہ جنا پھر وہ اس پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی ان کو لے کر چلی تو انہوں نے مدینہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے شہر مدینہ تجھ پر سلام ہو کیونکہ تو ہی ہمارا ٹھکانہ ہے۔

اے اللہ! نوف کو شہادت کے ساتھ عزت دے

۱۳۵۔أخبرنا ابراهيم قال حدثنا محمد قال حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن صفوان بن عمرو قال حدثني ابن ابی عطية الكندی قَالَ كُنَّا نَخْتَلِفُ اِلٰى نَوْفِ الْبِكَالِيّ إِذْاَتَاهُ رَجُلٌ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا اَبَايَزِيْدَ رَأَيْتُ لَکَ رُؤْيَا فَقَالَ اقْصُصْهَا فَقَالَ :رَأَيْتُ اَنَّکَ تَسُوْقُ جَيْشًا وَمَعَکَ رُمْحٌ طَوِيْلٌ فِي سِنَانِهِ شَمْعَةٌ تُضِيْءُ لِلنَّاسِ فَقَالَ نَوْفٌ: لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاکَ لَأُسْتَشْهَدَنَّ فَلَمْ يَكُنْ اِلَّاآنَ خَرَجْتُ الْبُعُوْثُ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَلَى الصَّائِفَةِ فَلَمَّا حَضَرَ خُرُوْجُهُ ذَهَبْتُ أُوَدِّعُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ:اَللّٰهُمَّ أَرْمِلِ الْمَرْأَةَ وَأَيْتِمِ الْوَلَدَ وَأَكْرِمْ نَوْفًا بِالشَّهَادَةِ قَالَ فَغَزَوْا فَلَمَّا انْصَرَفُوْا كَانُوْا بِقُبَاقِبَ خَرَجَ الْعَدُوُّ عَلَى السَّرَجِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ رَكِبَ فَلَمَّا رَآهُمْ شَدَّ عَلَيْهِمْ فَقَتَلَ رَجُلًا ثُمَّ رَجُلًا ثُمَّ قُتِلَ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ مَعَهُ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ وَقَدْ اِخْتَلَطَ دَمُهُ بِدَمِ فَرَسِهِ قَتِيْلَيْنِ .[1]

ابن ابی عطیہ کندی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نوف بکالی رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ایک دفعہ میں ان کے پاس تھا تو انکے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے بارے میں خواب دیکھا ہے نوف رحمہ اللہ نے فرمایا اسے بیان کرو تو اس نے کہا آپ ایک لشکر کے قائد ہیں اور آپ کے پاس ایک لمبا نیزہ ہے جس کی نوک میں ایک شمع ہے جس سے روشنی پھوٹ رہی ہے اور لوگ اس سے راستہ تلاش کر رہے ہیں تو نوف بکالی رحمہ اللہ نے فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں ضرور شہید ہو جاؤں گا اور

[1] التاريخ الكبير ۱۶۱۸

میں محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک گروہ کا امیر بن کر جانے والا ہوں میرا خیال ہے کہ اسی میں مجھے تمغہ شہادت مل جائے گا کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب اس لشکر کے کوچ کا وقت آیا تو میں نوف بکالی رحمۃ اللہ علیہ کو الوداع کہنے کے لیے گیا جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو اللہ سے دعا کی، اے اللہ بیوی بیوہ ہو جائے اور بچوں کو یتیم کر دے اور نوف کو شہادت کا اعزاز عطا فرما، کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے جہاد کیا اور واپسی پر قباقب نامی نہر کنارے پڑاؤ ڈالا تو دشمن نے ان پر حملہ کر دیا دشمن کو دیکھ کر نوف بکالی رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے اسلحہ لے کر میدان میں اترے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور یکے بعد دیگرے دو افراد کو لقمہ اجل بنانے کے بعد خود بھی جام شہادت نوش کر گئے، نوف رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ساتھی نے کہا کہ ہم شہادت کے بعد ان کے پاس گئے تو وہ اور ان کا گھوڑا ایک دوسرے کے خون میں لت پت، شہید ہونے کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

میدان جہاد میں اس گھوڑے کا ایک قدم مجھے چار ہزار دراہم سے زیادہ محبوب ہے

۱۳۶۔ أخبرنا ابراهيم قال حدثنا محمد قال حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عيسى بن عمر عن السدى قَالَ خَرَجَ عَمْرُو ابْنُ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدَ فِي غَزْوَةٍ وَاشْتَرَى فَرَساً بِأَرْبَعَةِ آلافِ (دِرْهَمٍ) فَصَفُّوهُ يَسْتَغْلُوْنَهُ فَقَالَ مَامِنْ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا يَتَقَدَّمُهَا اِلَى عَدُوِّى اِلَّا هِىَ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ أَرْبَعَةِ آلافِ.[1]

سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک جنگ میں شرکت کے لیے نکلے تو چار ہزار درہم میں ایک گھوڑا خریدا، ان کے احباب نے اس کو بہت مہنگا سمجھا تو عمرو بن فرقد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ گھوڑا جو قدم بھی دشمن کی طرف اٹھائے گا اس کا ہر قدم مجھے چار ہزار دراہم سے زیادہ محبوب ہے۔

---

[1] حلية الأولياء ۱۵۶/۴، معرفة الثقات ۱۸۰/۲، تهذيب الكمال ۱۴۰/۲۲، صفوة الصفوة ۶۹/۳

میرے سفید لباس پر میرا سرخ لہو کتنا خوبصورت لگے گا

۱۳۷. أخبرنا ابراهيم قال حدثنا محمد بن سفيان قال حدثنا سعيد ابن رحمة قال سمعت ابن المبارك قال وأخبرني ايضا عن السدى قال خَرَجَ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ فِي غَزَاةٍ كَانَ فِيهَا أَبُوْهُ فَلَبِسَ جُبَّةً مِنْ قَهْزٍ وَهِيَ ثِيَابٌ بَيَاضٌ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ عَلٰى هٰذَا أَحْسَنُ ؟ قَالَ مُطَرِّفٌ خَزٌّ كَذَا كَذَافَقَالَ مَامِنْ شَيْءٍ عَلَيْهَا أَحْسَنُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ دَمٍ. [1]

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ ایک جنگ میں شریک ہوئے جس میں ان کے والد بھی شریک تھے۔ انہوں نے ریشم کی دھاری والا لباس زیب تن کیا (جو بہت عمدہ اور قیمتی شمار ہوتا تھا) اور پوچھا اس کپڑے پر کون سی چیز سجے گی تو مطرف رحمہ اللہ نے کہا کہ فلاں فلاں قسم کا کپڑا جو عمدہ روئی اور ریشم سے بنتا ہے اس پر خوب جچے گا تو عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے دل میں اس کپڑے پر سرخ لہو سے زیادہ جچنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

لیلائے شہادت کے طلب گار

۱۳۸. أخبرنا ابراهيم قال حدثنا محمد قال حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الفضيل عن الأعمش قال قال عمرو ابن عتبة بن فرقد سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَأَنَا أَنْتَظِرُ الثَّالِثَةَ سَأَلْتُهُ أَنْ يُزَهِّدَنِيْ فِي الدُّنْيَا فَمَا أُبَالِيْ مَا أَقْبَلَ مِنْهَا وَمَا أَدْبَرَ وَسَأَلْتُهُ أَنْ يُقَوِّيَنِيْ عَلَى الصَّلَاةِ فَرَزَقَنِيْ مِنْهَا وَسَأَلْتُهُ الشَّهَادَةَ فَأَنَا أَرْجُوْهَا . [2]

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ سے تین چیزیں مانگی تھیں۔ اللہ نے دو تو عطا فرمادیں تیسری کا ابھی امیدوار ہوں۔ میں نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ مجھے دنیا سے بے رغبتی ہو جائے تو اللہ کے فضل سے مجھے دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور

---

[1] حلية الأولياء ۴ / ۱۵۵،

[2] حلية الأولياء ۴/ ۱۵۶، تهذيب الكمال ۸/ ۶۶، ۲۲/ ۱۲۱، صفوة الصفوة ۳/ ۶۹

میں نے اللہ سے نماز پر دوام کی قوت اور توفیق مانگی تھی تو اللہ نے مجھے عطا فرما دی اور میں نے اللہ سے شہادت طلب کی تھی جس کا ابھی امیدوار ہوں۔

اے زخم تو بہت چھوٹا ہے، اللہ تجھ میں برکت دے

۱۳۹۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت عبدالله ابن المبارك عن عيسى بن عمر عن السدى قال حدثني ابن عم لعمرو بن عتبة قَالَ نَزَلْنَا فِي مَرْجٍ حَسَنٍ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُتْبَةَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا الْمَرْجَ؟ وَمَا أَحْسَنَ هٰذَا الآنَ لَوْ أَنَّ مُنَادِيًا نَادٰى :يَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ فَخَرَجَ رَجُلٌ فَكَانَ فِي أَوَّلِ مَنْ لَقِيَ فَأُصِيْبَ ثُمَّ نُحِّيَ وَدُفِنَ فِي هٰذَا الْمَرْجِ قَالَ فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ (مِنْ) أَنْ نَادَى الْمُنَادِيْ يَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ كَفَرَتِ الْمَدِيْنَةُ. لَمَدِيْنَةٌ كَانُوْا صَالَحُوْهَا. وَخَرَجَ عَمْرٌو وَسَرْعَانَ النَّاسِ فِي أَوَّلِ مَنْ خَرَجَ أَتَى عُتْبَةَ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ أَبُوْهُ فَقَالَ عَلَيَّ عَمْرٌو فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهٖ فَمَا أَدْرَكَ حَتّٰى أُصِيْبَ قَالَ :فَمَا أَرَاهُ دُفِنَ إِلَّا فِي مَرْكَزِ رُمْحِهٖ وَعُتْبَةُ يَوْمَئِذٍ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ غَيْرُ السُّدِّيِّ أَصَابَهُ جُرْحٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَصَغِيْرٌ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُبَارِكُ فِي الصَّغِيْرِ دَعُوْنِيْ فِي مَكَانِيْ هٰذَا حَتّٰى أُمْسِيَ فَإِنْ أَنَا عِشْتُ فَارْفَعُوْنِيْ فَمَاتَ فِي مَكَانِهٖ ذٰلِكَ۔ [1]

عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا زاد بھائی کا بیان ہے کہ ہم نے ایک خوبصورت وادی میں پڑاؤ کیا تو عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ کتنی خوبصورت جگہ ہے اور یہ اور بھی کتنی خوبصورت ہو اگر منادی اعلان کرے کہ اے اللہ کے شہسوار و سوار ہو جاؤ اس خوش کن نداء کو سن کر مجاھد نکلے اور اول لمحے میں ہی دشمن سے ٹکرا جائے اور شہید ہو جائے اور پھر اس وادی میں دفن کر دیا جائے، راوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ (ان کی خواہش کی تکمیل ہوئی) اور منادی نے اعلان کر دیا کہ اے اللہ کے مجاہدو! سوار ہو جاؤ (جس شہر کو انہوں نے صلحاً فتح کیا تھا اس) شہر کے باشندوں

[1] کتاب الزہد لابن أبی عاصم ۱/۳۵۵، حلیۃ الأولیاء ۴/۱۵۶، تہذیب الکمال ۲۲/۱۲۴، صفوۃ الصفوۃ ۳/۷۱

نے بغاوت کر دی ہے۔ یہ سنتے ہی سب سے پہلے نکلنے والے جوانوں میں عمرو رحمہ اللہ سب سے آگے تھے اس بات کی خبر ان کے والد کو دی گئی تو انہوں نے عمرو رحمہ اللہ کی تلاش میں کسی کو روانہ کیا لیکن وہ اس سے قبل ہی جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عمرو رحمہ اللہ کو اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی خواہش تھی اور ان کے والد عتبہ رحمہ اللہ اس دن لشکر کے امیر تھے۔ امام سدی رحمہ اللہ کے علاوہ جو اس واقعہ کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ کو زخم پہنچا تو وہ زخم کو مخاطب ہو کر کہنے لگے! اللہ کی قسم تو چھوٹا ہے اور یقیناً اللہ عزوجل چھوٹی چیز میں بھی برکت عطا فرما دیں گے۔ ساتھیوں سے کہا تم مجھے شام تک اسی جگہ چھوڑ دو اگر میں شام تک زندہ رہا تو مجھے اٹھا لینا لیکن وہ اسی جگہ شہید ہو گئے۔

عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ کی شہادت

۱۴۰۔ أخبرنا ابراهيم قال أخبرنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن السرى بن يحى قال كانوا فى غزوة عليهم يحى فَقَالَ عَمْرٌو مَا اَحْسَنَ حُمْرَةَ الدَّمِ عَلَى الْبَيَاضِ فَسَمِعَ اَبُوْهُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتَنْزِلَنَّ قَالَ فَنَزَلَ ثُمَّ اعْتَزَلَ عَنِ الصَّفِّ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَجَعَلَ يَدْعُوْ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ عُتْبَةُ فَقَالَ لِمَنْ مَعَهُ هٰذَا عَمْرٌو يَسْتَشْفِعُ عَلَيَّ بِرَبِّهٖ اِرْكَبْ يَا بُنَيَّ إِنْ شِئْتَ فَرَكِبَ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ فَجِيْءَ بِقَاتِلِهٖ فَقَالَ عُتْبَةُ لِرَجُلٍ قَالَ السُّرِّي أَرَاهُ مَسْرُوْقٌ قُمْ فَاقْتُلْ قَاتِلَ أَخِيْكَ فَقَتَلَهُ.

امام سری بن یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ وغیرہ ان کے والد یحییٰ رحمہ اللہ کی قیادت میں ایک لشکر کے ساتھ شریک جہاد تھے عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ سفید لباس پر خون کی سرخی کس قدر جچتی ہے۔ ان کے والد عتبہ رحمہ اللہ نے یہ بات سن لی اور فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ گھوڑے سے اتر کر جہاد کرو (یعنی خوب داد شجاعت دو) راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمرو رحمہ اللہ گھوڑے سے اترے اور صف سے الگ ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نماز کے بعد دعا شروع کر دی تو ان کے والد عتبہ رحمہ اللہ ان کی

طرف متوجہ ہوئے اور ان کو مصروف دعا دیکھ کر اپنے ساتھی سے کہنے لگے کہ یہ میرا بیٹا عمرو رحمۃ اللہ علیہ ہے جو میرے لیے دعا کر رہا ہے پھر عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے بیٹے اگر چاہو تو سوار ہو کر جہاد کرو اس اجازت کے بعد عمرو رحمۃ اللہ علیہ سوار ہوئے اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے، سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کے قاتل کو گرفتار کر کے لایا گیا تو عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو (راوی کے گمان میں وہ مسروق تھے) حکم دیا اپنے بھائی کے قاتل کی گردن اڑاؤ، اس آدمی نے عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل کو قتل کر دیا۔

بے شک حممہ شہید ہے

۱۴۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن أبي عوانة عن داؤد بن عبدالرحمن عن حميدابن عبدالرحمن قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ حِمَمَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ اِلَى اَصْبَهَانَ غَازِياً فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَفُتِحَتْ اَصْبَهَانُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ حِمَمَةَ يَزْعَمُ اِنَّهُ يُحِبُّ لِقَاءَكَ فَاِنْ كَانَ حِمَمَةُ صَادِقاً فَاَعْزِمْ لَهُ عَلَيْهِ بِصِدْقِهِ وَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَاَعْزِمْ لَهُ عَلَيْهِ وَإِنْ كَرِهَ اَللّٰهُمَّ لَا تَرُدَّ حِمَمَةَ مِنْ سَفَرِهِ هٰذَا قَالَ فَأَخَذَتْهُ بَطْنُهُ فَمَاتَ بِأَصْبَهَانَ قَالَ فَقَامَ أَبُوْمُوْسٰى فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا وَاللهِ [مَاسَمِعْنَا] فِيْمَا سَمِعْنَا مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَفِيْمَا بَلَغَ عِلْمُنَا إِلَّا أَنَّ حِمَمَةَ شَهِيْدٌ. [1]

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی حضرت حممہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اصفہان کی طرف جہاد کرنے کے لیے تشریف لے گئے، راوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اصفہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی فتح ہو گیا تھا تو حضرت حممہ رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا فرمائی اے اللہ حممہ کا گمان یہ ہے کہ وہ تیری ملاقات کا مشتاق ہے اگر وہ سچا ہے تو اس کے

---

[1] مجمع الزوائد ۲/ ۳۱۷، ۹/ ۴۰۰، مصنف ابن أبي شيبه ۳۳۷۹۷، مسند أحمد ۱۹۶۷۶، مسند الحارث ۱۰۳۱، مسند طیالسی ۵۰۵، طبرانی ۳۶۱۰، صفوۃ الصفوۃ ۱/ ۲۴۷، الاستیعاب ۱/ ۴۰۸، شعب الایمان ۴۳۱۳

اشتیاق کی تکمیل فرما دے اور اگر جھوٹا ہے تو پھر بھی اسے اس بات پر مجبور کر دے اگر چہ اس کی طبیعت پر ناگوار ہی کیوں نہ ہو، اے اللہ حممۃ کو اس سفر سے واپس نہ لوٹا، راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت حممۃ رضی اللہ عنہ کو پیٹ درد شروع ہوئی اور اصفہان میں ہی انتقال فرما گئے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ان کی وفات پر لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے لوگو ہماری سنی ہوئی احادیث اور معلومات میں یہ بات بھی ہے کہ بے شک حممۃ رضی اللہ عنہ شہید ہیں۔

اے میرے نفس! آج میں تجھے اللہ کے دربار میں ضرور پیش کروں گا

۱۴۲. أخبرنا ابراهيم ابن محمد قال أخبرنا أبو يوسف محمد حدثنا سعيد ابن رحمة قال سمعت ابن المبارك عن المبارك بن سعيد قال حدثني يسير بن دعلوف حدثنا عبدالله بن قيس قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي خَرَجْتُ فِي غَزَاةٍ لَنَا فَدُعِيَ النَّاسُ اِلٰى مَصَافِّهِمْ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الرِّيْحِ وَالنَّاسُ يَثُوْبُوْنَ اِلٰى مَصَافِّهِمْ فَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ وَرَأْسُ فَرَسِيْ عِنْدَ عَجُزِ فَرَسِهِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ لَايُشْعِرُنِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ يَانَفْسُ أَلَمْ أَشْهَدْ مَشْهَدَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتِ لِي وَلَدَكَ وَأَهْلَكَ فَأَطَعْتُكِ وَرَجَعْتُ. أَلَمْ أَشْهَدْ مَشْهَدَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتِ لِي عِيَالَكَ وَأَهْلَكَ فَأَطَعْتُ وَرَجَعْتُ أَمَا وَاللهِ لَاَعْرِضَنَّكِ الْيَوْمَ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَخَذَكِ أَوْ تَرَكَكِ قَالَ قُلْتُ لَأَرْمُقَنَّ هٰذَا فَرَمَقْتُ فَصَفَّ النَّاسُ ثُمَّ حَمَلُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَكَانَ فِي أَوَائِلِهِمْ ثُمَّ إِنَّ الْعَدُوَّ حَمَلَ عَلَى النَّاسِ فَانْكَشَفُوْا فَكَانَ فِي حُمَاتِهِمْ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ حَمَلُوْا فَكَانَ فِي أَوَائِلِهِمْ ثُمَّ إِنَّ الْعَدُوَّ حَمَلَ فَانْكَشَفَ النَّاسُ فَكَانَ فِي حُمَاتِهِمْ قَالَ فَوَاللهِ مَازَالَ دَأْبُهُ حَتّٰى مَرَرْتُ بِهِ فَعَدَدْتُ بِهِ وَبِدَابَّتِهِ سِتِّيْنَ طَعْنَةً أَوْ قَالَ أَكْثَرَ مِنْ سِتِّيْنَ طَعْنَةً.[1]

---

[1] صفوة الصفوة ۴/۴۲۱

عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں مجاہدین کے ساتھ بغرض شرکت جہاد نکلا، شدید آندھی اور طوفان میں منادی نے مجاہدین کو صف بندی کا اعلان سنایا تو مجاہدین اشتیاق سے صف بندی کرنے لگے تو میں نے ایک عظیم القدر مجاہد کو دیکھا جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور میرے گھوڑے کا سر اس کے گھوڑے کی پشت کے پاس تھا اور وہ ایسے بول رہا تھا جیسے مجھے اپنی گفتگو سے بے خبر رکھنا چاہتا ہو (لیکن مجھے اس کی گفتگو سمجھ آرہی تھی) وہ کہہ رہا تھا کہ اے نفس، کیا میں فلاں فلاں جنگوں میں شریک نہیں ہوا اور تو نے مجھے یہ کہا کہ تیری اولاد اور گھر بار کا کیا بنے گا تو میں تیرے دھوکے میں آگیا اور واپس لوٹ گیا کیا میں فلاں فلاں معرکوں میں شریک نہیں تھا لیکن تو نے مجھے فریب دیا کہ تیرے اہل و عیال کس کے رحم و کرم پر ہوں گے تو میں نے تیری بات مانی اور واپس چلا گیا لیکن آج میں ضرور تجھے اللہ کے دربار میں پیش کروں گا یا تو اللہ تجھے قبول فرمالے گا، یا رد کردے گا عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا اس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ صف بندی کے بعد مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا تو یہ مجاہد سب سے آگے تھا پھر دشمن نے ان پر حملہ کیا تو مجاہدین کی صفیں منتشر ہوگئیں تو یہ شخص مجاہدین کا دفاع کرنے والوں میں شامل تھا پھر مجاہدین کے ہمراہ دشمن پر اولین حملہ کرنے والوں میں شامل ہوا اور دشمن کے جوابی حملہ میں دفاع کرنے والوں میں سرفہرست تھا۔ عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اسی طرح حملہ اور دفاع کرتا رہا حتی کہ میں اس کے پاس سے گذرا اور میں نے اس کے جسم پر اور اس کی سواری پر ساٹھ سے زائد زخم خود شمار کیے۔

حور عین سے ملاقات

۱۴۳۔ أخبرنا محمد حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مطرف حدثنا ابن حازم حدثنا عبدالرحمن بن يزيد بن معاوية قَالَ قَالَ رَجُلٌ وَنَحْنُ نَسِيْرُ بِأَرْضِ الرُّوْمِ أَخْبِرْ أَبَا حَازِمٍ شَأْنَ صَاحِبِنَا الَّذِي رَأَى فِي الْعِنَبِ مَا رَأَى قَالَ الرَّجُلُ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبِرْهُ أَنْتَ فَقَدْ سَمِعْتَ مِنْهُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ

يَزِيدَ فَمَرَرْنَا بِكَرْمٍ فَقُلْنَا لَهُ خُذْهٰذِهِ السُّفْرَةَ فَامْلَأْهَا مِنْ هٰذَا الْعِنَبِ ثُمَّ اَدْرِكْنَا بِهِ فِي الْمَنْزِلِ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ الْكَرْمَ نَظَرَ اِلٰى امْرَأَةٍ عَلٰى سَرِيْرٍ مِنْ ذَهَبٍ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَغَضَّ عَنْهَا بَصَرَهُ ثُمَّ نَظَرَ فِي نَاحِيَةِ الْكَرْمِ فَإِذَاهُوَ بِأُخْرٰى مِثْلَهَا فَغَضَّ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهُ اُنْظُرْ فَقَدْ حَلَّ لَکَ النَّظَرُ فَاِنِّيْ وَالَّذِيْ رَأَيْتَ زَوْجَتَاکَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَأَنْتَ آتِيْنَا مِنْ يَوْمِکَ هٰذَا فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهِ وَلَمْ يَأْتِهِمْ بِشَيْءٍ فَقُلْنَا لَهُ مَالَکَ أُجْنِنْتَ وَرَأَيْنَا بِهِ حَالاً غَيْرَ الْحَالِ الَّتِي فَارَقْنَا عَلَيْهَا مِنْ نُوْرِ وَجْهِهِ وَحُسْنِ حَالِهِ فَسَأَلْنَاهُ مَا مَنَعَکَ مِنْ ذٰلِکَ فَاعْتَجَمَ عَلَيْنَا حَتّٰى اَقْسَمْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ لَمَّا دَخَلْتُ الْكَرْمَ فَقَصَّ الْقِصَّةَ فَمَا اَدْرِيْ أَكَانَ ذٰلِکَ اَسْرَعَ أَنِ اسْتُنْفِرَ النَّاسُ لِلْغَزْوِ فَاَمَرْنَا بِهِ اِنْسَانًا يُمْسِکُ دَابَّتَهُ عَلَيْنَا حَتّٰى اَسْرَجْنَا جَمِيْعاً ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا رَجَاءَ اَنْ يُصِيْبَ الشَّهَادَةَ فَتَقَدَّمَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَكَانَ اَوَّلَ النَّاسِ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَئِذٍ.

عبدالرحمان بن یزید بن معاویہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم روم میں مصروف جہاد تھے تو ہمارے ساتھ ایک مجاہد تھا اس نے ابو حازم سے انگوروں والا واقعہ سننے کی فرمائش کی تو ابو حازم رحمہ اللہ نے مجھے کہا کہ آپ نے بھی وہ واقعہ براہ راست سنا ہے آپ سنا دیجئے، چنانچہ عبدالرحمان بن یزید رحمہ اللہ وہ واقعہ سناتے ہیں کہ ہم انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے گذرے تو ہم نے اپنے ایک رفیق کو تھیلا دیا اور کہا کہ اس تھیلے کو انگوروں سے بھر کر ہمارے ساتھ مل جانا، عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں جب وہ باغ میں داخل ہوا تو اس نے سونے کے تخت پر ایک حسین وجمیل موٹی آنکھوں والی حور کو بیٹھے دیکھا تو اپنی نگاہیں جھکا لیں پھر وہ باغ کے دوسرے کنارے کی طرف متوجہ ہوا تو اسی جیسی ایک اور حور اس کے سامنے تھی جب اس نے اپنی نگاہیں جھکائیں تو وہ حور عیناء کہنے لگی کہ نظارہ کیجئے آپ کے لیے ہماری طرف دیکھنا حلال ہے اس لیے کہ ہم آپ کی بیویاں ہیں جو حور عین کہلاتی ہیں اور آپ آج ہمارے مہمان بننے والے ہیں اسکے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گئے اور انگور نہیں لائے تو

ساتھیوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے انگور کیوں نہیں لائے، عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کا نورانی چہرہ اور پرکیف حالت بھی کسی اجنبی بات کی غمازی کر رہی تھی اس لیے ہم نے ان سے سوال کیا کہ آپ کو انگور توڑنے سے کس نے منع کیا تو وہ بالکل خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے انہیں قسم دی تو پھر انہوں نے یہ ایمان افروز واقعہ ہمیں سنایا ابھی وہ یہ واقعہ سنا ہی رہے تھے کہ دشمن پر حملہ کے لیے صف بندی کا اعلان ہو گیا تو ہم نے ایک ساتھی کو کہا کہ ہمارے زین وغیرہ کسنے تک ان کی سواری کو روکے رکھے پھر ہم اکٹھے سوار ہو کر میدان جنگ میں اترے اور ہمیں یہ امید تھی کہ یہ ضرور شہادت حاصل کریں گے پس وہ ہم سے آگے بڑھے اور اس دن سب سے پہلے وہ ہی شہید ہوئے۔

شہید کی قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو

۱۴۴۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن محمد بن مطرف قال حدثني ابو الاحدل اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى قَوْمٍ مَسْجِدُهُمْ بِسَاحِلٍ مِنَ السَّوَاحِلِ فَلَمَّا رَأَوْهُ اسْتَشْرَفُوْا فَقَالُوْا لَهُ مَا أَشْبَهَ هٰذَا بِفُلَانٍ فَقُلْتُ اِنْ شَبَّهْتُمُوْنِيْ فَشَبِّهُوْنِيْ بِرَجُلٍ صَالِحٍ قَالُوْا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَنَا رَجُلٌ فِي رَكَائِبَ يُعَلِّقُهَا فَاسْتُنْفِرَ النَّاسُ لِلْغَزْوِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَدُفِنَ وَمَعَهُ نَفَقَةٌ لَهُ فَكَلَّمَ أَمِيْرُ النَّاسِ أَنْ يَنْبَشُوْا عَنْهُ فَيَأْخُذُوْا نَفَقَتَهُ فَاَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَخَرَجْنَا اِلٰى قَبْرِهٖ فَكَشَفْنَا عَنْهُ التُّرَابَ فَاسْتَقْبَلَنَا رِيْحُ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ فَلَمْ نَزَلْ نَكْشِفُ عَنْهُ حَتّٰى بَلَغْنَا لَحْدَهٗ فَلَمْ نَجِدْ فِيْهِ شَيْئًا.

ابوالاحدل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ساحل سمندر پر ایک قوم کی مسجد میں گیا تو وہ سب میری طرف متوجہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص فلاں آدمی کے کتنے مشابہ ہے تو میں نے کہا اگر تم میری تشبیہ دے رہے ہو تو مجھے کسی نیک آدمی کے ساتھ ہی تشبیہ دینا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہمارے اونٹوں کے ریوڑ کو چرانے والا تھا، لوگوں کے ہمراہ جہاد کے لیے نکلا اور قتال کیا اور جام شہادت نوش فرما گیا تو اس کو اس کے نفقہ (ساز وسامان) سمیت دفن کر دیا گیا پھر امیر لشکر نے مطالبے پر لوگوں کو اجازت

دے دی کہ وہ قبر کھود کر اس کے سامان کو نکال لیں تو ہم نے اس کی قبر سے مٹی ہٹانی شروع کی تو مشک و عنبر کی مہک نے ہمارا استقبال کیا اور ہم نے اس کی قبر سے ساری مٹی ہٹا دی تو بھی ہمیں قبر میں اس کی نعش مبارک نہ ملی۔

حور عین مرحبا کہتی ہے

۱۴۵. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد بن سفيان حدثنا سعيد بن رحمة قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن المصري قال حدثني عبدالكريم بن الحارث الحضرمي قال حدثني ابو ادريس قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يُقَالُ لَهُ زِيَادٌ قَالَ فَغَزَوْنَا سِقِلِّيَةً مِنْ أَرْضِ الرُّوْمِ فَحَاصَرْنَا مَدِيْنَةً قَالَ وَكُنَّا ثَلَاثَةً مُتَرَافِقِيْنَ أَنَا وَزِيَادٌ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَإِنَّا لَمُحَاصِرُوْنَ يَوْمًا وَقَدْ وَجَّهْنَا أَحَدَنَا الثَّالِثَ لِيَأْتِيَنَا بِطَعَامٍ إِذْ اَقْبَلَتْ مِنْجَنِيْقَةٌ فَوَقَعَتْ قَرِيْباً مِنْ زِيَادٍ فَشُطِيَتْ مِنْهَا شَظِيَّةٌ فَأَصَابَتْ رُكْبَةَ زِيَادٍ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاجْتَرَرْتُهُ وَأَقْبَلَ صَاحِبِيْ فَنَادَيْتُهُ فَجَاءَنِيْ فَبَرَزْنَا بِهٖ حَيْثُ لَايَنَالُهُ الْقَتْلُ وَالْمِنْجَنِيْقُ فَمَكَثْنَا طَوِيْلاً مِنْ صَدْرِنَهَارِنَا لَايَتَحَرَّكُ مِنْهُ شَيْءٌ ثُمَّ أَفْتَرَ ضَاحِكاً حَتّٰى تَبَيَّنَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ خَمِدَ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى سَالَتْ دُمُوْعُهُ ثُمَّ خَمِدَ ثُمَّ ضَحِكَ مَرَّةً أُخْرٰى ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً فَأَفَاقَ فَاسْتَوٰى جَالِساً فَقَالَ مَالِي هٰهُنَا فَقُلْنَا أَمَا عَلِمْتَ مَا أَمْرُكَ؟قَالَ لَا قَالَ أَمَا تَذْكُرُ الْمِنْجَنِيْقَ حِيْنَ وَقَعَ اِلٰى جَنْبِكَ قَالَ بَلٰى فَقُلْنَا فَإِنَّهُ اَصَابَكَ مِنْهَا شَيْءٌ فَأُغْمِيَ عَلَيْكَ وَرَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ كَذَاوَكَذَا قَالَ نَعَمْ أُخْبِرُكُمْ اَنَّهُ أُفْضِيَ بِيْ اِلٰى غُرْفَةٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ أَوْ زُبُرْجَدَةٍ وَأُفْضِيَ بِيْ اِلٰى فُرُشٍ مَوْضُوْنَةٍ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَبَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ سِمَاطَانِ مِنْ نَمَارِقَ فَلَمَّا اسْتَوَيْتُ قَاعِدًا عَلَى الْفُرُشِ سَمِعْتُ صَلْصَلَةَ حُلِيٍّ عَنْ يَمِيْنِيْ فَخَرَجَتْ اِمْرَأَةٌ فَلَا أَدْرِيْ أَهِيَ اَحْسَنُ أَوْ ثِيَابُهَا أَوْ حُلِيُّهَا فَأَخَذَتْ اِلٰى طَرَفِ السِّمَاطِ فَلَمَّا اسْتَقْبَلَتْنِيْ

رَحَّبَتْ وَسَهَّلَتْ قَالَتْ مَرْحَبًا بِالْحَافِي الَّذِي لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُنَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَسْنَا كَفُلَانَةِ امْرَأَتِهِ فَلَمَّا ذَكَرْتُهُ بِمَا ذَكَرْتُهَا بِهِ ضَحِكَتْ وَأَقْبَلَتْ حَتّٰى جَلَسَتْ عَنْ يَمِينِي فَقُلْتُ مَنْ أَنْتِ؟قَالَتْ أَنَا خَوَدُ زَوْجَتِكَ فَلَمَّا مَدَدْتُ يَدَيَّ قَالَتْ عَلٰى رِسْلِكَ إِنَّكَ سَتَأْتِينَا عِنْدَ الظُّهْرِ فَبَكَيْتُ فَحِينَ فَرَغْتُ مِنْ كَلَامِهَا سَمِعْتُ صَلْصَلَةً عَنْ يَسَارِيْ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ فَوَصَفَ نَحْوَ ذٰلِكَ فَصَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ صَاحِبَتُهَا فَضَحِكْتُ حِينَ ذَكَرْتُ الْمَرْأَةَ وَقَعَدَتْ عَنْ يَسَارِيْ فَمَدَدْتُ يَدَيَّ فَقَالَتْ عَلٰى رِسْلِكَ إِنَّكَ تَأْتِينَا عِنْدَ الظُّهْرِ فَبَكَيْتُ قَالَ فَكَانَ قَاعِداً مَعَنَا يُحَدِّثُنَا فَلَمَّا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مَالَ فَمَاتَ. قال عبدالكريم كان رجل يحدثني عن أبي ادريس المدني ثم قدم فقال لي الرجل هل لك في أبي ادريس المدني تسمعه منه افأتيته فسمعته.

ابوادریس ؒ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک مدنی آدمی زیاد نامی آیا اور ہم بحر روم کے مشہور جزیرے سقلیہ میں مصروف جہاد تھے پس ہم نے ایک شہر کا محاصرہ کیا اور ہم تین دوست تھے، میں زیاد مدنی اور ایک اور مدنی مجاہد تھا، دریں اثناء کہ ہم محاصرے میں مصروف تھے اور ہم نے ایک ساتھی کو کھانے کی طرف متوجہ کر دیا تھا کہ منجنیق سے پھینکا ہوا ایک پتھر زیاد کے قریب آ کر گرا اور اس کا ایک ٹکرا زیاد کے گھٹنے کو لگا تو وہ بے ہوش ہو گئے، میں اور دوسرے مدنی مجاہد نے ان کو اٹھایا اور ذرا اوٹ میں لے آئے، تا کہ کوئی اور پتھر یا تیر وغیرہ ان کو نہ لگے وہ صبح کا ایک طویل دورانیہ بے ہوش رہے ذرا بھی حرکت نہیں کی پھر اچانک کھلکھلا کر ہنس پڑے حتی کہ ان کی داڑھیں نظر آنے لگیں پھر خاموش ہو گئے پھر رونے لگے حتی کہ ان کے آنسو بہنے لگے پھر خاموش ہو گئے پھر دوسری مرتبہ ہنسے اور تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آ گئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے مجھے یہاں کیوں بٹھایا ہوا ہے ہم نے ان سے دریافت کیا آپ کو معلوم نہیں آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا تو ہم نے انہیں منجنیق کے پتھر لگنے کا واقعہ یاد دلایا اور پھر طویل بے ہوشی اور اس دوران ہنسنے اور رونے کے متعلق

ان کو آگاہ کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہنے لگے کہ مجھے یاقوت اور زبرجد سے بنے ہوئے ایک بالاخانے میں لے جایا گیا اور مجھے تہ بہ تہ بچھے ہوئے قالینوں پر لے جایا گیا اور میری دونوں جانب تکیے رکھے ہوئے تھے جب میں قالین پر سیدھا ہو کر بیٹھا تو اچانک میں نے اپنے دائیں طرف زیور کی کھنکھناہٹ سنی دیکھا تو ایک عورت نکلی معلوم نہیں وہ خود زیادہ خوبصورت تھی یا اس کا لباس زیادہ خوش نظر تھا یا کہ اس کا زیور زیادہ دیدہ زیب تھا اور وہ میری ایک جانب کھڑی ہو گئی اور میرے استقبال میں مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگی اس ننگے پاؤں والے شخص کو مرحبا کہتی ہوں جو اللہ تعالی سے ہمارا سوال نہیں کرتا تھا اور ہم اس کی فلاں (دنیوی) بیوی کی طرح نہیں ہیں وہ مسکرائی اور آ کر میری دائیں جانب بیٹھ گئی تو میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں تیری بیوی کی خادمہ ہوں جب میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ کہنے لگی ابھی صبر کیجئے آپ ظہر کے وقت ہمارے پاس ہی تشریف لا رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں رو پڑا (کہ ظہر تک میں ان نعمتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکوں گا) جب وہ حور اپنے کلام سے فارغ ہوئی تو بائیں جانب بھی ایسی ہی آواز سنائی دی تو ایک ویسی ہی اوصاف والی عورت وہاں کھڑی تھی اس نے بھی وہی گفتگو کی اور میرے بائیں جانب بیٹھ گئی میں نے دست درازی کرنا چاہی تو اس نے کہا ابھی ٹھہریئے ظہر کے وقت آپ تشریف لا ہی رہے ہیں تو یہ سن کر میں رو پڑا ابو ادریس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زیاد ہمارے ساتھ بیٹھ کر باتیں فرما رہے تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو ایک طرف جھکے اور درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔



مجھ سے اعراض نہ کیجئے میں آپ کی بیوی ہوں

۱۴۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر قال حدثنا ابن أبي زكريا ومعنا مكحول أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَكْرٍ مَرَّ بِأَرْضِ الرُّوْمِ فَقَالَ لِغُلامِهِ اَعْطِنِي مِخْلاتِي حَتّٰى آتِيَكُمْ مِنْ هٰذَاالْعِنَبِ فَأَخَذَهَا ثُمَّ دَفَعَ فَرَسَهُ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الْكَرْمِ فَإِذَا هُوَ بِامْرَأَةٍ عَلٰى سَرِيْرٍ لَمْ يَنْظُرْ اِلٰى مِثْلِهَا قَطُّ فَلَمَّا رَآهَا صَدَّ عَنْهَا فَقَالَتْ لاَ تَصُدَّ عَنِّيْ فَإِنِّيْ زَوْجَتُكَ وَامْضِ اَمَامَكَ فَسَتَرٰى مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنِّي فَمَضٰى فَإِذَا بِأُخْرٰى مِثْلِهَا فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ وَأُظُنُّهُ اَبُوْ مَحْرُمَه .

ابن ابی زکریا رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں سننے والوں میں امام مکحول رحمہ اللہ بھی تھے کہ قبیلہ بکر کا ایک آدمی روم میں شریک جہاد تھا اس نے اپنے غلام سے توشہ دان طلب کیا تا کہ وہ قریبی باغ سے انگور لے آئے جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر باغ میں داخل ہوا تو اس کی نظر ایک ایسی حسین عورت پر پڑی کہ اس جیسی حسین عورت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اس حسینہ کو دیکھ کر انہوں نے نگاہیں جھکا ئیں تو اس نے کہا مجھ سے اعراض مت کرو کیونکہ میں تمہاری بیوی ہوں اور سیدھا آگے بڑھیے آپ مجھ سے افضل اور خوبصورت بیوی سے ملیں گے جب وہ آگے بڑھے تو اسی کی مثل ایک اور عورت ان کے استقبال میں تھی اس نے بھی وہی باتیں کیں۔ ابن ابی زکریا کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ شخص ابو محرمة تھے۔

وصیت لکھنے والے شہید ہو گئے

۱۴۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد قال أخبرني عطاء بن قرة السلولي قَالَ كُنَّا مَعَ أَبِي مَحْذُوْرَةَ قُعُوْداً إِذْ جَاءَ نَا بِذٰلِكَ الْعِنَبِ فَوَضَعَهُ فَدَعَا بِقِرْطَاسٍ وَدَوَاةٍ فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْ كَرْبٍ كَتَبَ وَصِيَّتَهُ ثُمَّ قَامَ مُقَاتِلُ النَّبْطِي فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ ثُمَّ قَامَ عَمَّارُ بْنُ أَبِي أَيُّوْبَ

فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ ثُمَّ قَامَ عَوْفُ اللَّخْمِيِّ فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ ثُمَّ لَقِيْنَا بِرَحَانَ فَمَا بَقِيَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ أَحَدٌ إِلَّا قُتِلَ. قَالَ وَلَمْ نَكْتُبْ نَحْنُ وَصَايَانَا فَلَمْ نُقْتَلْ.

عطاء بن قرۃ السلولی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے جب یہ شخص انگور لے کر آیا اور ان کو رکھ دیا، قلم دوات منگوا کر اپنی وصیت لکھ دی، اس کو دیکھ کر ابوکرب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وصیت لکھ دی پھر مقاتل نبطی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور اپنی وصیت تحریر فرمادی پھر عمار بن أبی ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی وصیت قلمبند فرمادی ان کے بعد عوف لخمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی وصیت لکھ دی پھر مقام رحان میں دشمن سے ٹکراؤ ہوا تو یہ پانچوں وصیت لکھنے والے شہید ہو گئے۔

عطاء بن قرۃ السلولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی وصیتیں نہیں لکھی تھیں اس لئے ہمیں شہادت سے نہیں نوازا گیا۔

نبی پاک ﷺ کی حور عین سے ملاقات

۱۴۸۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد سمعت ابن المبارک حدثنا عبدالرحمن ايضا حدثنا ابن ابی زکريا يومئذ قَالَ حَدَّثَنَا بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ رَأَى الْحُوْرَ الْعِيْنِ عَيَاناً حَتّٰى كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَمْشِيْ فِيْ صَحْنِ الْمَسْجِدِ لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ أَتُحِبُّ أَنْ تَرَى الْحُوْرَ الْعِيْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَادْخُلِ الصَّخْرَةَ ثُمَّ اخْرُجْ إِلَى الصُّفَّةِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ فَقُلْنَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ قَالَ مَنْ أَنْتُنَّ رَحِمَكُمُ اللهُ قُلْنَ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ أَزْوَاجُ أَقْوَامٍ أَبْرَارٍ مَاتُوْا فَلَمْ يُطْعِنُوْا وَشَبُّوْا فَلَمْ يَكْبُرُوْا وَنَقُّوْا فَلَمْ يُدْرِنُوْا۔ [1]

ابن ابی زکریا رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے لیلۃ المعراج سے پہلے حور عین کو براہ راست نہیں دیکھا تھا البتہ جب حضور ﷺ مسجد اقصی میں تھے تو

[1] ابن کثیر ۳/۷، فتح الباری ۷/۲۱۷

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ ﷺ حورعین کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضور ﷺ نے اثبات میں جواب دیا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ صخرہ سے داخل ہو کر صفہ کی طرف نکلیے حضور ﷺ گئے تو دیکھا کہ عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں حضور ﷺ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا، حضور ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو وہ کہنے لگیں ہم خوبصورت چہروں والی اور بہترین اخلاق والی عورتیں ہیں ایسے نیک لوگوں کی بیویاں ہیں جو مرکر ہمارے پاس آئیں گے اور واپس نہیں جائیں گے اور جوان رہیں گے کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے اور صاف ستھرے رہیں گے کبھی میلے کچیلے نہیں ہوں گے۔

اگر آج مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی تو میں شادی کرلوں گا

۱۴۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا معيد قال سمعت ابن المبارک عن السرى بن عحى عن ثابت البنانى اَنَّ فَتًى غَزَا زَمَاناً وَتُعَرِّضُ لِلشَّهَادَةِ فَلَمْ يُصِبْهَا فَحَدَّثَ نَفْسَهُ فَقَالَ وَاللهِ مَا أُرَانِى لَوْ قَفَلْتُ اِلٰى اَهْلِى فَتَزَوَّجْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ فِى الْفُسَاطِ ثُمَّ اَيْقَظَهُ أَصْحَابُهُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ قَالَ فَبَكٰى حَتّٰى خَافَ أَصْحَابُهُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ اَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَالَ اِنِّى لَيْسَ بِى بَأْسٌ وَلٰكِنَّهُ اَتَانِى آتٍ وَأَنَا فِى الْمَنَامِ فَقَالَ اِنْطَلِقْ اِلٰى زَوْجَتِكَ الْعَيْنَاءِ قَالَ فَقُمْتُ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بِى فِى أَرْضٍ بَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مَارَأَيْتُ رَوْضَةً أَحْسَنَ مِنْهَا فَاِذَا فِيْهَا عَشْرُ جَوَارٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُنَّ قَطُّ وَلَا أَحْسَنُ مِنْهُنَّ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ اِحْدَاهُنَّ فَقُلْتُ أَفِيْكُنَّ الْعَيْنَاءُ قُلْنَ هِىَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَنَحْنُ جَوَارِيْهَا قَالَ فَمَضَيْتُ مَعَ صَاحِبِى فَإِذَا رَوْضَةٌ أُخْرٰى يَضْعَفُ حُسْنُهَا عَلٰى حُسْنِ الَّتِى تَرَكْتُ فِيْهَا عِشْرُوْنَ جَارِيَةً يُضَاعِفُ حُسْنُهُنَّ عَلٰى حُسْنِ الْجَوَارِى اللَّاتِى خَلَّفْتُ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ اِحْدَاهُنَّ فَقُلْتُ أَفِيْكُنَّ الْعَيْنَاءُ قُلْنَ هِىَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَنَحْنُ جَوَارِيْهَا حَتّٰى ذَكَرَ ثَلَاثِيْنَ جَارِيَةً قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْتُ اِلٰى قُبَّةٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ مُجَوَّفَةٍ قَدْ اَضَاءَ لَهَا مَا حَوْلَهَا فَقَالَ لِى صَاحِبِى اُدْخُلْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ لَيْسَ لِلْقُبَّةِ مَعَهَا ضَوْءٌ

فَجَلَسْتُ فَتَحَدَّثْتُ سَاعَةً فَجَعَلَتْ تُحَدِّثُنِي فَقَالَ صَاحِبِي أُخْرُجْ اِنْطَلِقْ قَالَ وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ اَعْصِيَهُ قَالَ فَقُمْتُ فَأَخَذَتْ بِطَرَفِ رِدَائِي فَقَالَتْ أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ فَلَمَّا أَيْقَظْتُمُونِي رَأَيْتُ اِنَّمَا هُوَ حُلْمٌ فَبَكَيْتُ فَلَمْ يَلْبَثُوْا أَنْ نُوْدِيَ فِي الْخَيْلِ قَالَ فَرَكِبَ النَّاسُ فَمَازَالُوْا يَتَطَارَدُوْنَ حَتّٰى اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَحَلَّ لِلصَّائِمِ الْأَفْطَارُ أُصِيْبَ تِلْكَ السَّاعَةَ وَكَانَ صَائِمًا وَظَنَنْتُ أَنَّهُ مِنَ الْأَنْصَارِ وَظَنَنْتُ أَنَّ ثَابِتًا كَانَ يَعْلَمُ نَسَبَهُ .[1]

ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان بہت عرصے تک طلب شہادت میں مصروف جہاد رہا لیکن شہادت حاصل نہ کرسکا، ایک دن رنجیدہ ہوکر اپنے آپ سے محو گفتگو تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر میں گھر لوٹ گیا تو میں شادی کرلوں گا۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے بعد اس نے خیمہ میں قیلولہ کیا پھر اس کے ساتھیوں نے اسے نماز ظہر کے لیے بیدار کیا تو وہ اتنی شدت اور چیخ و پکار کے ساتھ رویا کہ ساتھیوں کو یہ شک ہوا اسے کوئی درد وغیرہ ہے جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو کہنے لگا ساتھیو! مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ نیند میں میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اپنی بیوی عیناء کے پاس جاؤ، کہتے ہیں میں اٹھ کر اس قاصد کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے سفید چمکدار اور خوبصورت زمین میں لے آیا پھر ہم ایک محل کے پاس آئے اس جیسا خوبصورت محل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا اس میں دس ایسی حسین جوان عورتیں تھیں کہ میں نے ان جیسی یا ان سے بڑھ کر خوبصورت عورتیں کبھی نہیں دیکھیں میرا گمان یہ تھا کہ ان میں سے کوئی میری بیوی ہوگی اس لیے میں نے پوچھا تم میں سے کوئی عیناء ہے وہ کہنے لگیں ہم تو اس کی خادمائیں ہیں وہ مجاہد کہتے ہیں میں اپنے ساتھی کے ساتھ آگے بڑھا تو آگے اس سے بھی کئی گنا خوبصورت اور دیدہ زیب محل تھا اس میں بیس ایسی خوبصورت اور جوان عورتیں تھیں جنکا حسن و جمال پہلی دس عورتوں سے فزوں تر تھا مجھے توقع ہوئی کہ ان میں سے کوئی میری بیوی ہوگی اس لیے میں نے ان سے دریافت کیا تم میں کوئی عیناء ہے تو انہوں نے کہا وہ آگے ہے ہم اسکی خادمائیں

---

[1] الزہد لہناد ۲۵، تہذیب الکمال ۳۳/۸۶

ہیں پھر اس مجاہد نے تین عورتوں کا بھی ایسے ہی تذکرہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں ایسے گنبد نما خوبصورت محل کے پاس پہنچا جو سرخ یاقوت سے بنایا گیا تھا اور اس کا اندرونی حصہ خالی تھا اور اس کا ارد گرد کا ماحول نور سے منور تھا مجھے میرے ساتھی نے اس میں داخل ہونے کا کہا تو میں اس میں داخل ہوا میرا استقبال ایک ایسی حسینہ جمیلہ نے کیا جس کے سامنے اس گنبد کی روشنی اور حسن بھی ماند پڑ رہا تھا میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور ہم دونوں کچھ دیر باہم گفتگو میں مصروف رہے پھر میرے ساتھی نے حکم دیا اب واپس چلو اور میں اس کی بات کو رد نہیں کر سکتا تھا، میں اٹھا تو عیناء نے میری چادر کا پلو پکڑ لیا اور کہنے لگی آج رات ہمارے پاس افطار کرو۔ اب جب تم نے مجھے بیدار کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو ایک خواب تھا اس لیے میں رو پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہی لشکر کو حملے کا حکم دے دیا گیا اور لوگ سوار ہو کر جنگ میں گھس گئے اور پے در پے ایک دوسرے پر حملے ہونے لگے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور افطاری کا وقت ہو گیا عین افطاری کے وقت یہ نوجوان روزے کی حالت میں جام شہادت نوش کر گیا۔ سری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ انصاری تھا اور ثابت اس کے نام و نسب سے آگاہ تھے۔

عمل تھوڑا اور اجر بہت زیادہ

١٥٠. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر حدثنا القاسم بن عبدالرحمن ابو عبدالرحمن المسعودی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْبَرَّ أَرْضَ الرُّوْمِ وَلَمْ يَغْزُ فُضَالَةُ فِي الْبَرِّ غَيْرَهَا فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذْ يَسْرَعُ فُضَالَةَ وَهُوَ أَمِيْرُ النَّاسِ وَكَانَتِ الْوُلَاةُ إِذْ ذَاكَ يَسْمَعُوْنَ مِمَّنِ اسْتَرْعَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَقَطَّعُوْا فَقِفْ حَتّٰى يَلْحَقُوْكَ فَوَقَفَ فِي مَرْجٍ فِيْهِ تَلٌّ عَلَيْهِ قَلْعَةٌ فِيْهَا حِصْنٌ قَالَ فَمِنَّا الْوَاقِفُ وَمِنَّا النَّازِلُ إِذْ نَحْنُ بِرَجُلٍ أَحْمَرَ ذِيْ شَوَارِبَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَأَتَيْنَا بِهِ فُضَالَةَ فَقُلْنَا إِنَّ هٰذَا هَبَطَ مِنَ الْحِصْنِ بِلَا عَهْدٍ وَلَا عَقْدٍ فَسَأَلَهُ مَا شَأْنُهُ فَقَالَ إِنِّي أَكَلْتُ الْبَارِحَةَ لَحْمَ

الْخِنْزِيرِ وَشَرِبْتُ خَمْرًا وَأَتَيْتُ أَهْلِي فَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَتَانِي رَجُلَانِ فَغَسَلَا بَطْنِي وَزَوَّجَانِي امْرَأَتَيْنِ لَا تَغَارُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْأُخْرَى وَقَالَا لِي أَسْلِمْ فَإِنِّي لَمُسْلِمٌ فَمَا كَانَتْ كَلِمَةٌ أَسْرَعَ مِنْ أَنْ رَمَيْنَا......فَأَقْبَلَ يَهْوِي حَتَّى أَصَابَهُ فَوْقَ عُنُقِهِ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَقَالَ فُضَالَةُ اللهُ أَكْبَرُ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا صَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَفَنَّاهُ فِي مَوْقِفِنَا وَسِرْنَا قال عبدالرحمن يقول القاسم يذكر هذا فهذا شيء رأيته أنا. [1]

ابوعبدالرحمٰن مسعودی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم میں خشکی کے جہاد میں حصہ لیا اور فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سوا خشکی کا جہاد نہیں کیا تھا جب ہم محوِ سفر تھے تو فضالہ رضی اللہ عنہ تیز چل رہے تھے اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ اللہ جن کو والی بناتا تھا وہ اپنی رعایا کی بات سننے کی بھی توفیق رکھتے تھے اس لئے کسی نے توجہ دلائی کہ امیر صاحب لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ذرا توقف فرمالیجئے تاکہ لشکر آپ کے ساتھ مل جائے تو فضالہ رضی اللہ عنہ ایک وادی میں ٹھہرے جس کے ایک ٹیلے پر ایک قلعہ تھا ہم میں سے کچھ ویسے ہی ٹھہرے ہوئے تھے اور کچھ سواریوں سے اتر کر توقف کر رہے تھے۔ دریں اثناء ایک سرخ رنگت اور بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی قلعہ سے اترا تو ہم اس کو فضالہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور بتایا کہ یہ بغیر کسی عہد و پیمان کے قلعہ سے اترا ہے تو فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس سے معاملہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ رات میں نے خنزیر کا گوشت کھایا تھا اور شراب نوشی کر کے اپنی بیوی سے مجامعت بھی کی تھی اس کے بعد نیند کے دوران میرے پاس دو آدمی آئے اور انہوں نے میرا پیٹ دھویا اور دو ایسی خوبصورت عورتوں سے میری شادی کروادی جو حسن میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھیں اور ان دونوں نے مجھے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ابھی وہ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ ایک تیر اس کی گردن پر آ کر لگا اور وہ شہید ہو گیا تو فضالہ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر فرمایا کہ اس شخص نے عمل تو بہت تھوڑا کیا ہے لیکن اجر بہت زیادہ پا گیا ہے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ مسعودی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ہم نے ان کو اپنی جائے وقوف میں دفنا دیا اور آگے چل پڑے۔

---

[1] شعب الایمان ۴۳۱۴

جس نے جنتی دیکھنا ہو وہ ابوالسبع رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے

۱۵۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن الفضيل بن سليمان عن عاصم بن عمر بن جعفر العمرى عن سهيل بن أبى صالح قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ مَنْ يَنْتَدِبُ لِسَدِّ هٰذِهِ الثَّغْرَةِ اللَّيْلَةَ أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ أَبُو السَّبُعِ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ مَنْ أَنْتَ ؟قَالَ اِبْنُ عَبْدِ قَيْسٍ قَالَ اجْلِسْ ثُمَّ دَعَا فَقَالَهَا فَقَامَ ذَكْوَانُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ؟فَقَالَ أَنَا أَبُو السَّبُعِ فَقَالَ كُوْنُوْا مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ ذَكْوَانُ يَارَسُوْلَ اللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ يَكُوْنَ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَيْنٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ تَطَأُ خَضِرَةَ الْجَنَّةِ بِقَدَمَيْهِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَانْطَلَقَ ذَكْوَانُ اِلٰى اَهْلِهٖ يُوَدِّعُهُنَّ فَأَخَذَتْ نِسَائُهُ بِثِيَابِهٖ وَقُلْنَ يَا أَبَا السَّبُعِ فَاسْتَلَّ ثَوْبَهُ حَتّٰى إِذَا جَاوَزَهُنَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ مَوْعِدُكُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ قُتِلَ. [1]

سہیل بن ابی صالح رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن نکلے تو اعلان فرمایا اس درے پر آج رات کون پہرا دے گا تو انصار کے قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص (جن کا نام ابوالسبع ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ تھا) کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ خدمت میں سرانجام دوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم کون ہو انہوں نے عرض کیا میرا نام ابن عبد قیس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی اعلان فرمایا تو یہی جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یہ خادم حاضر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ابوالسبع ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں درے کے فلاں فلاں حصے پر کھڑے ہو جاؤ تو حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دفعہ میں ہی کھڑا ہوا تھا کیونکہ مجھے اعتماد نہیں کہ دوسرا

---

[1] الإصابة ۲/۲۰۵

کھڑا ہونیوالا کہیں مشرکین کا جاسوس نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایسے عظیم آدمی کی زیارت کی سعادت حاصل کرے جو کل اپنے قدموں سے جنت کی گھاس کو روندے گا تو وہ اس (ذکوان رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے اس کے بعد حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ کو الوداع کہنے کے لیے آئے تو ان کی بیویوں نے ان کے کپڑے پکڑ لیے اور فریاد کرنے لگیں کہ اے ابو السبع (رضی اللہ عنہ) تو ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے انہوں نے اپنے کپڑے چھڑائے اور کہا اب تمہاری ملاقات کا وقت قیامت کا دن ہے اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

حضرت صلہ رحمۃ اللہ علیہ کا شہادت کا خواب

۱۵۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن سليمان بن المغيرة عن حميدبن هلال عن صِلَةَ قَالَ رَأَيْتُنِيْ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّيْ فِي رَهْطٍ وَخَلْفَنَا رَجُلٌ مَعَ السَّيْفِ شَاهَرَهُ فَجَعَلَ لا يَأْتِيْ عَلَى أَحَدٍ مِنَّا إِلَّا ضَرَبَ رَأْسَهُ ثُمَّ يَعُوْدُ كَمَا كَانَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ مَتَى يَأْتِيْ عَلَيَّ فَيَصْنَعُ بِيْ مَاصَنَعَ بِهِمْ فَأَتَى عَلَيَّ فَضَرَبَ رَأْسِي فَوَقَعَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ حِيْنَ أَخَذْتُ رَأْسِيْ أَنْفُضُ عَنْ شَفَتِي التُّرَابَ ثُمَّ أَعَدْتُهُ فَعَادَ كَمَا كَانَ . [1]

صلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک لشکر میں ہوں اور ہمارے پیچھے ایک آدمی تلوار سونت کر کھڑا ہے اور ہم میں سے جس کے قریب آتا ہے اس کی گردن اڑا دیتا ہے پھر وہ دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے وہ میرے قریب آیا اور میرے ساتھ بھی اس نے یہی کارروائی کی کہ میرا سر اڑا دیا اور وہ دور جا کر گر پڑا میں نے اس کو اٹھایا اور اپنے ہونٹوں سے مٹی دھول وغیرہ کو صاف کیا اور دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ بالکل پہلے کی طرح ہو گیا۔

[1] مصنف ابن أبي شيبه ۳۰۵۳۱، الطبقات ۱۳۷/۷

تین شہادتیں

۱۵۳۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال عن صِلَةَ أَنَّهُ خَرَجَ فِي جَيْشٍ وَمَعَهُ ابْنُهُ وَأَعْرَابِيٌّ مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ رَأَيْتُ كَأَنَّكَ أَتَيْتَ عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ فَأَصَبْتَ تَحْتَهَا ثَلاثَ شَهَادَاتٍ فَأَعْطَيْتَنِي وَاحِدَةً وَأَمْسَكْتَ اثْنَتَيْنِ فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي أَلَّا تَكُوْنَ قَاسَمْتَنِي الأُخْرَى فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقَالَ لِابْنِهِ تَقَدَّمْ فَقُتِلَ ابْنُهُ وَقُتِلَ صِلَةُ ثُمَّ قُتِلَ الأَعْرَابِيُّ.[1]

حمید بن ہلال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صلۃ رحمہ اللہ اپنے بیٹے اور محلے کے ایک بدو کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئے، اس بدو نے کہا، میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ ایک گھنے نہایت سایہ دار درخت کے نیچے ہیں اور آپ کو وہاں سے تین شہادتیں ملی ہیں ایک آپ نے مجھے دی ہے اور دو اپنے پاس رکھ لی ہیں میں اپنے دل میں یہ کہتا ہوں آپ نے دوسری شہادت کو تقسیم کیوں نہیں کیا اس کے بعد وہ دشمن سے ٹکرائے تو صلۃ اپنے بیٹے اور اس اعرابی سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

آپ خود شہادت کے طلب گار ہیں اور مجھے لوٹ جانے کا حکم دیتے ہیں؟

۱۵۴۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن السرى بن يحيي قال حدثني العلاء بن هلال الباهلي أَنَّ رَجُلاً مِنْ قَوْمِ صِلَةَ قَالَ لِصِلَةَ يَا أَبَا الصَّهْبَاءِ إِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أُعْطِيْتُ شَهَادَةً وَأُعْطِيْتَ أَنْتَ شَهَادَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ صِلَةُ خَيْرًا رَأَيْتَ تُسْتَشْهَدُ وَ أُسْتَشْهَدُ أَنَا وَابْنِي قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ لَقِيَهُمُ التُّرْكُ بِسِجِسْتَانَ فَكَانَ أَوَّلُ جَيْشٍ اِنْهَزَمَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ذٰلِكَ الْجَيْشِ

---

[1] الطبقات ۷/۱۳۷

فَقَالَ صِلَةُ لِابْنِهِ اِلٰى اُمِّکَ فَقَالَ یَا اَبَتِ اَتُرِیْدُ الْخَیْرَ لِنَفْسِکَ وَتَاْمُرُنِیْ بِالرَّجْعَةِ اَنْتَ وَاللهِ کُنْتَ خَیْرًا لِاُمِّیْ مِنِّیْ قَالَ اَمَا إِذْ قُلْتَ هٰذَافَتَقَدَّمْ فَقَاتَلَ حَتّٰی اُصِیْبَ فَرَمٰی صِلَةُ عَنْ جَسَدِهٖ وَکَانَ رَجُلاً رَامِیاً حَتّٰی تَفَرَّقُوْا عَنْهُ وَاَقْبَلَ یَمْشِیْ حَتّٰی قَامَ عَلَیْهِ فَدَعَا لَهٗ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔ ل

علاء بن ہلال باہلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صلۃ رحمۃ اللہ علیہ کے قبیلہ کے ایک فرد نے ان سے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ مجھے ایک شہادت دی گئی ہے اور آپ کو دو شہادتوں سے نوازا گیا ہے تو صلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ آپ کا خواب مبارک کرے میرے خیال میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ بھی شہید ہوں گے اور میں اور میرا بیٹا بھی دونوں شہید ہوں گے، یوم یزید بن زیاد کے نام سے مشہور جنگ جو ترکوں کے مقابلے میں سجستان (ایران) میں لڑی گئی تھی اور اسی جنگ میں مسلمانوں کو پہلی دفعہ شکست سے واسطہ پڑا تھا اس دن صلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے کہا تم اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ تو فرمانبردار بیٹے نے کہا آپ اپنے لیے خیر کے متلاشی ہیں اور مجھے واپس لوٹنے کا حکم دے رہے ہیں جب کہ ماں کو میری بنسبت آپ کی زیادہ ضرورت ہے یہ سن کر صلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر آگے بڑھو، باہلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ آگے بڑھ کر گھمسان کی جنگ میں گھس گیا اور شہید ہو گیا، صلۃ رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہر تیرانداز تھے انہوں نے اپنے بیٹے کے جسد سے دشمنوں کو ہٹانے کے لیے خوب تیراندازی کی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے، اپنے بیٹے کے جسم کے پاس آئے اس کے لیے دعا کی اور جنگ میں گھس کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اگر میرے خاوند اور بیٹے کی شہادت پر تعزیت کرنے آئی ہو تو لوٹ جاؤ

۱۵۵/۱. أخبرنا ابراهیم حدثنا محمد حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن حماد بن سلمة عن ثابت عَنْ مَعَاذَةِ امْرَأَةِ صِلَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ هَا نَعْیُ زَوْجِهَا وَابْنِهَا قُتِلاَ جَمِیْعاً قَدَّمَهٗ بَیْنَ أَیْدِیْهِ قَالَ لِابْنِهٖ تَقَدَّمْ فَأَحْتَسِبُکَ فَقُتِلَ ثُمَّ قُتِلَ الْأَبُ

ل شعب الایمان ۴۳۲۰

فَلَمَّا جَاءَ هَا نَعِيُهُمَا جَاءَ النِّسَاءُ فَقَالَتْ إِنْ كُنْتُنَّ جِئْتُنَّ لِتُهَنِّئْنَابِمَا أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِهٖ فَذٰلِكَ وَإِلَّا فَارْجِعْنَ. [1]

ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی معاذۃ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے خاونداوران کے بیٹے دونوں کے اکٹھے شہید ہوجانے کی اطلاع پہنچی اوران کودونوں کی شہادت کا واقعہ بھی سنایا گیااورعورتیں ان کے پاس آئیں توانہوں نے عورتوں کی گفتگو سے قبل ہی فرمادیا کہ اگرتواللہ کی طرف سے عطاکردہ اس اعزاز پرہمیں مبارکبادد ینے آئی ہوتوخوش آمدیداوراگرتعزیت کے لئے آئی ہوتوواپس لوٹ جاؤ۔

۲/۱۵۵. قال ثابت وَكَانَ صِلَةُ يَأْكُلُ يَوْمًافَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَاتَ أَخُوكَ فَقَالَ هَيْهَاتَ قَدْ نُعِيَ إِلَيَّ اِجْلِسْ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا سَبَقَنِي إِلَيْكَ أَحَدٌ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ [2]

ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کھانا کھارہے تھے کہ ایک شخص نے آکراطلاع دی کہ آپ کے بھائی انتقال کرگئے توصلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ افسوس مجھے اس کی وفات کی اطلاع دی گئی ہے بیٹھ جایئے تواس شخص نے کہا کہ سب سے پہلے یہ اطلاع میں ہی آپ کے پاس لایاہوں توصلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ ”اے نبی آپ بھی مرنے والے ہیں اوروہ بھی مرنے والے ہیں“۔

اسود بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

۱۵۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال قَالَ كَانَ الْأَسْوَدُ بْنُ كَلْثُوْمَ إِذَا مَشَى نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ أَوْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ لَايَلْتَفِتُ وَجَدَرَ النَّاسُ إِذْذَاكَ فِيْهَا تَوَاضُعٌ فَعَسَى أَنْ يَفْجَأَ النِّسْوَةِ وَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ بَعْضُهُنَّ وَاضِعاً فَيَرُوْعُهُنَّ الرَّجُلُ حِيْنَ يَرَيْنَهُ يَنْظُرُ

---

[1] الطبقات ۷/ ۱۳۷، صفوۃ الصفوۃ ۳/ ۲۲۰، کتاب الزہد لابن أبی عاصم ۱/ ۲۰۸، حلیۃ الأولیاء ۲/ ۲۳۹، سیر أعلام النبلاء ۴/ ۵۰۹

[2] الطبقات ۷/ ۱۳۷، شعب الایمان ۷/ ۱۰۱۴، حلیۃ الأولیاء ۲/ ۲۳۸

بَعْضُهُنَّ إِلَى بَعْضٍ فَقُلْنَ كَلَّا إِنَّهُ الأَسْوَدُ بْنُ كُلْثُومٍ قَدْ عَرَفُوهُ إِنَّهُ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ غَازِياً قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ هٰذِهِ نَفْسِي تَزْعَمُ فِي الرَّخَاءِ أَنَّهَا تُحِبُّ لِقَاؤُكَ فَإِنْ كَانَتْ صَادِقَةً فَارْزُقْهَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاحْمِلْهَا عَلَيْهِ وَإِنْ كَرِهَتْ فَاجْعَلْهُ قَتْلاً فِي سَبِيلِكَ وَأَطْعِمْ لَحْمِي سِبَاعاً وَطَيْرًا، قَالَ فَانْطَلَقَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ حَتَّى دَخَلُوْا حَائِطاً فِيهِ ثُلْمَةٌ وَجَاءَ الْعَدُوُّ حَتَّى قَامُوْا عَلَى الثُّلْمَةِ فَخَرَجَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى كَثُرُوْا عَلَى الثُّلْمَةِ قَالَ فَنَزَلَ مِنْ فَرَسِهِ فَضَرَبَ وَجْهَهُ فَانْطَلَقَ غَابِرًا حَتَّى خَلَّوْا وَجْهَهُ وَخَرَجَ وَعَمَدَ إِلَى مَكَانٍ فِي الْحَائِطِ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّى قَالَ يَقُولُ الْعَدُوُّ هٰكَذَا اِسْتِسْلَامُ الْعَرَبِ إِذَا اسْتَسْلَمُوْا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ قَالَ فَمَرَّ عَظِيمُ ذٰلِكَ الْجَيْشِ عَلَى الْحَائِطِ وَفِيهِمْ أَخُوهُ فَقِيلَ لِأَخِيهِ أَلَّا تَدْخُلَ إِلَى الْحَائِطِ فَتَنْظُرَ مَا أَصَبْتَ مِنْ عِظَامِ أَخِيكَ فَتَجُنَّهُ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ شَيْئًا دَعَا بِهِ أَخِي فَاسْتُجِيبَ لَهُ قَالَ فَمَا عَانَاهُ ۔ [1]

حمید بن ہلال رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اسود بن کلثوم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اسود بن کلثوم رحمہ اللہ جب چلتے تھے تو حیا کی وجہ سے اپنی نگاہیں پاؤں پر رکھتے تھے کہ مبادا کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور وہ بے پردہ ہو اور عورتیں بھی ان کی رعایت کرتی تھیں اور ایک دوسری کو متنبہ کر دیتی تھیں کہ یہ اسود بن کلثوم رحمہ اللہ ہیں اور لوگ جانتے تھے کہ یہ عورتوں کی طرف نہیں دیکھا کرتے ۔ حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی اسود رحمہ اللہ جب جہاد کے لئے نکلے تو اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ ''اے اللہ میرے نفس کو گمان ہے کہ وہ تیری ملاقات کا مشتاق ہے پس اگر یہ سچا ہے تو یہ شرف مجھے عطا فرما اور اگر یہ جھوٹا ہے تو بھی اسے مجبور کر دے اگر چہ اسے ناگوار گذرے پس تو مجھے اپنے راستے کی شہادت عطا فرما اور میرا گوشت درندوں اور پرندوں کی غذا بنا دے''۔ حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ اس لشکر کے ایک گروہ کے ساتھ ایسے احاطے

---

[1] كتاب الزهد لابن أبي عاصم ۱/۲۰۷، حلية الأولياء ۲/۲۵۴، صفوة الصفوة ۳/۲۹۱

میں داخل ہوئے جس کے ایک طرف شگاف تھا، دشمن نے اس احاطے پر حملہ کر کے شگاف پر قبضہ کرلیا ان کے ساتھی تو احاطے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ نہ نکل سکے اور دشمن کی تعداد زیادہ ہوگئی تو یہ گھوڑے سے اترے اور اپنے چہرے کو غبار آلود کرلیا تو دشمن نے ان سے تعرض نہ کیا اور انہوں نے ایک گوشے میں جا کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ راوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دشمن یہ کہہ رہے تھے کہ عرب اسی طرح تسلیم ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو شہید ہونے تک دشمن سے لڑتے رہے ۔ واپسی پر جب مسلمانوں کا لشکر وہاں سے گذرا تو ان کے بھائی کو کہا گیا کہ احاطے میں جا کر دیکھ لیں اور بھائی کی جو ہڈیاں وغیرہ ہوں ان کو چن لیں تو ان کے بھائی نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا کیونکہ میرے بھائی نے اسی کی دعا مانگی تھی جو قبول ہوگئی۔ چنانچہ ان کے بھائی نے ان کو نہیں دیکھا۔

اے اللہ! مجھے ایسی شہادت دے کے مسلمان مجھ پر رشک کریں

۱۵۷۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال قَالَ كَانَ اَبُوْ رَفَاعَةَ اِذَا صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَدَعَا كَانَ فِي آخِرِ مَا يَدْعُوْ بِهِ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيْ وَاِذَا كَانَتْ خَيْرًا لِي فَتَوَفَّنِيْ وَفَاةً طَاهِرَةً طَيِّبَةً يُغْبِطُنِيْ بِهَا مَنْ سَمِعَ بِهَا مِنْ اِخْوَانِيَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ عِفَّتِهَا وَطَهَارَتِهَا وَطِيْبِهَا وَاجْعَلْهُ قَتْلًا فِي سَبِيْلِكَ وَاجْدَعْنِي عَنْ نَفْسِيْ قَالَ فَخَرَجَ فِي جَيْشٍ عَلَيْهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْجَيْشِ سَرِيَّةٌ عَامَتُهُمْ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ اِنِّي مُنْطَلِقٌ مَعَ هٰذِهِ السَّرِيَّةِ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ :لَيْسَ هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي[أَخِيْكَ] (حضرت محقق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ بیاض چھوڑ گئے ہیں اور حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اصل مخطوط میں ہی اس جگہ بیاض ہے ہم نے یہ زیادتی طبقات ابن سعد ۷/ ۶۹ کی روشنی میں کی ہے) لَيْسَ فِي رِحْلِكَ اَحَدٌ قَالَ :اِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ قَدْ عَزَمَ لِي عَلَيْهِ اِنِّي لَمُنْطَلِقٌ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ فَأَطَافَتِ السَّرِيَّةُ بِقَلْعَةٍ فِيْهَا الْعَدُوُّ لَيْلًا وَبَاتَ يُصَلِّيْ حَتّٰى اِذَا

كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ تَوَسَّدَ تُرْسَهُ فَنَامَ فَأَصْبَحَ أَصْحَابُهُ يَنْظُرُوْنَ مِنْ أَيْنَ يَأْتُوْنَ مَقَابَلَتِهَا ،مِنْ أَيْنَ يَأْتُوْنَهَا وَنَسُوْهُ نَائِماً حَيْثُ كَانَ فَبَصَرَ بِهِ الْعَدُوُّ وَأَنْزَلُوْا عَلَيْهِ ثَلاثَةَ أَعْلاجٍ مِنْهُمْ فَأَتَوْهُ فَأَخَذُوْا سَيْفَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: اَبُوْ رِفَاعَةَ نَسِيْنَاهُ حَيْثُ كَانَ، فَرَجَعُوْا اِلَيْهِ فَوَجَدُوا الأَعْلاجَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُسْلِبُوْهُ فَأَزَاحُوْهُمْ عَنْهُ وَاجْتَرَوْهُ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ [1] بْنُ سَمُرَةَ مَا شَعُرَ اَخُوْ بَنِي عَدِى بِالشَّهَادَةِ حَتّٰى اَتَتْهُ . [2]

حمید بن ہلال رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابورفاعہ رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوتے اور دعا کرتے تو ان کی دعا کے آخری الفاظ یہ ہوتے تھے کہ ”اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو ایسی پاکیزہ اور عمدہ موت عطا کر کہ اس کی عفت، طہارت، اور عمدگی کو سن کر میرے مسلمان بھائی مجھ پر رشک کریں، مجھے شہادت عطا فرما اور میرے جسم و روح کو جدا کردے“۔ راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابورفاعہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ساتھ نکلے جن کے امیر عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ تھے اس لشکر سے ایک گروہ کسی مہم کے لئے نکلا جس کے اکثر افراد قبیلہ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے تھے تو ابورفاعہ رضی اللہ عنہ بھی اس گروہ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس میں تمہارے قبیلہ کا کوئی فرد نہیں اس لئے تمہارا جانا مناسب نہیں تو ابورفاعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے تو میں نے ان کے ہمراہ جانے کا عزم کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس گروہ کے ساتھ چلے گئے۔ گروہ نے دشمن کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس کے گرد چکر لگایا۔ ابورفاعہ رضی اللہ عنہ ساری رات نماز پڑھتے رہے آخری پہر ڈھال کو تکیہ بنا کر سو گئے ان کے ساتھی صبح اٹھ کر قلعہ کا جائزہ لینے چلے گئے کہ دشمن کہاں سے حملہ آور ہو سکتا ہے یا کہاں سے قلعہ میں داخل ہو جا سکتا ہے اور ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کو سوتا ہوا بھول گئے۔ جب دشمن نے ان کو اکیلا سوتے ہوئے دیکھا تو تین پہلوان ان کی طرف آئے اور ان کی تلوار پر قبضہ کر لیا ادھر ان

[1] (ہمارے پیش نظر نسخے میں عبدالرحمٰن کی جگہ عبداللہ ہے جو غالباً سہو کاتب ہے کیونکہ شروع روایت میں مذکور ہے کہ لشکر کے امیر عبدالرحمٰن بن سمرہ تھے اور اس جگہ عبدالرحمٰن کے ہونے کی تائید طبقات ۷/۶۹ کی روایت سے ہوتی ہے)

[2] الطبقات ۷/۶۹

کے ساتھیوں کو یاد آیا کہ وہ ابو رفاعۃ رضی اللہ عنہ کو سوتا ہوا چھوڑ آئے ہیں تو وہ واپس پلٹے اور دیکھا کہ دشمن ان کو شہید کر کے سولی پر چڑھا رہا ہے تو انہوں نے حملہ کر کے دشمن کو بھگا دیا۔ عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنو عدی کا یہ جوان ہمیشہ شہادت کا طلبگار رہا حتی کہ اس کو حاصل کر کے ہی رہا۔

حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کا راستہ

۱۵۸. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال عَنْ صِلَةَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّيْ أَرَى اَبَا رِفَاعَةَ عَلٰى نَاقَةٍ سَرِيْعَةٍ وَأَنَا عَلٰى جَمَلٍ قَطُوْفٍ فَيَرِدُهَا عَلَيَّ حَتّٰى أَقُوْلُ الْآنَ أُسْمِعُهُ الصَّوْتَ ثُمَّ يُرْسِلُهَا فَيَنْطَلِقُ وَأَتْبَعُهُ قَالَ فَتَأَوَّلْتُ اَنَّهُ طَرِيْقُ اَبِيْ رِفَاعَةَ آخُذُهُ وَأَنَا اَكُدُّ الْعَمَلَ بَعْدَهُ كَدًّا. [1]

حمید بن ہلال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت صلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ابورفاعۃ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہیں اور میں ایک سست رو اونٹ پر ہوں وہ اونٹنی آہستہ کرتے ہیں اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ اب میری آواز ان تک پہنچ جائے گی تو وہ اس کو پھر چلا دیتے ہیں اور میں ان کے پیچھے چل پڑتا ہوں۔ صلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی تعبیر میں نے یہ لی کہ یہ (جہاد) ابورفاعۃ رضی اللہ عنہ کا راستہ ہے جس کو میں نے اختیار کیا ہے اور ان کے بعد میں مضبوطی سے اس راستے پر گامزن ہوں۔

حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کا مقام

۱۵۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سليمان بن المغيرة عن حميد بن هلال قال قَالَ اَبُوْرِفَاعَةَ اِنْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ غَرِيْبٌ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهٖ لَايَدْرِيْ مَادِيْنُهٗ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيَّ وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ خِلْتُ قَوَائِمَهٗ

---

[1] الطبقات ۷/۶۹، مجمع الزوائد ۹/۴۱۱، مصنف ابن أبي شيبہ ۳۰۵۳۲، ۳۵۵۱۸، المعجم الكبير ۱۲۸۳، سير أعلام النبلاء ۳/۱۵

حَدِيْدًا فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا. قَالَ وَكَانَ أَبُوْ رِفَاعَةَ يَقُوْلُ: مَا عَزَبَتْ عَنِّي سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مُنْذُ عَلَّمَنِيْهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَخَذْتُ مَعَهَا مَا أَخَذْتُ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَارَفَعْتُ ظَهْرِي مِنْ قِيَامِ لَيْلِي قَطُّ قَالَ وَكَانَ يُسَخِّنُ لِأَصْحَابِهِ الْمَاءَ فِي السَّفَرِ فَيَقُوْلُ أَحْسِنُوا الْوُضُوْءَ مِنْ هٰذَا وَسَأُحْسِنُ أَنَا مِنْ هٰذَا فَيَتَوَضَّأُ بِالْبَارِدِ۔ [1]

حضرت ابو رفاعۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں آنجناب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ایک مسافر آپ ﷺ سے اپنے دین کے بارے میں سوال کرتا ہے جو اپنے دین سے لاعلم ہے تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر میرے قریب آگئے۔ اور ایک کرسی لائی گئی جس کے پائے میرے خیال میں لوہے کے تھے اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر اللہ تعالی کے عطا کردہ علم میں سے مجھے سکھانے لگے پھر آپ ﷺ نے اپنا خطبہ مکمل کیا۔ راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو رفاعۃ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے اللہ تعالی نے مجھے سورۃ البقرۃ یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے مجھے کبھی نہیں بھولی اور اس کے ساتھ قرآن کا کچھ اور حصہ بھی میں نے یاد کیا اور میں نے قیام لیل (تہجد) کبھی ترک نہیں کیا۔ راوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابو رفاعۃ رضی اللہ عنہ دوران سفر اپنے ساتھیوں کے لئے پانی گرم کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس سے اچھی طرح وضو کرو اور میں اس سے کرتا ہوں اور خود ٹھنڈے پانی سے وضو فرماتے تھے۔

اویس قرنی رحمہ اللہ کا جذبہ جہاد

۱۶۰۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن جعفر عن سليمان حدثنا سعيد الجريري عن أبي نضرة العبدي عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي صَاحِبٌ لِي وَأَنَا بِالْكُوْفَةِ هَلْ لَكَ فِي رَجُلٍ تَنْظُرُ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

[1] الطبقات ۷/۶۹، مصنف ابن أبي شيبة ۳۵۵۱۷، ۳۵۵۱۹، المعجم الكبير ۱۲۸۲، ۱۲۸۴، سير أعلام النبلاء ۳/۱۵

اَمَا أَنَّ هٰذِهٖ مَدْرَجَتُهُ وَأَظُنُّهُ سَيَمُرُّ بِنَا الآنَ فَجَلَسْنَا لَهُ فَمَرَّ فَإِذَا رَجُلٌ عَلَيْهِ سَمَلٌ قَطِيْفَةٌ قَالَ وَالنَّاسُ يَطُوْوُنَ عَقِبَهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمْ فَيَغْلِظُ لَهُمْ وَيُكَلِّمُهُمْ فِي ذٰلِكَ وَلاَ يَنْتَهُوْنَ عَنْهُ فَمَضَيْنَا مَعَ النَّاسِ حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ وَدَخَلْنَا مَعَهُ فَنَحٰى اِلٰى سَارِيَةٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ اِلَيْنَا بِوَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَاالنَّاسُ مَالِي وَلَكُمْ تَطُوْوُنَ عَقِبِي فِي كُلِّ سِكَّةٍ وَأَنَا اِنْسَانٌ ضَعِيْفٌ تَكُوْنُ لِي الْحَاجَةُ فَلاَ أَقْدِرُ عَلَيْهَامَعَكُمْ فَلاَ تَفْعَلُوْا رَحِمَكُمُ اللهُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَهُ اِلَيَّ الْحَاجَةُ فَلْيَقُلْ لِيْ هٰهُنَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَجْلِسَ يَغْشَاهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ مُؤْمِنٌ فَقِيْهٌ وَمُؤْمِنٌ مَنْ لَمْ يَفْقَهْ وَمُنَافِقٌ وَلِذٰلِكَ مَثَلٌ فِي الدُّنْيَا مَثَلَ الْغَيْثِ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْأَرْضِ فَيُصِيْبُ الشَّجَرَةَ الْمُوْرِقَةَ الْمُوْنِعَةَ الْمُثْمِرَةَ فَيَزِيْدُوَرَقَهَا حُسْنًا وَيَزِيْدُهَا اِيْنَاعاً وَيَزِيْدُ ثَمَرَهاَ طِيْبًا وَيُصِيْبُ الشَّجَرَةَ الْمُوْرِقَةَ الْمُوْنِعَةَ الَّتِي لَيْسَ لَهَا ثَمَرَةٌ فَيَزِيْدُهَا اِيْنَاعاً وَيَزِيْدُ وَرَقَهَا حُسْناً وَيَكُوْنُ لَهَا ثَمَرَةٌ فَتَلْحَقُ بِأُخْتِهَا وَيُصِيْبُ الْهَشِيْمَ مِنَ الشَّجَرِ فَيُحَطِمُهُ فَيَذْهَبُ بِهٖ ثُمَّ قَرأَ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً يَسْبِقُ بُشْرَاهَا أَذَاهَا وَأَمْنُهَا فَزَعَهَا تُوْجِبُ لِيْ بِهَا الْحَيَاةَ وَالرِّزْقَ ثُمَّ سَكَتَ. قَالَ أُسَيْرٌ قَالَ لِي صَاحِبِي: كَيْفَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ ؟ قُلْتُ مَاازْدَدْتُ فِيْهِ اِلاَّ رَغْبَةً وَمَالَنَا بِالَّذِي اُفَارِقُهُ فَلَزِمْنَاهُ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلاَّ يَسِيْرًا حَتّٰى ضَرَبَ عَلَى النَّاسِ بَعْثٌ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْقَطِيْفَةِ فِيْهِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ فَكُنَّا نَسِيْرُ مَعَهُ وَنَنْزِلُ مَعَهُ حَتّٰى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ. [1]

اسیر بن جابر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا تو میرے ایک دوست نے مجھے کہا کہ کیا ایک عظیم شخصیت کو دیکھنے کے خواہشمند ہو؟ میں نے کہا بالکل تو اس نے کہا کہ یہ ان کا راستہ ہے اور میرا گمان ہے کہ ابھی وہ یہاں سے گذریں گے۔ اسی وقت ایک آدمی وہاں سے گذرے جو ایک پرانی بوسیدہ چادر

1۔ الإصابة ١/٢٢٢، المستدرک ٣٣٨٦

میں ملبوس تھے اور ایک ہجوم ان کے پیچھے تھا اور وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو سخت سست کہتے لیکن لوگ ان سے دور نہ ہوتے تھے ہم بھی لوگوں کے ساتھ چل کر ان بزرگ کے پیچھے کوفہ کی مسجد میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھیں اور چہرہ پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے لوگو مجھ سے کیا چاہتے ہو کہ ہر راستے پر میرا تعاقب کرتے ہو اور میں کمزور انسان ہوں مجھے بھی کچھ ضروریات ہوتی ہیں جو تمہاری وجہ سے میں پوری نہیں کر پاتا ہوں اس لئے اللہ تم پر رحم فرمائے ایسے نہ کیا کرو تم میں سے جس کو میرے ساتھ کوئی کام ہو مجھے یہاں کہہ لے۔ پھر فرمایا کہ اس مجلس میں تین طرح کے لوگ ہیں سمجھدار مؤمن، ناسمجھ مؤمن اور منافق اسی لئے دنیا کی تمثیل بارش کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتی ہے تو سرسبز پھل دار درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتوں کا حسن بڑھا دیتی ہے اس کے پھل پکا دیتی ہے اور ان کے ذائقہ اور خوشبو میں اضافہ کر دیتی ہے اور ایسے سرسبز درخت پر بھی پڑتی ہے جس کے ابھی پھل نہیں ہوتے کہ ان کو پکائے البتہ اس کے پتوں کو مزید پر رونق بنا دیتی ہے اور اس کے پھل آ جاتے ہیں اور وہ بھی پھل دار درختوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور خشک ایندھن پر بھی پڑتی ہے اور اس کو بہا لے جاتی ہے۔ پھر قرآنِ کریم کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''کہ ہم نے قرآن اتارا جو کہ مؤمنین کے لئے شفا اور رحمت ہے اور کافروں کو خسارے میں ہی بڑھاتا ہے''۔ اے اللہ مجھے ایسی شہادت عطا فرما جس کی بشارت اذیت کو دور کر دے اور جس کا امن گھبراہٹ سے محفوظ کر دے اور اس شہادت کے ذریعے مجھے زندگی اور رزق عطا فرما۔ اسیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے دوست نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے اس شخصیت کو کیسے پایا تو میں نے کہا کہ مجھے تو ان میں زیادہ رغبت ہو گئی ہے اور ہمیں ان سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے ان کے ساتھ ہی رہنے کا فیصلہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک لشکر کی روانگی کا اعلان ہوا تو یہ بزرگ اس لشکر میں نکلے اور ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ ہم ان کے ساتھ چلتے اور ساتھ ہی رکتے حتی کہ ہم نے دشمن کے سامنے پڑاؤ کر لیا۔

اویس عمیلیہ قرنی کی شہادت

١٦١ .اخبرنا ابراهيم، حدثنا محمد ، حدثنا سعيد قال ابن المبارک عن حماد بن سلمة عن الجريری عن ابی نضرة عَنْ اَسِيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ فَنَادَى مُنَادٍ يَاخَيْلَ اللّٰهِ اِرْكَبِي وَاَبْشِرِی قَالَ فَجَاءَ مُرْفِلاً فَصَفَّ النَّاسُ لَهُمْ قَالَ : وَانْتَضَى صَاحِبُ الْقَطِيْفَةِ سَيْفَهُ وَكَسَرَ جَفْنَهُ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ جَعَلَ يَقُوْلُ تَمَنَّوا،تَمَنُّوْا لَتَمُتْ وُجُوْهٌ ثُمَّ لاَ تَنْصَرِفُ حَتّٰى تَرَى الْجَنَّةَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَمَنُّوْا تَمَنُّوْا فَجَعَلَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَيَمْشِي وَالنَّاسُ مَعَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَيَمْشِي إِذْجَاءَ تْهُ رَمْيَةٌ فَأَصَابَتْ فُؤَادَهُ فَبَرَدَ مَكَانَهُ كَأَنَّمَا مَاتَ مُنْذُ دَهْرٍ قَالَ حَمَّادٌ فِي حَدِيْثِهٖ فَوَارَيْنَاهُ بِالتُّرَابِ. [1]

اسیر بن جابر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ منادی نے اعلان کیا کہ اے اللہ کے شاہسوارو! سوار ہو جاؤ تمہیں جنت کی بشارت ہو۔اسیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ دامن گھسیٹتے ہوئے آئے اور صف میں کھڑے ہو گئے پھر اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اپنی ڈھال کو توڑ کر پھینک دیا اور کہنے لگے کہ مانگو، مانگو چہرے ایسے پراگندہ ہوں کہ جنت کو دیکھ لینے تک خوش نہ ہوں، اے لوگو مانگو، تمنا کرو یہی کہتے ہوئے چلنے لگے اور لوگ ان کے ہمراہ تھے وہ یہی بات کہتے ہوئے چل رہے تھے کہ ایک تیر آیا جوان کے دل پر لگا اور وہ اسی جگہ ٹھنڈے ہو گئے گویا کہ ایک عرصہ سے فوت ہو گئے ہیں۔حماد رحمہ اللہ اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ پھر ہم نے ان کو دفن کر دیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی شجاعت

١٦٢ .أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن حماد بن سلمة قال أخبرنی ثمامة بن عبدالله بن انس عن أنس اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ تَوَجَّهَ بِالنَّاسِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ فَأَتَوْا عَلٰى نَهْرٍ فَجَعَلُوْا أَسَافِلَ اَمْتِعَتِهِمْ فِي حُجَزِهِمْ،فَعَبَرُوا النَّهْرَ فَاقْتَتَلُوا سَاعَةً فَوَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَنَكَسَ خَالِدُ بْنُ

[1] المستدرک ٦٣٨٦،الاصابۃ ١/٢٢٢

الْوَلِيدِ سَاعَةً يَنْظُرُ فِي الأرْضِ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ سَاعَةً فَكَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ نَظَرَ إِلَى الْأَرْضِ سَاعَةً ثُمَّ نَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ سَاعَةً ثُمَّ يُفَرِّقُ لَهُ رَأْيُهُ قَالَ وَاحِدٌ: اَلْبَرَاءُ اِتَّكَلَ فَجَعَلت......(بياض في الأصل) فحده إِلَى الْأَرْضِ فَقَالَ يَا أَخِي وَاللهِ إِنِّي لَأَنْظُرُ فَلَمَّا رَفَعَ خَالِدٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَفَرَّقَ لَهُ رَأْيُهُ قَالَ يَابْنِ أَقِمْ قَالَ :اَلْآنَ ؟قَالَ نَعَمْ،اَلْآنَ فَرَكِبَ الْبَرَاءُ فَرَساً لَهُ أُنْثَى فَحَمِدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ ،إِنَّهَا وَاللهِ الْجَنَّةُ وَمَالِي إِلَى الْمَدِينَةِ مِنْ سَبِيلٍ فَحَضَّهُمْ سَاعَةً ثُمَّ مَضَّغَ فَرَسَهُ مُضَغَاتٍ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا تَمْضُغُ بِذَنَبِهَا فَكَبَّسَ عَلَيْهِمْ وَكَبَّسَ النَّاسُ فَهَزَمَ اللهُ الْمُشْرِكِينَ. [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگِ یمامہ کے دن لشکر کے قائد تھے لشکر کے ہمراہ نہر پر آئے اور اپنا سامان پیٹ پر باندھ کر نہر عبور کی اس کے بعد تھوڑی دیر ہی جنگ ہوئی تھی کہ مسلمان الٹے پاؤں واپس پلٹنے پر مجبور ہو گئے ۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ سر جھکا کر زمین کی طرف دیکھا، میں خالد رضی اللہ عنہ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور یہ حضرت کی عادت تھی کہ جب انہیں کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو وہ ایک گھڑی زمین کو دیکھتے اور ایک گھڑی آسمان کو پھر وہ کسی فیصلے پر پہنچ جاتے تھے۔ کسی نے کہا کہ براء بزدل ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے بھائی میں ابھی منتظر ہوں۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف دیکھ کر کوئی فیصلہ کر چکے تو فرمایا کہ بیٹے اٹھو، انہوں نے کہا کہ ابھی، تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہاں کہ ہاں ابھی، تو براء رضی اللہ عنہ اپنی گھوڑی پر سوار ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا کہ اے لوگو! یہ سامنے جنت ہے اور مدینہ کی طرف ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں پھر ایک گھڑی ان کو ترغیب جہاد دی اور چند لمحات اپنی گھوڑی کو چرنے دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے پیاس زدہ ہونٹوں کے ساتھ چر رہی ہے۔اس کے بعد کفار پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالی نے مشرکین کو شکست سے دوچار کر دیا۔

---

[1] مصنف ابن أبي شيبه ٣٣٧٢٦، ٣٣٧٢١

حضرت براء رضی اللہ عنہ محکم یمامہ کو قتل کرتے ہیں

۱۶۳ ۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن عبيدالله بن أبى بكر عن انس بن مالک قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ ثُلْمَةٌ فَوَضَعَ مُحْكَمُ الْيَمَامَةِ رِجْلَيْهِ عَلَى الثُّلْمَةِ وَكَانَ رَجُلاً عَظِيماً فَجَعَلَ يَرْجُزُ وَيَقُولُ:

أَنَا مُحْكَمُ الْيَمَامَةِ

أَنَا سَدَادُ الْخُلَّةِ

أَنَا كَذَا، أَنَا كَذَا فَأَتَاهُ الْبَرَاءُ فَقَتَلَهُ وَكَانَ فَقِيْرًا فَلَمَّا أَمْكَنَهُ مِنَ الضَّرْبِ ضَرَبَ الْبَرَاءَ وَأَبْقَاهُ بِحَجَفَتِهِ وَضَرَبَهُ الْبَرَاءُ، فَقَطَعَ سَاقَهُ وَمَعَ الْمُحْكَمِ صَفِيْحَةٌ عَرِيْضَةٌ، فَأَلْقَى الْبَرَاءَ سَيْفَهُ وَأَخَذَ صَفِيْحَةَ الْمُحْكَمِ فَضَرَبَ بِهَا حَتَّى انْكَسَرَتْ وَقَالَ قَبَّحَ اللهُ مَا بَقِيَ مِنْكَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى سَيْفِهِ فَأَخَذَهُ.[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمامہ شہر کی دیوار میں تھوڑا سا شگاف تھا تو محکم یمامہ (محکم بن طفیل) اس شگاف پر کھڑا ہو گیا اور وہ پہلوان آدمی تھا وہاں کھڑے ہو کر رجز یہ اشعار پڑھنے لگا کہ میں محکم یمامہ ہوں اور ہر شگاف کا بند ہوں اور میں یہ ہوں وہ ہوں۔ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا حالانکہ وہ کمزور سے آدمی تھے۔ اس نے حضرت براء رضی اللہ عنہ پر وار کیا تو انہوں نے اپنی ڈھال پر روکا پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر اسے قتل کر دیا۔ محکم کے پاس ایک چوڑی تلوار تھی حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار چھوڑ کر اس کو اٹھا لیا اور اس کے ساتھ لڑتے رہے حتی کہ وہ ٹوٹ گئی تو یہ کہہ کر کہ اللہ تیرے بقیہ حصے کو مزید قبیح بنائے اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار اٹھا لی۔

لوگوں میں سے بہترین کون ہے؟

۱۶۴ ۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن جرير بن حازم قال سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ لِعُمَرَ يَا خَيْرَ

[1] مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۷۲۶

النَّاسِ فَقَالَ مَايَقُوْلُ قِيْلَ يَقُوْلُ يَا خَيْرَالنَّاسِ قَالَ : وَيْحَكُمْ إِنِّيْ لَسْتُ بِخَيْرِ النَّاسِ قَالَ وَاللهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ خَيْرَ النَّاسِ قَالَ : أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ النَّاسِ ؟ قَالَ بَلٰى قَالَ : فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ رَجُلٌ بَلَغَهُ الْإِسْلَامُ وَهُوَ فِي دَارِهٖ وَأَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَعَمِدَ إِلٰى صَرْمَةٍ مِنْ إِبِلِهٖ فَحَدَرَهَا إِلٰى دَارٍمِنْ دُوْرِ الْهِجْرَةِ فَبَاعَهَا فَجَعَلَ ثَمَنَهَا عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَجَعَلَ لَايُصْبِحُ وَلَايُمْسِي إِلَّا وَهُوَ بَيْنَ يَدَيِ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ فَذٰلِكَ خَيْرُ النَّاسِ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ وَإِنَّ لِي أَشْغَالاً وَإِنَّ لِي وَإِنَّ لِي ......فَأْمُرْنِي بِأَمْرٍ يَكُوْنُ لِي ثِقَةٌ وَأُبَلَّغُ بِهٖ فَقَالَ أَرِنِي يَدَكَ فَأَعْطَاهُ يَدَهُ فَقَالَ تَعْبُدُاللهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَاتُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَوَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ وَتَعْتَمِرُ وَتَسْمَعُ وَتُطِيْعُ وَعَلَيْكَ بِالْعَلَانِيَةِ وَإِيَّاكَ وَالسِّرَّ وَعَلَيْكَ بِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا ذُكِرَ وَنُشِرَ لَمْ تَسْتَحِ مِنْهُ وَلَمْ يُفْضِحْكَ وَإِيَّاكَ وَكُلَّ شَيْءٍ إِذَا ذُكِرَ وَنُشِرَ اسْتَحْيَيْتَ مِنْهُ وَفَضَّحَكَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَأَعْمَلُ بِهٰذَا فَإِذَا لَقِيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ قُلْتُ أَمَرَنِي بِهِنَّ عُمَرُ؟ قَالَ خُذْهُنَّ فَإِذَا لَقِيْتَ رَبَّكَ عَزَّوَجَلَّ فَقُلْ مَا بَدَالَكَ .[1]

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "یا خیر الناس" کہہ کر مخاطب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو تو اس دیہاتی نے دوبارہ وہی جملہ دہرایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا ناس ہو میں لوگوں میں سے بہترین نہیں ہوں اس دیہاتی نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین بخدا میری رائے یہی ہے کہ آپ ہی افضل ترین شخصیت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ کیا میں تمہیں "خیر الناس" کے بارے میں آگاہ نہ کردوں تو اس بدوی نے عرض کیا کہ ضرور کردیجئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افضل ترین تو وہ شخص ہے جس کے پاس اس

[1] مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۴۸۱، مختصر کتاب الوتر للمقریزی ص ۳۵

حال میں دولتِ اسلام پہنچی کہ وہ اپنے گھر میں اہل وعیال اور مال ومتاع کے ساتھ زندگی گذار رہا تھا پس وہ اونٹوں کا ایک ریوڑ لے کر دارالہجرت کی طرف ہجرت کر گیا اور ان اونٹوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت جہاد میں وقف کردی اور اس کی ہر صبح وشام مجاہدین اور کفار کے درمیان گذرتی ہے تو یہ ہے سب سے افضل شخص۔ اس دیہاتی نے پھر عرض کیا کہ میں ایک دیہات سے حاضر خدمت ہوا ہوں اور بہت مصروف شخص ہوں اور میری فلاں فلاں ذمہ داریاں ہیں اس لئے آپ مجھے ایسی بات تلقین فرمائیں جو میرے لئے دلیل اور کافی ہو اور میں اس کی تبلیغ بھی کروں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ مجھے دو اس کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لینے کے بعد فرمایا کہ تو اللہ بزرگ وبرتر کی بندگی کرے گا اور کسی کو ذات خدا کے ساتھ شریک نہ بنائے گا اور نماز کی پابندی کرے گا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہے گا اور رمضان کے روزے، حج اور عمرہ بھی ادا کرے گا اور دین کی بات سن کر مانے گا اور ظاہر کو لازم پکڑو اور راز کی باتوں سے اجتناب کرو اور ہر اس عمل کو لازم پکڑو کہ جب وہ عمل مشہور ہو تو تیرے لئے باعثِ شرم ورسوائی نہ ہو اور ہر اس عمل سے بچ کہ جب اس کی شہرت ہو جائے تو تیرے لئے شرم ورسوائی کا باعث ہو۔ تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! میں ان باتوں پر عمل کروں اور جب رب تعالیٰ سے ملاقات ہو تو کہہ دوں کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کی تلقین کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پر عمل کرو اور جب اللہ سے ملاقات ہو تو جو چاہے کہہ دینا۔

انبیاء واصفیاء کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بلند درجہ مجاہدین کا ہے

١٦٥. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حماد بن سلمة عن هشام بن عمرو الفزاري عن فلان عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ [فَيْضٌ] مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ رَجُلٌ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بَعْدَ أَنْبِيَائِهِ وَأَصْفِيَائِهِ ؟ قَالَ : اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ دَعْوَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلٰى مَتْنِ فَرَسِهِ أَوْ آخِذٌ بِعَنَانِهِ قَالَ ثُمَّ مَنْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ فَخَبَّطَ بِيَدِهِ وَقَالَ : امْرُؤٌ بِنَاحِيَةٍ يُحْسِنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؟وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ قَالَ : فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ اَلْمُشْرِكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ؟قَالَ ذُوْسُلْطَانٍ جَائِرٍ يَجُوْرُ عَنِ الْحَقِّ وَقَدْ مُكِّنَ لَهُ . [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور بھی کافی لوگ حاضر خدمت تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انبیاء واصفیاء کے بعد اللہ کے ہاں کس شخص کا مرتبہ زیادہ بلند ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا جو اپنے مال وجان کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرتا ہے اور اس کا آخری وقت ایسی حالت میں آتا ہے کہ وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہوتا ہے یا اس کی لگام پکڑے ہوئے ہوتا ہے۔اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کس کا نمبر ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے دبایا اور فرمایا کہ وہ خلوت گزیں شخص جو اللہ کی عبادت بڑے اچھے انداز میں کرتا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔اس نے پوچھا کہ اللہ کے ہاں سب سے بدتر درجے والا کون ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا۔اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ظالم حکمران جو قدرت کے باوجود حق سے اعراض کرتا ہے۔

اللہ کے ہاں افضل ترین شخص

۱۶۶۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان بن عيينة عن ابن أبى نجيح عن مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ مُبَشِّرٍ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ رَجُلٌ عَلٰى مَتْنِ فَرَسِهِ ،يُخِيْفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيْفُوْنَهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْحِجَازِ فَقَالَ وَرَجُلٌ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُعْطِي حَقَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي مَالِهِ . [2]

---

[1] مسند طیالسی ۳۶، کنز العمال ۱۱۳۲۲

[2] المعجم الکبیر ۲۵/۱۰۴، شعب الایمان ۴۲۹۱، التمہید ۱۷/۴۵۰، الطبقات ۸/۳۱۴، الدر المنثور ۲/۴۲۱، مسند اسحٰق بن راہویہ ۱/۹۵، وذکرہ الترمذی فی الباب ۲۱۷۶

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ کے ہاں بہترین درجہ کس شخص کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کا جو گھوڑے کی پشت پر ہو اور دشمن کو خوف زدہ کر رہا ہو اور دشمن اس کو ڈرا رہا ہو پھر آپ ﷺ نے دست مبارک سے حجاز کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ پھر وہ آدمی جو نماز ادا کرے اور اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے۔

خیر الناس اور شر الناس

۱۶۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سعيد بن يزيد عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن أبي الخطاب عن أبي سعيد قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ وَهُوَ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى نَخْلَةٍ فَقَالَ أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ؟ إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ رَجُلٌ عَمِلَ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْعَلَى ظَهْرِ بَعِيْرِهِ أَوْ قَدَمَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ عَلَى ذَلِكَ وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلاً فَاجِراً جَرِيْئًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَايَرْعَوِىْ عَلَى شَيْءٍ مِنْهُ . [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں میں سے بہترین اور بدترین کے بارے میں آگاہ نہ کردوں؟ بہترین آدمی وہ ہے جو گھوڑے کی پشت پر یا اونٹ پر یا پیدل میدان جہاد میں مصروف عمل ہو اور اسی دوران اس کی موت آجائے اور بدترین شخص وہ فاجر ہے جو اتنا جری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے اور (اس کی منع کردہ) کسی چیز سے نہیں رکتا۔

۱۶۸. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن هشام بن سعد أخبرني سعيد بن أبي هلال قال قال أبو سعيد الخدري خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ رَجُلٌ مُجَاهِدٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ . [2]

---

[1] المستدرک للحاکم ۲۳۸۰، بیہقی ۱۸۲۸۳، نسائی ۳۱۰۶، السنن الکبری ۴۳۱۴، مصنف ابن أبي شيبہ ۱۹۵۰۹، مسند أحمد ۱۱۳۲۷، ۱۱۳۹۲، ۱۱۵۶۶، شعب الایمان ۴۰۴۷، ۴۲۹۰، مسند عبد بن حمید ۹۸۹ [2] سنن ابن ماجہ ۳۹۷۸

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ لوگوں میں سے بہترین شخص مجاہد ہے۔ پھر پچھلی حدیث کی مثل ہی بیان فرمایا۔

لوگوں میں سے بہترین شخص

۱۶۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قل سمعت ابن المبارك عن ابن ابى ذئب عن سعيدبن خالد القارظى عن اسماعيل بن عبدالرحمن عن عطاء بن يسار عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ لَنَا أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلاً؟ قَالَ قُلْنَا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ أَوْ يُقْتَلَ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيْهِ؟ قُلْنَا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ امْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ. قَالَ أَفَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ؟ قُلْنَا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ الَّذِي يُسْأَلُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ. [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں افضل ترین شخص کے بارے میں بتاؤں ہم نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جو گھوڑے کو لے کر جہاد میں شریک ہو حتی کہ اس کی موت آ جائے یا وہ شہید کر دیا جائے۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد والے شخص کے متعلق بتاؤں تو ہم نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو کسی وادی میں خلوت گزیں ہو جائے اور نماز قائم کرے زکوۃ ادا کرے اور لوگوں کے شرور سے محفوظ رہے۔ پھر فرمایا کہ بدترین شخص کے بارے میں آگاہ کروں؟ تو ہم نے عرض کیا کہ ضرور یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے اللہ کا نام لے کر سوال کیا جائے اور وہ اللہ کے نام پر نہ دے۔

[1] ترمذی ۱۶۵۲، نسائی ۲۵۶۹، مؤطا امام مالک ۹۵۹، کتاب السنن ۲۴۳۴، السنن الکبری ۲۳۵۰، سنن دارمی ۲۳۹۵، صحیح لابن حبان ۶۰۴، موارد الظمآن ۱۵۹۳، مصنف ابن أبی شیبہ ۳۱-۱۹۱، مسند أحمد ۲۱۱۶، ۲۹۲۹، ۲۹۶۱، مسند طیالسی ۲۶۶۱، طبرانی ۱۰۶۷، شعب الایمان ۳۵۳۹، الترغیب ۲۰۳۲

قرآن میں حکم رباط

۱۷۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن المبارك بن فضالة عن الحسن أنه سمعه يَقُوْلُ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قَالَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَصْبِرُوْا عَلٰى دِيْنِهِمْ وَلَا يَتْرُكُوْهُ لِشِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ وَلَا سَرَّاءٍ وَلَا ضَرَّاءٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَابِرُوا الْكُفَّارَ وَأَنْ يُرَابِطُوا الْمُشْرِكِيْنَ. [1]

فضالة رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو اللہ تعالی کے اس فرمان جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے ایمان والو! ثابت قدم رہو اور قتال کرو اور رباط کرو" کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے دین پر ثابت قدم رہو اور کسی سختی نرمی اور غمی خوشی کی وجہ سے اسے مت چھوڑو اور ان کو کفار سے جنگ اور مشرکین سے رباط کا حکم دیا۔

آیت رباط کی تفسیر

۱۷۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر عن قتادة أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ صَابِرُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَرَابِطُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ. [2]

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مشرکین سے قتال کرو اور اللہ کی راہ میں پہرے داری کرو۔

رباط کی فضیلت

۱۷۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن شريح قال سمعت عبدالكريم بن الحارث يحدث عن أبي عبيدة بن عقبة عن رجل من أهل الشام ان شرحبيل بن السمط الكندي قَالَ طَالَ

---

[1] طبری ۴/۲۲۱، ابن کثیر ۱/۴۴۵، الدر المنثور ۲/۴۱۷ [2] طبری ۴/۲۲۱، التمہید ۲۰/۲۲۴

رِبَاطُنَا وَإِقَامَتُنَا عَلٰى حِصْنٍ فَاعْتَزَلْتُ مِنَ الْعَسْكَرِ أَنْظُرُ فِي ثِيَابِي لِمَا آذَانِي مِنْهُ قَالَ فَمَرَّ بِي سَلْمَانُ، فَقَالَ مَا تُعَالِجُ يَا أَبَا السِّمْطِ؟ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ إِنِّي لَأَحْسِبُكَ تُحِبُّ أَنْ تَكُونَ عِنْدَ أُمِّ السِّمْطِ فَكَانَتْ تُعَالِجُ هٰذَا مِنْكَ قُلْتُ أَيْ وَاللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَوْ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا أُجْرِيَ عَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَجْرِ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا﴾ [1]

شرحبیل بن السمط الکندی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک قلعہ پر ہمارا محاصرہ اور پڑاؤ بہت طویل ہو گیا۔ میں اپنے کپڑوں کو دیکھنے کے لئے کہ ان سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی لشکر سے باہر نکلا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میرے قریب سے گذرے تو دریافت فرمایا کہ کیا علاج معالجہ کر رہے ہو تو میں نے انہیں بتایا تو وہ کہنے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری خواہش یہ ہے کہ تم اس وقت ام السمط (اپنی بیوی) کے پاس ہوتے اور وہ تمہارے لئے اس تکلیف سے نجات کا سامان فراہم کرتی تو میں نے کہا واللہ میں یہی چاہتا ہوں۔ تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے نہ کرو اس لئے کہ میں نے آنجناب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک رات دن کا رباط ایک مہینے کے روزوں اور قیام کے برابر ہے اور جو دوران رباط انتقال کر گیا تو اس پر یہ اجر جاری کر دیا جاتا ہے ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے اور وہ بڑی آزمائش سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور چاہو تو یہ آیت پڑھ لو جس کا مفہوم یہ ہے "وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کر دیے گئے یا وفات پا گئے تو اللہ تعالی انکو بہترین رزق عطا فرمائے گا اور اللہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے اور ضرور ان کو ان کے پسندیدہ مقامات میں داخل کرے گا اور بے شک اللہ بڑے علیم و حلیم ہیں"۔

---

[1] مسلم ۱۹۱۳، نسائی ۳۱۶۷، المستدرک ۲۴۲۲، صحیح لابن حبان ۴۶۲۵، المعجم الکبیر ۶۱۷۳، مصنف عبدالرزاق ۹۶۱۷، بیہقی ۱۷۶۶۳، السنن الکبری ۴۳۷۵، مسند أبی عوانہ ۷۴۶۷، ابن کثیر ۳/۲۳۳، حلیۃ الأولیاء ۵/۱۹۰

دوران رباط مرنے والے کی فضیلت

۱۷۳۔ أخبرنا براهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة بن شريح قال أخبرني ابو هانيء الخولاني أن عمرو بن مالك أخبره أنه سمع فضالة بن عبيد يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ عَلٰى مَرْتَبَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَاتِبِ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ حَيْوَةُ رِبَاطٌ وَحَجٌّ وَنَحْوُ ذٰلِكَ۔ [1]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان مراتب میں سے کسی مرتبہ پر وفات پا گیا تو اللہ رب العزت قیامت کے دن اسے اسی حالت پر اٹھائیں گے۔ حیوۃ بن شریح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراتب سے مراد رباط حج وغیرہ ہیں۔

مرابط کا اجر جاری رہتا ہے

۱۷۴۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة أخبرني ابو هانيء عن عمرو بن مالك عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ الَّذِيْ مَاتَ عَلَيْهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنَّهُ يَنْمُوْلَهُ عَمَلُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر میت کا عمل اس کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے سوائے مرابط کے کہ اس کا عمل قیامت تک اسے ثواب پہنچاتا رہتا ہے اور یہ مرابط فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

---

[1] المستدرک ۲۶۳۷، ۱۲۶۰، مجمع الزوائد ۱۱۳/۳، کتاب السنن ۲۳۰۳، مسند أحمد ۲۳۹۸۶، ۲۳۹۹۵، المعجم الکبیر ۷۸۴، فتح الباری ۳۸۴/۱۱، مسند الحارث ۳۷

[2] قرطبی ۳۲۵/۴، ترمذی ۱۶۲۱، المستدرک ۲۴۱۷، ۲۶۳۷، صحیح ابن حبان ۴۶۲۴، موارد الظمآن ۱۶۲۴، مسند أبی عوانہ ۷۴۶۳، کتاب السنن ۲۴۱۴، مسند البزار ۳۷۵۳/۱، مسند أحمد ۲۳۹۹۶، المعجم الکبیر ۳۱۱/۱۸، فتح الباری ۳۱۱/۱۲

حقیقی مجاہد

۱۷۵. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة عن أبي هانيء عن عمرو بن مالك عن فُضَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ بِنَفْسِهٖ . [1]

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

دنیاوی عہدے کی بجائے جہاد میں شرکت محبوب ہے

۱۷۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة بن شريح أخبرني بكر بن عمرو أن معاوية بن أبي سفيان اِسْتَعْمَلَ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَلٰى بَعْضِ أَعْمَالِهٖ فَكَتَبَ مَعَهُ رِجَالاً يَسْتَعِيْنُ بِهِمْ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يُصَافِيْهِ الاِخَاءُ وَالْمُحَبَّةُ فَظَنَّ أَنَّهُ قَدْ كَتَبَهُ فِي أَوَّلِ مَنْ ذَكَرَ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ أَكُنْتَ كَتَبْتَنِي مَعَكَ؟ قَالَ لاَ قَالَ أَجَلْ إِنَّمَا تَرَكْتُ اسْمَكَ لِلَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ أَيُّمَا عَبْدٍ مُؤْمِنٍ مَاتَ وَهُوَ عَلٰى مَرْتَبَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَعْمَالِ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَبْعَثَكَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مَرْتَبَةِ الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَانْصَرَفَ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کو اپنے بعض امور کا ذمہ دار بنایا اور ان کے ساتھ ان کی مرضی کے چند معاونین بھی کر دیئے تو ان کے پاس ایک اخوت و محبت والا دوست آیا جس کا گمان یہ تھا کہ فضالہ رضی اللہ عنہ نے اپنے معاونین میں سب سے پہلے اسی کا نام لکھا ہوگا اس نے آ کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے میرا نام اپنے معاونین میں شامل کیا ہے تو فضالہ رضی اللہ عنہ نے نفی میں جواب دیا تو اس

---

[1] قرطبی ۹۹/۱۲، مسند احمد ۲۳۹۹۷، موارد الظمآن ۱۶۲۴، صحیح ابن حبان ۴۶۲۴، مسند الشہاب ۱۸۳، الفردوس للدیلمی ۶۶۲۹، الدر المنثور ۷۸/۶، الزہد لابن المبارک ۱۴۱، الجہاد ۱۴

دوست نے نام لکھنے پر اصرار کیا تو فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تیرا نام اس سے بہتر مرتبے کے لئے چھوڑا ہے اس لئے کہ میں نے آنجناب ﷺ سے سنا کہ آپ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ جو شخص ان اعمال میں سے کسی پر وفات پا گیا تو قیامت کے دن اسی عمل پر اٹھایا جائے گا تو میں نے یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کے مرتبے سے اٹھائے۔ یہ سن کر وہ دوست خوشی خوشی واپس چلا گیا۔

رہبانیت کی بجائے جہاد اختیار کرو

۱۷۷۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الأوزاعي عن عروة بن رويم قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رِجَالٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَإِنَّا كُنَّا نُصِيْبُ مِنَ الآثَامِ وَالزِّنَا وَإِنَّا أَرَدْنَا أَنْ نَحْبِسَ فِي بُيُوْتٍ نَعْبُدُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا حَتّٰى نَمُوْتَ قَالَ فَتَهَلَّلَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَجِنْدُوْنَ اَجْنَادًا وَتَكُوْنُ لَكُمْ ذِمَّةٌ وَخِرَاجٌ وَسَيَكُوْنُ لَكُمْ عَلٰى سَيْفِ الْبَحْرِ مَدَائِنُ وَقُصُوْرٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُحْبِسَ نَفْسَهُ فِي مَدِيْنَةٍ مِنْ تِلْكَ الْمَدَائِنِ أَوْ قَصْرٍ مِنْ تِلْكَ الْقُصُوْرِ حَتّٰى يَمُوْتَ فَلْيَفْعَلْ۔ [1]

عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں چند آدمی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت سے نئے نئے نکلے ہیں اور ہم زنا اور بت پرستی میں ملوث رہے ہیں اس لئے ہم نے عزم کیا ہے کہ موت تک گھر میں محبوس ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور چمکنے لگا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تم لشکر کشی کرو گے اور ذمہ وخراج تمہاری ملکیت میں آئے گا اور ساحل سمندر پر تمہارے شہر اور محل ہونگے پس تم میں سے جو یہ زمانہ پائے اور اس بات پر قادر ہو کہ ساری زندگی کے لئے ان میں سے کسی شہر یا محل میں محبوس ہو جائے تو وہ ایسا کر گذرے۔

[1] الآحاد والمثانی ۲۳۲۰، الجہاد ۳۰۶، الاستیعاب ۲/۶۵۱، الاصابہ ۳/۱۷۱، الجرح والتعدیل ۴/۱۵۰

شہید کے لئے عظیم اجر و ثواب

۱۷۸. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن بكر بن خنيس حدثنا ضرار بن عمرو عن يزيد بن محمد القرشي عن عبيدالله بن أبي حسين أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً يَخِيْفُ فِيْهِ الْمُشْرِكِيْنَ وَيُخِيْفُوْنَهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ كُتِبَ لَهُ كَأَجْرِ سَاجِدٍ لاَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَجْرِ قَائِمٍ لاَيَقْعُدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَجْرِ صَائِمٍ لاَيُفْطِرُ.

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایسے مقام کو منتخب کیا جہاں وہ دشمن کو ڈراتا ہے اور دشمن اسے خوف زدہ کرتا ہے حتی کہ اس کی موت آجاتی ہے اس کے لئے اس سجدہ گذار کا ثواب لکھا جاتا ہے جو قیامت تک اپنا سر نہیں اٹھاتا اور اس قیام کرنے والے کا اجر لکھا جاتا ہے جو کبھی نہیں بیٹھتا اور اس روزہ دار کا ثواب لکھا جاتا ہے جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔

مرابط مرنے سے پہلے اپنا مقام دیکھ لیتا ہے

۱/۱۷۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت عبدالله ابن المبارك عن ابن ربيعة أخبرني عبدالله بن هبيرة عن سعيد ابن يزيد عن عبادة بن الصامت قال لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ نَفْسُهُ إِلَّا رَأٰى مَنْزِلَهُ قَبْلَ أَنْ يُخْرِجَ نَفْسَهُ غَيْرَ الْمُرَابِطِ يُجْرٰى عَلَيْهِ أَجْرُهُ أَوْقَالَ رِزْقُهُ مَا كَانَ مُرَابِطاً.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی روح نکلنے سے پہلے اپنے اگلے مقام کو دیکھ لے سوائے مرابط کے، اس کا عمل جاری رہتا ہے اور اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

شہید کا ثواب جاری رہتا ہے

۱۷۹/۲. قال وأخبرني ایضا قال أخبرني أبو مصعب قال سمعت عقبة بن عامر، قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِيْ يَمُوْتُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُجْرٰى عَلَيْهِ أَجْرُ عَمَلِهِ حَتّٰى يُبْعَثَ ۔ [1]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر میت کا عمل اس کی موت پر ختم ہو جاتا ہے اس شخص کے سوا جس کو موت جہاد میں آ جائے کہ اس کا عمل قیامت کے دن اٹھنے تک جاری رہے گا۔

مرابط قیامت کی ہولناکی سے محفوظ رہے گا

۱۸۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن شريح قال سمعت صاعدا مولى عبدالملك يحدث عن يزيد بن رباح أبي فراس مولى عبدالله بن عمرو عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ فِيْمَنْ يَمُوْتُ مُرَابِطاً أَنَّهُ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے دوران رباط وفات پا جانے والے شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔

دوران رباط فوت ہونے والے بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے

۱۸۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن بشار بن سعيد أخبرني أبو صالح الحمصي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَبْعَثُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَقْوَاماً يَمُرُّوْنَ عَلَى الصِّرَاطِ كَهَيْئَةِ الرِّيْحِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ

---

[1] ابن کثیر ۱/۴۴۶، سنن داری ۲۴۲۵، مسند احمد ۱۷۳۹۶، ۱۷۳۷۱، مسند الحارث ۶۲۸، المعجم الکبیر ۸۴۸، الفردوس ۴۷۳۴
[2] التاریخ الکبیر ۲۹۹۶

وَلاَ عَذَابٌ قَالُوْا وَمَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَقْوَامٌ يُدْرِكُهُمْ مَوْتُهُمْ فِي الرِّبَاطِ. [1]

حضرت ابوصالح حمصی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو پل صراط سے ہوا کی تیزی سے گذر جائیں گے نہ ان سے حساب ہوگا اور نہ ان کو عذاب دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ خوش قسمت کون ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ جو رباط کے دوران انتقال کر گئے ہوں۔

رباط کی عظیم فضیلت

۱۸۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن هشام بن الغازى قال أخبرنى مكحول أن كعب بن عجرة كَانَ مُرَابِطاً بِأَرْضِ فَارِسَ فَمَرَّبِهِ سَلْمَانُ فَقَالَ مَالَكَ هٰهُنَا ؟ قَالَ قَدِمْتُ مُرَابِطاً قَالَ اَفَلاَ أُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَكُوْنُ لَكَ عَوْناً عَلٰى رِبَاطِكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أُجِيْرَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَجَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. [2]

کعب بن عجرہ رحمہ اللہ فارس میں مرابط تھے ان کے پاس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آئے اور یہاں آنے کا مقصد دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ رباط کے لئے ہی آیا ہوں تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بتلاؤں جو تمہیں رباط میں مدد دے۔ کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیوں نہیں اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک دن رات کا رباط ایک مہینے کے قیام وصیام سے بہتر ہے اور جو شخص دوران رباط انتقال کر گیا

---

[1] الضعفاء العقیلی عن أبی ہریرۃ ۵۱/۱
[2] قرطبی ۳۲۲/۴، مسلم ۱۹۱۳، نسائی ۳۱۷۶، ترمذی ۱۶۶۵، الدر المنثور ۲۱۸/۲، بیہقی ۱۷۶۶۶، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۴۵۳، المعجم الکبیر ۶۰۶۴، الأوسط ۳۰۴۹، نوادر الاصول ۱۶۲/۴، مسند الشامیین ۱۵۴۵

وہ عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور اس کا عمل قیامت تک کیلئے جاری کر دیا جاتا ہے۔

مجاہد افضل ترین شخص ہے

۱۸۳. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن أسامة بن زيد عن بعجة بن عبدالله بن بدر الجهني عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُوْشِكُ أَنْ يَّأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ النَّاسِ فِيْهِ مَنْزِلاً رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اِسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ ثُمَّ طَلَبَ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ وَرَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ ۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں بہترین شخص وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کے ساتھ مصروف جہاد ہوگا جب بھی دشمن کی طرف سے کوئی آواز سنے گا سوار ہو جائے گا اور موت کو اس کے میدانوں میں تلاش کرے گا۔ پھر وہ آدمی ہوگا جو بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ کسی وادی میں ہوگا اور نماز قائم کرے گا اور زکوٰۃ ادا کرے گا اور خیر کے سوا لوگوں سے جدا رہے گا اور اسی حالت میں اس کی موت آجائے گی۔

مجاہدین کیلئے خوشخبری ہے

۱۸۴. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابراهيم بن نشيط عن رجل عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبيدي صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكُمَا فَنَزَعَ وِسَادَةً كَانَ مُتَّكِئًا عَلَيْهَا فَأَلْقَاهَا إِلَيْهِمَا فَقَالَا لَا نُرِيْدُ هٰذَا إِنَّمَا جِئْنَا لِنَسْمَعَ مِنْكَ شَيْئًا نَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ إِنَّهُ مَنْ لَمْ

[1] مسلم ۱۸۸۹، ابن ماجۃ ۳۹۷۷، المستدرک ۲۳۷۹، مصنف ابن أبي شیبہ ۱۹۳۲۵، بیہقی ۱۸۲۷۹، کتاب السنن ۲۳۳۶، السنن الکبری ۱۱۲۷۷، ۸۸۳۰، الترغیب ۱۹۱۵، ۳۱۳۱، شعب الایمان ۴۲۸۸، مسند أبي عوانۃ ۷۳۸۲

يُكْرِمُ ضَيْفَهُ فَلَيْسَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَلاَ إِبْرَاهِيْمَ . طُوْبٰى لِعَبْدٍ أَمْسٰى مُتَعَلِّقًا بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَفْطَرَ عَلٰى كِسْرَةٍ وَمَاءٍ بَارِدٍ وَوَيْلٌ لِلَّوَّاثِيْنَ الَّذِيْنَ يَلُوْثُوْنَ مِثْلَ الْبَقَرِ، اِرْفَعْ يَا غُلاَمُ ضَعْ يَا غُلاَمُ وَفِيْ ذٰلِكَ لاَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ. [1]

آنجناب ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث الزبیدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور اپنا تکیہ ان کو پیش کیا تو مہمانوں نے کہا کہ ہم اس کے طلبگار نہیں ہیں ہم تو آپ سے کوئی ایسی بات سننے آئے ہیں جو ہمارے لئے نفع بخش ہو تو انہوں نے فرمایا کہ جو مہمان کا اکرام نہ کرے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کی ملت میں سے نہیں ہے۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے گھوڑے کے ساتھ میدانِ جہاد میں شام کی اور روٹی کے ٹکڑے اور ٹھنڈے پانی سے روزہ افطار کیا اور ہلاکت ہے ان کھانوں کے رسیا لوگوں کے لئے جو گائے کی طرح چرتے رہتے ہیں، اے غلام یہ رکھ دو اور یہ اٹھا لو کا وظیفہ جاری رہتا ہے اور اللہ کا ذکر یاد نہیں رہتا۔

پسماندہ حال مسلمان پریشان نہ ہوں

۱۸۵۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن حيوة بن شريح قال حدثني نافع بن سليمان عن يزيد العكلي أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي قَوْمٌ يُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ تُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْحُقُوْقُ وَلاَ يُعْطَوْنَ حُقُوْقَهُمْ أُولٰئِكَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ أُولٰئِكَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ .

حضرت یزید العکلی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایسی قوم آئے گی جن پر سرحدیں بند کر دی جائیں گی اور ان سے حقوق چھین لئے جائیں گے لیکن ان کے حقوق نہیں دیئے جائیں گے یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں، یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

[1] کتاب السنن ۲۴۳۷، الزہد لابن المبارک ۶۱۴

جہاد میں پہرے داری کی فضیلت

۱۸۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الأوزاعي قال أخبرني من سمع ابن محيريز يقول مَنْ حَرَسَ لَيْلَةً فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ كَانَ لَهُ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ وَدَابَّةٍ قِيْرَاطٌ قِيْرَاطٌ. [1]

ابن محیریز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رات اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی اس کے لئے ہر انسان اور جانور کے بدلے ایک ایک قیراط اجر ملے گا۔

ایک رات پہرے داری میں گزارنا سو سواریاں صدقہ کرنے سے افضل ہے

۱۸۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابن لهيعة قال حدثني يزيد بن عمرو الغفاري وقيس بن الحجاج عن أبي عبدالرحمن عن عبدالله بن عمرو قَالَ لَأَنْ أَبِيْتَ حَارِساً وَ خَائِفًا فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ رَاحِلَةٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ کے راستے میں خوف کی حالت میں پہرہ داری کرتے ہوئے رات گذارنا مجھے سو سواریاں صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

جہنم کی آگ سے آزاد تین آنکھیں

۱۸۸. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن اسماعيل بن عياش عن ثعلبة بن مسلم الخثعمي عن أبي عمران الأنصاري أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةُ أَعْيُنٍ لَا تَحْرِقُهُمُ النَّارُ أَبَدًا عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَعَيْنٌ سَهِرَتْ بِكِتَابِ اللهِ وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. [2]

---

[1] كتاب الزہد لابن أبي عاصم ص ۳۸۹، حلية الأولياء ۱۴۴/۵

[2] المستدرک ۲۴۳۰، شعب الايمان ۷۹۵، الجہاد ۱۴۸، حلية الأولياء عن ابن عباس ۲۰۹/۵، مصنف ابن أبي شيبہ ۱۹۵۵۰

حضرت ابوعمران انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آنکھوں کو آگ کبھی نہیں جلا سکے گی: ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ جاگی اور وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہریداری کرنے والے دو صحابہ رضی اللہ عنہم کا عجیب واقعہ

۱۸۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن محمد بن اسحق بن يسار قال حدثني صدقة بن يسار عن عقيل بن جابر عن جابر قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَافِلاً وَجَاءَ زَوْجُهَا وَكَانَ غَائِباً فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَنْتَهِيَ حَتَّى يُهْرِيْقَ دَماً مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَخَرَجَ يَتَّبِعُ اِثْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ مَنْزِلاً فَقَالَ مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا نَحْنُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَكُوْنَا بِفَمِ الشِّعْبِ قَالَ فَكَانُوْا نَزَلُوْا اِلَى شِعْبٍ مِنَ الْوَادِيْ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ اِلَى فَمِ الشِّعْبِ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْمُهَاجِرِيِّ أَيُّ اللَّيْلِ أَحَبُّ اِلَيْكَ أَنْ أَكْفِيَكَهُ أَوَّلَهُ أَوْ آخِرَهُ؟ قَالَ اكْفِنِيْ أَوَّلَهُ قَالَ فَاضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ فَنَامَ وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّيْ قَالَ وَأَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَأَى شَخْصَ الرَّجُلِ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيْئَةُ الْقَوْمِ فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيْهِ فَانْتَزَعَهُ فَوَضَعَهُ وَثَبَتَ قَائِمًا ثُمَّ رَمَاهُ بِسَهْمٍ آخَرَ فَوَضَعَهُ وَثَبَتَ قَائِمًا ثُمَّ عَادَلَهُ بِثَالِثٍ فَوَضَعَهُ فِيْهِ فَانْتَزَعَهُ فَوَضَعَهُ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ أَهَبَّ صَاحِبَهُ فَقَالَ اجْلِسْ فَقَدْ أُثْبِتُّ فَوَثَبَ فَلَمَّا رَآهُمَا الرَّجُلُ عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ نَذَرُوْا بِهِ فَهَرَبَ فَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدِّمَاءِ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ أَلَّا أَنْبَهْتَنِيْ أَوَّلَ مَا رَمَاكَ قَالَ كُنْتُ فِيْ سُوْرَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا حَتَّى أَنْفَذَهَا فَلَمَّا تَابَعَ عَلَيَّ الرَّمْيُ رَكَعْتُ فَأَذَنْتُكَ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ لَا خَشِيْتُ أَنْ أُضِيْعَ ثَغْرًا أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ بِحِفْظِهِ لَقَطَعَ نَفْسِي قَبْلَ أَنْ أَقْطَعَهَا أَوْ أَنْفَذَهَا. [1]

---

[1] ابوداؤد ۱۹۸، المستدرک ۵۵۷، صحیح ابن حبان ۱۰۹۶، صحیح ابن خزیمہ ۳۶، موارد الظمآن ۲۵۰، بیہقی ۶۲۷، ۱۸۲۲۹، سنن دار قطنی ۱/۲۲۳، مسند احمد ۱۲۷۴۵، السیرۃ لابن ہشام ۴/۱۶۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے ایک مسلمان شخص نے کفار کے ایک شخص کی بیوی کو گرفتار کرلیا تو اس کا خاوند بھی سفر سے واپس آ گیا اور یہ مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوچ کر گیا تو اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ جب تک اصحاب محمد ﷺ میں سے کسی کا خون نہیں بہائے گا چین سے نہیں بیٹھے گا چنانچہ وہ لشکر کے پیچھے چلا رات کے وقت حضور ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور پوچھا کہ آج رات پہرہ کون دے گا تو ایک مہاجر اور ایک انصاری اس خدمت کے لئے تیار ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹیلہ کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔ جب یہ دونوں درے پر آ گئے تو انصاری نے مہاجر سے پوچھا کہ رات کا کون سا حصہ اسے پسند ہے کہ اس کی جگہ میں پہرہ دے لوں (یعنی باری باری کرلیں) اول رات یا آخر رات تو اس نے اول رات کو منتخب کیا اور لیٹ کر محوِ خواب ہو گیا اور انصاری نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ وہی تعاقب کرنے والا آدمی آیا اور اس نے پہچان لیا کہ قوم کا جاسوس اور پہرے دار کھڑا ہے اس نے تیر مارا جوان کے جسم میں دھنس گیا تو انہوں نے نکال کر رکھ دیا اور ثابت قدم کھڑے رہے اس نے ایسے ہی تین تیر مارے اور انہوں نے نکال کر رکھ دیئے پھر رکوع وسجود کئے (نماز مکمل کی) اور مہاجر کو بیدار کیا اور خود زخموں کی وجہ سے بیٹھ گئے مہاجر کھڑے ہوئے تو وہ دوسرے آدمی کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ لشکر میری موجودگی سے مطلع ہو چکا ہے اس لئے وہ بھاگ گیا۔ مہاجر نے جب انصاری کو خون میں لت پت دیکھا تو فرمایا کہ سبحان اللہ پہلے تیر پر ہی آپ نے مجھے بیدار کیوں نہیں کر دیا تو انصاری نے کہا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا جسے درمیان میں چھوڑ دینا مجھے اچھا نہیں لگا لیکن جب اس نے مسلسل تیر اندازی کی تو میں نے رکوع کر لیا اور تمہیں مطلع کیا۔ اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو ذمہ داری ہمارے سپرد کی تھی وہ پوری نہ ہو سکے گی تو میری جان چلی جاتی لیکن میں سورت کو درمیان میں نہ چھوڑتا۔

اہل شام، اللہ کی ضمانت میں ہیں

۱۹۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سعيد بن عبدالعزيز عن ربيعة بن يزيد عن أبي ادريس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ أَجْنَادًا جُنْدًا بِالشَّامِ وَجُنْدًا بِالْعِرَاقِ وَجُنْدًا بِالْيَمَنِ فَقَالَ ابْنُ الْخَوْلَانِي أَخْبِرْنِي يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ وَعَلَيْكَ بِالشَّامِ فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ وَلْيَسْتَقِ بِغُدُرِهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهَا . [1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب بہت لشکر ہو جائیں گے، ایک لشکر شام میں ایک عراق میں اور ایک یمن میں ہوگا۔ ابن ادریس خولانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم شام کو لازم پکڑو اور جو چاہے تو یمن چلا جائے لیکن وہاں کے غدر سے بچے اس لئے کہ اللہ تعالی نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ضمانت دی ہے۔

۱۹۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن موسى بن يسار عن ربيعة بن يزيد عن النبي ﷺ نحوه .

ربیعہ بن یزید رضی اللہ عنہ بھی آنحضرت ﷺ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔

یہاں سے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ شام اور اہل شام کی فضیلت پر چند احادیث لے کے آئے ہیں۔ کتب حدیث میں شام کی فضیلت پر مستقل ابواب موجود ہیں۔ احادیث کی تشریح سے قبل اس بات کا تعین ضروری ہے کہ شام کا مصداق کون سا علاقہ ہے؟ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ عہد رسالت مآب میں جس علاقے پر شام کا اطلاق ہوتا تھا احادیث میں موجود فضائل اسی علاقے کے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے کا شام آج کے شام سے بہت وسیع وعریض تھا اور شام کا اطلاق عموماً

---

[1] ابوداؤد ۲۴۸۳، المستدرک ۸۵۵۶، صحیح ابن حبان ۷۳۰۶، المختارہ ۲۳۴، مسند الحارث ۱۰۴۱، مسند الشامیین ۲۹۲، مسند احمد ۱۷۰۴۶، مجمع الزوائد ۱۰/۵۸، الجامع لمعمر ۲۰۴۵۶

فلسطین کے خطے کیلئے ہوتا تھا۔شام کی مکمل حدود علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ کی تعیین کے مطابق دریائے فرات سے عریش (حدود مصر) تک اور جبل طے سے بحر روم تک ہیں۔جس میں آج کا شام، فلسطین، اردن، لبنان، اور اسرائیل بھی داخل ہیں، عہد رسالت وصحابہ میں دمشق، حمص، حلب اور بیت المقدس اس کے مشہور شہروں میں سے تھے۔ [1]

یہ علاقہ سرزمین انبیاء کہلاتا ہے۔اور بے شمار فضائل ومحاسن کا حامل ہے۔مورخین کا کہنا ہے کہ شام کا نام سام بن نوح علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا اور تعریب کیلئے سین کو شین سے بدلا گیا۔،اور بعض محققین کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت سلمان علیہ السلام کے وصال کے بعد بنی اسرائیل کے 12 قبائل میں اختلاف ہوا، اڑھائی قبیلے تو بیت المقدس میں ہی رہے اور ساڑھے نو قبیلے شامین نامی شہر میں منتقل ہو گئے اور اسی سے شام کا نام رکھا گیا۔ [2]

ارض شام کی فضیلت اور خیر وبرکت کے بیان کیلئے قرآن مجید کی یہ آیت کافی وافی ہے۔

وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ

"بس ہم نے اسے (ابراہیم علیہ السلام) اور لوط علیہ السلام کو نجات دی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے اہل جہاں کیلئے برکت رکھی ہے"

یہ مبارک زمین جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا دار الہجرت ہے مفسرین کے اجماع واتفاق سے سرزمین شام ہے۔

چنانچہ امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"لاخلاف بین جمیع أهل العلم أن هجرة ابراهيم من العراق كانت الى الشام و بها كان مقامه ايام حياته و ان كان قد كان قدم مكة و بنى بها البيت وأسكنها اسماعيل

---

[1] (معجم البلدان ۱/۳) [2] (معجم البلدان ۳/۳۱۲)

ابنه مع أمه أنه لم يقم بها ولم يتخذها وطنا لنفسه" ۔[1]

"یعنی اس بات میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے شام کی طرف ہجرت کی تھی اور وہیں اپنی زندگی گذاری اگرچہ آپ مکہ تشریف لائے اور وہاں بیت اللہ کی تعمیر کی اور وہاں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اپنی بیوی کو بسایا لیکن خود وہاں اقامت اختیار نہیں کی"۔

مکہ مکرمہ کی افضلیت اپنی جگہ لیکن مذکورہ آیت میں بابرکت زمین کا مصداق ارض شام ہے۔شام کی فضیلت و برکت پر کثیر احادیث و آثار موجود ہیں ان میں سے چند یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"الخير عشرة أعشار تسعة بالشام وواحد في سائر البلدان والشر عشره أعشار واحد بالشام وتسعه في سائر البلدان واذا فسد أهل الشام فلا"۔[2]

"یعنی خیر و بھلائی دس حصوں پر مشتمل ہے جن میں سے نو حصے شام میں رکھے گئے ہیں اور ایک ساری زمین میں اور شر کے دس حصوں میں سے ایک شام میں رکھا گیا ہے اور باقی نو [illegible] زمین میں اور جب اہل شام فساد میں مبتلا ہو جائیں گے تو پھر تم [illegible] کوئی بھلائی نہ رہے گی"۔

حضرت قرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

---

[1] (تفسیر طبری ۱۷/۴۷)

[2] (الدر المنثور ۳/۵۳۰، مجمع الزوائد ۱۰/۶۰، معجم البلدان ۳/۳۱۲، المعجم الکبیر رقم ۸۸۸۱)

"اذافسد أهل الشام فلا خير فيكم" [1]

"جب اہل شام شر میں مبتلا ہو جائیں گے تو تم میں کوئی بھلائی نہ رہے گی"۔

حضرت ضمرۃ بن ربیعہ رحمہ اللہ کا یہ فرمان بھی شام کی فضیلت کو نکھار رہا ہے

"سمعت أنه لم يبعث نبي الامن الشام فان لم يكن منها أسرى به اليها. [2]

"یعنی شام کے علاوہ کسی اور جگہ سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اور اگر کوئی نبی شام کے علاوہ کسی اور جگہ سے مبعوث ہوا ہو تو اسے شام کی طرف ضرور لے جایا گیا"۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم طوبى للشام فقلنا لأى ذلك يارسول الله قال لأن ملائكة الرحمن باسطة أجنحتها عليها [3]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآن جمع کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"شام کیلئے خوشخبری ہے ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بشارت کا سبب کیا ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں"۔

---

[1] (الدرالمنثور ۵۲۹/۳) [2] (الدرالمنثور ۵۲۹/۳)

[3] (جامع ترمذی ۳۹۵۴، المستدرک ۲۹۰۰، صحیح ابن حبان ۷۳۰۴)

اور اسی روایت کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں کہ

"ان الرحمن لباسط رحمته عليه" [1]

بے شک اللہ رب العزت نے شام پر اپنی رحمت کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شام کے فضائل ومحاسن کی وجوہ کو اہل عرب کے اس قول میں جمع کیا گیا ہے کہ

عماد دار الهجرة ومانقص من الأرض زيد في الشام و مانقص من الشام زيد في فلسطين و كان يقال هي أرض المحشر و المنشر و لبها مجمع الناس وبها ينزل عيسى ابن مريم وبها يهلك الله شيخ الضلالة الكذاب الدجال. [2]

"یعنی شام دار الہجرت ہے اور زمین میں جو چیز کم رکھی گئی ہے۔ وہ شام میں زیادہ رکھ دی گئی ہے۔ اور شام میں جو کمی رکھی گئی ہے وہ فلسطین میں اضافے کے ساتھ دی گئی ہے۔ اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ شام حشر ونشر کی زمین ہے اور قیامت کے روز لوگ یہیں جمع ہوں گے۔ اور یہیں حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اور یہیں پر اللہ تعالیٰ گمراہی کے سرچشمے دجال کذاب کو ہلاک کریں گے"۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

الشام صفوة الله من بلاده يسوق اليها صفوة عباده من خرج من الشام الى غيره فبسخطه ومن دخله من غيرها فبرحمته. [3]

---

[1] مجمع الزوائد ۶۰/۱۰ [2] تفسیر طبری ۴۶/۱۷، ابن کثیر ۱۸۶/۳
[3] المستدرک للحاکم ۸۵۵۵

''شام اللہ کے شہروں میں سے اس کا منتخب اور پسندیدہ شہر ہے
جس میں اللہ کے منتخب لوگ بسائے جاتے ہیں جو شام سے نکل کر کسی
دوسری جگہ سکونت اختیار کرے تو یہ اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے اور
جو کوئی اور علاقہ چھوڑ کر شام آئے تو اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے''۔

نبی کریم ﷺ نے شام کیلئے خصوصی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اور اس برکت کا ایک مظہر یہ ہے کہ پینے کا میٹھا پانی صخرہ بیت المقدس کے نیچے سے نکلتا ہے اور ساری دنیا میں پھیلتا ہے۔ [1]

اور برکت کا یہ پہلو بھی بڑا حیرت انگیز ہے کہ جدید تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں نرینہ بچوں کی سب سے زیادہ اوسط فلسطینی مسلمانوں میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ (جو توراۃ کے بہت بڑے ماہر تھے) سے فرمایا کہ آپ مدینہ تشریف کیوں نہیں لے آتے کہ یہ نبی پاک ﷺ کا دار الہجرت بھی ہے اور یہیں پر آپ ﷺ کی قبر مبارک بھی ہے تو کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب (توراۃ) میں پڑھا ہے کہ

الشام كنز الله من ارضه وبها كنزه من خلقه [2]

''شام زمین میں سے اللہ کا خزانہ ہے اور اس کی منتخب مخلوق بھی
وہیں آباد ہے''۔

یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ المنورہ کی عمومی فضیلت کے خلاف نہیں کیونکہ یہ بات اجماعی ہے کہ حرمین کے برابر زمین کا کوئی خطہ نہیں۔ اور نبی پاک ﷺ کے مبارک جسم سے ملحق حصۂ زمین عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔

بہرحال شام کے بے شمار فضائل ومحاسن ہیں جن کو حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کے شاگرد جلیل وہب بن

---

[1] تفسیر طبری ۱۷/۴۷، ابن کثیر ۱۸۶/۳
[2] الجامع لمعمر ۲۵۱/۱۱

منبہ رحمہ اللہ کے اس قول میں سمو دیا گیا ہے کہ "

"انی لأجد تذكرة الشام فی الكتب حتی كانه ليس

له حاجة الا بالشام "

"میں شام کی فضیلت کے تذکرے کو کتب میں اس کثرت سے

دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ زمین کے کسی حصہ سے اللہ کو شام کے

سوا کوئی سروکار نہیں"۔

محمد بن عمر بن یزید صنانی رحمہ اللہ بھی بالکل اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زمین میں اللہ کو شام کے سوا کسی چیز سے کوئی سروکار نہیں۔ [1]

اور شام کے ان فضائل کا خصوصی مصداق فلسطین ہے۔امام طبری رحمہ اللہ نے فلسطین کو " بـــــرية الشام " [2] (شام کا دل) کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ابو عبدالملک الجزیری رحمہ اللہ سے مروی یہ اثر بھی اس بات کی دلیل ہے کہ

"الشـام مبـاركة وفـلسطين مقدسة وبيت المقدس

قدس ألف مرة " [3]

"شام مبارک ہے فلسطین مقدس ہے اور بیت المقدس ایک

ہزار گنا زائد مقدس ہے"۔

کعب احبار رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ

أحـب البـلاد الى الـلـه الشـام وأحب الشـام اليـه

الـقـدس وأحـب الـقـدس اليـه جبل نا بلس ليا تين على

الناس زمان يتماسحونه كالحبال بينهم [4]

---

[1] معجم البلدان ۳/۳۱۲ [2] تفسیر طبری ۱۷/۴۷

[3] الدر المنثور ۳/۵۲۷ [4] مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۴۶۲، الدر المنثور ۳/۵۲۹

"شہروں میں سے محبوب ترین اللہ کے ہاں شام ہے اور شام
سے محبوب ترین جگہ القدس ہے اور القدس میں سے پسندیدہ جگہ جبل
نابلس ہے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اس کو آپس میں رسی کی طرح
مسلیں گے"۔

آج کا فلسطینی جہاد اس روایت کا مصداق ہے۔

تمام اہل شام کو برا بھلا مت کہو

۱۹۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر عن الزهري قال اخبرني صفوان بن عبدالله بن صفوان أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَوْمَ صِفِّيْنَ أَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ عَلِي لاَ تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيْرًا فَإِنَّ فِيْهِمْ قَوْمًا كَارِهُوْنَ لِمَا تَرَوْنَ وَإِنَّ فِيْهِمُ الاَبْدَالَ. [1]

ایک آدمی نے جنگ صفین کے دن کہا کہ اللہ شام والوں پر لعنت کرے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام اہلِ شام کو گالی مت دو کیونکہ وہاں بھی بہت لوگ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو اور بے شک ان میں ابدال بھی ہیں۔

سب مومن شام چلے جائیں گے

۱۹۳. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن الأعمش عن خيثمة عن عبدالله بن عمرو قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يَبْقَى مُؤْمِنٌ إِلاَّ لَحِقَ بِالشَّامِ. [2]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ہر مومن شام چلا جائے گا

---

[1] المختارة ۴۸۵، الجامع لمعمر ۲۰۴۵۵، الفتن لنعیم بن حماد ۲۶۳، الأولیاء لأبی بکر القرشی ۷۰، فضائل الصحابة لابن حنبل ۱۷۲۶۔

[2] المستدرک ۸۴۱۳، مصنف ابن أبی شیبة ۱۹۴۴۵

اہل شام کے مال خرچ کرنے کی فضیلت

۱۹۴. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن يحي بن أبي عمرو السيباني عن عبدالله بن ناشر المكناني عن سعيد بن سفيان القاری قال قَالَ عُثْمَانُ اَلنَّفَقَةُ فِي أَرْضِ الْهِجْرَةِ مُضَاعَفَةٌ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَأَنْتُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ أَهْلَ الشَّامِ لَوْ أَنَّ رَجُلاً اشْتَرَى بِدِرْهَمٍ مِنَ السُّوْقِ فَأَكَلَهُ وَأَطْعِمْ أَهْلَهُ كَانَ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةٍ .

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہجرت کی سرزمین میں خرچ کرنا سات سو گنا اضافے کا موجب ہے اور اہل شام تم مہاجر ہو پس اگر تم میں سے کوئی بازار سے ایک درہم کے بدلے کوئی چیز خریدتا ہے اسے خود کھاتا ہے اور اہل وعیال کو کھلاتا ہے تو اس کو سات سو دراہم کا ثواب ہے۔

سات ابدال

۱۹۵. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر عن ايوب عن ابی قلابة قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لاَيَزَالُ فِي أُمَّتِي سَبْعَةٌ لاَ يَدْعُوْنَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ بِشَيْءٍ إِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهُمْ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَبِهِ يُدْفَعُ عَنْكُمْ . [1]

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ سات ایسے افراد رہیں گے جو اللہ سے جو بھی دعا کریں گے قبول ہوگی اور انہیں کے سبب تمہاری مدد ہوگی اور تمہیں بارش دی جائے گی۔ ابوقلابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ انہیں کی وجہ سے تمہارا دفاع کیا جائے گا۔

---

[1] الجامع لمعمر ۲۰۴۵۷، مراسیل أبی داود ۲۳۶، ابن کثیر ۱/۳۰۴

سمندری جہاد کی فضیلت

۱۹۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سعيد بن عبدالعزيز قال اخبرني علقمة بن شهاب القشيري قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يُدْرِكِ الْغَزْوَ مَعِي فَلْيَغْزُ فِي الْبَحْرِ فَإِنَّ قِتَالَ يَوْمٍ فِي الْبَحْرِ خَيْرٌ مِنْ قِتَالِ يَوْمَيْنِ فِي الْبَرِّ وَإِنَّ أَجْرَ الشَّهِيْدِ فِي الْبَحْرِ كَأَجْرِ شَهِيْدَيْنِ فِي الْبَرِّ وَإِنَّ خِيَارَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَصْحَابُ الْأَكُفِّ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ أَصْحَابُ الْأَكُفِّ؟ قَالَ قَوْمٌ تَكَفَّأُ عَلَيْهِمْ مَرَاكِبُهُمْ فِي الْبَحْرِ. [1]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو میرے ساتھ جہاد کی سعادت نہ ملی ہو وہ سمندری جہاد کرے اس لئے کہ سمندر میں ایک دن کا جہاد خشکی کے دو دن کے جہاد سے افضل ہے اور سمندر کا ایک شہید اجر کے اعتبار سے خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے۔ اور اللہ کے ہاں افضل شہداء ''اصحاب الکف'' ہیں۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو سمندر میں سواری الٹنے سے شہید ہوتے ہیں۔

۱۹۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن شريح أنه بلغه عن ابن حجيرة أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يُدْرِكِ الْغَزْوَ مَعِي فَعَلَيْهِ بِغَزْوِ الْبَحْرِ. [2]

ابن حجیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ جہاد نہ کیا ہو وہ سمندری جہاد کو لازم پکڑے۔

---

[1] الدر المنثور ۵/۱۱۶، مصنف ابن أبي شيبة ۱۹۴۰۵، شرح زرقانی ۳/۵۷، مصنف عبدالرزاق ۱۳۱: ۹، التمهيد ۱/۲۳۸

[2] المعجم الأوسط ۸۳۵۲، الترغيب ۲۰۹۳، مجمع الزوائد ۵/۲۸۱

سمندری جہاد کے دوران ڈوبنے والا شہید ہے

۱۹۸۔ أخبرنا ابراھیم حدثنا محمد، حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن عبدالرحمن بن شریح قال سمعت عبداللہ بن ثعلبة الحضرمی یذکر أنه سمع ابن حجیرة الأکبر قائما یوم الجمعة یذکر أنه سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيدٌ اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْغَرِيقُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ وَالنُّفَسَاءُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ۔ [1]

ابن حجیرہ رحمہ اللہ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ حالتوں میں سے کسی پر بھی مرنے والا شہید ہے اللہ کے راستے کا مقتول شہید ہے اور جہاد میں ڈوب جانے والا شہید ہے اور اللہ کے راستے میں طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور جہاد میں پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا شہید ہے اور راہِ خدا میں نفاس کے دوران مرنے والی عورت شہید ہے۔

پہلا سمندری جہاد

۱۹۹۔ أخبرنا ابراھیم حدثنا محمد، حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن ابن لهیعة قال حدثنی ابو الأسود قَالَ غَزَوْتُ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ وَمَعَنَا اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ عَامَ الْمَدِ فَقَالَ ابْنُ لُهَيْعَةَ وَحَدَّثَنِي اَبُوْقَبِيْلٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ بِرُوْدَسَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَعَهُ كَعْبُ الْاَحْبَارِ۔

ابوالاسود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے عام المد میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندری جہاد کیا۔ ابوقبیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں (جہادی سلسلے میں) رودس نامی جزیرے میں تھے اور ان کے ساتھ کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

---

[1] نسائی ۳۱۶۳، السنن الکبریٰ ۴۳۷۱، مسند أبی عوانة ۶۴۷۷، المعجم الکبیر ۹۰۰، فتح الباری ۶/۴۳، تہذیب الکمال ۱۴/۳۵۵، بخاری عن أبی ہریرة ۵۴۰۱، صحیح ابن حبان عنہ ۳۱۸۸

بحری مجاہدین نے رسول اللہ ﷺ کو مسرور کردیا

۲۰۰ .أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابى الزناد أخبرنى محمد بن يحى بن حبان قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَثِيْراً مَا يَزُوْرُ أُمَّ حَرَامٍ فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَنَامَ عِنْدَهَا يَوْمًا فَفَزِعَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَتْ لَهُ يَارَسُوْلَ اللهِ فِيْمَ ضَحِكْتَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ آنِفًا عَلَى سُرُرٍ اَمْثَالِ الْمُلُوْكِ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ أُدْعُوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اِنَّكِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الآخِرِيْنَ وَكُنْتُ لاَ أَدْرِيْ كَيْفَ كَانَ مَبِيْتُهَا وَقَدْ بَلَغَنِيْ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهِيَ خَالَتُهُ أُخْتُ اُمِّهِ قُلْتُ لَعَمْرِيْ لاَنْ كَانَ ......(عبارة غامضة فى الأصل) ذٰلِكَ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ اُمِّ حَرَامٍ كَيْفَ كَانَ مَبِيْتُهَا قَالَ عَلَى الْجَنَّةِ سَقَطَتْ قَالَ وَكَانَ مِنْ شَأْنِهَا أَنَّهَا تَزَوَّجَتْ ابْنَ عَمِّهَا عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَذَهَبَ بِهَا اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا غَزَا مُعَاوِيَةُ الْبَحْرَ غَزَا فَخَرَجَ بِهَا مَعَهُ حَتّٰى لَمَّا قَضَوْا غَزْوَهُمْ خَرَجَتْ فَلَمَّا كَانَتْ بِالسَّاحِلِ اُتِيَتْ بِدَابَّتِهَا وَرَكِبَتْ فَسَارَتْ قَلِيْلاً ثُمَّ وَقَعَتْ بِهَا الدَّابَّةُ فَخَرَّتْ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ اَهْلَهَا . [۱]

محمد بن یحیٰ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ بکثرت حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور وھاں استراحت فرماتے ،ایک دن سرکار دو عالم ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر محو خواب تھے کہ اچانک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری خوشی میری امت کے چند لوگوں کی وجہ سے

---

[۱] بخاری ۲۶۴۶، ۲۶۴۳، مسلم ۱۹۱۲، ابن ماجہ ۲۷۷۶، ابوداؤد ۲۴۹۰، دارمی ۲۴۲۱، نسائی ۳۱۷۲، السنن الکبری ۴۳۸۱، بیہقی ۱۸۳۱۵، مسند أبی عوانہ ۷۴۶۰، مسند أحمد ۱۳۸۱۶، ۲۷۰۷۷، ۲۷۴۱۷، الثقات ۵۲۸۰، حلیۃ الأولیاء ۲/ ۶۲، مسند أبی یعلی ۳۶۷۷، الجہاد ۲۸۲، الترغیب ۲۰۸۹

ہے جن کو ابھی میرے سامنے۔ ر حالت میں پیش کیا گیا کہ وہ بادشاہوں کی طرح مسندوں پر جلوہ افروز تھے وہ اس سبز سمندر (بحر روم) کو اللہ کے راستے میں عبور کریں گے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو جاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خوش خبری سنائی کہ تم اس سعادت کے حصہ داروں کی پہلی صف میں ہو۔ محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھے اس واقعہ کا علم ہوا تو میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس لیے کہ یہ مجھے معلوم نہ تھا کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری کیسے پوری ہوئی) کیونکہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تو جنت کی حقدار بن گئیں اور ان کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تھا اور ان کے ساتھ شام چلی گئی تھیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمندری جہاد شروع فرمایا تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک لشکر ہوگئے۔ جنگ کے اختتام پر جب ساحل پر پہنچے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنی سواری پر سوار ہوئیں سواری ابھی تھوڑی دور ہی چلی تھیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سمیت گر گئی اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے گھر پہنچنے سے قبل ہی جام شہادت سے سرفراز ہوگئیں۔

۲۰۱. أخبرنا ابراہیم حدثنا محمد، حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن مالک بن انس عن اسحق بن عبداللہ بن أبی طلحة أنه سمع انس بن مالک يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا ذَهَبَ قُبَاءَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تُفَلِّيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ .[1]

[1] بخاری ۲۶۳۶، ۵۹۲۶، ۶۶۰۰، مسلم ۱۹۱۲، ترمذی ۱۶۴۵، نسائی ۳۱۷۱، ابوداود ۲۴۹۱، صحیح ابن حبان ۶۶۶۷، موطا امام مالک ۹۹۴، بیہقی ۱۸۳۱۵، السنن الکبری ۴۳۸۰، التمہید ۱/۲۲۵، حلیۃ الأولیاء ۲/۶۱، الطبقات ۸/۴۳۵، مسند أبی عوانۃ ۷۴۵۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی قبا جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر ضرور تشریف لے جاتے اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش فرماتیں جس کو آپ ﷺ تناول فرماتے اور یہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ایک دن حسب معمول آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا پیش فرمایا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگیں رسول اللہ ﷺ کھانا تناول فرمانے کے بعد محو استراحت ہو گئے پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہو گئے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے مسکرانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے چند لوگوں کی وجہ سے خوش ہوں اور اس کے بعد پچھلی روایت والا واقعہ سنایا۔

سمندری جہاد خزانوں سے زیادہ محبوب ہے

۲۰۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن شعبة عن يعلى بن عطاء عن خالد بن ابى مسلم عن عبدالله بن عمرو قال غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قِنْطَارٍ مُقْبِلاً. [1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک دفعہ سمندری جہاد میں شریک ہونا مجھے بار بار ملنے والے خزانے سے بہتر ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سمندری جہاد کے محرک ہیں

۲۰۳. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت بن المبارك عن ابن لهيعة قال أخبرنا ابن هبيرة أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْتَأْذِنُهُ فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ وَيُخْبِرُهُ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قُبْرُسَ فِي الْبَحْرِ إِلَّا مَسِيرَةُ يَوْمَيْنِ فَإِنْ رَأَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أَغْزُوَهَا فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى يَدَيْهِ؟ فَسَأَلَ عَنْ أَعْرَفِ النَّاسِ بِرُكُوبِ الْبَحْرِ فَقِيلَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَانَ يَخْتَلِفُ فِيهِ إِلَى الْحَبَشَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ صَاحِبَهُ بِمَنْزِلَةِ دُودٍ عَلَى عُودٍ إِنْ

[1] كتاب السنن ۲۳۹۶، مصنف ابن أبي شيبه ۱۹۴۰۴، الجهاد ۲۸۱، التمهيد ۱/۲۳۸

ثَبَتَ يَغْرِقْ وَإِنْ يَمِلْ يَغْرِقْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : وَاللهِ مَا كُنْتُ لَأَحْمَلُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى هٰذَا مَا بَقِيْتُ . [1]

ابن ہبیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمندری جہاد کی اجازت حاصل کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سمندری راستے سے قبرص اور ہمارے درمیان صرف دو دن کا سفر ہے تو اگر امیر المومنین جہاد کے لیے میرا سمندری راستے کو اختیار کرنا مناسب سمجھیں تو ممکن ہے اللہ آپ کے دست مبارک پر قبرص کو مفتوح کر دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سمندری سفر کا سب سے بڑا ماہر کون ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سمندری راستے سے ہی حبشہ آتے جاتے رہے ہیں، وہ اس کے ماہر ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سمندری سفر کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین سمندر کے سفر کی مثال اس کیڑے کی ہے جو لکڑی کے اوپر ہوا گر لکڑی رک جائے تو بھی غرق اور اگر الٹ جائے تو بھی غرق تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں کبھی ایک مسلمان کو بھی سمندری سفر کی اجازت نہ دوں گا۔

چھ خصائل پر وجوب جنت

۲۰۴۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن موسى بن ايوب الغافقي قال حدثني رجل ان مولى لعبدالله بن عمرو بن العاص أتى عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ اِنِّيْ أُرِيْدُ غَزْوَ الْبَحْرِ فَأَوْصِنِي قَالَ عَلَيْكَ بِالْبَرِّ لَا تُؤْذِىْ وَلَا تُؤْذٰى قَالَ إِنِّيْ أَرَدْتُّ الْبَحْرَ قَالَ عَبْدُاللهِ إِنْ حَفِظْتَ سِتًّا اِسْتَوْجَبْتَ ثَمَانِيًا مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تَغُلَّ وَلَا تُخِفْ غُلُوْلًا وَلَا تُؤْذِىْ جَارًا وَلَا ذِمِّيًا وَلَا تَسُبَّ إِمَامًا وَلَا تَفِرَّنَّ وَخَفْ.

---

[1] الطبقات ۳/ ۲۸۵، الثقات ۲/ ۲۲۸

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں سمندری جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں آپ مجھے کوئی نصیحت فرما دیں تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خشکی کا جہاد اختیار کرو، کسی کو تکلیف مت پہنچاؤ تا کہ تم دوسروں کی ایذاء رسانی سے محفوظ رہ سکو۔ تو اس غلام نے دوبارہ عرض کی کہ میری خواہش سمندری جہاد کی ہی ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم ان چھ باتوں پر کار بند رہے تو آٹھ حورعین کے حقدار بن جاؤ گے۔

وہ چھ باتیں یہ ہیں کہ مال غنیمت میں خیانت مت کرنا اور کسی خیانت کو مت چھپانا اور پڑوسی اور ذمی (دارالاسلام کے غیر مسلم باشندے) کو اپنی ایذاء رسانیوں سے محفوظ رکھنا اور اپنے امیر کو گالی گلوچ کا نشانہ مت بنانا اور میدان جنگ سے مت بھاگنا اور خوف خدا کو دل میں موجزن رکھنا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سمندری جہاد سے اجتناب کرتے ہیں

٢٠٥. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عمر بن محمد بن زيد عن نافع أنه أخبره أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَأَنْ أَغْزُوَ عَلٰى نَاقَةٍ ذَلُوْلٍ صَمُوْتٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ رُكُوْبِ الْبَحْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ایک سدھائی ہوئی بوجھل اونٹنی پر سوار ہو کر جہاد کرنا مجھے سمندری جہاد سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خدمت گذار صحابہ رضی اللہ عنہم کا جنازہ پڑھاتے تھے

٢٠٦. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن موسى بن علي بن رباح عن أبيه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الرَّجُلِ الَّذِيْ يَرَاهُ يَخْدِمُ أَصْحَابَهُ. [1]

علی بن رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اس صحابی رضی اللہ عنہ کا

[1] الجامع الصغیر للسیوطی ٦٠٥، الزہد لابن المبارک ٧٨٨، فیض القدیر ٥/٢٦٦

جنازہ پڑھاتے تھے جو اپنے ساتھیوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔

سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

۲۰۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن زيد بن اسلم عن أبيه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ فِي السَّفَرِ. [1]

زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آنجناب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قوم کا سردار سفر میں ان کا خادم ہوتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے شاگردوں کی خدمت کیا کرتے تھے

۲۰۸. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن شعبة عن عمران بن عبيدالله بن عمران قال سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ لِأَخْدِمَهُ فَكَانَ يَخْدِمُنِيْ. [2]

جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شاگردی اس لئے اختیار کی تھی تاکہ ان کی خدمت کیا کروں لیکن وہ میری خدمت کیا کرتے تھے۔

مجاہدین روزمرہ پیش آنے والے کام سیکھیں

۲۰۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابي بكر بن ابي مريم حدثنا مسافع بن حنظلة عن ابي الأكدر عن عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمُوا الْمِهَنَ فَاِنِ احْتَاجَ الرَّجُلُ اِلٰى مِهْنَتِهٖ اِنْتَفَعَ بِهَا قَالَ

---

[1] كتاب السنن ۲۳۰۶، الفردوس ۳۳۷۴، ۱۴۳۹، فیض القدیر ۴/۳۵، کشف الخفاء ۱۵۱۶

[2] سیر أعلام النبلاء ۴/۲۵۲، حلیۃ الأولیاء ۳/۲۸۶، صفوۃ الصفوۃ ۱/۵۷۶، کتاب الزہد لابن أبی عاصم ص ۱۹۳

وَحَدَّثَنَا اَشْيَاخُنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ كَانَ يَقُولُ لِيُرَقِّعْ اَحَدُكُمْ ثَوْبَهُ فَإِنَّهُ لاَ جَدِيْدَ لِمَنْ لاَخَلِقَ لَهُ ۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ (روزمرہ کی ضروریات کے متعلق) پیشے سیکھو اس لئے کہ ضرورت کے وقت بندہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تمہیں چاہئے کہ اپنے کپڑے پھاڑ کر دوبارہ اس کی اصلاح کرو اس لئے کہ جس کے پاس پرانے کپڑے نہ ہوں وہ نئے کپڑوں کے بھی لائق نہیں۔

خادم میں ہوں گا

۲۱۰۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عيسى بن عمر قال حدثني حوط بن رافع أَنَّ عَمْرَوبْنَ عُتْبَةَ كَانَ يَشْتَرِطُ عَلٰى أَصْحَابِهِ اَنْ يَكُوْنَ خَادِمُهُمْ قَالَ فَخَرَجَ فِي الرَّعْيِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ فَأَتَاهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْغَمَامَةِ تُظِلُّهُ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا عَمْرُو فَأَخَذَ عَلَيْهِ عَمْرٌو أَلاَّ يُخْبِرَ بِهِ ۔ [2]

حوط بن رافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ یہ معاہدہ کیا کرتے تھے کہ وہ ان کے خادم ہوں گے۔ حوط رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمرو رحمہ اللہ ایک دن چراگاہ میں تھے کہ ایک اور ساتھی پاس طرف آنکلا اس نے دیکھا کہ عمرو رحمہ اللہ محوِ خواب ہیں اور ایک بادل ان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ اے عمرو (رحمہ اللہ) (اس بزرگی وسعادت پر) مبارکباد ہو۔ حضرت عمرو رحمہ اللہ اس سے قسم لی کہ وہ یہ واقعہ کسی کو نہیں بتلائے گا۔

مجاہدین کی خدمت کی فضیلت

۲۱۱۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك

---

[1] قول عمر أخرجه الحافظ في الإصابة ۱/۲۱۳

[2] شعب الایمان ۳۱۹۶، الزہد لابن المبارک ۸۶۹، الزہد لابن أبي عاصم ۱/۳۵۴، حلیۃ الأولیاء ۴/۱۵۷، تہذیب الکمال ۲۲/۱۳۸

عن ابن لهيعة عن ابی قبیل عن عبداللہ بن عمرو قَالَ مَنْ خَدِمَ اَصْحَابَهٗ فِی سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فُضِّلَ عَلٰى كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقِيْرَاطٍ مِنَ الْاَجْرِ .

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو راہِ جہاد میں اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے مجاہدین ساتھیوں میں ہر ایک سے ایک قیراط زیادہ اجر حاصل کرتا ہے۔

عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کا خدمت کا معمول

۲۱۲۔اخبرنا ابراھیم حدثنا احمد،حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن عبدالرحمن بن یزید حدثنا بلال بن سعد عمَّنْ رَاٰى عَامِرَ بْنَ عَبْدِ قَيْسٍ بِاَرْضِ الرُّوْمِ عَلٰى بَغْلَةٍ يَرْكَبُهَا عُقْبَةً وَّحَمَ[illegible] الْمُهَاجِرِيْنَ عُقْبَةً وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ وَّكَانَ اِذَا فَصَلَ غَازِيًا وَقَفَ يَتَوَسَّمُ الرِّفَاقَ فَاِذَا رَاٰى رِفْقَةً تُوَافِقُهٗ قَالَ يَا هٰؤُلَاءِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُصْحِبَكُمْ عَلٰى اَنْ تُعْطُوْنِيْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ثَلَاثَ خِصَالٍ فَيَقُوْلُوْنَ مَا هِيَ ؟ قَالَ اَكُوْنُ لَكُمْ خَادِمًا لَايُنَازِعُنِيْ اَحَدٌ مِنْكُمُ الْخِدْمَةَ وَاَكُوْنُ مُؤَذِّنًا لَايُنَازِعُنِيْ اَحَدٌ مِنْكُمُ الْاَذَانَ وَاَنْفِقُ فِيْكُمْ بِقَدْرِ طَاقَتِيْ قَالُوْا نَعَمْ نَضَمَّ اِلَيْهِمْ فَاِنْ نَازَعَهٗ اَحَدٌ مِنْهُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ رَحَلَ عَنْهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ[1]

بلال بن سعد رحمہ اللہ [illegible] یہ واقعہ اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے براہ راست حضرت عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کو اس خچر پر سوار ہوتے دیکھا جس پر وہ اپنی باری آنے پر سوار ہوئے تھے اور مہاجرین (سواریوں کی قلت کی وجہ سے) ایسے ہی باری باری سوار ہوتے تھے۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ جب جہاد کے لئے نکلتے تو اپنے رفقاء سفر کو تلاش کرتے جب چند ہمراہی مل جاتے تو ان کے ساتھ ہو جاتے اور ان سے کہتے کہ میں تین شرطوں پر تمہارے ساتھ رہوں گا وہ پوچھتے کہ وہ شرائط کیا ہیں تو عامر رضی اللہ عنہ کہتے کہ ایک تو یہ ہے کہ تمہارا خادم میں

---

[1] الزہد لابن المبارک ۸۶۷،الطبقات ۷/۱۰۹

ہوں گا اور خدمت کے معاملے میں تم میں سے کوئی بھی مجھ سے نہیں الجھے گا اور دوسری شرط یہ ہے کہ موذن میں ہوں گا اور اذان کے بارے میں کوئی مجھ سے نہیں جھگڑے گا اور تیسری شرط یہ ہے کہ اپنی طاقت ووسعت کے مطابق تمہارا خرچہ میں کروں گا۔ جب وہ ان شرائط پر راضی ہو جاتے تو عامر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ چل پڑتے اور اگر ان تین امور میں کوئی ان سے الجھتا تو وہ ان کو چھوڑ کر دوسرے ساتھی تلاش کر لیتے۔

تین کام میرے ذمے

۲۱۳۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن حسين المكتب عن عمرو بن شعيب عن سالم قَالَ كَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ يَشْتَرِطُ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا سَافَرَ مَعَهُ عَلَى أَنْ لَّا يُسَافِرَ مَعَهُ بِجَلَّالَةٍ وَلَا يُنَازِعَهُ فِي الْأَذَانِ وَلَا الذَّبِيْحَةِ.[1]

حضرت سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کسی کے ساتھ سفر کرتے تو اس شرط پر کرتے تھے کہ ایک تو گندگی کھانے والا جانور بطور سواری کے ساتھ نہ لوگے اور دوسرا اذان اور ذبیحہ کے معاملہ میں مجھ سے نہیں الجھوگے۔ (یعنی موذن اور ذابح میں خود ہوں گا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کے لئے آسانی پیدا کرتے تھے

۲۱۴۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن ابن عيينة عن ايوب عن ابي قلابة اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُرَافِقُ أَصْحَابَهُ فِي السَّفَرِ رِفْقًا جَعَلَتْ رِفْقَةٌ مِنْهُمْ يُثْنُونَ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ مَا رَأَيْنَا مِثْلَهُ إِنْ نَزَلَ فَصَلَاةٌ وَإِنِ ارْتَحَلْنَا فَقِرَاءَةٌ وَصِيَامٌ لَا يُفْطِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ يَكْفِيْهِ كَذَا وَكَذَا وَنَحْنُ قَالَ كُلُّكُمْ خَيْرٌ مِنْهُ.[2]

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر اپنے احباب کے لئے سہولت پیدا فرمایا

---

[1] الحلیۃ ۴/۱۲۸

[2] کتاب السنن لسعید بن منصور ۲۹۱۹، الجامع لمعمر ۲۰۴۴۲

کرتے تھے۔ایک سفر میں بعض اصحاب نے ایک شخص کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس جیسا نیک آدمی نہیں دیکھا اگر پڑاؤ ہو تو نماز ہی اس کا مشغلہ ہوتا ہے اور اگر ہم سفر میں ہوں تو مسلسل روزے اور تلاوت قرآن اس کی عادت ہے۔رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جس کو میری طرح رہنا کافی ہو تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیک زباں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ بات کافی ہے تو آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم سب اس سے افضل ہو۔

تاجر اور سرمایہ دار بن کر نہ مرنا

۲۱۵ .أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حماد بن سلمة عن جبلة بن عطية عن رجاء بن حيوة اَنَّ سَلْمَانَ قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ أَوْصِنَا قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّمُوْتَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِيًا أَوْ فِي نَقْلِ الْغُزَاةِ فَلْيَفْعَلْ وَلَا يَمُوْتَنَّ تَاجِرًا وَلَا جَابِيًا . [1]

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کرسکو تو یہ کرو کہ تمہاری موت حج ،عمرہ یا جہاد کرتے ہوئے یا مجاہدین کی راہنمائی کرتے ہوئے آئے۔اور تاجر اور جمع کرنے والے کی موت نہ مرنا۔

بہترین ساتھی

۲۱۶/۱ .أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة بن شريح أخبرنا شرحبيل بن شريك انه سمع أبا عبدالرحمن عبدالله بن يزيد الحبلي يقول سمعت عبدالله بن عمرو يقول قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَاللهِ عَزَّوَجَلَّ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللهِ عَزَّوَجَلَّ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ . [2]

---

[1] الطبقات الکبری ۴/۹۱،حلیۃ الأولیاء ۶/۱۱۰

[2] المستدرک ۷۲۹۵،صحیح ابن حبان ۵۱۹،۵۱۸،صحیح ابن خزیمہ ۲۵۳۹،ترمذی ۱۹۴۴،موارد الظمآن ۲۰۵۱،مسند أحمد ۶۵۶۶، سنن دارمی ۲۴۳۷،کتاب السنن ۲۳۸۸،مسند الشھاب ۱۲۳۵،الترغیب والترہیب ۴۵۷۰،مسند عبد بن حمید ۳۴۲

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ساتھیوں میں سے بہترین ساتھی اللہ کی نظر میں وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے اچھا ہو اور ہمسایوں میں سے بہترین ہمسایہ عنداللہ وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے اچھا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اعمال کا اجر

۲/۲۱۶۔ قال وسمعت عبداللہ بن عمرو بن العاص يقول :

لَخَيْرٌ اَعْمَلُهُ الْيَوْمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مِثْلَيْهِ فِيمَا مَضَى لِأَنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِمَّتُنَا الْآخِرَةُ وَلَا تُهِمُّنَا الدُّنْيَا وَأَنَّا الْيَوْمَ قَدْ مَالَتْ بِنَا الدُّنْيَا . [۱]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ نیکی کا جو کام میں آج کر سکوں وہ مجھے ماضی کے دوگنا کام سے بھی زیادہ محبوب ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور صحبت میں ہوتے تھے تو ہمارا منتہائے نظر آخرت ہوتی تھی اور دنیا ہمارا مقصود نہیں تھی اور آج دنیا ہماری جانب مائل ہو چکی ہے۔

نیک لوگوں کے لئے خوشخبری ہے

۳/۲۱۶۔ قال وسمعت عبداللہ بن عمر يَقُوْلُ طُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِيْنَ هُمْ صَالِحُوْنَ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ . [۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان گرامی ہے کہ ان مسافروں کے لئے خوشخبری ہے جو لوگوں کے فساد کے وقت بھی صلح کی فکر میں ہوتے ہیں۔

مسلمان بھائی کے لئے دعا مقبول ہے

۴/۲۱۶۔ قال ابو عبدالرحمن الحبلی وحدثنی الصنابحي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقِ يَقُوْلُ إِنَّ دَعْوَةَ الْاَخِ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَجَابَةٌ . [۳]

---

[۱] شعب الایمان ۱۰۶۹۳، مجمع الزوائد ۹/۳۵۴، حلیۃ الاولیاء ۱/۲۸۷، تہذیب الاسماء ۱/۲۴۶

[۲] السنن الواردۃ فی الفتن ۲۹۱ [۳] شعب الایمان ۹۰۵۸، الادب المفرد ۶۲۳

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے لئے بھائی بننے والے کی دعا اپنے بھائی کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام

۲۱۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن هشام بن سعد قال سمعت زيد بن اسلم يذكر عن أبيه قَالَ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ حُصِرَ بِالشَّامِ وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْعَدُوُّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: "سَلَامٌ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَا نَزَلَ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مَنْزِلَةِ شِدَّةٍ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَعْدَهَا فَرَجًا وَلَأَنَّ "لَا يَغْلِبُ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عُبَيْدَةَ "سَلَامٌ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ ... إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ قَالَ فَخَرَجَ عُمَرُ بِكِتَابِهِ مِنْ مَكَانِهِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَأَهُ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! إِنَّمَا يُعَرِّضُ بِكُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ أَوْ أَنِ ارْغَبُوا فِي الْجِهَادِ. [1]

اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام میں محصور ہو گئے ہیں اور دشمن ان کے خلاف متحد ہو کر صف آراء ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا "سلام کے بعد بات یہ ہے کہ مومن بندہ جب بھی کسی مشکل میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے آسانی پیدا فرما دیتے ہیں اور دوسرا یہ فرمان بھی ہے کہ ایک تنگی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ "اے ایمان والو! صبر کرو اور پامردی سے لڑو اور لگے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔ تو اس مکتوب کے جواب میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواباً لکھا کہ "سلام کے بعد، اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ اور خوشنمائی

---

[1] المستدرک ۳۱۷۶، سیر أعلام النبلاء ۱/۱۵

ہے اور آپس میں فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنا ہے۔ اور یہ اس بارش کی طرح ہے جس کے سبزے نے کسانوں کو خوش کر دیا پھر وہ پک کر زرد ہو گیا اور پھر وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ہو گیا اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضوان بھی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں"۔ اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مکتوب پڑھا اور اسے لے کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اہل مدینہ کے سامنے اسے پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اے اہل مدینہ! ابو عبیدہ تمہیں جہاد کی رغبت اور شوق دلا رہے ہیں۔

جنگ موتہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت

۲۱۸۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن اسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم قال سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يُخْبِرُ الْقَوْمَ بِالْحِيرَةِ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ مُؤْتَةَ انْدَقَّ بِيَدَيَّ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَصِرْتُ فِي يَدِي صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ۔ [1]

قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حیرہ (مقام) میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے فرماتے ہوئے سنا کہ یہ واقعہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ موتہ کے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں تو میں نے ایک یمنی تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

تیر پھینکنے والا جنتی ہے

۲۱۹۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن محمد بن يسار عن قتادة حدثنا سالم بن أبي الجعد عن حديث معدان بن أبي

---

[1] بخاری ۴۲۶۵، صحیح ابن حبان ۷۰۸۹، المستدرک ۴۳۵۴، مصنف ابن أبي شيبة ۱۹۴۴۳، ۳۲۶۲۰، المعجم الكبير ۳۸۰۲، مسند أبي يعلى ۷۱۸۷، سير أعلام النبلاء ۱/۳۷۵، الطبقات ۷/۳۹۵، الإصابة ۲/۲۵۴، الاستيعاب ۲/۴۲۹، صفوة الصفوة ۱/۶۵۳، فضائل الصحابة لابن حنبل ۱۴۷۵

طلحة اليعمري عن أبي نجيح السلمي قَالَ حَاصَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَصْرَ الطَّائِفِ فَسَمِعْتُ نَبِيَّ اللهِ يَقُوْلُ : مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فَبَلَّغَهُ فَلَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنْ رَمَيْتُ فَبَلَّغْتُ فَلِيَ دَرَجَةٌ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَمٰى فَبَلَّغَ قَالَ فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا ۔ [1]

ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قلعۂ طائف کے محاصرے میں، میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھا میں نے آنجناب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے ایک تیر پھینکا اور اسے ہدف تک پہنچا دیا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اگر تیر پھینک کر ہدف تک پہنچا دوں تو کیا مجھے بھی جنت میں ایک درجہ ملے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تمہیں بھی ملے گا تو اس شخص نے تیر پھینکا اور ہدف تک پہنچا بھی دیا۔ ابونجیح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن سولہ تیر دشمن تک پہنچائے۔

جہاد میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

۲۲۰۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن محمد بن يسار عن قتادة عن سالم بن ابي الجعد عن حديث معدان عن أبي نجيح السلمي قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ [2]

ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے راستے میں آدمی کے جو بال سفید ہو گئے قیامت کے دن وہ نور کی طرح چمکیں گے۔

---

[1] ابوداؤد ۳۹۶۵، نسائی ۳۱۴۳، المستدرک ۲۴۶۹، ۲۵۶۰، صحیح لابن حبان ۴۶۱۵، مسند أحمد ۱۹۴۴۷، موارد الظمآن ۱۶۴۵، بیہقی ۱۸۲۹۰، ۲۱۱۰۰، مسند طیالسی ۱۱۵۴، شعب الایمان ۴۳۴۱، الترغیب ۲۰۱۶، الدر المنثور ۴/ ۸۵، السنن الکبری ۴۳۵۱

[2] نسائی ۳۱۴۲، ترمذی ۱۶۳۵، السنن الکبری ۴۳۵۰، بیہقی ۲۱۰۹۹، صحیح ابن حبان ۲۹۸۴، کتاب السنن ۲۴۱۹، مصنف عبدالرزاق ۹۵۴۴، شعب الایمان ۴۳۴۱، مسند طیالسی ۱۱۵۲، الترغیب ۲۰۱۸، مسند الشامیین ۹۵۸

مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت

۲۲۱۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن محمد بن يسار عن قتادة عن سالم بن ابی الجعد عن حديث معدان عن أبی نجيح السلمی قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلاً مُسْلِمًا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَاعَلَ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مَحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَاعَلَ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهَا مِنَ النَّارِ۔ [۱]

ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آدمی بھی اپنے مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے اللہ رب العزت آزاد ہونے والے غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے اس آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو آگ سے محفوظ کر دیتے ہیں اور جو مسلمان عورت بھی اپنی مسلمان باندی کو آزاد کرتی ہے اللہ رب العزت اس آزاد شدہ لونڈی کے ایک ایک عضو کے بدلہ میں اس کی آزاد کرنے والی مالکہ کے ایک ایک عضو کو جہنم سے دور فرما دیتے ہیں۔

جہاد کی وجہ سے دنیا میں رہنا پسند ہے

۲۲۲۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن يحی بن جعدة عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ لَا ثَلَاثٌ، لَوْ لَا أَنْ أَسِيْرُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَوْيَغْبَرُ جَبِيْنِي فِي السُّجُوْدِ أَوْ أُقَاعِدُ قَوْماً يَنْتَقُوْنَ طِيْبَ الْكَلَامِ كَمَا يُنْتَقَى طِيْبُ الثَّمَرِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ قَدْ لَحِقْتُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ [۲]

---

[۱] ابوداؤد ۳۹۶۵، المستدرک ۲/۲۳۲، مسند احمد ۱۹۴۴۷، شعب الایمان ۴۳۴۱، مسند طیالسی ۱۱۵۴، صحیح ابن حبان ۴۳۰۹، موارد الظمآن ۱۲۰۸، بیہقی ۱۸۲۹۰/۱۰۰، ۲۱۱، السنن الکبری ۴۸۷۹، الترغیب ۲۹۱۸، طبری ۲۰۲/۳۰۔

[۲] الزہد لابن المبارک ۱۱۸۰، مصنف ابن أبي شیبہ ۱۹۴۱۹، ۳۴۴۶۶، حلیۃ الأولیاء ۱/۵۱، الطبقات ۳/۲۹۰، الزہد لابن أبي عاصم ص ۱۱۷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تین باتیں نہ ہوتیں تو میں اللہ کے پاس چلے جانے کو زیادہ پسند کرتا ایک اگر میں جہاد میں شرکت نہ کر رہا ہوتا یا میری پیشانی سجدوں میں خاک آلود نہ ہو رہی ہوتی یا میری نشست و برخاست ایسی مجلس میں نہ ہوتی جو اچھی اور عمدہ بات کو ایسے چن لیتے ہیں جیسے عمدہ پھل چن لیا جاتا ہے۔

تین باتوں کی وجہ سے دنیا میں رہنا چاہتا ہوں

۲۲۳۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الفضيل عن هشام عن الحسن قَالَ أُغْمِيَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ فَبَكَى فَاشْتَدَّ بُكَاؤُهُ فَقَالُوا لَهُ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ رَحِيمٌ إِنَّهُ غَفُوْرٌ وَإِنَّهُ...... فَقَالَ أَمَا وَاللهِ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي شَيْئًا أُبْكِي عَلَيْهِ إِلَّا ثَلَاثَ خِصَالٍ ظَمأً هَاجِرَةً فِي يَوْمٍ بَعِيدٍ مَا بَيْنَ الطَّرَفَيْنِ أَوْ لَيْلَةٍ يَبِيتُ الرَّجُلُ يَرُوحُ بَيْنَ جَنْبَيْهِ وَقَدَمَيْهِ أَوْ غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ.[1]

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک شخص پر مرض الموت کے آثار طاری ہوئے تو وہ بہت شدت سے روئے ساتھیوں نے کہا کہ اللہ تو غفور رحیم ہے اس لئے غم نہ کیجئے انہوں نے جواباً کہا کہ تین باتوں کے سوا میرے ورثہ میں کوئی چیز نہیں جس پر میں روؤں اور وہ تین باتیں یہ ہیں ایک تو لمبے دن کی دوپہر کی پیاس (گرمی کے روزے) اور دوسری ایسی رات، جو آدمی قیام میں گذارتا ہے (تہجد) تیسری چیز راہ جہاد میں ایک صبح یا شام کا جو وقت گذر جاتا ہے۔

جہاد میں ایک صبح و شام ساری دنیا سے افضل ہے

۲۲۴۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن حيوة بن شريح وسعيد بن ابی ايوب الأنصاری قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غَدْوَةً

[1] مصنف عبدالرزاق مختصراً ۹۴۵۳

فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ . [1]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا شام ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے۔

ایک جہادی سفر پچاس حجوں سے افضل ہے

۲۲۵۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن آدم بن علی قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَسَفْرَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسِيْنَ حَجَّةً. [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک جہادی سفر پچاس حجوں سے افضل ہے۔

جہاد میں ایک کوڑا پے در پے حجوں سے افضل ہے

۲۲۶۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن يحي بن عمرو بن سلمة عن أبيه عن ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ حَجَّةٍ فِيْ إِثْرِ حَجَّةٍ . [3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمانِ گرامی ہے کہ جہاد میں ایک کوڑے جیسی حقیر چیز دے کر ثواب حاصل کرنا مجھے پے در پے حجوں سے زیادہ محبوب ہے۔

غنیمت کی نیت سے جہاد کرنے والا اجر سے محروم ہے

۲۲۷۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابن ابی ذئب عن القاسم بن عباس عن بكير بن عبدالله بن الأشج عن ابن مكرز

[1] مسلم ۱۸۸۳، نسائی ۳۱۱۹، مسند احمد ۲۳۶۳۴، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۰۵، المعجم الکبیر ۴۰۷۸، الأوسط ۸۶۶۷، مسند أبی عوانۃ ۷۳۵۷، مسند عبد بن حمید ۲۲۵، الزہد لابن حنبل ۲۴۴، مسند الربیع ۴۶۶، بخاری عن أبی ہریرۃ ۲۴۲۶۔

[2] کتاب السنن ۲۳۴۶، مصنف عبدالرزاق ۹۵۴۶، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۵۹، فیض القدیر ۵/۲۶۰

[3] المعجم الکبیر ۸۵۷۵، مصنف ابن أبی شیبہ ۱۹۳۸۸

رجل من أهل الشام من بني عامر بن لوى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ رَجُلٌ يُرِيْدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لاَ أَجْرَلَهُ فَأَعْظَمَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ عُدْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَعَلَّكَ لَمْ تَفْهَمْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ رَجُلٌ يُرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ يَبْتَغِيْ مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا فَقَالَ لاَ أَجْرَ لَهُ فَأَعْظَمَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ عُدْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةَ رَجُلٌ يُرِيْدُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضَ الدُّنْيَا قَالَ : لاَ أَجْرَلَهُ . [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ایک شخص دنیاوی مال ودولت (غنیمت وغیرہ) کے حصول کی غرض سے جہاد کا ارادہ کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ لوگوں نے اس بات کو گراں سمجھا اور اس سائل صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شاید تمہیں آنجناب ﷺ کی بات سمجھ نہ آئی ہو اس لئے دوبارہ دربار نبوی میں حاضر ہو کر یہی سوال کرو اس شخص نے یہی سوال کیا تو رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کوئی اجر نہ ملے گا لوگوں نے اس کو گراں جانا اور تیسری بار سوال کے لئے بھیجا اس نے یہی سوال دہرایا تو آنجناب ﷺ نے تیسری دفعہ بھی ارشاد فرمایا کہ اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

جنت میں جانا ہے تو جہاد کرو

۲۲۸/۱۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر حدثنا مكحول قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلاَ تُحِبُّوْنَ أَنْ يُغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاغْزُوْافِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. [2]

[1] المستدرک ۲۴۳۶، ابوداؤد ۲۵۱۶، صحیح لابن حبان ۴۶۳۷، موارد الظمآن ۱۶۰۳، بیہقی ۱۸۳۳۲، مسند أحمد ۷۸۸۷، ۸۷۷۹

[2] مسند الشامیین متصلا لمکحول عن أبی ہریرۃ ۶۳۰، المستدرک عنہ ۲۳۶۲، ترمذی عنہ ۱۶۵۰، مسند أحمد ۱۰۷۹۶، الترغیب ۲۰۳۵

مکحول رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے ان حضرات نے بیک زبان عرض کیا کہ اس سے بڑی سعادت کیا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔

جہاد کرو صحت مند ہو جاؤ گے

۲/۲۲۸. قال رأخبرنا ایضا عن مکحول قال قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اُغْزُوْا فَصَحُّوْا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جہاد کرو صحت مند ہو جاؤ گے۔

حج اور جہاد

۳/۲۲۸. قال وأخبرنا ایضا عن مکحول حدثنا الضحاک بن عبدالرحمن بن عرزب عن عبدالرحمن بن غنم الاسعدی أَنَّهٗ قَالَ حَجَّةٌ قَبْلَ غَزْوَةٍ خَيْرٌ مِنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ وَغَزْوَةٌ بَعْدَ حَجَّةٍ خَيْرٌ مِنْ ثَمَانِيْنَ حَجَّةً.

عبدالرحمٰن بن غنم الاسعدی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جہاد میں شرکت سے قبل ایک حج دس غزوات سے افضل ہے اور حج کے بعد ایک غزوہ اسی حجوں سے افضل ہے۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہیں

۲۲۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن جعفر بن سليمان حدثنا أبو عمران الجونی عن أبی بکر بن عبدالله بن قيس قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ فَقَالَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَجَاءَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ

---

[1] مجمع الزوائد عن أبی ہریرۃ ۳/۱۷۹، ۱، المعجم الأوسط عنہ ۸۳۱۲، مصنف ابن أبی شیبہ عن زید بن أسلم ۱۹۵۳۸

سَيْفِهٖ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَضٰى بِسَيْفِهٖ قُدُماً يَضْرِبُ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ ۔ [1]

ابنِ ابی موسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں دشمن کے سامنے صف آرائی کے دوران میں نے اپنے والدِ محترم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی کہ "جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں" یہ سن کر ایک خستہ حال آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آپ نے خود آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ راوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ میں تمہیں الوداعی سلام کہتا ہوں پھر تلوار کا نیام توڑ کر پھینک دیا اور تلوار کے جوہر دکھاتا ہوا چند قدم آگے بڑھا اور شہید ہو گیا۔

۲۳۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الحارث بن عبيد حدثنا أبو عمران الجوني قال بينا ابو موسى الأشعرى مُصَافِ الْعَدُوِّ بِأَصْبَهَانَ إِذْقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ فَقَامَ شَابٌّ قَدْ...... فَقَالَ كَيْفَ قُلْتَ يَا أَبَا مُوْسٰى فَأَعَادَ عَلَيْهِ الْحَدِيْثَ فَالْتَفَتَ الشَّابُّ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ دَخَلَ تَحْتَهَا أَيْ تَحْتَ السُّيُوْفِ ۔ [2]

ابو عمران جونی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اصفہان میں دشمن کے سامنے صف آراء تھے اس وقت ارشاد فرمایا کہ میں نے آنجناب ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں" ایک نوجوان کھڑا ہوا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ آپ نے کیا فرمایا تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث دوبارہ سنا دی وہ نوجوان اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اور ان کو سلام کیا اور تلواروں کے سائے میں گھس گیا۔

---

[1] مسلم ۱۹۰۲، ترمذی ۱۶۵۹، صحیح ابن حبان ۴۶۱۷، المستدرک ۲۳۸۸، مسند أبی عوانہ ۷۳۴۰، بیہقی ۱۷۷/۱۰، مسند طیالسی ۵۳۰، مسند أحمد ۱۹۵۵۶، ۱۹۶۹۵، الترغیب ۲۰۵۱، حلیۃ الأولیاء ۳۱۷/۲

[2] طبقات المحدثین بأصبہان ۲۴۷/۱

ایک آیت کی تفسیر

۲۳۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنْ قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ﴾ قَالَ: ذٰلِكَ يَوْمُ بَدْرٍ. [۱]

ابنِ عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع رحمہ اللہ کو خط لکھا جس میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''جس نے اس دن پشت دکھائی...... وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا'' کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا مصداق کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ یوم بدر کے بارے میں ہے۔

پناہ کے لئے لوٹنا بھاگنا نہیں ہے

۲۳۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن المبارك بن فضالة عَنِ الْحَسَنِ ﴿وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ﴾ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمُ بَدْرٍ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَيَنْحَازُ إِلَى فِئَةٍ أَوْ مِصْرٍ. [۲]

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے ''ومن يولهم'' والی آیت غزوۂ بدر کے متعلق ہے۔ اب یہ حکم ہے کہ بڑے لشکر یا شہر کی طرف پناہ لی جائے گی۔

میں تمام مسلمانوں کی پناہ ہوں

۲۳۳/۱. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالله بن عون عن محمد بن سيرين قَالَ لَمَّا بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَبَرُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَهُ لَفِئَةً لَوِ انْحَازَ إِلَيَّ. [۳]

---

[۱] طبری ۹/۲۰۲ [۲] طبری ۹/۲۰۲، ابن کثیر ۲/۲۹۶

[۳] طبری ۹/۲۰۲، قرطبی ۷/۳۸۳، مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۷۴۰، ۳۳۶۸۷، مصنف عبدالرزاق ۹۵۲۲

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب ابو عبید رحمہ اللہ کے واقعہ کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ کاش وہ میری طرف لوٹ آتے تو میں ان کے لئے پناہ ہوتا۔

۲/۲۳۳۔ قال سليمان التيمي عن أبي عثمان قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبُوْ عُبَيْدٍ قَالَ جَاءَ الْخَبَرُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا فِئَتُكُمْ ۔ ؎١

ابوعثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب ابو عبید رحمہ اللہ شہید ہوئے اور یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہارے لئے فئة (پناہ) ہوں۔

۲۳۴۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن حماد عن ابراهيم أَنَّ أُنَاسًا صَبَرُوْا حَتّٰى قُتِلُوْا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ لَوْ فَاؤُوْا إِلَيَّ لَكُنْتُ لَهُمْ فِئَةً ۔ ؎٢

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ ثابت قدمی سے شریکِ جہاد رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ان پر رحمت فرمائے اگر وہ میری طرف لوٹ آتے تو میں ان کے لئے پناہ ہوتا۔

بڑے لشکر کے سامنے سے بھاگنے والا مسئلہ

۲۳۵۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن عطاء عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿إِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾ إلى آخر الآيتين، قَالَ إِنْ فَرَّ رَجُلٌ مِنْ ثَلَاثَةٍ لَمْ يَفِرَّ وَإِنْ فَرَّ مِنِ اثْنَيْنِ فَقَدْ فَرَّ۔ ؎٣

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت ''اگر تم میں بیس ثابت قدم رہنے والے مجاہد ہوں تو وہ دو سو

؎١ طبری ۹/۲۰۳، مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۶۹۴، مصنف عبدالرزاق ۹۵۲۲ ؎٢ مصنف ابن أبی شیبہ ۳۳۶۸۹، تاریخ طبری ۲/۳۶۹
؎٣ کتاب السنن ۲۵۳۸، بیہقی ۱۷۸۶۰، المعجم الکبیر ۱۱۱۵۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۳۶۹۰، مجمع الزوائد ۵/۲۲۸،

پر غالب آجائیں گے اور اگر ایک سو ہوں تو وہ ایک ہزار کفار پر غالب آجائیں گے اس لئے کہ وہ بے وقوف قوم ہیں، اب اللہ نے تمہارے ضعف کو پہچان کر تخفیف فرما دی ہے کہ اگر تم میں سو صابر ہوں تو وہ دوسو پر غالب ہیں اور اگر تم ایک ہزار ہو تو اللہ کی مدد سے دو ہزار پر غالب آجاؤ گے اور اللہ صابرین کے ساتھ ہے" کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تین افراد کے مقابلے سے بھاگے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر دو افراد کے مقابلے سے فرار ہوتا ہے تو وہ جنگ سے بھاگنے کے گناہ کا مجرم ہے۔

۲۳۶۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارک عن جرير بن حازم قال حدثني قيس بن سعد قال سألت عطاء بن أبي رباح عن قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ﴾ قَالَ هٰذِهِ مَنْسُوْخَةٌ بِالآيَةِ الَّتِيْ فِي الْأَنْفَالِ ﴿اَلْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ فَلَيْسَ لِقَوْمٍ أَنْ يَفِرُّوْا بِمِثْلَيْهِمْ نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ هٰذِهِ الْعِدَّةَ۔ [1]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اس آیت "وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ...... جس نے اس دن پشت دکھائی وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت سورۃ الأنفال کی اس آیت "اب اللہ نے تمہارے ضعف کو پہچان کر تخفیف فرما دی ہے کہ اگر تم میں سو صابر ہوں تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے" کی وجہ سے منسوخ ہے اس لئے مجاہدین کو اپنے سے دگنی تعداد والے دشمن کے سامنے سے بھی بھاگنا جائز نہیں۔ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس تعداد کے تذکرہ نے اس آیت کو منسوخ کیا۔

۲۳۷۔ حدثنا ابن المبارک عن جرير بن حازم قال حدثني الزبير بن خريت عن عكرمة عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ جَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ ﴿اَلْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ

---

[1] طبری ۹/۲۰۳

مِّنكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ. [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت "اگر تم میں بیس صابرین ہوئے تو دوسو پر غالب ہو جاؤ گے" نازل ہوئی تو مسلمانوں پر یہ بات گراں گذری کہ ان پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ دس گنا دشمن کے مقابلے میں بھی بھاگنا جائز نہیں۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر اس حکم میں تخفیف آ گئی۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ "اب اللہ نے تمہارے ضعف کو پہچان کر تخفیف فرما دی ہے کہ اگر تم میں سو صابر ہوں تو دوسو پر غالب آ جاؤ گے"۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے تعداد میں تخفیف فرمائی تو اسی تخفیف کی بقدر صبر واستقامت کی نعمت بھی کم کر دی گئی۔

حد جاری کرنے میں تاخیر پر اللہ کی طرف سے آزمائش

۲۳۸۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال ابن المبارك عن حماد بن سلمة عن حميد عن الحسن أَنَّ رَجُلاً كَانَ فِي شُرْبٍ أَصَابَ حَدًّا فَلَمْ يُقَمْ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ ذٰلِكَ الْحَدُّ ثُمَّ بَدَا لَهُ لِيُقِيمَهُ عَلَيْهِ فَامْتَنَعَ عَلَيْهِ فَبَعَثَ النَّبِيُّ الْجُنُودَ فَهُزِمَتْ جُنُودُهُ فَقَالَ يَارَبِّ أَبْعَثُ الْجُنُودَ اِلٰى رَجُلٍ اِمْتَنَعَ مِنْ حَدٍّ لِأُقِيمَهُ عَلَيْهِ فَتُهْزَمُ جُنُودِيْ فَقَالَ اِنَّكَ أَخَّرْتَ وَلٰكِنْ ابْعَثِ الْآنَ فَسَتُنْصَرُ أَوْنَحْوَ هٰذَا.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شراب پینے کی وجہ سے ایک آدمی حد کا سزاوار تھا لیکن یہ حد ابھی جاری نہیں ہوئی تھی جب اس پر اجراءِ حد کا فیصلہ ہوا تو اس نے حد لگوانے سے انکار کر دیا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف لشکر روانہ فرمایا لیکن لشکرِ نبوی کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا کہ یا اللہ میں نے ایک شخص پر حد جاری کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور آپ نے اسے شکست سے دوچار کر دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم نے حد جاری کرنے میں تاخیر کی تھی اب لشکر بھیجو تمہاری مدد کی جائے گی۔

---

[1] طبری ۱۰/۴۰، قرطبی ۸/۴۴، ابن کثیر ۲/۳۲۵، بخاری ۴۳۷۶، ابوداؤد ۲۶۴۶، بیہقی ۱۷۸۵۹

بَابُ فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا طریقہ

۲۳۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارك عن موسى بن عقبة عن نافع عن عبدالله قَالَ صَلاةُ الْخَوْفِ قَالَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ فَيَسْجُدُ سَجْدَةً وَاحِدَةً وَمَنْ مَعَهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِيْنَ قَدْ سَجَدُوْا سَجْدَةً وَاحِدَةً فَيَكُوْنُوْا مَكَانَ أَصْحَابِهِمُ الَّذِيْنَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ وَتَقُوْمُ الطَّائِفَةُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْا مَعَ الْاِمَامِ سَجْدَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ وَتُصَلِّي الطَّائِفَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا لِنَفْسِهِ سَجْدَةً وَاحِدَةً.

كَانَ عَبْدُاللهِ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا. [1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ امام کے ہمراہ ایک گروہ نماز میں شریک ہو اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے ہو اور یہ گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے سامنے چلا جائے اور جو گروہ دشمن کے سامنے موجود تھا وہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت، پڑھے اور پھر امام سلام پھیر دے اور دونوں گروہ اپنی اپنی ایک رکعت پڑھ لیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے بعض جنگوں میں ایسے ہی کیا۔

۲۴۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر عن الزهري عن سالم عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالْأُخْرَى مُقْبِلَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفَتْ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ صَلَّتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَةً وَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَتْ كُلُّ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ. [2]

---

[1] بخاری ۹۰۱، مسلم ۸۳۹، ابن ماجۃ ۱۲۸۵، نسائی ۱۵۴۲، مؤطا ۴۴۲، بیہقی ۵۸۱۴، دارقطنی ۲/۵۹، المعجم الکبیر ۱۳۳۹۴، طبری ۲/۵۷۶، حلیۃ الأولیاء ۸/۲۶۱

[2] بخاری ۳۹۰۴، مسلم ۸۳۹، ابوداود ۱۲۴۳، نسائی ۱۵۳۸، ترمذی ۵۶۴، بیہقی ۵۸۳۶، السنن الکبری ۱۹۲۸، صحیح ابن خزیمہ ۱۳۵۴، دارقطنی ۲/۵۹، مصنف عبدالرزاق ۴۲۴۲

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اس وقت دوسرا گروہ دشمن کے سامنے صف آراء تھا پھر یہ ایک رکعت پڑھ چکنے والا گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرے گروہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا پھر دونوں گروہوں ۔نے اپنی اپنی ایک رکعت پوری کی۔

۲۴۱۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن مالك بن انس عن نَافِعٍ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ لَا أَرَى عَبْدَاللهِ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [1]

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صلوۃ الخوف والی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ہی بیان کرتے تھے۔

ف: ’’صلاۃ الخوف‘‘ سے مراد وہ مخصوص طریقہ نماز ہے جو دشمن وغیرہ کے خوف کی صورت میں شریعت نے جائز قرار دیا ہے صلاۃ الخوف کوئی صلاۃ الحاجۃ، صلاۃ الاستسقاء وغیرہ کی طرح الگ یا مستقل نماز نہیں بلکہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے ایک مخصوص طریقہ کا نام ہے، اور یہ نماز مجاہدین کی آسانی اور سہولت کی غرض سے مشروع کی گئی۔ سورۂ نساء کی درج ذیل آیت میں اس کی مشروعیت کو بیان کیا گیا ہے۔

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ
أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا
وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ
وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا
حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ [2]

ترجمہ: ’’اور جب تم سفر کرو زمین میں تم پر گناہ ...

[1] بخاری ۲/۴۳۴، موطا ۳۴۴، بیہقی ۵۸۱۹، نیل الاوطار ۲/۱۸۴

کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہے کہ ستاویں گے تم کو کافر، البتہ کافر
تمہارے صریح دشمن ہیں اور جب تو ان میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا
کرے تو چاہیے کہ ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور
ساتھ لے لیں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں تو ہٹ جاویں
تیرے پاس سے اور آئے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ
نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیں اپنا بچاؤ اور ہتھیار''

نبی کریم ﷺ سے مختلف جنگوں میں مختلف طریقوں سے نماز خوف پڑھنا منقول ہے جن میں سے 16 روایات کو محدثین وفقہاء رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور ان میں سے ہر طریقہ پر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ اولیٰ وافضل کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کا مختار اور راجح طریقہ یہی ہے جس کو امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہاں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے بیان کیا ہے، چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

اعلم أنه ورد في صلوة الخوف روايات كثيرة
وأصحها ست عشرة رواية واختلف العلماء في كيفيتها
وفي المستصفى أن كل ذلك جائز والكلام في الأولى [1]

حنفیہ کے اس طریقہ کو افضل قرار دینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ طریقہ مذکورہ آیت میں بیان کردہ طریقہ کے موافق ہے کیونکہ آیت میں یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک گروہ ایک رکعت آنحضور ﷺ کے ساتھ پڑھ کر دشمن کے سامنے چلا جائے اور جو گروہ پہلے دشمن کے سامنے کھڑا تھا وہ آکر آپ ﷺ کے ساتھ شریک نماز ہو جائے اور حنفیہ کا طریقہ بالکل اس مفہوم کے موافق ہے، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ،

والأقرب من ظاهر القرآن هذه الكيفية [2]

یعنی ظاہر قرآن کے قریب حنفیہ کی بیان کردہ کیفیت ہی ہے۔

---

[1] الرد المحتار ۱/۶۲۶ [2] ایضاً

علامہ کاسانی رحمہ اللہ بھی حنفیہ کے طریقہ کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"لأنه موافق لظاهر الآية قال الله تعالىٰ"

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وقال وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ [1]،

امر بجعل الناس طائفتين ولأن الحراسة بهذا الوجه أبلغ لأن الطائفة الثانية لم يكونوا ايشاركونهم في الصلوة في الركعة الأولى" [2]

"یہی طریقہ ظاہر آیت کے موافق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایک گروہ ان میں سے آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو پھر فرمایا کہ چاہیے کہ دوسرا گروہ آئے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھیں یہ لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طریقہ میں حفاظت بھی زیادہ ہے کیونکہ دوسرا گروہ پہلی رکعت میں نماز میں شریک نہیں ہوتا اس لئے وہ حفاظت پر زیادہ قادر ہے"۔

حضرت امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے مختلف روایات میں اسی طریق کو ترجیح دی ہے اور مختلف روایات کے ذریعہ مختلف مسائل کی طرف بھی اشارہ مقصود ہے جیسا کہ روایات کے ذیل میں آپ ملاحظہ کرسکیں گے۔

نماز خوف مشروع ہے یا منسوخ

۲۴۲۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك

---

[1] نساء/۱۰۲ [2] بدائع الصنائع ۱/۵۵۸

عن سعيد بن ابی عروبة عن قتادة عن ابی العالية أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِأَصْبَهَانَ صَفَّ أَصْحَابَهُ صَفَّيْنِ وَمَا بِهِمْ يَوْمَئِذٍ كَبِيرُ خَوْفٍ وَلَكِنَّهُ أُحِبُّ أَنْ يُعَلِّمَهُمْ دِينَهُمْ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً وَطَائِفَةٌ مَعَهَا السِّلَاحُ مُقْبِلَةٌ عَلَى عَدُوِّهِمْ فَتَأَخَّرُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ حَتَّى قَامُوا مَقَامَ أَصْحَابِهِمْ وَأَقْبَلَ الْآخَرُونَ يَتَخَلَّلُونَ حَتَّى صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ فَصَلُّوا رَكْعَةً رَكْعَةً فُرَادَى [ولم يكن فی الحديث فرادى]فَتَمَّتْ لِلْإِمَامِ رَكْعَتَانِ فِي الْجَمَاعَةِ وَلِلنَّاسِ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ فِي الْجَمَاعَةِ ۔ [1]

ابوالعالیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جس دن وہ جنگِ اصفہان میں شریک تھے اپنے ساتھیوں کے دوگروہ بنائے ۔ اس دن اتنا زیادہ خوف تو نہیں تھا کہ انہیں نماز خوف کی ضرورت پڑتی لیکن انہوں نے ساتھیوں کو نماز خوف سکھانے کے لئے یہ اہتمام کیا۔ ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ مسلح حالت میں دشمن کے سامنے کھڑا تھا یہ گروہ ایڑیوں کے بل چلتا ہوا پہلے گروہ کی جگہ آ گیا اور وہ گروہ ان کے درمیان سے گذرتے ہوئے آگے بڑھ گیا پھر اس گروہ کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر سارے لوگوں نے اپنی اپنی ایک رکعت تنہا پڑھی تو امام کی جماعت میں دو مکمل رکعتیں ہوگئیں اور لوگوں کی جماعت کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوئی۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ذکر کے امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حنفیہ کے ایک مشہور اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ اختلاف یہ ہے کہ صلوۃ الخوف کی مشروعیت اور جواز صرف عہدِ رسالت کے ساتھ خاص تھا یا اب بھی پڑھنا جائز ہے؟ امام حسن بن زیاد اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صلوۃ الخوف کی اجازت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی ان کی ایک دلیل تو صلوۃ الخوف والی آیت میں "و اذا کنت فیھم" (جب آپ ان میں موجود ہوں) کے الفاظ ہیں جن سے معلوم

---

[1] بیہقی ۵۸۰۴، المعجم الاوسط ۷۴۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۸۲۷۴، الدر المنثور ۲/۶۶۴: ابن کثیر ۱/۲۹۶، التمہید ۱۵/۲۶۰، مجمع الزوائد ۲/۱۹۷، طبقات المحدثین باصبہان ۱/۲۴۲

ہوتا ہے کہ یہ اجازت آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص تھی، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نماز حضور ﷺ کے پیچھے نماز کی فضلیت حاصل کرنے کیلئے خلاف قیاس جائز کی گئی تھی وگرنہ تو اس میں چلنا پھرنا اور بہت سے ایسے امور ہیں جو عام نماز میں جائز نہیں۔

لیکن امام ابوحنیفہ، امام محمد اور دیگر جمہور ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک اب بھی صلاۃ الخوف مشروع ہے، منسوخ نہیں ہوئی اور یہی رائے حنفیہ میں مفتی بہ ہے۔ ان حضرات کی دلیل حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی صلاۃ الخوف پڑھی اور کسی نے نکیر نہیں کی، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ کا مذکورہ اثر بھی ان حضرات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اصفہان میں صلاۃ الخوف پڑھائی ایسے ہی حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے بھی صلاۃ الخوف پڑھائی۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے طبرستان میں صلوۃ الخوف پڑھائی اور ان کے ساتھ حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی تھے کسی نے بھی ان پر اعتراض نہیں کیا جو ان کے اجماع کی دلیل ہے۔ اور حصول فضیلت کی حاجت حضور ﷺ کے بعد بھی قائم ہے کہ ہر لشکر افضل شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا چاہتا ہے۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مستدل آیت کے دو طرح سے جواب دیئے گئے ہیں

1) علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وأما الأية فليس فيها انه اذالم يكن الرسول فيهم لايجوز فكان تعليقاً بالسكوت وأنه غير صحيح [1]

"یعنی آیت میں اس بات کا تذکرہ نہیں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ان میں موجود نہ ہوں تو صلوۃ الخوف جائز نہیں ہے اس بارے میں آیت خاموش ہے اس لئے اس سے استدلال درست نہیں ہے"۔

[1] (بدائع الصنائع ۱/۵۵۵)

۲) سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فان الأئمة بعده نوابه و قوام بما كان يقوم به فيتنا ولهم حكم الخطاب الوارد له عليه السلام كمافي قوله تعالى خذمن أموالهم صدقة [1]

''یعنی آنحضور ﷺ کے بعد امام اور امیر آپ ﷺ کے نائب ہیں اور آپ کے امور میں قائم مقام ہیں چنانچہ اس آیت میں آپ ﷺ کے خطاب میں یہ امام بھی داخل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان، ان کے اموال سے زکوۃ وصول کیجئے، میں ہے''۔

یعنی وصولی زکوۃ کا حکم اگرچہ آپ ﷺ کو دیا گیا لیکن یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد امراء اور امام آپ ﷺ کی نیابت میں زکوۃ وصول کر سکتے ہیں۔

چونکہ صلاۃ الخوف کی مشروعیت کا ایک سبب حصول فضیلت بھی ہے کہ کسی افضل اور بزرگ شخصیت کے پیچھے سارا لشکر نماز پڑھنا چاہتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ تھے اور چونکہ آج بھی یہ ممکن ہے کہ کسی محترم شخصیت کے پیچھے سارا لشکر نماز پڑھنا چاہے اس لئے یہ آج بھی جائز ہے لیکن اگر یہ چیز نہ ہو یعنی کسی بھی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے تیار ہوں تو دو گروہ دو مستقل جماعتیں کروائیں اور یہی افضل ہے۔

چنانچہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

''وهذا ان تنازعوا في الصلاة خلف واحد والا فالأ فضل أن يصلي بكل طائفة امام [2]

یعنی صلاۃ الخوف کا جواز اس صورت میں ہے کہ اگر اہل لشکر ایک ہی شخص کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیں وگرنہ افضل یہ ہے کہ ہر گروہ کو الگ امام نماز پڑھائے۔

---

[1] روح المعانی ۱۹۷/۴ (توبہ۱۰۲) [2] الدر المختار مع الرد ۶۲۶/۱

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوۃ الخوف کے جواز کی ایک صورت یہ بھی بیان کی ہے کہ اگر وقت تنگ ہو اور دو اماموں کے پیچھے وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو بھی صلاۃ الخوف جائز ہے۔ [1]

البتہ آج کے ماحول میں جب نماز کی ادائیگی مشکل ہے تو عام سادہ مجاہدین کو اس مشکل میں ڈالنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق الگ الگ جماعت کروالی جائے۔ [2]

صلوۃ الخوف میں اسلحہ پہننا

سورۃ نساء کی جس آیت میں صلاۃ الخوف کو مشروع کیا گیا ہے اس میں حکم ہے کہ اپنا اسلحہ بھی اٹھالو کیونکہ کافر یکبارگی حملہ کر کے تمہیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس حکم کی وجہ سے امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صلاۃ الخوف میں اسلحہ پہننا واجب ہے حنفیہ میں سے علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ دیگر حضرات احناف کی طرح اس کے وجوب کے تو قائل نہیں البتہ "امر لا بد منه" یعنی ضروری چیز کہہ کر اس کی ایک خاص اہمیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ [3]

حنفیہ کے نزدیک اسلحہ پہننا یا امر مستحب ہے واجب نہیں چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

حمل السلاح فی صلوۃ الخوف مستحب عندنا لا واجب خلافا لشافعی و مالک والامر به فی الأیة للندب لأنه لیس من اعمال الصلاة فلا یجب فیها [4]

"صلاۃ الخوف میں اسلحہ پہننا حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے واجب نہیں جیسا کہ امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور آیت قرآنی میں اس کا حکم استحباب کیلئے ہے کیونکہ اسلحہ اٹھانا یہ نماز کے اعمال میں سے نہیں ہے اس لئے نماز میں واجب نہیں ہوسکتا"۔

---

[1] شامی ا/۶۲۶
[2] القول الراجح فی المسائل الاختلافیہ (ا/۱۵۶)
[3] بدائع الصنائع ا/۵۵۹
[4] الرد المحتار ا/۶۲۶

دوسری رکعت قضا کرنے کا طریقہ

۲۴۳. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارک عن سفيان عن خصيف عن أبي عبيدة عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَصَفٌّ خَلْفَهُ صَفًّا وَصَفٌّ مُوَازِيَ الْعَدُوِّ وَهُمْ فِي صَلَاةٍ كُلِّهِمْ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ اِلٰى مَصَافِ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضَى الَّذِيْنَ خَلْفَهُ مَكَانَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوْا اِلٰى مَصَافِ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَقَضَوُا الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ سُفْيَانُ وَنَأْخُذُ بِقَوْلِ حَمَّادٍ يَقْضِي الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ. [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف پڑھائی اور ایک صف اپنے پیچھے کھڑی کی اور ایک دشمن کے سامنے اور یہ دونوں گروہ نماز میں تھے جب حضور ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی تو دونوں گروہوں نے تکبیر کہی اس گروہ کو حضور ﷺ نے ایک رکعت پڑھائی اور یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرا گروہ آیا اور ان کو آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر اسی گروہ نے اپنی جگہ پر ہی بقیہ ایک رکعت ادا کی اور واپس اپنی جگہ پر چلے گئے اور وہاں پر موجود گروہ نے آ کر اپنی بقیہ رکعت پوری کی۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتے ہیں کہ پہلا گروہ پہلے رکعت پوری کرے گا۔

ف: حنفیہ کے ہاں صلاۃ الخوف کا جو طریقہ ہے کہ ایک گروہ امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کرے اور دوسرا گروہ مسلح ہو کر دشمن کا سامنا کرے۔ ایک رکعت کے بعد یہ والا گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور وہاں والا گروہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام سلام پھیر دے۔ اب یہاں دو روایتیں ہیں کہ یہی گروہ جو دوسری رکعت میں شریک تھا اپنی دوسری رکعت مکمل کرے اور اپنی جگہ واپس چلا جائے

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۴۲۴۶، طبری ۲۵۴/۵

یا پہلے والا گروہ پہلے رکعت مکمل کرے اور بعد والا گروہ بعد میں اس روایت میں پہلے طریقہ کو بیان کیا گیا ہے اور یہ طریقہ بھی جائز ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک دیگر روایات کی وجہ سے دوسرا طریقہ مختار ہے۔

چنانچہ روایت کے آخر میں خود امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حوالے سے

"ونأخذ بقول حماد يقضي الأول فالأول"

کہہ کر احناف کے اس مذہب کو بیان کیا ہے اور اگلی روایت میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا اثر اس کی تائید میں لائے ہیں۔ اوران دونوں طریقوں میں استحباب کا اختلاف ہے جائز دونوں طریقے ہیں۔

چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

وذهبت اليه ندبا و جاء ت الطائفة الأولى وأتموا صلاتهم بلا قراءة لأنهم لا حقون وسلموا ثم جاء ت الطائفة الأخرى واتموا صلا تهم بقراء ة لأنهم مسبوقون [1]

"یعنی دوسرا گروہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے یہ مستحب ہے اور پہلا گروہ آئے اور بغیر قرأت کے اپنی نماز مکمل کرے کیونکہ یہ لاحق ہے اور سلام پھیر دیں اور پھر دوسرا گروہ آئے اور قرأت کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے کیونکہ یہ مسبوق ہیں"۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بھی یہی بات لکھی ہے

ثم تأتي الطائفة الأولىٰ فيقضون بقية صلاتهم بغير قراءة وينصرفون الىٰ وجه العدو ثم تجئى الطائفة الثانية فيقضون بقية صلاتهم بقراء ة [2]

"یعنی پہلا گروہ آکر بغیر قرأت کے اپنی بقیہ نماز پوری کرے

---

[1] الدر المختار مع الرد ۱/۶۲۶ [2] بدائع الصنائع ۱/۵۵۶

اور دشمن کے سامنے چلا جائے اور پھر دوسرا گروہ آئے اور قرأت کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے۔

یہیں سے دوسرا مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں شریک ہونے والا گروہ دوسری رکعت بغیر قرأت کے ادا کرے کیونکہ یہ لاحق ہے۔ لاحق اس شخص کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ نماز شروع کرتا ہے لیکن کسی عذر کی وجہ سے امام کے ساتھ مکمل نہیں کر سکا، مثلاً دوسری رکعت میں ایک شخص سو جاتا ہے اور امام اپنی نماز مکمل کر لیتا ہے تو یہ سونے والا بغیر قرأت کے اپنی نماز مکمل کرے گا۔ اور دوسرا گروہ اپنی بقیہ نماز میں قرأت کرے گا کیونکہ یہ مسبوق ہے۔ مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کی امام سے کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں۔

حنفیہ کی دلیل

۲۴۴. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن ابراهيم قَالَ يَصُفُّ صَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ وَلَيْسُوْا فِي صَلاةٍ وَيَصُفُّ صَفًّا خَلْفَ الإِمَامِ فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلاءِ إِلٰى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَيَجِيْءُ أُولٰئِكَ فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلاءِ إِلٰى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَيَجِيْءُ أُولٰئِكَ فَيَقْضُوْنَ رَكْعَةً ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلاءِ إِلٰى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَيَجِيْءُ أُولٰئِكَ فَيَقْضُوْنَ رَكْعَةً ۔ [1]

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (نماز خوف میں) ایک صف دشمن کے سامنے ہو جو خارج نماز ہو اور ایک صف امام کے پیچھے ہو، امام اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور وہ ان کی جگہ آ جائیں اور امام ان کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے اور یہ گروہ اپنی جگہ پر چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر اپنی رکعت مکمل کرے اور دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ آ کر اپنی رکعت مکمل کرے۔

[1] مصنف عبدالرزاق ۴۲۴۶، طبری ۲۵۴/۵

ف: امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہ اثر بقیہ نماز کی ادائیگی کے بارے میں حنفیہ کے مختار طریقہ کی تائید میں ذکر کیا ہے۔

سواری پر نماز کا حکم

۲۴۵. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال ابن المبارک عن عبدالملک بن أبي سليمان في قوله ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً أَوْ رُكْبَانًا﴾ قَالَ تُصَلِّيْ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ رَاكِبًا أَوْ مَاشِياً وَحَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِكَ دَابَّتُكَ تُومِيءُ إِيْمَاءَ الْمَكْتُوْبَةِ . [1]

عبدالملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ اللہ تعالی کے اس فرمان جسکا ترجمہ یہ ہے ''پس اگر تمہیں خوف ہو تو نماز پڑھ لو خواہ تم پیدل ہو یا سوار'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس طرف بھی منہ ہو نماز پڑھ سکتے ہو خواہ پیدل ہو یا سوار اور تمہاری سواری بھی جس رخ پر بھی ہو فرض نماز کے اشارے کی طرح اشارے سے نماز پڑھ لو۔

عام حالت خوف میں تو سواری پر فرض نماز جائز نہیں ہے، نفل نماز ویسے بھی جائز ہے۔ البتہ اگر خوف شدید ہو تو اس کی گنجائش ہے۔ چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

وان اشتد خوفهم وعجزوا عن النزول صلوا ركبانا فرادى الا اذا كان رديفا لا مام فيصح الا قتداء بالا يماء الى جهة قدرتهم للضرورة [2]

''یعنی جب خوف شدید ہو جائے اور سواریوں سے اترنے سے عاجز آجائیں تو اکیلے اکیلے سواری پر ہی نماز پڑھ لیں البتہ اگر امام کے پیچھے ہوں تو جماعت بھی صحیح ہے اور اشارے سے نماز پڑھیں جس جہت پر بھی ہوں ضرورت کی وجہ سے جائز ہے''۔

---

[1] طبری ۲/۵۷۵ [2] (الدر المختار ۱/۶۲۶)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل طالب ومطلوب کی نماز کے ذیل میں آرہی ہے۔

۲۴۶۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن ابن عون عن رجاء بن حيوة قَالَ كَانُوْا فِي جَيْشٍ وَأَمِيْرُهُمُ السِّمْطُ بْنُ ثَابِتٍ أَوْثَابِتُ بْنُ السِّمْطِ فَكَانَ خَوْفٌ فَصَلُّوْا رُكْبَانًا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِمْ فَرَأَى الْأَشْتُرَقَدْ نَزَلَ يُصَلِّيْ فَقَالَ مَا أَنْزَلَهُ ؟قِيْلَ يُصَلِّيْ فَقَالَ مَالَهُ خَالَفَ خُوْلِفَ بِهِ ۔ [1]

رجاء بن حیوۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک لشکر نے جس کے امیر سمط بن ثابت رحمہ اللہ یا ثابت بن السمط رحمہ اللہ تھے، خوف کی حالت میں سواری پر نماز پڑھ لی۔ امیر لشکر نے ایک اونٹ سوار کو سواری سے اتر کر نماز پڑھتے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ اس کو کس چیز نے اتارا ہے انہیں بتایا گیا کہ نماز پڑھنے کے لئے اترا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو کیا ہو گیا کہ مخالفت کر رہا ہے اس کی بھی مخالفت کی جائے گی۔

ف: یہ بھی سواری پر نماز کے جواز کی دلیل ہے سواری سے اتر کر نماز پڑھنے والے پر یہ عتاب امیر کی نافرمانی کی وجہ سے ہے ورنہ نماز جائز تھی۔

رجاء بن حیوۃ رحمہ اللہ اس لشکر کے امیر کے بارے میں متردد ہیں کہ وہ سمط بن ثابت رحمہ اللہ ہے یا ثابت بن سمط رحمہ اللہ تو قرین قیاس یہ ہے کہ سمط بن ثابت رحمہ اللہ ہے کیونکہ میدان جنگ کا آدمی سمط بن ثابت رحمہ اللہ ہے یہ ہشام بن عبدالملک کا داماد اور خلفاء بنوامیہ کا بااعتماد جرنیل تھا۔ [2]

۲۴۷۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن أبي بكر بن أبي مريم الغساني قال حدثني ضمرة ومهاصر ابنا حبيب قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَأَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ عَلٰى ظَهْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ عَلٰى ظَهْرٍ وَنَزَلَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَصَلّٰى بِالْأَرْضِ ثُمَّ أَتٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَاابْنَ رَوَاحَةَ أَرَغِبْتَ عَنْ صَلَاتِيْ قَالَ لَسْتُ مِثْلَكَ أَنْتَ تَسْعٰى فِيْ عَنَقٍ وَنَحْنُ نَسْعٰى فِيْ رِفْقٍ فَلَمْ

---

[1] مصنف ابن أبي شيبہ ۸۲۷۰ [2] تاریخ طبری ۲۵۳/۴

يَعِبْ عَلَيْهِ مَا صَنَعَ قَالَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَصَلَّى أَصْحَابَهُ عَلَى ظَهْرٍ فَاقْتَحَمَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ فَصَلَّى عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ خَالَفَ اخَالَفَ اللّٰهُ بِهِ فَمَا مَاتَ الرَّجُلُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الِاسْلَامِ.

ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ اور مہاصر بن حبیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ ایک جنگ میں نکلے تو نماز کا وقت ایسی حالت میں آیا کہ آپ ﷺ سواری پر تھے چنانچہ آپ ﷺ نے سواری پر ہی نماز ادا فرمائی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سواری سے اتر کر زمین پر نماز ادا کی اور آنجناب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے میری نماز سے اعراض کیا ہے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں تو جناب کی مثل نہیں ہوں آپ ﷺ بلندیوں کے شاہسوار ہیں اور میں پستی کا رہرو ہوں تو آنجناب ﷺ نے ان کے عمل پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ راوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ ایک جنگ میں شرکت کے لئے نکلے تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے سواریوں پر ہی نماز ادا فرمائی لیکن ایک شخص نے سواری سے اتر کر نماز ادا کی تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے مخالفت کی ہے اللہ اس کی مخالفت کرے۔ چنانچہ وہ شخص کافر ہو کے مرا۔

ف: یہ حدیث بھی سواری پر صلاۃ الخوف کے جواز کی دلیل کے طور پر ذکر کی گئی ہے اور معتوب شخص مخالفت نبی کی وجہ سے اس سزا کا مستحق ہوا ہے ورنہ بالکل یہی عمل حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھی سرزد ہوا ہے۔

صلوۃ الخوف کی رکعتوں کی تعداد

۲۴۸۔ أخبرنا ابراھیم حدثنا محمد، حدثنا سعید قال سمعت ابن المبارک عن ھشام عَنِ الْحَسَنِ فِي صَلَاةِ الْمُطَارِدَةِ قَالَ رَكْعَةٌ وَسَجْدَتَيْنِ يُومِيءُ إِيْمَاءً. [۱]

حسن بصری رحمہ اللہ مصروف جنگ افراد کی نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک رکعت اور دو سجدے ہیں جو اشارے سے ادا کرے۔

[۱] طبری ۲/۵۷۴، المحلی ۵/۳۵

مجاہدین اگر مسافر ہیں تو سفر کی وجہ سے قصر ہوگی اور اگر مقیم ہیں تو پوری نماز ادا کی جائے گی۔
چار رکعتوں والی نماز میں دونوں گروہوں کو امام دو رکعتیں پڑھائے گا اور دو رکعتوں والی نماز مثلاً فجر، جمعہ یا عید وغیرہ میں ایک ایک رکعت پڑھائے گا، اور مغرب کی نماز میں پہلے فریق کو دو رکعتیں اور دوسرے کو ایک رکعت پڑھائے گا۔ ایک رکعت نہیں بلکہ امام کے ساتھ ایک رکعت ہے اور خوف کی صورت میں ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ [1]

حنفیہ کے نزدیک یہی راجح اور مختار ہے، محض خوف کی وجہ سے نماز میں قصر یا کمی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"ولا ینتقض عدد الرکعات بسبب الخوف عندنا وھو قول عامة الصحابة. [2]

یعنی خوف کی وجہ سے رکعات کی تعداد میں کمی نہیں ہوگی حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ البتہ بعض مشائخ اس بات کے قائل ہیں کہ صلاۃ الخوف ایک رکعت ہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ انہیں حضرات کے اقوال اس جگہ لے کر آئے ہیں ممکن ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی رائے گرامی بھی یہی ہو واللہ اعلم، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف یہی مذہب منسوب ہے، کتب میں ان کا یہ فرمان منقول ہے کہ

فرض اللہ تعالیٰ علی لسان نبیکم فی الحضر أربعا وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة. [3]

" یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تمہارے

---

[1] بدائع الصنائع ۵۵۶/۱، الدر المختار ۶۲۶/۱ [2] بدائع الصنائع ۵۵۵/۱ [3] روح المعانی ۱۹۸/۴

اوپر حضر میں چار اور سفر میں دو اور خوف کی حالت میں ایک رکعت
فرض قرار دی ہے"۔

دوسرا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس کو امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے چند روایات کے بعد ۲۵۲ نمبر پر ذکر کیا ہے کہ

انما القصر واحدة عندالقتال وان رکعتین لیستا بقصر
یعنی قتال کے وقت دو کعتیں قصر نہیں بلکہ ایک رکعت قصر ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے ساتھ حدیث مرفوع بھی ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنگ میں تھا، نماز کھڑی ہوئی، ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا اور دوسرا دشمن کے سامنے، اس گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک رکعت پڑھی اور دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرا گروہ آ کر شریک نماز ہوا، اس نے ایک رکعت پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو دونوں گروہوں نے سلام پھیر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور دوسرے لوگوں نے ایک ایک رکعت پڑھی۔ [۱]

حنفیہ کے نزدیک یہ مختار نہیں ہے بلکہ پوری نماز پڑھی جائے گی علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ حنفیہ کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ولنا ما روی ابن مسعود وغیرہ من الصحابة رضی الله عنهم صلوة رسول الله علی نحو ماقلنا وهکذا فعل الصحابة بعده فیکون اجماعامنهم [۲]

ہماری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے اور ہم اسی کے قائل ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی

---

۱ روح المعانی ۱۹۸/۴ ۲ بدائع ۵۵۶/۱

آپ ﷺ کے بعد اس کو اختیار کیا تو گویا کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد ایک رکعت نہیں بلکہ امام کے ساتھ ایک رکعت ہے اور خوف کی صورت میں ہم بھی اس کے قائل ہیں۔

۲۴۹. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الفضل بن دلهم عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَرِجَالًا﴾ قَالَ عِنْدَ الْمُسَايَفَةِ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ إِنَّمَا الرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَأَنْتَ تَمْشِي أَوْتَرْكُضُ فَرَسَكَ أَوْ تُوْضِعُ بَعِيْرَكَ عَلٰى أَيِّ وَجْهٍ كَانَتْ أَوْ كُنْتَ . [۱]

حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان ﴿فَـرِجَـالًا﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عین جنگ کے وقت ایک رکعت ہے اور رکوع وسجود اشارے سے ہوں گے خواہ تم پیدل ہو، گھوڑے پر یا اونٹ پر اور وہ سواری جس رخ پر بھی ہو اور تمہارا منہ بھی جس طرف بھی ہو۔

ف: اس روایت میں اور سابقہ روایت میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا مذہب نقل کیا گیا ہے۔ آئندہ روایات میں امام حماد، قتادة، حکم اور مجاہد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب نقل کیا گیا ہے۔ البتہ سفیان ثوری اور ضحاک رحمہ اللہ کا مذہب حنفیہ کی مثل نقل کیا گیا ہے۔

دوران نماز قتال کا حکم

۲۵۰. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن شعبة عن الحكم وحماد وقتادة سُئِلُوْا عَنْ صَلَاةٍ عِنْدَ الْمُسَايَفَةِ قَالُوْا رَكْعَةٌ تِلْقَاءَ وَجْهِكَ . [۲]

حکم رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ اور حماد رحمہ اللہ سے عین جنگ کے وقت نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ ایک رکعت ہے جس رخ پر بھی ہو۔

---

[۱] طبری ۲/۵۷۴ [۲] مصنف ابن أبی شیبہ ۸۲۶۵، مجمع الزوائد ۲/۱۹۶، طبری ۲/۵۷۵

ف: اس مقام کی مناسبت سے "صلاۃ الخوف" کے جواز کی شرائط درج کی جاتی ہیں، علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے متفرق شرائط کو مرتب کر کے درج ذیل شرائط بیان کی ہیں

۱) دوران نماز قتال نہ کرے۔ قتال کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فاسد نہ ہوگی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آیت قرآنی

وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ [1]

میں اسلحہ اٹھانے کا حکم ہے جو ظاہر ہے کہ قتال کیلئے ہے اور جب صلوۃ الخوف میں چلنے پھرنے کا اعتبار نہیں کیا گیا تو قتال کا بھی اعتبار نہیں ہوگا۔

حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ غزوہ خندق میں حضور ﷺ کی چار نمازیں قضا ہوئیں جو آپ ﷺ نے بعد میں ادا کیں اور مشرکین کیلئے بددعا فرمائی۔ اگر نماز میں قتال جائز ہوتا تو حضور ﷺ کو نمازیں قضا کرنے کی چنداں حاجت نہیں تھی، اور اسلحہ اٹھانا یہ عمل قلیل ہے اس لئے جائز ہے۔

البتہ یہ فساد نماز قتال کثیر کی صورت میں ہے قلیل عمل کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ کہتے ہیں

وفسدت بقتال كثير لا بقليل كرمية سهم [2]

"یعنی قتال کثیر سے نماز فاسد ہوگی قلیل قتال جیسے تیر پھینکنا اس سے نماز فاسد نہ ہوگی"۔

ان روایات میں مسایفہ سے مراد اگر محض حالت خوف ہو تو ماقبل میں تفصیل سے وضاحت کر دی گئی ہے کہ حنفیہ کی رائے یہ نہیں ہے اور اگر دوران نماز جنگ مراد لی جائے جو کہ الفاظ سے بھی دور کا مفہوم بنتا ہے تو اس کا حکم اس شرط کے ذیل میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اگر نماز کے دوران جنگ کا سامنا کرنا پڑ جائے تو یہی حکم ہے کہ قتال قلیل مضر نہیں ہے کثیر مفسد ہے۔ البتہ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے

---

[1] نساء

[2] الدر المختار ۱/۶۲۶

ہی حالت جنگ ہے اور گھمسان کی جنگ ہے تو اس صورت کا حکم علامہ شامی رحمہ اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ

لو كانوا في المسايفة قبل الشروع وكاد الوقت
يخرج يؤخرون الصلوة الى أن يفرغوا من القتال [1]

یعنی اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی سخت جنگ میں ہوں اور وقت
نکلنے کے قریب ہو تو نماز کو جنگ سے فارغ ہونے تک موخر کر لیں۔

اور جنگ خندق میں حضور ﷺ کا چار نمازوں کو مؤخر کرنا بھی اس کی دلیل ہے،

2۔ صلوۃ الخوف کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے کہ دونوں گروہ آگے پیچھے ہٹتے وقت پیدل چلیں سوار نہ ہوں وگرنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

3۔ دشمن سامنے ہوں اور مجاہدین نے ان کو دیکھ لیا ہو۔ اگر دشمن موجود نہ ہوں البتہ خوف ہو تو بھی نماز خوف جائز نہیں اگر پڑھ لی تو امام کی ہو جائے گی مقتدیوں کی نہیں ہوگی کیونکہ قرآن میں

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

والی آیت میں دشمن کی موجودگی کے بعد جو خوف ہوتا ہے اس کو شرط جواز قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اب دشمن کی موجودگی ہی اصل علامت ہے یعنی دشمن موجود ہو لیکن اتنا خوف نہ بھی ہو کہ نماز بھی نہ پڑھی جاسکے تب بھی صلاۃ الخوف جائز ہے۔ چنانچہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ان الشرط حضور العدو ولو بدون خوف وهو قول
العامة لأن المعتبر في تعلق الرخصة هو السبب الحاضر دون
الحقيقة فنزلت حضرة العدو منزلة الخوف لأنها سببه [2]

"شرط جواز دشمن کا موجود ہونا ہے اگرچہ بغیر خوف کے ہو اور
یہی عام مشائخ کا قول ہے اس لئے کہ رخصت کے معاملات میں

---

[1] (الرد المختار ۱/۶۲۶) [2] (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۵۵)

ظاہری سبب کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ حقیقت کا بس دشمن کا موجود ہونا خوف کے قائم مقام ہے کیونکہ یہی خوف کا سبب ہے"۔

۲۵۱۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن سفيان عن أبي نجيح عن مُجَاهِدٍ قَالَ عِنْدَ الْمُسَايَفَةِ تَجْرِي تَكْبِيرَةٌ قَالَ سُفْيَانُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ يُوْمِيءُ إِيْمَاءً أَوْقَالَ عَنْ جُوَيْبِرٍ عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ تَكْبِيْرَتَيْنِ. [۱]

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عین جنگ کے وقت ایک تکبیر ہے۔سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دو رکعتیں ہیں۔اور ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دو تکبیریں ہیں۔

ف: امام مجاہد رحمہ اللہ کے قول میں ایک تکبیر سے مراد ایک رکعت ہے اور امام ضحاک رحمہ اللہ کے قول میں دو تکبیروں سے مراد دو رکعتیں ہیں۔اس اثر میں سفیان ثوری اور ضحاک رضی اللہ عنہ کے فرامین حنفیہ کی تائید کرتے ہیں اور امام مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان حسن بصری، قتادہ اور امام حماد رحمہم اللہ کے موافق ہے ہر دو طرف کے دلائل ماقبل میں گذر چکے ہیں۔

۲۵۲۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن المسعودي عن يزيد الفقير قال سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ سُئِلَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ أَقْصِرُهُمَاقَالَ إِنَّمَا الْقَصْرُ وَاحِدَةٌ عِنْدَ الْقِتَالِ وَإِنَّ رَكْعَتَيْنِ لَيْسَتَا بِقَصْرٍ. [۲]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ دورانِ سفر دو رکعتیں قصر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ قتال کے دوران ایک رکعت قصر ہے دو رکعتیں قصر نہیں۔

ف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان، مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے مرفوع حدیث کے ساتھ ماقبل میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔یہ امام حماد مجاہد اور قتادہ رحمہم اللہ کی دلیل ہے۔

---

[۱] مصنف ابن أبي شيبه ۸۲۶۸، کتاب السنن ۲۵۱۵، طبری ۲/ ۵۷۳

[۲] صحیح ابن خزیمہ ۱۳۶۴، مسند طیالسی ۱۷۸۹، بیہقی ۵۸۴۸، طبری ۲/ ۵۷۵، المحلی ۴/ ۲۷۲

طالب ومطلوب کی نماز

۲۵۳۔ أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال حدثنا عبدالله ابن المبارك عن محمد بن جابر عن حماد قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الرَّجُلِ يَطْلُبُ أَوْ يَطْلُبُ فَتُدْرِكُهُ الصَّلَاةُ قَالَ يُصَلِّي حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يُوْمِيءُ اِيْمَاءً وَيَجْعَلُ سُجُوْدَهُ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِهِ وَلَا يَدَعُ الْوُضُوْءَ وَلَا الْقِرَاءَةَ ۔ [1]

امام حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے طالب اور مطلوب کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ جس طرف بھی رخ ہو اشارے سے نماز پڑھ لے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھکا کر کرے اور وضو اور قراءت ترک نہ کرے۔

یہاں سے چند روایات امام ابن مبارک رحمہ اللہ طالب ومطلوب کی نماز کی وضاحت کی غرض سے لائے ہیں۔ ''طالب'' سے مراد وہ شخص ہے جو دشمن کا تعاقب کر رہا ہو۔ اور ''مطلوب'' سے مراد وہ شخص ہے دشمن جس کے تعاقب میں ہو، حنفیہ کے نزدیک طالب کیلئے سواری پر نماز جائز نہیں ہے۔ البتہ مطلوب کیلئے جائز ہے کہ وہ سواری پر بھی نماز ادا کرے۔

چنانچہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''الراكب ان كان مطلوبا تصح صلاته وان كان طالبا لا لعدم خوفه''

''یعنی سوار اگر مطلوب ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر طالب ہے تو پھر درست نہیں کیونکہ اسے تو کوئی خوف نہیں''۔

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

''فالراكب لو طالبا لا تجوز صلاته لعدم ضرورة الخوف في حقه'' [2]

---

[1] طبری ۲/۴/۵۷
[2] الرد المختار ۱/۶۲۶

''یعنی سوار اگر طالب ہو تو اس کی نماز جائز نہیں کیونکہ اس کے حق میں خوف متحقق نہیں ہے''۔

مذکورہ روایت میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرمان مطلوب کے بارے میں بالکل حنفیہ کے موقف کے مطابق ہے۔البتہ طالب کے بارے میں حنفیہ کا موقف یہ نہیں ہے۔

۲۵۴. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر عن الزهري في قَوْلِهِ عَزَّوَجَل ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ قَالَ إِذَا طَلَبَ الأَعْدَاءُ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ كَانُوا رِجَالاً أَوْ رُكْبَانًا رَكْعَتَيْنِ يُوْمِيءُ إِيْمَاءً. قَالَ قَتَادَةُ وَتُجْزِيءُ رَكْعَةً. [1]

امام زہری رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ ......یعنی پس اگر تمہیں خوف ہو تو نماز پڑھ لو خواہ تم پیدل ہو یا سوار کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب دشمن پیچھے ہوں تو ان کے لئے جائز ہے کہ جس طرف بھی رخ ہو اور خواہ سوار ہوں یا پیدل اشارے سے دو رکعتیں پڑھ لیں۔ اور قتادہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ایک رکعت بھی کافی ہے۔

۲۵۵. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن عبدالرحمن بن يزيد بن جابر حدثه عن مكحول أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ حَسَنَةَ أَغَارَ عَلَى شَمَّاسَةٍ وَذٰلِكَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ قَالَ صَلُّوا عَلَى ظَهْرِ دَوَابِّكُمْ فَمَرَّ بِرَجُلٍ قَائِمٍ يُصَلِّي بِالأَرْضِ قَالَ مَاهٰذَا يُخَالِفُ خَالَفَ اللّٰهُ بِهِ فَإِذَا هُوَ الأَشْتَرُ.

مکحول رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں پر سحری کے وقت حملہ کیا اور حکم دیا کہ سواریوں پر ہی نماز ادا کرلو۔ پھر ان کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو زمین پر کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس نے مخالفت کی ہے اللہ اس کی مخالفت کرے۔ چنانچہ وہ فوراً اندھا ہو گیا۔

---

[1] طبری ۲/۵۷۴

یہ روایت محض سواری پر نماز خوف کے جواز کی دلیل ہے جو تفصیل سے ماقبل میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۵۶. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن الاوزاعي عن سابق البربري كَتَبَ مَكْحُولٌ اِلٰى حَسَنِ الْبَصرِيّ فَجَاءَ كِتَابُهُ وَنَحْنُ بِدَابِقٍ فِي الرَّجُلِ يَطْلُبُ عَدُوَّهُ وَهُمْ مُنْهَزِمُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلاةُ أَيُصَلِّي عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ ؟قَالَ بَلْ يَنْزِلُ فَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ .فَإِنْ كَانَ عَدُوُّهُمْ يَطْلُبُوْهُمْ فَلْيُصَلِّ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ اِيْمَاءً. [1]

سابق بربری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت مکحول رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ وہ شخص جو شکست خوردہ دشمن کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے تو کیا وہ سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ جب یہ خط پہنچا تو وہ دابق نامی بستی میں تھے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ وہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے اور اگر ان کا دشمن ان کے پیچھے ہو تو پھر سواری کی پشت پر اشارے سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

اس روایت میں حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان حنفیہ کے موقف کی تائید اور دلیل ہے۔

۲۵۷. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارك عن عنبسة بن سعيد عن مطرف عن خالد بن أبي نوف عَنْ عَطَاءٍ قَالَ إِنْ كُنْتَ الطَّالِبَ فَانْزِلْ فَصَلِّ وَإِنْ كُنْتَ الْمَطْلُوْبَ فَأَوْمِيءْ اِيْمَاءً.

عطاء بن أبی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر تم دشمن کے پیچھے ہو تو اتر کر نماز پڑھو اور اگر دشمن تمہارے تعاقب میں ہے تو اشارے سے نماز پڑھ لو۔

[1] کتاب السنن ۲۵۱۲

ظالم بادشاہ کے خوف سے صلاۃ الخوف کا حکم

۲۵۸۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارك عن سفيان عن محمدبن [أبی] ۱ اسماعيل قَالَ رَأَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَطَاءً يُوْمِئَانِ اِلَيْهِ وَالاِمَامُ يَخْطُبُ ۔ ۲

محمد بن ابی اسماعیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ کو اشارے سے نماز پڑھتے دیکھا جب کہ امام خطبہ دے رہا تھا۔

۲۵۹۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارك عن سفيان عن أبی هاشم الواسطی عَنْ أَبِي وَائِلٍ أَنَّهُ كَانَ يُوْمِيءُ وَالْحَجَّاجُ يَخْطُبُ.

ابو وائل رحمہ اللہ حجاج کے خطبے کے دوران اشارے سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

۲۶۰۔أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارك عن داؤد بن عبدالرحمن عن ابن جريح عن عطاء أَنَّ الْوَلِيْدَ أَجْرَى الصَّلاةَ بِالْخَيْفِ فَقُلْتُ لِعَطَاءٍ وَكَيْفَ صَنَعْتَ قَالَ أَوْمَأْتُ قَالَ دَاوٗدُ خَطَبَ يَوْمَئِذٍ بَعْدَ النَّحْرِ بِيَوْمٍ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلَ يَلِيْحُ بِثَوْبِهِ فَوْقَ الْجَبَلِ فَمَا تَرَى الشَّمْسَ فَيَقُوْلُ اِنَّكُمْ فِي صَلاةٍ.

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک نے وادیٔ خیف میں نماز کا اجراء کیا تو میں نے عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اشارے سے نماز پڑھ لی تھی۔راوی داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس دن ولید رحمہ اللہ نے یوم النحر کے اگلے دن خطبہ دیا تھا اور اتنی تاخیر کردی تھی کہ لوگ اپنے کپڑے ہلا کر اشارے کررہے اور سورج نظر نہیں آرہا تھا جبکہ ولید کہہ رہا تھا کہ تم نماز میں ہو۔

---

۱ (حضرت محقق صاحب نے یہاں جملہ سمجھ نہ آنے کی وجہ سے بیاض چھوڑی تھی ان کے سامنے مصنف عبدالرزاق کی یہ روایت نہیں تھی جس سے ہم نے اس بیاض کو پر کیا ہے)

۲ مصنف عبدالرزاق ۳۷۹۶، التمہید ۸/۶۰، فتح الباری ۲/۱۴

ف: امام ابن مبارک رحمہ اللہ یہ تین روایات ظالم بادشاہ کے خوف سے صلاۃ الخوف کا حکم بیان کرنے کی غرض سے لائے ہیں۔نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور بادشاہ کے خوف سے نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو اشارے سے نماز جائز ہے۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

جائزة بشرط حضور عدو أوسبع أو حية عظيمة ونحوها وقال الشامي كحرق وغرق [1]

''یعنی ''صلاۃ الخوف'' دشمن کی وجہ سے یا درندے یا اژدھے یا آگ یا سیلاب کی وجہ سے جائز ہے''۔

اور ظالم بادشاہ سے جان کا ضیاع کا خوف بھی اس کی مثل ہے۔سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح اور ابو وائل رحمہ اللہ کا عمل اس کی دلیل ہے۔

ایک مجاہد عالم کی یادیں

۱۲۶۱.أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد،حدثنا سعيد قال حدثنا ابن المبارک عن سليمان بن الحجاج عن شيخ من قريش عن أبي بكر بن عبدالله بن حويطب قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالْمَلِکِ إِذْ دَخَلَ شَيْخٌ مِنْ شُيُوخِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ بَحْرِيَةَ مُجْتَنَحٌ بَيْنَ شَابَّيْنِ فَلَمَّا رَآهُ عَبْدُاللهِ قَالَ مَرْحَباً بِأَبِي بَحْرِيَةَ فَأَوْسَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَقَالَ مَا جَاءَ بِکَ يَا أَبَا بَحْرِيَةَ أَتُرِيْدُ أَنْ نَضَعَکَ مِنَ الْبَعْثِ ؟قَالَ لاَ أُرِيْدُ أَنْ تَضَعَنِيْ مِنَ الْبَعْثِ وَلٰكِنْ تَقْبَلُ مِنِّيْ أَحَدَ هٰذَيْنِ يَعْنِي ابْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ هٰذَا عِنْدَکَ قَالَ هُوَ يُخْبِرُکَ عَنْ نَفْسِهِ فَقَالَ لِي مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ أَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ حُوَيْطِبٍ فَقَالَ

[1] (الدر المختار مع الشامیہ ۱/ ۶۲۵)

مَرْحَبًا بِكَ وَأَهْلاً يَا ابْنَ أَخِي أَمَا إِنِّي فِي أَوَّلِ جَيْشٍ أَوْقَالَ فِي أَوَّلِ سَرِيَّةٍ دَخَلَتْ أَرْضَ الرُّوْمِ زَمَنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلَيْنَا ابْنُ عَمِّكَ عَبْدُاللهِ بْنُ السَّعْدِيِّ وَان جل حمولة ......وَإِنَّ جَلَّ مَا فِي رِمَاحِنَا الْقُرُوْنُ وَإِنَّ جَلَّ مَا مَعَ أَمِيْرِنَا مِنَ الْقُرْآنِ الْمَعُوَّذَاتِ وَسُوَرٍمِنَ الْمُفَصَّلِ قِصَارٌ وَمَانُلْقِي مِنَ النَّاسِ اَحَدًا فَيُظَنُّ أَنَّهُ يَقُوْمُ لَنَا غَيْرَ أَنَّهُ يَا ابْنَ أَخِيْ لَيْسَ فِيْنَا غَدْرٌ وَلاَ كَذِبٌ وَلاَ خِيَانَةٌ وَلاَ غُلُوْلٌ۔ [1]

ابوبکر بن عبداللہ بن حویطب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا کہ شام کے ایک معمر شخص دو نوجوانوں کے سہارے تشریف لائے جن کو ابوبحریہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا تھا، عبداللہ نے ان کو دیکھ کر خوش آمدید کہا اور اپنے اور میرے درمیان ان کو بٹھایا اور ان کی آمد کا مقصد دریافت کیا کہ آیا وہ روانہ ہونے والے لشکر سے پیچھے رہنے کی اجازت کے لئے آئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں اس بات کا طلبگار نہیں کہ آپ میرا نام اس لشکر سے نکال دیں لیکن میری طرف سے میرے ان دو بیٹوں میں سے ایک کو قبول فرما لیجئے۔ پھر فرمایا کہ آپ کے پاس یہ کون شخص ہے تو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنا تعارف یہ خود کروائے گا تو ان کے استفسار پر میں نے اپنا تعارف کروایا تو خوش ہو کر کہا اے بھتیجے! اھلاً وسھلاً پھر اپنا واقعہ سنایا کہ میں اس پہلے لشکر میں شامل تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روم میں داخل ہوا تھا اور ہمارے امیر آپ کے چچا عبداللہ بن السعدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس وقت ہماری سواریاں ہمارے پاؤں تھے، ہمارے نیزوں کی لکڑیاں سینگ ہوتے تھے اور ہمارے امیر قرآن کی چند چھوٹی سورتوں اور چند دعاؤں کے حامل تھے اور اس بے سرو سامانی کے باوجود کبھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں آتا تھا کہ دشمن ہمارے سامنے ٹھہر سکے گا اس کا سبب سوائے اس کے کوئی نہیں تھا کہ ہم میں جھوٹ، فریب، خیانت اور دھوکہ دہی بالکل نہیں تھی۔

ف: صاحب روایت حضرت ابوبحریہ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کے نمایاں رجال میں سے ہیں۔ ان کا

---

[1] أشار اليه ابن حجر رحمه الله في "الإصابة" في ترجمة أبي بحرية رحمه الله ٧/٤٧

نام عبداللہ بن قیس سنان السکونی التراغمی الشامی الحمصی رحمہ اللہ ہے مخضرمین سے ہیں (مخضرم اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے جاہلیت اور زمانہ نبوت دونوں زمانے پائے ہوں لیکن اسلام زمانہ نبوت کے بعد قبول کیا ہو) اور جلیل القدر محدث ہیں۔

ان کے اساتذہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام کے اسماء گرامی ہیں۔

اور تلامذہ میں خالد بن معدان، شریح بن عبید، ضمرہ بن حبیب، امیر المومنین عبدالملک بن مروان، ابوبکر بن عبداللہ بن حویطب اور ان کے صاحبزادے بحریہ رحمہم اللہ جیسے اکابر کے نام ہیں۔

علم و فضل اور عبادت و مجاہدہ ان کی کتاب زندگی کے نمایاں ابواب ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"و كان عالماً فاضلًا ناسكاً مجاهداً". [1]

یعنی ابوبحریہ رحمہ اللہ عالم و فاضل، عبادت گزار اور مجاہد تھے۔ روایت حدیث میں بھی ائمہ جرح و تعدیل نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے چنانچہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور عجلی رحمہ اللہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ [2]

علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

"ابو بحرية من ثقاتِ أهلِ الشام و كان متقنا". [3]

یعنی ابوبحریہ رحمہ اللہ اہل شام کے ثقہ راویوں میں سے تھے اور حفظ و ضبط میں بھی عمدہ تھے۔

امت مسلمہ کا درد، غمخواری اور امانت و دیانت میں نمایاں مقام کے حامل تھے چنانچہ علامہ مزی رحمہ اللہ اور ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ لشکر کی امارت ایسے شخص کو سونپیں جو مسلمانوں کا ہمدرد، غمگسار اور امین ہو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس منصب

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۴/۵۹۴
[2] تہذیب الکمال ۱۵/۴۵۷
[3] مشاہیر علماء الأمصار ص ۱۱۹

کیلئے ابو بحریہ رحمہ اللہ کو منتخب کیا۔

ابو بحریہ رحمہ اللہ عبادت گزار، فقیہ اور صاحب حلقہ محدث تھے علامہ مزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ کے دیگر خلفاء ان کی تعظیم واحترام کرتے تھے۔ بہت بہادر اور سخی تھے۔ [1]

ان کی زندگی کا اہم ترین اعزاز یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں روم پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک تھے۔ تقریباً تمام سوانح نگاروں نے ان کے اس اعزاز کا تذکرہ اہمیت کے ساتھ کیا ہے۔ کتاب الجہاد کی اس روایت میں ان کا اپنا بیان ہے کہ اس لشکر کے امیر عبداللہ بن سعدی رحمہ اللہ تھے۔ علامہ مزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

"وكان فيمن غزا مع عمير بن سعد الصائفة أول صائفة قطعت درب الروم على عهد عمر". [2]

"یعنی ابو بحریہ رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روم پر حملہ آور ہونے والے پہلے لشکر میں عمیر بن سعد رحمہ اللہ کے ساتھ شریک تھے"۔

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلے لشکر کے امیر عمیر بن سعد رحمہ اللہ تھے ممکن ہے کہ پورے لشکر کے امیر ان میں سے ایک ہوں اور لشکر کے کسی حصہ کے امیر دوسرے ہوں اس لئے ان روایات میں کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے۔

البتہ سوانح نگاروں نے ابو بحریہ رحمہ اللہ کے بارے میں جس اہمیت کے ساتھ اور جس انداز سے روم میں داخل ہونے کا تذکرہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بحریہ رحمہ اللہ بھی اس لشکر کے کسی غیر معمولی منصب کے حامل ضرور تھے اور لشکر میں سے جو دستہ سب سے پہلے سرزمین روم میں داخل ہوا اس کے امیر ابو بحریہ رحمہ اللہ تھے یا سب سے پہلے جو شخص اس لشکر میں سے روم میں داخل ہوا وہ ابو بحریہ رحمہ اللہ ہی تھے۔

چنانچہ علامہ ابن حبان رحمہ اللہ نے لکھا ہے

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۵۹۴/۴، تہذیب الکمال ۴۵۷/۱۵، تہذیب التہذیب ۳۱۹/۵

[2] تہذیب الکمال ۴۵۷/۱۵

"ودخل أبو بحرية سنان عبدالله بن قيس بلا

دالروم وأغار وهو أول من دخلها" [1]

"اور ابو بحریہ سنان عبداللہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بلاد روم میں داخل ہو گئے

اور حملہ کر دیا اور وہ روم میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہیں"۔

جمہور مؤرخین نے اس اولیت کا سہرا ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہی باندھا ہے لیکن علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کے اس موقف کی حمایت کر کے "و قیل" کہہ کر ایک کمزور روایت یہ بھی بیان کی ہے کہ اولیت کا یہ اعزاز میسرہ بن وغنم رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ [2]

ایک تاریخی اختلاف کی توجیہ

یہاں اس روایت کی مناسبت سے ایک اور تاریخی اختلاف کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف یہ ہے کہ روم پر پہلی لشکر کشی کب کی گئی۔ علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ سن ۲۰ ھ میں پہلا لشکر روم میں داخل ہوا۔ [3]

البتہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ مذکورہ لشکر سن ۱۳ھ کو روم میں داخل ہوا۔

قرائن وشواہد سے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا موقف قرین صواب نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ اس لشکر میں شریک تھے اور یہ بات بھی متفقہ ہے کہ ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ مخضرم ہیں اور مخضرم ہونے کیلئے زمانۂ جاہلیت کا پانا ضروری ہے اور ۱۳ھ والی روایت اس کی تائید کرتی ہے کیونکہ بعثت نبوی کے بعد ۲۶ سال گزر چکے ہیں جو جاہلیت کے قریب ہے۔ جبکہ ۲۰ھ والی روایت جاہلیت سے دور ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان کے مخضرم ہونے کی دلیل کے طور پر ہی پیش کیا ہے۔

علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ [4]

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو بحریہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۷۷ھ کو ہوئی۔

---

[1] الثقات ۲۲۰/۲
[2] تاریخ طبری ۵۱۶/۲
[3] تاریخ طبری ۵۱۶/۲
[4] تہذیب الکمال ۴۵۷/۱۵

میں تمام مسلمانوں کی پناہ ہوں

۲۶۲. أخبرنا ابراهيم حدثنا محمد، حدثنا سعيد قال سمعت ابن المبارك عن معمر وسفيان الثوري وسفيان بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ أَنَا فِئَةُ كُلِّ مُسْلِمٍ.[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "میں تمام مسلمانوں کے لئے پناہ ہوں"۔

مسلمانوں کا ایسا درد رکھنے والے حکمران اگر امت مسلمہ کو پھر سے میسر آجائیں تو پھر صحرا و دریا مسلمانوں کے گھوڑوں کی زد میں ہوں گے۔

آج کفار کی ریشہ دوانیوں اور منافقین کی سازشوں سے تنگ آئے ہوئے مسلمان زخمی جسم اور روح کے ساتھ کسی ایسی ہی تسلی اور آواز کو ترستے ہیں۔ اللہ ایمان ویقین پر استقامت اور صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز فرمائے "قندھار کے مرد جری" عمر ثالث کی جس نے صدیوں بعد مسلمانوں کی جائے پناہ اور مرجع ہونے کی ذمہ داری اٹھائی اور حق ادا کر دیا۔

اللہ رب العزت ہمیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائے (آمین)

اللہ تعالیٰ اس کتاب میں درج باتوں کو اپنی زندگی میں لانے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور حقیقی مجاہد بنائیں اور اس ٹوٹی پھوٹی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

آمين والحمدلله رب العالمين

وصلى الله على النبي الكريم وآله وصحبه أجمعين

---

[1] ابن کثیر ۲/۲۹۰، بیہقی ۱۷۸۶۳، مصنف عبدالرزاق ۹۵۲۴، کتاب السنن ۲۵۴۰، سنن سعید بن منصور ۹۸۶، الأم للشافعی ۴/۱۷۱

المصادر والمراجع

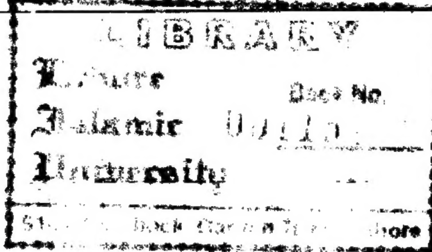
الآمدی، أبوالحسن علی بن محمد م ۶۳۱ھ	الإحكام فی أصول الأحكام	دار الكتاب العربی، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ
الآلوسی، أبوالفضل محمود الآفندی م ۱۲۷۰ھ	روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی	دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۸ھ
الأسنوی، جمال الدین عبدالرحیم م ۷۷۲ھ	نهایة السول شرح منهاج الأصول	مطبع محمد علی صبیح ۱۴۰۹ھ
أمیر بادشاه، محمد أمین البخاری	تیسیر التحریر	مكتبة مصطفى البابی الحلبی، مصر ۱۳۵۰ھ
أبوداؤد، سلیمان بن أشعث السجستانی الأزدی م ۲۷۵ھ	السنن	دار الفكر، بیروت الطبعة الثانیة ۱۴۱۳ھ
أبوإسحاق، إبراهیم بن علی الشیرازی م ۴۷۶ھ	طبقات الفقهاء	دار القلم، بیروت
أبوإسحاق، إبراهیم بن محمد بن مفلح المقدسی الحنبلی م ۸۸۴ھ	المبدع	المكتب الأسلامی، بیروت ۱۴۰۰ھ
إسحاق بن إبراهیم بن مخلد بن راهویه م ۲۳۸ھ	المسند	مكتبة الإیمان، المدینة المنورة الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱ء
أبونعیم، أحمد بن عبدالله بن أحمد الإصبهانی م ۴۳۰ھ	المسند المستخرج علی صحیح الإمام مسلم	دار الكتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولى ۱۹۹۶ء
أبونعیم، أحمد بن عبدالله بن أحمد الإصبهانی م ۴۳۰ھ	معرفة الصحابة	دار الوطن، الریاض ۱۴۱۹ھ
أبویوسف، یعقوب بن محمد م ۱۸۲ھ	كتاب الخراج	دار الفكر، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۰۷ء
أبویوسف، یعقوب بن محمد م ۱۸۲ھ	الرد علی سیرة الأوزاعی	دار الكتب العلمیة، بیروت الطبعة الثانیة ۱۴۱۵ھ
أبوشامة، عبدالرحمن بن اسماعیل المقدسی م ۶۶۵ھ	مختصر المؤمل	مكتبة الصحوة الإسلامیة، كویت ۱۴۰۳ھ
الأسنوی، جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن م ۷۷۲ھ	التمهید	مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۰۰ھ
ابن حبان، أبوحاتم محمد بن حبان التمیمی البستی م ۳۵۴ھ	الصحیح	مؤسسة الرسالة، بیروت الطبعة الثانیة ۱۴۱۴ھ
ابن حجر، أحمد بن علی بن حجر العسقلانی م ۸۵۲ھ	تلخیص الحبیر	المكتبة الإسلامیة، المدینة المنورة ۱۹۶۴ء

ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني م ۸۵۲ھ	الدراية في تخريج أحاديث الهداية	دار المعرفة، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ
ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم م ۷۲۸ھ	الفتاوى الكبرى	دار المعرفة، بيروت ۱۳۹۹ھ
ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم م ۷۲۸ھ	المسودة	مكتبة المدنية، القاهرة، مصر ۱۴۰۸ھ
ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر م ۷۵۱ھ	إعلام الموقعين	دار الجيل، بيروت ۱۹۷۳ء
ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع البصري م ۲۳۰ھ	الطبقات الكبرى	دار صادر، بيروت ۱۴۰۹ھ
ابن صلاح، أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن	الفتاوى والمسائل في الفقه	عالم الكتب، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ
الشهرزوري م ۶۴۳ھ	والحديث والأصول	
ابن منظور، محمد بن مكرم بن منظور الأفريقي م ۷۱۱ھ	لسان العرب	دار صادر، بيروت الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ
ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني م ۲۷۵ھ	السنن	دار الفكر، بيروت الطبعة الأولى
ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم م ۹۲۶ھ	الأشباه والنظائر	قديمي كتب خانه، كراچي
ابن قدامة، عبد الله بن أحمد المقدسي م ۶۲۰ھ	المغني	دار الفكر، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ
ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد الكوفي م ۲۳۵ھ	المصنف	مكتبة الرشد، الرياض الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ
ابن المنذر، أبو بكر محمد بن إبراهيم النيسابوري م ۳۱۸ھ	الأوسط في معرفة السنن والإجماع والاختلاف	مكتبة دار طيبة، الرياض الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ
البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي م ۲۵۶ھ	الجامع الصحيح	دار ابن كثير اليمامة، بيروت الطبعة الثالثة ۱۴۰۷ھ
البهوتي، منصور بن يونس بن إدريس	كشاف القناع عن متن الإقناع	دار الفكر، بيروت ۱۴۰۲ھ
البيضاوي، عبد الله بن عمر بن محمد، القاضي م ۷۹۱ھ	أنوار التنزيل وأسرار التأويل	دار الفكر، بيروت ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶ء
البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي م ۴۵۸ھ	السنن الكبرى	مكتبة دار الباز، مكة المكرمة ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء
البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي م ۴۵۸ھ	معرفة السنن والآثار	دار الوفاء، مصر ۱۴۱۲ھ
الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى السلمي م ۲۷۹ھ	السنن	دار إحياء التراث العربي، مصر ۱۴۰۹ھ
الجصاص، أبو بكر أحمد بن علي الرازي م ۳۷۰ھ	أحكام القرآن	دار إحياء التراث العربي، بيروت ۱۴۰۵ھ

الجويني، إمام الحرمين، عبد الملك بن عبد الله ابن يوسف م ٤٧٨ھ	الاجتهاد	دار القلم، دمشق الطبعة الأولى ١٤٠٨ھ
الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري م ٤٠٥ھ	المستدرك على الصحيحين	دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ١٤١١ھ
الخطيب، أبو بكر أحمد بن علي البغدادي م ٤٦٣ھ	تاريخ بغداد	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٣ھ
الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن م ٢٥٥ھ	السنن	دار الكتاب العربي، بيروت الطبعة الأولى ١٤٠٧ھ
الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد م ٣٨٥ھ	ذكر أسماء التابعين ومن بعدهم	مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت الطبعة الأولى ١٩٨٥ء
الدسوقي، محمد عرفة	الحاشية على الشرح الكبير	دار الفكر، بيروت الطبعة الأولى ١٤٠٣ھ
الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان، الحافظ م ٧٤٨ھ	تذكرة الحفاظ	دار الصميعي، الرياض الطبعة الأولى ١٤١٥ھ
دار الصميعي، الرياض الطبعة الأولى ١٤١٥ھ	سير أعلام النبلاء	مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة التاسعة ١٤١٣ھ
الرازي، محمد بن عمر بن الحسين م ٦٠٦ھ	المحصول	جامعة الإمام محمد بن سعود، الرياض ١٤٠٠ھ
الرملي، محمد بن شهاب الدين الشافعي م ١٠٠٤ھ	نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج	مكتبة المدينة، القاهرة، مصر ١٣٠٤ھ
زين بن إبراهيم بن محمد بن بكر م ٩٧٠ھ	البحر الرائق	دار المعرفة، بيروت سنة النشر غير موجود
السرخسي، أبو بكر محمد بن أحمد بن سهل	المبسوط	دار المعرفة، بيروت ١٤٠٦ھ
السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن الكمال م ٩١١ھ	الدر المنثور	دار الفكر، بيروت ١٩٩٣ء
السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن الكمال م ٩١١ھ	تقرير الاستناد في تفسير الاجتهاد	دار الدعوة، الإسكندرية الطبعة الأولى ١٤٠٣ھ
السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن الكمال م ٩١١ھ	الأشباه والنظائر	دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ١٤٠٣ھ
السمعاني، أبو المظفر منصور بن محمد م ٤٨٩ھ	قواطع الأدلة في الأصول	دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ١٩٩٧ء
الشاطبي، إبراهيم بن موسى الغرناطي المالكي م ٧٩٠ھ	الموافقات في أصول الشريعة	دار المعرفة، بيروت الطبعة الثالثة ١٤١٩ھ
الشافعي، الإمام محمد بن إدريس م ٢٠٤ھ	الأم	دار المعرفة، بيروت الطبعة الثانية ١٣٩٣ھ
الشامي، ابن عابدين، محمد أمين	حاشية رد المحتار على الدر المختار	دار الفكر، بيروت الطبعة الثانية ١٣٨٦ھ
الشامي، ابن عابدين، محمد أمين	شرح عقود رسم المفتي	إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي

الشاہ ولی اللہ، أحمد بن عبدالرحیم الدہلوی م ۱۱۷۶ھ	عقد الجید فی أحکام الاجتہاد والتقلید	المطبعة السلفیة، القاہرة، مصر ۱۳۸۵ھ
الشوکانی، محمد بن علی بن محمد م ۱۲۵۰ھ	القول المفید فی الاجتہاد والتقلید	دار القلم، کویت ۱۹۹۶ء
الشوکانی، محمد بن علی بن محمد م ۱۲۵۰ھ	إرشاد الفحول إلی تحقیق علم الأصول	دار الفکر، بیروت الطبعة الأولی ۱۴۱۲ھ
الشیبانی، الإمام محمد بن الحسن م ۱۸۹ھ	المبسوط	إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی
الشیبانی، الإمام محمد بن الحسن م ۱۸۹ھ	الجامع الصغیر	عالم الکتب، بیروت الطبعة الأولی ۱۴۰۶ھ
الشیبانی، الإمام محمد بن الحسن م ۱۸۹ھ	الجامع الکبیر	الدار المتحدة للنشر، بیروت الطبعة الأولی ۱۹۷۵ء
صبحی محمصانی، ڈاکٹر	فلسفہ شریعت اسلام	ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور طبع اول
الصنعانی، محمد بن اسماعیل م ۱۱۸۲ھ	إرشاد النقاد إلی تیسیر الاجتہاد	دار السلفیة، کویت الطبعة الأولی ۱۴۰۵ھ
الطبرانی، أبو القاسم سلیمان بن أحمد م ۳۶۰ھ	المعجم الکبیر	مکتبة العلوم والحکم، الموصل الطبعة الثانیة ۱۴۰۴ھ
الطبرانی، أبو القاسم سلیمان بن أحمد م ۳۶۰ھ	المعجم الأوسط	دار الحرمین، القاہرة ۱۴۱۵ھ
الطبرانی، أبو القاسم سلیمان بن أحمد م ۳۶۰ھ	المعجم الصغیر	دار عمار، عمان الطبعة الأولی ۱۴۰۵ھ
الطبری، أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید م ۳۱۰ھ	تہذیب الآثار	المکتب الإسلامی، بیروت الطبعة الأولی ۱۴۰۹ھ
الطحاوی، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة م ۳۲۱ھ	مشکل الآثار	دار الکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولی ۱۳۹۹ھ
الطحطاوی، أحمد بن محمد بن إسماعیل م ۱۲۳۱ھ	الحاشیة علی مراقی الفلاح	مکتبة مصطفی البابی الحلبی، مصر ۱۴۱۸ھ
ظفر أحمد عثمانی، مولانا	إعلاء السنن	إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی
عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی م ۲۱۱ھ	المصنف	المکتب الإسلامی، بیروت الطبعة الثانیة ۱۴۰۳ھ
العدوی، علی الصعیدی المالکی م	حاشیة علی شرح کفایة الربانی	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۲ھ
علی بن أبی بکر المرغینانی م ۵۹۳ھ	الہدایة شرح البدایة	المکتبة الإسلامیة، بیروت سنة النشر غیر موجود
الکاسانی، أبو بکر بن مسعود بن أحمد م ۵۷۷ھ	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	میر محمد کتب خانہ، کراتشی سنة النشر غیر موجود
اللکنوی، عبدالحی	عمدة الرعایة فی شرح حل الوقایة	مکتبة رشیدیة، سرکی روڈ کوئٹہ
مالک بن أنس الأصبحی م ۱۷۹ھ	الموطأ	دار إحیاء التراث العربی، مصر ۱۴۱۹ھ

مالک بن أنس الأصبحی م۱۷۹ھ	المدونۃ الکبری	دار صادر، بیروت ۱۴۱۲ھ
محمد بن أبی بکر بن عبد القادر الرازی م۷۲۱ھ	مختار الصحاح	مکتبۃ لبنان ناشرون، بیروت طبعۃ جدیدۃ ۱۴۱۵ھ
محمد بن عبداللہ بن أحمد الربعی م۳۹۷ھ	مولد العلماء ووفیاتھم	دار العاصمۃ، الریاض الطبعۃ الأولی ۱۴۱۰ھ
محمد بن عبد العظیم الرومی الحنفی م۱۰۶۱ھ	القول السدید	دار الدعوۃ، کویت الطبعۃ الأولی ۱۹۸۸ء
محمد بن یوسف بن أبی بکر العبدری م۸۹۷ھ	التاج والإکلیل	دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۸ھ
محمد بن محمد بن محمد بن حسن م۸۷۹ھ	التقریر والتحبیر	دار الفکر، بیروت الطبعۃ الأولی ۱۹۹۶ء
محمد عمیم الإحسان المجددی الحنفی	قواعد الفقہ	الصدف پبلشرز، کراتشی الطبعۃ الأولی ۱۴۰۷ھ
المرداوی، أبو الحسن علی بن سلیمان م۸۸۵ھ	الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف	دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۲ھ
المزی، أبو الحجاج یوسف بن زکی م۷۴۲ھ	تھذیب الکمال	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت الطبعۃ الأولی ۱۴۰۰ھ
مسلم بن حجاج بن مسلم النیسابوری م۲۶۱ھ	الصحیح	دار إحیاء التراث العربی، مصر ۱۴۰۹ھ
مسلم بن حجاج بن مسلم النیسابوری م۲۶۱ھ	الکنی والأسماء	الجامعۃ الإسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۴ھ
النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب م۳۰۳ھ	السنن المجتبی	مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، حلب ۱۴۰۶ھ
النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب م۳۰۳ھ	تسمیۃ فقہاء الأمصار	دار الوعی حلب الطبعۃ الأولی ۱۳۶۹ھ
النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب م۳۰۳ھ	تسمیۃ من لم یروعنہ غیر رجل واحد	دار الوعی حلب الطبعۃ الأولی ۱۳۶۹ھ
النووی، أبو زکریا محی الدین یحیی بن شرف م۶۷۶ھ	تہذیب الأسماء واللغات	دار الفکر، بیروت الطبعۃ الأولی ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء
النووی، أبو زکریا محی الدین یحیی بن شرف م۶۷۶ھ	المجموع شرح المھذب	دار الفکر، بیروت الطبعۃ الأولی ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء
النووی، أبو زکریا محی الدین یحیی بن شرف م۶۷۶ھ	روضۃ الطالبین	المکتب الإسلامی، بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۵ھ
الہیثمی، علی بن أبی بکر م۸۰۷ھ	مجمع الزوائد	دار الریان للتراث، القاہرۃ ۱۴۰۷ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

١٤٠١ هـ

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا القرآن الحکیم

مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا کے جیتے ... رہنے والی نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے ہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع (۴۶/۱۵)